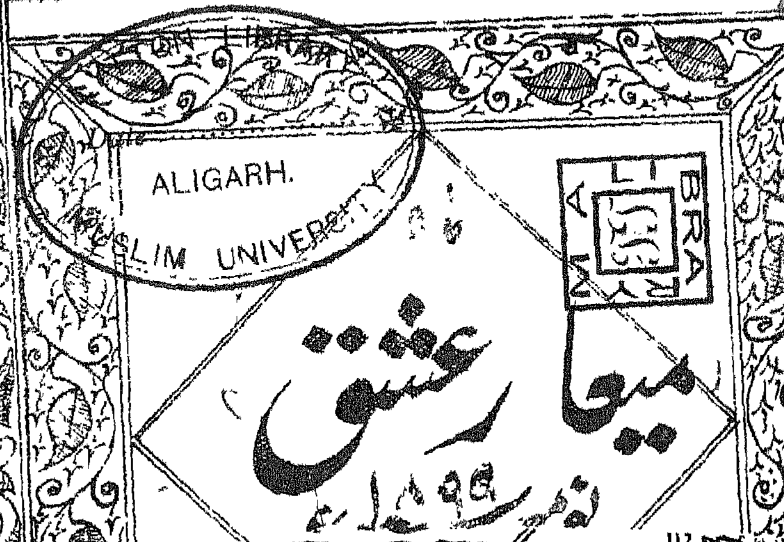
ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

ازین دیوان سعادت اقتران فیض ترجمان ... ازلی و فضال المیزل نسخه دیوان ...



میعار عشق

۱۸۹۹ء

باہتمام منشی احمد علی مہتمم نجومی پریس و اخبار سفیر قیصر

مطبع نجومی ... بریلی میں طبع ہوا



ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

[illegible]

CHECKED-2002

میعار عشق

باہتمام منشی احمد علی مینیجر مجتبائی پریس و اخبار سفیر قیصر

در مطبع مجتبائی لاہور [illegible] طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در بحر ہزج مثمن سالم ردیف الالف ارکان آن مفاعیلن ہشت بار

مناسب مشغلہ ہے حمد خلاق دو عالم کا
بھروسہ ایک ساعت کا ہے اے غافل نہ اک دم کا

کیا شکوہ نہ اندوہ فراق یار ہمدم کا
جہاں میں آج میں ثانی ہوں ابراہیم ادہم کا

بہا جا کہہ عین حسرت کی ہی جوان سات پردو نکلے
تماشا دیکھتا ہے ایک عالم اوسکے عالم کا

بنایا نور احمد پہلے ہی جا اسلیئے آخر
شرف معلوم ہوتا قدسیو نپر نسل آدم کا

بہت کچھ اوس آفتاب حسن کا ہیبت اثر ہوگا
ستارہ وہ مرے طالع کا اوج اوس چرخ پر جسکا

الٰہی تو بچانا کشتی عالم کو طوفان سے
سمندر جوش پر ہے پھر ہماری چشم پرنم کا

ملا وہ بہت وقت کا کیا میں ہیجان کرتا
کیا جی چھوٹ خود دیکھے ہے میری ابن مریم کا

میرے سینہ پہ کیا کیا سانپ لوٹے پاس حسرت کے
وہ گل نکلا جو سنہ پر ڈالکر رو ال شبنم کا

عقوبت کے فرشتے لے تو نکلی تھے مجھ عاصی کو
بہا جا پہونچے جہان میں ہو لکر رستہ جہنم کا

گرفتار محبت خود کیا دل کی تمنا نے — ہوا پابند چہوکر ہاتہہ سے بند اونکے محرم کا

مقام بیجسی دیکہو جہان بیٹہا نہ پہر اوٹہا — مگر مین ناتوان نقش نگین ہون کوی نامحرم کا

پچوری زلف اوسنے دست نگین ستے تو دل بولا — عجب ہی پنجۂ مرجان نے سونتا ہے [illegible] کا

بتا خورشید محشر سوز پنہان کا اثر دیکہو — چہوڑا پہینکا تہا زخم جیسے پہایا نسخ مرہم کا

ہوئے وہ مہمان غیر ونکے بہت تازہ ستم دیکہو — اودہر شوال کی پہلی ادہر عشرہ محرم کا

اودہر جہلین ہین غیر ونسے ادہر مین زار روتا ہون — اونہین تو عید عاشورہ ہے یہان ماہ محرم کا

سیکہا ہین کسی مین جیسے یہہ چالین تو یہہ — بیلی تو چوم اون پا پان قدم اوج اوس معظم کا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان آن مفاعیلن ہشت بار

وہی ناجی ہے بیشک مستحق ہی باغ جنت کا — وسیلہ جسنے پایا یا علی تیری حمایت کا

فدائی تہا جو مین روز ازل سے ایہی صورت کا — عدم سے آکے آخر یہان بنا پتلا محبت کا

نشان کامل یہہ ہی ایمان تیرے عاشق تربت کا — تمنا خاک اوڑائی ہی گذر ہے پاس حسرت کا

کوی دیکہو تو پہر کیونکر نہون پتلا نہ حیرت کا — سدا آئینۂ خاطر مین ہی عکس ونکی صورت کا

عجب ارشاد تہا لفظ دو حرفی سے نہی حکمت — کہ اب دیکہا نتیجہ یہہ کرشمہ اوس اشارت کا

مکین سے کام ہے گبر و مسلمان ہی مکان کیا — کنشت و کعبہ اک مقصد ہی دونون بکے زیارت کا

دلائل کی ضرورت کیا بہلا اثبات کی کیا حاجت — کیا ہر فرد کی کثرت نے قائل تیری وحدت کا

سحر سے روز تا شام اسلئے مین زار روتا ہون — لکہا اشک ندامت سے مٹے شاید کہ قسمت کا

لگی دونوں طرف ہی دیکھیں کسکی بات رہتی ہے
اودھر ہے ظلم کرنے کی ادھر نیت ہی الفت کا

جو دیکھے دل و بیتاب مطلب کو تو نے ہی
ہمیشہ سے رہا [illegible] نہی حماقت کا

ہمیں ہم سے گئے نادان جیسے خاک آنکھو
نہیں ہے تاب باقی نہ کوئی یار صحبت کا

وفور [illegible] سے تماشای راز کر بیٹھے
دل نے صبر نے تغافل کیا مورد ملامت کا

وصال آخر و لیکن ٹھہری وصل کی اوٹھیے
سنا ہوگا نہ ہمسایہ بھی کوئی محرم قسمت کا

چلو چھوٹو اک بوسہ ہی ہمکو [illegible] حساب
لب [illegible] تھے سخاوت کا

مقام غور ہے یہ کارسازی عشق کی دیکھو
ہمیں [illegible] وہاں پڑا کر طوق منت کا

سوای کنج تحصیل و زنجیر یوسف کو بن آئی
یکایک مصر میں [illegible] صورت کا

گذر جاتا ہے اوپن سر الواح زندان ہر
کبھی حسرت حیات جاتا ہے ہمکو گلی صحبت کا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل بھی ہارا زبان کو بھی پلٹ کر رہ گیا
عشق کا سودا ہمارے اپنے ہی سر رہ گیا

حاجب لعنت کو کہتے ہیں کہ اوس وصلیں
رات بھر وصل کی کیفیت میں لپٹ رہ گیا

حیف محروم شہادت ہوں میں گشتہ نصیب
جب برا آگے تو قاتل مجھے سٹ کر رہ گیا

اوسکے حسن عالم افروز نے یہ دی کاہش اسے
آفتاب اوسکی شکل گھٹ کر رہ گیا

اوسکو شاید خستہ حالی پر مرے رحم آگیا
آج تو دربان بھی کچھ لوپن ہٹ کر رہ گیا

اوس نے ہمسے وصل کا وعدہ جو مستحکم کیا
کل رقیب روسیہ کیا دل میں کٹ کر رہ گیا

کچھ ہوکر یار باغ میں وصف گل [illegible] یار
سرو میں غنچہ کا حسرت سے سمٹ کر رہ گیا

ہاں کوئی دو چار چوٹیں سخت جانور [illegible]
کیا یہ بہتا اوپہا سا جو ہاتھ اوچٹ کر رہ گیا

شمع کے جلنے سے ہم پر عدم تنہا گئے — اپنا ساتھی راہ سے اک ایک کٹ کر رہ گیا

عشق بازی میں کوئی چال تو چوکی یہی افسوس
حیف اپنی جیت کا پانسہ پلٹ کر رہ گیا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمیشہ ہو پایا تو پرپا صبر سکندر کا — بلند ایوان کسری سے ہی رتبہ اپنے قیصر کا

از نکلے رونے سے ٹھہرا جو برگشتہ مقدر کا — تو مرے ذبح سے ہی منہ پھرا قاتل کے خنجر کا

ہمیں بیکس سمجھ او بت لوٹا سا قد اونچا دلبر کا — الہی سب جو ہوئے عشق قمری کو صنوبر کا

قیامت کی شب وصل اور ابد باری ہی ڈالا — صدائے صور تھی نعرہ تھا اللہ اکبر کا

کیا منہ حسن او بت کو آئینہ کی صحبت نے — کسی صورت تو کاٹا چاہئے ہو سچا سکندر کا

شاید ہوش ہی شب تمہاری چشم میگوں کا — نہ ہو نکلا مسیح محشر ہی تو شرابی ساغر کا

ہم اپنے رفت جہاں ہی کٹ بات چل لیں کیا کریں یا ہی — جگر ہم سیکو ہی کوئی ہاتھ آجاتا جو پتھر کا

کمر میں شکوہ غصہ اپنی لئے جب ہم نہیں تھی — برا ہو خانہ برباد عشق فتنہ پرور کا

وقت مطلب گر کفن سے ہی تعلق سبکی میت کو — دیکھانے کا یہ نادان سب سو سامان ہی او

ہماری وادی غربت میں ہی کس چین سے گذری — ہمیشہ کام نہاروں نے دیا پھولوں کے بستر کا

بھی سودا ای اب سر کو اگر ملتا تو ہم لیتے — عیوض تار کاکل یار اور [illegible] مشک عنبر کا

بجا ہے تھا قصیر جیسر عشق میں ڈوبا تو پہنچ ڈوبا — [illegible] اور کیا ہے ایسے دل کے شناور کا

دو نشین انکی کوئی چال آج اپنا نہیں پہلو
شناسا نیک گردش سب رنگ اپنی جوہر کا

بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

عیادت سے مریض غم سنبھل جاتا تو کیا ہوتا
تمھارے جیکو دو دن اور کھل جاتا تو کیا ہوتا

مریضوں پر اجل کا وار چل جاتا تو کیا ہوتا
نہ آتے تم ہمارا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

عصای دور اندیشی سے نے کیا ثابت قدم رکھا
مین اونکی چکنی باتوں سے پھسل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصل ہی کیا جلدی سحر کی الفلک تو نے
کسی بیکس کا گر ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

خدا نے خیر کی صد شکر کیا اچھے چھٹے ورنہ
یہہ دل اوس بت کے دو فقروں مین چل جاتا تو کیا ہوتا

خدا کے واسطے یہہ چال چھوڑ اے بت قیامت ہے
کسی عاشق کا دل تلووں سے مل جاتا تو کیا ہوتا

دکھا کر سبکو جلوہ پھر چھپے پردوں مین کیون جا کے
جو کوی آپسی باہر نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ آنا تھا اونہین منظور اجل ہی آنے دیتے بہر سے
اگر یہہ سخت جان دو دن سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

اوسی کا جنکے نشتر ہی نہین ایجان وہ کانٹے ہین
سراسر آپکے زلفونکا بل جاتا تو کیا ہوتا

توقف کا یہہ باعث تھا جو مین تڑپا نہ مقتل مین
ابھی قاتل تو کمسن تھا دہل جاتا تو کیا ہوتا

یہہ سب کس طرح جیسے عیش و عشرت مین بسر ہوتے
ارے ایسے یہہ دولت ملے کل جاتا تو کیا ہوتا

دل مضطر کو سو سو بار بہلا کر نکل بھاگے
یہہ ناداں اوسکے کوچہ مین مچل جاتا تو کیا ہوتا

شب فرقت مین بسر کرتے ہی یہان آہ سو ان کو
مکان لامکان بھی اسمین جل جاتا تو کیا ہوتا

لوشتہ لیلیا اسے اوج اوس نے ہنسکے دل لیکر
جو اپنے قول سے شاید بدل جاتا تو کیا ہوتا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن اکثر فاعلات

ہائے کس بد عہد کے قول و قسم مین آگیا
یہہ دل نا تجربہ کار اوسکے دم مین آگیا

فرق سابق کی جو الطاف و کرم مین آگیا
کو منا النقص اسے ستم ایجاد ہم مین آگیا

عیب پہلے تھا پرایا ہی جو ہم مین آگیا
شیخ ہی کعبہ سے لو بیت الصنم مین آگیا

کیا قرین تسلیم ہستی سے ہی ملک جاودان
آنکھہ اپنی پہر کی بند رہ روی عدم مین آگیا

بھول ہی بیٹھا حقیقت مین ہمین وہ خود غلط
خط نہ شکوہ لکھا ہی ان روزون رقم مین آگیا

خار تہا صحرا بے جنت سے فزون پیش نگاہ
کوی جانان یاد جب باغ ارم مین آگیا

آنکھہ ملتے ہی نگہ اوٹھتا ہے اسے صفاک دیکھہ
بل یہہ کیسا خنجر ابرو کے خم مین آگیا

اسکے وحشت کا مین قایل ہون نہ پہر کہا یا کہا
دل بکمند زلف سے چہوٹتے ہی رم مین آگیا

سہل ہر منزل کیا احباب لے پہونچے مجھے
مین سنبہالنے تا بہ مدفن دو قدم مین آگیا

صاف جسنے قلب کو زنگ خصومت سے کیا
حال عالم کا نظر اس جام جم مین آگیا

وہ ملال و رنج شادی سے مبدل ہو گیا
یاد جب نام علی اندوہ و غم مین آگیا

طول سے کیا اوج اپنا ہاتہہ روکا چاہیئے
بس وہ کافی ہے جو تحریر قلم مین آگیا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن گاہی فاعلات

موسم گلہین برا ہوا اوس ستم ایجاد کا
آشیان جسنے اوجاڑا بلبل ناشاد کا

ہون جو بیٹھا اک بت خودکام و ظلم ایجاد کا
ذکر بھولے سے نہین لب پر خدا کی یاد کا

تیری تیغ ہی پہ حکم قتل جب او سینے دیا
شرم سے پہر بہ گیا منہ خنجر فولاد کا

مثل بلبل کوئی نالان کوی خندان شکل گل
یہہ تماشا ہمنے دیکھا گلشن ایجاد کا

کہیچتے کس شکل سے اوس لعبت چین کی شبیہ
کانپ تا تہا دست جراءت مانی و بہزاد کا

ہمصفیرو اسقدر ذوق اسیری ہی مجھے
اندلون خود ڈہونڈہتا پہرتا ہون گہر صیاد کا

ہمسے اے بیدرد جو تونے کیا بہتر کیا
کیا زبان پر لائے شکوہ تیری بیداد کا

وہ ہی گلگشت رونق بخش گلشن جب ہوئے
عندلیبون نے مچایا غل مبارکباد کا

جیسے دیکھا قامت موزون و زیب یار کو
گر گیا آنکھون سے جلوہ سنبل و شمشاد کا

بیت سے دیوانے کی ہے یہ سلسلہ بندی کا غل
ہے در زندان پہ مجمع فوج جلاد کا

ہی بجا ہے تیری درگہ مین کریم کارساز
آج ہے محکوم نقش خانما برباد کا

کثرت عصیان سے یکسر کانپتے ہین دست و پا
ای مرے مولا بڑا ڈر کا ہے روز داد کا

عفو عصیان کر کہ پائے نار دوزخ سے نجات
واسطہ روح رسول آلہ الامجاد کا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

لے تماشا تو کر اس مجمع عشاق کا
آج ڈنکا ہے ترے شہرہ آفاق کا

وہ بھی وہی جام صراحی مین نہ رکھ ساقی کا
بول بالا ہے الست کے ساقی کا

واہ انسان سے کیا حسن مین پرتو تجمل
عکس اونے سایہ ہی آپ کے خلاق کا

کچھ بھی پھیلا نہ گیا صدمہ فرقت پہ تبا
کیا دعوی تہا علاج سے مشتاقی کا

کیا کرین ہاے کہان جا کے چھپے ای عقاب
کہ ٹھکانا ہی نہین مجرم اطلاق کا

تو چلے آئے وہ دوڑے ہوئے اللہ رے کرم
تذکرہ غیر سے سنکر مری مشتاقی کا

اب یہ ثابت ہوا تو یاد نہ لی کرتے ہے
کھل گیا بھید ستمگر ترے تریاق کا

نعمتین ہین جیسے مقبرون کیلئے ای رب
سنکر کس منہ سے اوٹھا ہو تیری رزاقی کا

نسبت لعل و گہر مین لب عندان الشیخ
اسکی سرخی کا ہے دعوی تو نہین براق کا

دیکھی اک جنبش ابرو سے کئے دو ٹکڑے
آج ترکو متین ہے شہرہ ترے قتاقی کا

لقد جان جیکے او نہین پائی واعظ آج
لاؤ سجدہ تو بجاوین کے بیباقی کا

صہ ۹ بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن و بمقامے فاعلات ملا

غیر سے شکوہ نہیں کرتے ترے بیداد کا
ہے تجھے بے قصد تیرے ظلم کے فریاد کا

ہی قضا لے مرہم اے ہمدرد ملنے کی نہیں
لو رگِ جان میں در آیا نشترِ فصّاد کا

اشکِ خونی چشمِ گریان سے لگی کرنے لگے
پھر ہون لے سوزِ جگر طالب تری امداد کا

ورد ہے جوشِ جنون میں لیلی و مجنون کا گر
دل کو ہے مرغوب قصہ وامق و فرہاد کا

ہمصفیرو تھی عبث اپنی شکایت غیر سے
آپ وا ئینے نے دیکھایا مجکو گھر صیاد کا

خوب پر کھا دام آفت میں پہنسے او بد چلن
ہے ہمارے قلب پر سکہ تری بیداد کا

جام مے کا دست ساقی سے ہے میخانہ میں وو
قلقلِ مینا سے نغمہ ہے مبارک باد کا

جنبشِ ابرو سے دکھلے صاف دو ٹکڑے ہوۓ
کتنا پورا ہاتھ پڑتا ہے مرے جلّاد کا

قبرِ عاشق نہیں ہم کہتا ہے کیون اے کینہ جو
نام کو باقی نشان ہے خانماں برباد کا

بے تکلف ابتو چھاتی سے لپٹ آو کانپ ہم
دل کبھی تو شاد ہو ظالم کسی ناشاد کا

صہ ۱

اوج ولیمین شعرگوئی کا تو ہے سچا خیال
ہان مگر کچھہ فیضِ صحبت ہی تجھے اُستاد کا

صہ

صہ بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن گاہی فعلان

سرد مہری سے ہوا آپ کا مائل ٹھنڈا
کیا جلا کر کسی بیدل کو کیا دل ٹھنڈا

خونِ مجرم سے کیون ابتو ہوا دل ٹھنڈا
بے تڑپکر ہوا آخر ترا بسمل ٹھنڈا

عشق کی آگ سے جلتا رہا مین سوختہ جان
ہوا جبتک نہ ہہ خنجرِ قاتل ٹھنڈا

اون سے کب ہے یہہ کوئی پھر تیری دیوانے
جوش وحشت سے کیا طوق و سلاسل ٹھنڈا

ہون وہ افسردہ جگر گر نفسِ سرد بہرون
کرہ زم کیطرح ہو حبِ بابل ٹھنڈا

آئے ایام خزان فصل بہار آخر ہے / ہوگیا باغمین غوغاے عنادل ٹھنڈا

چاند ابر مین خجلت سے نہ کیون منہ کو چھپایے / روبرو ہے ترے حسنِ مہِ کامل ٹھنڈا

ہی غرض اہل سخن سے نہ جلا دل اسے اوج / ترے بندش کو جو سمجھے کوئی جاہل ٹھنڈا

صــ۱۱ بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۱۰

ہمکو کرتے نہ ترے گھر کے طرف رو اپنا / پر ہین مجبور کہ دل پر نہین قابو اپنا

ہم ہی بیگانے ہین ظالم جو نہین تو اپنا / ڈھونڈھ لیتے ہین کوئی زینتِ پہلو اپنا

کیجیو پھر رخِ جانان سے صفا کا دعوے / آب شبنم سے تو منہ دہو گل خوشبو اپنا

رحم کر رحم شبِ وصل ہی الصبح سحر / پیے لگا اپنو زبان سے کہین تالو اپنا

منفعل مشکِ ختن ہو تو معطر ہو تتار / وا کرے گرہ پڑی نافۂ گیسو اپنا

فقرۂ رشکِ صنوبر مین جو کی آہ و فغان / قمریان بھول گئین نغمۂ کوکو اپنا

قصۂ نلدمن و قیس کو بھولے عشاق / عشق بازی مین وہ شہرہ ہوا ہر سو اپنا

ترے الفت مین تو اپنے ہوئے بیگانے حیف / ہاے اوس پر بھی ستمگر نہ ہوا تو اپنا

ہم بھی وہ سحر زبان ہین کہ نہ مطلق ہو اثر / ہان کرین نرگس فتان ترے جادو اپنا

صــ۱۲ اوج دشمن کا بغل مین نہین رکھنا بہتر / سچ تو ہے پھینک دو دل چیر کے پہلو اپنا ۱۲

بحر منسرح ارکان آن مستفعلن فعولات مستفعلن فعولات

جسکو کہ عشق ترے زلفِ دوتا کا دیکھا / ہمنے نہ اوسکو چھٹتے دامِ بلا سے دیکھا

گل جن گلون کو کھلتے بادِ صبا سے دیکھا / پژمردہ آج اونکو دستِ قضا سے دیکھا

خالق ہے ملتجی ہو تو بھی ولا کہ سب کا
سرسبز باغ مطلب فیض دعا سے دیکھا

عالم میں ایسے اپنے ہیں ساکنان دنیا
یہاں آکے یہہ تماشا ملک بقا سے دیکھا

ہر خلق بھی ہی اسمیں کافر ہوں یا مسلمان
ہمنے بتوں کا جلوہ شان خدا سے دیکھا

خود کار و بیوفا ہیں خوبان دہر ایدل
خالی نہ ایک کو بھی مکر و دغا سے دیکھا

جانبر ہوا نہ ہرگز تیر نگہہ کا گھایل
ایکبار تمنے جسکو ناز و ادا سے دیکھا

آزار عشق کی کیوں درپے ہوا ہے طبیبو
دونا ہوا نہ آخر قند و دوا سے دیکھا

دعوی تہا ہمسری کا اوس زلف عنبریں سے
مشک ختن کو پیتے اپنی خطا سے دیکھا

ناہنم جاہ و حشمت ہے دولت قناعت
ہمنے ذلیل سب کو حرص و ہوا سے دیکھا

صحرای عاشقی میں قیس آکے خوب بھٹکا
تب جادۂ محبت تجھہ رہنما سے دیکھا

١٣	ای اوق ہے یہہ دنیا مہمان سرای فانی رہتے کوئی ہمیشہ شاہ و گدا سے دیکھا	١١

بحر خفیف المسدس مخبون وارکان ان فاعلاتن مفاعلن فعلن

چھپ گھونگھٹ نہیں ہے آنچل کا
صاف لکھا ہے منہ پہ بادل کا

دل لبھاتا ہے طرز ہیکل کا
واہ کیا ذکر ہے جھلابل کا

دوش باد صبا پہ ہے تابوت
کاہش غم نے یہہ کیا بسمل کا

سر چڑھا ہے اوس پری رو کے
دیکھو کیا ہے نصیب صندل کا

جسکو کہتے ہیں گلشن جنت
اک نمونہ ہے اپنے مقتل کا

ہے خموشی امین راز سخن
کم ہے کھٹکا در مقفل کا

لیں گے شیشہ میں اوس پری کو اوتار
علم تسخیر میں بھی ہے ملکا

کشتہ اک نازنین کا ہون یارو	مجھکو دینا کفن بھی ململ کا
حلقۂ چشم مین کمندِ اجل	جان لیتا ہے سحر کاجل کا
اوس متاعِ حیا کا دُرجِ دہن	ہے خزینہ دُرِ مکلل کا
کر نہ فکرِ صباح غفلت چھوڑ	کیا بھروسا ہے تجھکو کل کا

۱۴ — آشنا بحرِ معرفت کا ہو اوج / ساغرِ عمر ہے لبا چھل کا — ۴

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

افسردہ گل ہے جسم پہ چوبن ہی باغ کا	طاؤس ہے نمونہ دلِ داغ داغ کا
کیا ہو مناسبت دُرِ دندان یار سے	کمتر ہے مرتبہ گُہرِ شب چراغ کا
صیاد مین ہون بلبلِ شیدائے گل نجان	خوش آئے کیا فضا مجھے جنت کے باغ کا
واعظ کا نطق بند ہو وہ پاچھے کرون	ہو سامنا تو بلبلِ شیراز و زاغ کا
وہ سوختہ جگر ہون کہ محشر مین ہی یقین	پیرو ہو آفتاب سپر کے لگے داغ کا
بچتا ہے دستِ ظلم سے صیاد کی مجال	بیطور خواستگار ہے اپنے سراغ کا
صحرائی گمنہ حق مین نہ زنہار دوڑیو	یہان پا ہے لنگ فہم و ذکا کی الاغ کا
پاویگا اس کلام کی اہلِ سخن سے داد	شکوہ ولا عبث ہے کسی بد دماغ کا

۱۵ — اسے اوج باز پرس عمل سب کی ہی ضرور / پروانہ مل چکا ہے کسی الفراغ کا — ۱۱

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہشت بار

سینے میں سوزِ درد ہے نے خاطرِ عشاق کو پھونکا	بنا پر کالہ آتش ہر ایک دیوان سے کیے مضمون

۱۶

عجب باریک مضمون ہی میری ہر شعر موزونکا
ہین کشتہ ہون جو عشق کاکل رخسار گلگون کا
نال اپنا نہین ظالم کسی بھی جسم کے خون کا
ہر اک صحبت مین اپنے عاشقی کی قصہ خوانی ہی
ہوئی مجھہ ناتوان کو بوسہ لب سے تیرے طاقت
نہین جہتا مسی پر لیے سبب یہ پانکا لا کہا
وہ درد آمیز ہے قصہ میرے صحرا نوردی کا
شراب ناب مین تو یہ کہان ہی ایسی کیفیت
کئے جوش جنون مین کوچہ جانان کے وہ چکر

۱۷

لہو جسمین سے ہے وافیہ ہے تنک بقراط و افلاطونکا
مقصد ہر رگ بالا پر ہے نشتر مرے خون کا
نہ ہم فرصت سے دم ہو نہ پہونچنے ہی مصاحب کے مضمونکا
گرا سبکی نظر سے تذکرہ لیلا و مجنون کا
طبیب عشق سے پایا عجائب نسخہ معجون کا
گیا ہے وقت کیسا کشور دلپر شبیخون کا
تعجب ہے کیا سینے سے جب کوہ ہامون کا
ہین متوالہ ہون سے تو او کیسیکے چشم میگون کا
گیا ہی چہوٹ سب کے دیکھنے سے چرخ گردونکا

بنا کر کہیل کشتہ اپنے قسمت نے لگارکہے ہین
گلہ بیجا نہین اپنے او رج اپنی بخت وارونکا

بحر تقارب مقبوض واثلم ارکان فعولن مفاعلن فعول فعلن

خوشی ہی احسانکا عداوت بغور دیکھا جو سیم ہہانکا
ہمین ہی وحشت نے ہی نکالا مین مدعی خود ہون اپنی جانکا
ہوئی ہی جسپر تیری عنایت تجھے مال کیا او سکے آگے دولت
کبہی تو عنسی ملی فراغت کبہی ہوے مبتلا ہے محنت
جو چہوٹا آج وہ نسے کوئی بچہڑ کے ملتا تو ہمسے کوئی
جو کبھی تہری گلیمین ہیکل چلی اوسے دیکھا پہلے
ہوا ہی قاتل و تیغ ہائی زحمت تو امید جا ملی ہی کچھ دقت

نہین کسی مین دوئی الفت عجب عالم ہی اس جہان کا
نہ جور گلچین کی ہی شکایت نہ کچھ گلہ ظلم باغبان کا
غنی ہوا ایک پارہ دولت گداے سنگ آستان کا
کسیکی گذری نہ ایک صورت یہ ہے وہ رہتا ہی آسمان کا
پہرا نہ ملک عدم سے کوئی کہ پوچھیے حال رفتگان کا
[illegible] ملک عدم مین چل کر اوٹھ گیا خواب خفتگان کا
[illegible] لگی نہ زخم جگر مین [illegible] کا

کوئی کمی اوسے بہر تزئین کہ ہونگے عشاق خانہ ویران
مثال عاشق کی قبر جانان نشان تو ہونے دیتے ہین نشانا

ہو ہجر گشتہ یہہ مقدر تو تجھکو نالان و خاک بسر
پھرایا دور فلک نے دردر رہتا بتاؤن کہان کہانکا

بجوز کے پلے گی گھٹائین گیسو گرائی بجلی اگر ہنسا تو
گلا ان سے مل کہ وہ ابرو دکھائین جو تیغ کھٹکا لگا

بتا تو لیسے لو ہمال گلشن کہ اسمین جیسے ان ہین سیاہ ریزین
نہ جسمین مطلق ہو جاب داغ گلفتن وہ کیا نشان ہے دہ تیرہ بالکا

۱۷

عبث ہی اپنے دل جو تو حراسان نہ فرط غم سے ہو زار و حیران
کریگا مشکل وہ تیری آسان کہ ہے جو مشکل کشا جہان کا

۱۵

بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیون دیر کی ہے ڈاک کدھر اپنے نامہ بر گیا
کوسون ہے تیری تلاش مین ہر یک نظر گیا

دھیان اوسکے جستجو کا کیئے عمر بھر گیا
گو پاون تھک گئے پہ نہ دوران سر گیا

اولٹین وہین صفین کی صفین کام کر گیا
اسے ترک جسطرف ترا تیر نظر گیا

گذرا نہ عشقبازی سے اور خود گذر گیا
دیکھو کہ سر گیا پہ نہ یہہ درد سر گیا

چھوٹے جنون مین عاقل و جاہل کے تفرقے
بہتر ہوا کہ وسوسہ خیر و شر گیا

صیاد کو سوائے ندامت نہ کچھہ ملا
بازار مین جو لیکے میرے مشت پر گیا

قاتل نے ذبح کرکے چھڑایا عذاب سے
صحت ہوئی نجات ملی درد سر گیا

وامق کو نل کو قیس کو فرہاد کو ملا
ورنہ جنون کا لقب میرے سر بسر گیا

فصاد کشمکش سے چھٹا مین جنون زدہ
اچھا ہوا کہ تار رگ جان نشتر گیا

پیری مین کیا دکھائین جوانی کے ولولے
وہ موسم شباب و جوانی گذر گیا

اب زندگی کے لطف ہین فصل بہار سے
گلچین کو تو جنون ہوا صیاد مر گیا

قسمت کا یہہ لکھا ہے کہ لایا جواب صاف
لیکر پیام حبیب سے پیغام بر گیا

باقی ہین اشک گرم نہ سینہ مین سوز دل — شاید اسی سے آہ کا اپنے اثر گیا
کم ظرف کتنے چاہنے والے ہین آپ کے — جلد ایسا جسکا نشۂ الفت اوتر گیا

١٨ — اے آوج عشق زلف پریشان مین جان دے — ٢٠
اچھا ہوا بلا سے چھٹے درد سر گیا

بحر مجتث مخبون محذوف بحرکت عین ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

ترے ہاتھ سے باقی رنج و الم مین قتیل ستم جو ہوا سو ہوا — چلو آؤ بھی جانے دو کھاؤ نہ غم مین تیرے سر کی قسم جو ہوا سو ہوا
ذرا دل مین تو سوچو یہ بات ہے کیا ہمین آپ سے بد نہ خوشی ہی دیا — پھر اب ہمین ہے کون ملال کوئی کہ ملے آپ سے بحر کرم جو ہوا سو ہوا
نہ اودھر سے پھر آ کوئی پیر و جوان بھلا حال گذشتہ کو کرنا بیان — اے تشنۂ یاس دہر سے روان ہیں سو ملک عدم جو ہوا سو ہوا
چھٹے ہم ہوئی اور سے ربط صنم اسی بات کا ہے میرے دلکو الم — ابھی غیر سے نہی ملنے کی کھاؤ قسم وہی تم وہی ہم جو ہوا سو ہوا
خط عارض یار سے تیرا ہوا برا ہے یہ تنا تجھے کسنی کہا تھا کہ آ — مجھے نسبت و بال ہوئے کہون کیا ارے سبز قدم جو ہوا سو ہوا
شب ہجر مین کی بہت آہ و فغان ہوا ایک کا ما ہی تاثر نہ عیان — ارے جہد فضول ہے اشک روان کہ نکالے ہے چشم جو ہوا سو ہوا
ہوا ہمین ہمارا بھلا کہ برا ہو مناسب وقت تھا مینے کیا — نہیں کرینگے شکوہ جور و جفا سے ستم مین صنم جو ہوا سو ہوا
رکھا پھر نہ لگا یہ ہمہ حسن سے ہمیشہ مرا دل ہو کہ وحشی دشت بلا — کبھی چھوٹا او لجھ کے تو پھر نہ پھنسا یہ ہے وہ صید حرم جو ہوا سو ہوا

١٩ — ایسے ہوئے ہوش تو آوج عبث گئے کہو کوئی بات ہے یہ تو دیوین یہ ہم ہو — ٢١
کسی کعبۂ دل کا طواف کرو چلو ترک صنم جو ہوا سو ہوا

بحر متقارب مثرم ارکان آن فعل فعولن فعل فعولن

خون جگر گل نے پتے سے ساقی تو شرمو چاشنی شراب کیا — ہمنے بھی صد پارۂ دل کو آتش غم پہ کباب کیا
بزم مین شب وصل ماہ لقا نے رخ سے جو دور نقاب کیا — دہر سپاہ نے فرط حیا سے لکۂ ابر حجاب کیا
غنچہ سے تبسم نے کر کے کرشمے اپنا دل بیتاب کیا — پیری مین ہمنے ہاے عزیز و یاد جو عہد شباب کیا

برق گرائی وصل نے شرر نے خصلت نے شورش نے
ابر اوٹھا یاد و جب گریہ نے چشم نے کار سحاب کیا

اپنا بھلا کب یہ کہتے ہین ہمسر خال و عذار و کاکل ہیں
یہہ وہ ہین جنہین ہمنے سمجھا عنبر و مشک و گلاب کیا

اور ہین اب یہان کوئی دم بہر نعش بالین پہ آ کے گر
خانۂ تن سے آنکھون مین آ کر روح نے پای ترل کیا

نکلے وطن سے دشت مین پھر پہنچے جا کے ہین تشنہ نے پیرائے
ہائے بربادی عشق کا جسنے مجھکو خانہ خراب کیا

۱۲ | مجھکو نکالا اوج بلا سے طالع خفتہ سوئے ہین جا کے
آوین کبھی تمھارے ہوا دینے آکے میان خواب کیا | شعر ۲

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دلکو وابستہ گیسوے معنبر رکھا
ہمنے زنجیر مین دیوانہ بنا کر رکھا

حیف کیون ذبح سے محروم ستمگر رکھا
ہمنے سو بار گلے کو تہِ خنجر رکھا

دفن کرنا تھا نہ مجھکو دل بیتاب کے ساتھہ
اسکو پھر کیون نہ عزیزون نے جدا کر رکھا

گو سبکدوش کیا کاٹ کے سر کو لیکن
بار احسان مگر جلاد نے سر پر رکھا

دلبرونے کسی عنوان نہ بچایا دل افسوس
ہمنے کتنا ایسے پہلو مین چھپا کر رکھا

واعظا نارِ جہنم کو بجھا دوینگے
تر ہے یہان اشکونے دامان قبا کر رکھا

اوس ستمگر تجھپہ ہوئی سنگدلی ختم ایسے
صبر کا ہمنے ابد سر پہ ہمالہ پتھر رکھا

اپنے دلکی پس مردن نہ گئی بیتابی
اپنے مابین لحد بھی ہمین مضطر رکھا

پوچھہ الفت کا فرشتو لیے ہی خوب و شہید لکھا
ہمنے یہہ بار گران سر پہ اوٹھا کر رکھا

ناز معشوقون کو بخشا ہے تو عاشق کو نیاز
عدل داور نے دونوکو برابر رکھا

جبسے سینہ مین اپنا دل مضطر تڑپیان
نام اخلاص نے جسکا ہے سمندر رکھا

صاف باطن ہی پہ پہونچہ آپکے جانب سے اوج

۱۰	کچھہ کہا جہوٹہون تو سچون اوسے باور کیا	۱۴۱

بحر ہزج سالم مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جھلکتا ہی رہے ہی ہے برابر جام جس لب کا ۔ دگرگون ہو نہ میخانے مین ساقی رنگ مجلس کا

کہے کیا نسخۂ اکسیر کشتہ نقرہ و مس کا ۔ فقط خاک در جانان ہے لٹکا اس مخمس کا

ہزارون سینہ و دل ناوک فگن نے کیے گھایل ہین ۔ گلا زیر حسام ابرو قاتل ہے کس کس کا

یقین کر خاک باطن ہین سب اصنام پر آلایش ۔ بتون پر ہمنے دیکھا ہے ملمع رنگ کا بس کا

ارے قاتل بھلا ہاتھ اپنا سینہ پر تو رہنے دے ۔ نکل جائیگا دم پھاٹا نہ زخم قلب بیکس کا

فراق یار مین ہوش و حواس و صبر و طاقت نے ۔ کیا آخر کنارہ تھا بھروسہ ہمکو جس جس کا

نہ چھوڑا کاکل مشکین کو اوسکے مار و تار ہو گیے ۔ یہہ وہ کالے ہین منتر ہی نہین جنکے کہین بس کا

مقدر روز محشر کچھ پہ کچھ یہہ رنگ لاویگا ۔ ستمگر خون ناحق ہے تیرے گردن پہ کس کس کا

قفس مین جسم کے گھٹ گھٹ کے جان دی اوسکی فرقت مین ۔ نہ نکلا ضعف سے یہہ مرغ روح ناتوان بس کا

۱۴	جہان مین بیٹھے ہو انتظار یار دو دیکھے وطن مین آو ج عندلیب چمن مین پھول نرگس کا	۲۲

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہشت بار

تخلص جس کیونکر نہ ہو پس لیے فغان پیدا ۔ نشان ہے مہربان ہی اور نہ گرد کاروان پیدا

کریگی زمزمہ سنجی مین کیا حسن بیان پیدا ۔ یہہ گویائی تو کر لے بلبل شیرین زبان پیدا

نہ کیون ہو گردن مینا کا مجوار و گمان پیدا ۔ گلوئے نازنین یار سے ہے رنگ پان پیدا

فلک سے بیچ کھا نہ جائے زمین اپنا کے تعلی ۔ فسترتو کی زبان پر ہے صدای الامان پیدا

کیا صبح نے بسا کر تخشش اپنا پارہ تن نے ۔ ہوئی کچھہ زیر شاخ بید مجنون استخوان پیدا

جگر سینے میں شاید آتش غم سے سلگتا ہے
دہن سے جو دم تقریر ہوتا ہے دھوان پیدا

دل عشاق یون کا ہے کو بیچ و بس بلا ہوتے
نہ ہوتی گر تمہاری کاکل عنبر فشان پیدا

گرہ کہولی ہے شاید زلف کی اوس حور پیکر نے
نسیم صبح سے ہے بوی گلزار جنان پیدا

حسین ہین کسلیے مغرور پہر باغ جوانی پر
ہوا اب تک نکوئی گلستان بے خزان پیدا

جو دیکہا مو بمو توصیف زلف یار مین اوسکا
ہوا تہا شانہ دل چاک گویا صد زبان پیدا

ملایا خاک مین ایک ایک کو پیر فلک تو نے
ہوئے کیا کیا نہ اس [illegible] پیدا

یہان روز ازل سے سیل اشک آنکہون سے جاری ہے
ہوئے تہے ایک [illegible] پیدا

جو مہندی ملکے دریا مین کل اوسنے دست و پا دہوئے
ہوے ہین رنگ [illegible] سب [illegible] پیدا

[illegible] کرتے [illegible] کیا کیا [illegible]
مذاق [illegible] کا ہووے تو ہو وہ قدر دان پیدا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہشت بار

کسی رہ نکلے موقع یار کی نزدیک رسائی کا
نتیجہ دل مین پہر کہتے ہین قسمت آزمائی کا

[illegible] عکس [illegible] اپنی نگی صفائی کا
ہمو سے [illegible] ہی اوس دست حنائی کا

جہکائے ہم ہین سر قاتل پرے ابرو کشیدہ ہین
شہادت کا ادہر شوق اور ادہر تیغ [illegible] کا

اوسکا پہر نکلنا کاکل مشکین سے دل کیونکر
ملا تاریکئی زندان مین کو جیب [illegible] کا

یقین ہے سر کے بل پہونچین گے ایکدن اوسکی چوکہٹ تک
ترقی پہ بہت ہی شوق اے دل جبہہ سائی کا

وہ مالک ہے جسے بخشے نہ بخشے زاہد و صالح کیا
برا ہی ہول زاہد کو ہے [illegible] پارسائی کا

فلک پر کہینچ لیجاتی ہے آہ آتشین جہکو
کیا سوز دل بیتاب نے [illegible] ہوائی کا

یکایک بیمروت ہو کے اوٹہہ جانا نہین اچہا
بشر کو پاس بہی لازم ہے [illegible] آشنائی کا

شب وصل صنم میں زندگی بسر ہووے — خیال آئے نہ یارب خوابمیں روز جدائی کا

بنا کر کہیں اپنے چرخ نے کیا کیا بگاڑے ہیں
گلہ کس سے کریں اے اوج قسمت کی برائی کا

بحر خفیف ارکان آن فاعلاتن مفاعلن فعلن

او نکی تیر نظر کا کیا کہنا — ہاں پر اپنے جگر کا کیا کہنا
جو کہ سایل ہوا ہوا وہ غنی — واہ وا تیرے در کا کیا کہنا
پانی پانی ہے دیکھو ابر بہار — بارش چشم تر کا کیا کہنا
خود فراموش سے شکایت کیا — سچ تو ہے بیخبر کا کیا کہنا
لالہ دکھلائے شوخیان لیکن — اپنے داغ جگر کا کیا کہنا
پار تنہا دل کی اک نگاہ کے ساتھ — تیرے تیر نظر کا کیا کہنا
جو کہ ہوں یاد زلف و رخ میں بسر — ایسے شام و سحر کا کیا کہنا
کیا ہے اوس سنگدل کو موم کیا — آہ تیرے اثر کا کیا کہنا
دیکھو چھایا ہے ہر طرف جون ابر — حال درد جگر کا کیا کہنا
لے ہی پہونچا نہ کوئی قاتل مین — اس دل بیخبر کا کیا کہنا

گفتگو اوس سے خود کرو چل کر
اوج پیغامبر کا کیا کہنا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

خودبین نہ تھی سنگار یہ آٹھوں پہر تھا — آئینہ آپ کے کبھی پیش نظر تھا
سرمے کا کھینچنا تمہیں مد نظر تھا — صندل لگاؤ ماتھے پہ یہ درد سر تھا

دل مبتلائی زلف و رخ سیمبر نتھا
آگے کبھی یہ کشتۂ شام و سحر نتھا

افسوس اوڑ کے جا ہی پھنسا دام زلف مین
کیا بات کہیئے کہ طایر دل باخبر نتھا

ناحق بھٹکتا قیس پھرا ہم سے پوچھتا
وہ آشنای کوچۂ الفت اگر نتھا

کسدن نہ یہ مریض اسیر تعب رہا
گذری وہ کون رات کہ دردِ جگر نتھا

وابستہ مارا اوس بتِ غفلت شعار نے
کیونکر کہون کہ حال سے اپنے خبر نتھا

رنگِ مسی کا اوڑنکی رہا دہیان عمر بھر
بیوجہ دل فدای گل نیلوفر نتھا

وہ سنگ قلب موم کیصورت پگھل گیا
کیا تھا اگر یہ آہ کا اپنی اثر نتھا

لازم تھا کچھ وہ کہتے زبان سے نہ لکھتے خط
پیغام پہونچا نہی اگر نامہ بر نتھا

کیون سمت دیر و کعبہ گئے شیخ و برہمن
اسے یار تیرے حسن کا جلوہ کدہر نتھا

آزاد فصلِ گل مین نہ صیاد نے کیا
شایان رحم ہای مین بی بال و پر نتھا

کیا ہوتی مشتری کسی یوسف جمال کے
جون غنچہ امج اپنی گرہ مین بھی زر نہ تھا

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلان ؛

اے جنون بیش نظر وحشت ہو ہر سو پیدا
آج کی طبع نے پھر وحشت آہو پیدا

دل سے کیا کیا وہ کیا کرتے ہین چھیڑین پیدا
روز ہی اپنے جلانے کو نئی خو پیدا

سحر چشمِ فسون ساز نے تیری دکھلائی
سامری بھی نکرے یون کوئی جادو پیدا

بیقرار ہو وہ خود آکے گلے لگ جاوین
ایسا بیتابی دل کر کوئی پہلو پیدا

لامکان کیون نہو پھر اپنا مکانِ پرواز
کرچکا طایر مضمون پر و بازو پیدا

دو کمانین ہین کہ چڑہا ہی ہین یکدست آنکے
غیظ مین حسن نیا کرتے ہین ابرو پیدا

شکر اک نعمت خالق کا نہیں ہو سکتا — لاکھ انسان کی زبان ہو بن ہر مو پیدا

تیرہ بختی مجھے عشاق کی کہنا ہو عجب — ہم سے پہلے شب فرقت نہوئی تھی پیدا

وصف ہین ورد زبان کاکل مشکین کے آوج
کیون نہو نافہ لب بستہ سے خوشبو پیدا

بحر مجتث محذوف الارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

جہان مین کون ہوا ہمسر رسول خدا — پہ ہان علی ولی یاور رسول خدا

شفیع و کعبۂ مقصود و قبلہ حاجات — نگین و زیب دہ ممبر رسول خدا

[illegible] — [illegible] رسول خدا

[illegible] — [illegible] رسول خدا

اس آستانے سے جو گدا رہی غنی ہو کیونکر — کہ باب بخشش حق ہے در رسول خدا

کھنچی مرقع عالم مین فرد یہ تصویر — نثار صنعت صورت گر رسول خدا

درین تابش خورشید حشر ہو [illegible] — کہ چتر فرق سے ہان چادر رسول خدا

دعا یہ ہے کہ [illegible] یا رب
نصیب [illegible] ہو خاک در رسول خدا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف الارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تیری قمیص [illegible] جان نکل گیا — [illegible] جان نکل گیا

کیا تھا جو [illegible] جان نکل گیا — [illegible] جان نکل گیا

منہ سے سوال وصل پہ انکار کر ہوا — [illegible] جان نکل گیا

ہم کو یاد آئی جو اوسکی قبای تنگ — [illegible] گریبان نکل گیا

باغ ہی یادِ دوست کا کیون ناصحا بستا
پہر کیا رہا بشر مین جب ایمان نکل گیا

آئی جو یادِ زلفِ شبِ تار ہجر مین
کس کسطرف کو مین نہ پریشان نکل گیا

اللہ ری جوشِ گریہ کہ فرقت مین کتنے بار
آنکہون سے اپنی نوح کا طوفان نکل گیا

آئینہ ہے اپنی آیۂ لاحول دیکہلو
محفل سے غیر صورتِ شیطان نکل گیا

مجنون تہا ہم سبق میرا دیوان عشق مین
وہ دشت کو مین سوی پرستان نکل گیا

یاد آ گئی وہ چشمِ غزالی جو ہجر مین
وحشت سے کو سون سوی بیابان نکل گیا

شانِ خدا ہی اوس بتِ لامذہبی کو دیکہہ
دل سے قرارِ گبر و مسلمان نکل گیا

اک حشر ہی کہ مردہ صد سالہ جی اوٹھے
شاید وہ سوی گورِ غریبان نکل گیا

حسرت ہین اون لبون کے لہو منہ بہی ڈالکر
جانے کدہر کو لعلِ بدخشان نکل گیا

آسان ہوئی وہ کیسی ہی مشکل اگر تھی ادج
جسوقت منہ سے یا شہِ مردان نکل گیا

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان نیز مے آید

جام اک بادۂ گلگون کا اگر ملجاتا
آج ساقی کوئی میخوار ابہی خوشدل جاتا

کشتہ جاتا اسی کوچہ سے کہ بسمل جاتا
بچ کے کیا تیرِ مژہ کا ترے گہایل جاتا

ہاتہہ باندہا جسے پہر سیر محفل جاتا
اے صنم دزدِ حنا کا جو نشان مل جاتا

کشش الفتِ لیلا جو دیکہاتی نہ اثر
قیس کو سون نہ پیادہ پی محمل جاتا

اوس یاران گذشتہ کی خبر پوچہتے ہائے
کوئی اقلیمِ عدم کا جو پہر ال جاتا

بوئی زلف اوس گل نورس کی نہ آتی جو نسیم
غنچہ سان یہ دل پژمردہ ابہی کہل جاتا

دونو گہر دوست کے تہے دیر و حرم پہر اے شیخ
چہوڑ کر سہل کو کیون جانب مشکل جاتا

راہ عدم کوئی ایسی نکل آتی یارب
تاب نظارۂ رخ کی تو نہ تھی داغی کو
وہ بلا ذوقِ شہادت کہ جو جیتا سو بار
کوے قاتل میں قضا کھینچے لیئے جاتی ہے

قبر تک خود مرے پہونچانے کو قاتل جاتا
سامنے سے مرے کیونکر مہِ کامل جاتا
پھر بکف آپ سوی کوچۂ قاتل جاتا
پاؤں سے اپنے ہوں خود گور کی منزل جاتا

عہدِ پیری میں بھی ہے قصد مصمم اے اوج
دل لگا لیتے جو خوش وضع کوئی مل جاتا

بحر رمل مثمن مخبون مقصور بلا ارکان مستعمل لہذا ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان فعلاتن فعلن

قاصدا رحم کا شایاں ہیں فعل انکار نہیں لیجیو است ذرا
تب فرقت سے بچے گا ترا بیمار نہیں آ کہیں پھر خدا

کہہ مو خاک بیاں کیجئے رودادِ عشق بس ہے فریادِ عشق
گفتنی اپنا اگر حالِ دلِ زار نہیں کیا کہیں پھر بھلا

اک فغاں جو کبھی لگ گیا تیوری پہ دو ہیرہ یہاں تھا سو کر جگر
سچ ہے قاتل یہ تری ابروے خمدار نہیں ہیں دو شمشیر قضا

صبر کا ہی نہیں رکھا دیکھو اپنی تیور اب جو جی چاہے سو کر
سب سہینگے ستم و جور سے انکار نہیں یاں ہیں راضی برضا

وہ سکو دیا نہ تو سنی مرا نامۂ شوق جو چاک غم سے عاشق ہو ہلاک
جرم قاصد یہ حقیقت نہ ترا زنہار نہیں تھا قسمت کا لکھا

او ستمگار یہ لی تیرا کوئی کہہ سکے جا کر خود نہیں پیچ ہم سے ڈرا
ہائے اس بے ہنر ... خبردار نہیں ہے کبھی روزِ جزا

بدزبانی کا بھی شکوہ نہیں کرنیکا صنم سرِ تسلیم ہے خم
ہے زباں منہ میں مگر عادتِ تکرار نہیں جو کہو سو ہے بجا

دل غنی خود ہی نہیں غیر سے کرنیکا سوال ہے یہ قیمت کمال
طلبی تیغ و تنفر سے سزاوار نہیں تیری چوکھٹ کا گدا

کیا علاجِ دلِ صد پارہ میں جراح کروں منتظر موت کا ہوں
شوق تجھ سے طلب کا ہم کو انکار نہیں بس جو ہونا تھا ہوا

باز آ نسخہ نویسی سے کہاں اے طبیب ہے یہی صلاح نصیب
مرض الموت ہے یہ عشق کا آزار نہیں کیا موثر ہو دوا

تا کجا شرم مناسب نہیں پھر یہ ہٹ اب تو چھاتی سے لپٹ
شب وصل ہے زیبا تجھے انکار نہیں بس ابھی نہ کرو یا

کعبہ و دیر سے برہمن و شیخ سے کام عشق کے ہم ہیں غلام
حاجت سبحہ و گر خواہشِ زنار نہیں اپنا مشرب ہے جدا

اک قیامت ہے یہ ہتھیلی کی رفتار نہیں تان کر حشر بپا		سنا گئی زنجیر میں وحشت نہ گھر سے نہ ہوئی گام ہونہ سرگرم خرام

۱۳	وہ بدخواہش دنیا میں نہ پھیراون ملول کو جو گرو کیسے جھول بیٹھا گوشۂ غربت میں تو اپنے یا نہیں بس تو کل بجا	۳۱

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ہشت

وہ دل آرام آج جو پہلو سے روانہ ہو گیا
خانۂ تن روح کو بس جیل خانہ ہو گیا

دوست قاتل دشمنِ جانی یگانہ ہو گیا
وہ پھر آ گیا جیسے برگشتہ زمانہ ہو گیا

اسقدر صیاد نے رکھا گرفتارِ قفس
بھول گلشن کو گئے صحرا آشیانہ ہو گیا

یاد کر کچھ اگلی صحبت کو وہ خود رو دیا گئے
ذکر محفل میں جو اپنا غائبانہ ہو گیا

اک ترانے میں جو دیکھا قطع تھی راہِ عدم
نالۂ شبگیر نفس کو تازیانہ ہو گیا

ضد سے مارا ملکے غیروں نے جو سمجھا پاک ہی
اپنے حق میں تیر پر مشفقانہ ہو گیا

سر اوٹھے کا پھر نہ محشر تک ہمارا الحذر
یا الٰہی اوس بت کا سنگِ آستانہ ہو گیا

نام لے لیکر دلِ غمگین کو بہلاتے ہیں ہم
ذکرِ احبابِ گذشتہ اک فسانہ ہو گیا

تم نہیں تو اور سے وہ دل کو بہلا لینگے دل
کیوں جی معشوقوں سے کیا خالی زمانہ ہو گیا

واہ رے حکمِ قضا کیونکر نہ مرغِ دل پھنسے
دامِ گیسو خالِ عارض اوس کا دانہ ہو گیا

ذکر اونکے اور ہمارے رہ گئے وردِ زبان
یادگار اپنے بھی الفت کا فسانہ ہو گیا

دل کو چلاتے ہی گذرا گوشہ ہلاوین ہاتے
کس کمان ابرو کا یہ وحشی نشانہ ہو گیا

	سر جھکایا اوج قاتل کے تہِ آب تیغ ہو ادا صد شکر فرضِ پنجگانہ ہو گیا	۳۲

بحر متقارب مقبوض و اثلم ارکان فعولن فعلن فعول فعلن

جواب نامہ کا لیکے اپنے نہ جبکہ قاصد شتاب آیا
تو فرطِ غم نے ہمارے منہ تک جگر بصد اضطراب آیا

جوانی گذری جہاں سے گذرا غضب ہے وقت خضاب آیا
پہ غافل افسوس کچھ بھی اب تک نہ خوف روز حساب آیا

اوچٹ گئی نیند جی یہ الجھا جگر لوٹے نہ سانپ کیا
وہ ماہ کامل کشادہ گیسو جو شب کو ما ہیں خواب آیا

ہوئی یہ اہل جہا میں شہرت جو گھر سے نکلا وہ ماہ طلعت
ستم ہی برپا ہوئی قیامت زمین پہ لو آفتاب آیا

جو شک سنبل ہی زلف بکھر تو بو میں افزون مشک و عنبر
ترے پسینے سے سچ ہے بہتر نہ دیکھنے میں گلاب آیا

مجھے پری و سے ہیں ایجان نہ نکلو گھر سے کہا ہے قربان
نگاہِ بد سے بچائے یزدان کہ اب ہے عہدِ شباب آیا

فلک نے گردش عجب دکھائی ہماری چشم آہ و تند بالی
کبھی جو فرقت میں ایک ساقی چھلکتا جام شراب آیا

نہ دیکھی ہنگامِ نزع صورت ہی وہ جسکی جی میں حسرت
وہ پہونچی ہم تک نہ وائے قسمت کہ نیست کو یہاں جو آیا

عجب ہے سرکار حسن جس سے لباس عریانی پائی خلعت
لقب ہوا قیس کا جو مجنون تو اپنا عاشق خطاب آیا

یہہ دل میں ٹھا ہو جو اوس نے صحبت تو کھولیں اک فتنہ سکوت
جو پوچھی کل اپنی کچھ حقیقت تو یہ نہ مطلق جواب آیا

کھو کریں کیا کچھ اندھو ہی ہمارا واعظ سے نا لمین دم
کہ آیا محفل میں جب بد اندیش ذکر نار و عذاب آیا

ہم اوسکے کوچہ میں آ و ح غمگین جو جاکے بیٹھی تو پھر نہ اوٹھی
ہماری فہمائش و سماجت کو گو ہر اک شیخ و شاب آیا

بحر خفیف ارکان فاعلاتن مفاعلن فعلن ا المسدس مخبون

قدِ موزونِ یار کو دیکھا
سرو باغِ بہار کو دیکھا

جسنے اوس گلعذار کو دیکھا
آفت روزگار کو دیکھا

کر دیا سنزاون بیابان سبز
دیدۂ اشکبار کو دیکھا

ہیں میں بھی جدا نہ پہلو سے
اس دلِ غمگسار کو دیکھا

آنکھ سے یہ جو اوسنے گرد شین
ہمنے لیل و نہار کو دیکھا

اوڑکے پہونچا ہے اوسکے داماں تک — اپنے مشتِ غبار کو دیکھا

صبح تہا لالہ زار باغِ جہان — جب دلِ داغدار کو دیکھا

مرحبا اے امتیازِ وعدہ وفا — تیرے قول و قرار کو دیکھا

لا کے ابرو پہ بل وہ کہتے ہین — خنجرِ آبدار کو دیکھا

بیوفا تمنا اک نظر نہ پڑا — کتنے شہر و دیار کو دیکھا

تیرا قدح اے گلِ خوبی — شکلِ بلبل ہزار کو دیکھا

جا کے جب راہ نو جمن مین گر ہی پڑا — اس دل نے قرار کو دیکھا

نیک و بد باش دہر مین توام — گل کے پہلو مین خار کو دیکھا

آدمِ محروم اوسکی رحمت سے — کسی امیدوار کو دیکھا

بحر کامل مثمن ارکان آن متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن ہشت بار

جو اصل سے نے گنج ترا مین لیس مرگ پہ اِن فرا دیا — سیہ ستم ہے سوزشِ حشر نے لگی آنکہ جب تو جگا دیا

ہوئی صاف قدرتِ حق عیان جو نقش پاؤن کا ہم نشان — سرِ بام تو نے ہی میری جان جو جمال اپنا دکہا دیا

کرو دور سے کدورتین ہون ہم صفائی کی صورتین — یہ غبارِ خاطرِ پاک نے مجھے خاک مین ہی ملا دیا

ہمین سچ ہی جنسے امید تہی نہ اونہون نے جہوٹہون خبر لی — سرِ تربت پہول ہری کبہی نہ دیا کسی نے جلا دیا

جو کیا شگوفہ تو بیکلی ہوا بار بارِ حیات تہا — ثمرِ نخلِ مرادنے جو دیا ہمین ہمکو تو کیا دیا

گذرا اوسطرف ہے تو بیدا صبا تو یہ کہیو اوس سے کہ بیوفا — جو کسی سے قول و قرار تہا اوسے قضا لیے ہی ہوا دیا

پڑا لملین لپٹ کچہہ ایسا تنگ کہ ہوا مچ سے یک بیک

سیہ لکہا افضلی میانچ کہ ہم الہی سکہ کسیم پہنچا اونکو بڑ ہی دیا

بحر مجتث مخذوف ارکان ان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

مزا جہان کا اگر وصل یار مین بہی تہا
عجب لطف مگر انتظار مین بہی تہا

مین شادمان کبہی پہلوی یار مین بہی تہا
قتالی بہی ہمین کچھ مزار مین بہی تہا

بگولا ہوکے جو بہٹکا یقین ہے گردش کا
اثر ہمین سے مشتِ غبار مین بہی تہا

ہنسی جہان مین توام وصل و نیشِ فصل
گلون مین آج جو گل ہے تو خار مین بہی تہا

ہجوم کیا کبہی اپنا سا سوز و درد و گداز
شعور نالہ کشی یون ہزار مین بہی تہا

زمین پہ زلزلہ ہوتا نہ کس طرح پسِ دفن
قرار اپنے دلِ بیقرار مین بہی تہا

گرا جہان کے نظر سے تو غم نہین اے دل
مین خواب وار کبہی چشمِ یار مین بہی تہا

ہمارے خون کف پا نے ابدار کیا
ہمیشہ نور آگے کبہی نوکِ خار مین بہی تہا

شبِ رحیل ہوئی جان کنی تو یاد آیا
کہ آہ کرب یہی انتظار مین بہی تہا

ہزارون ٹہوکرین کہائین تو کہائین عیب نہین
کبہی تو سر کبہی آغوشِ یار مین بہی تہا

نشے مین گو ہوئین گستاخیان رکہو معذور
نہین کہو مین بہلا اختیار مین بہی تہا

بہولایا عیش جوانی کا یاد پیری مین
خزان کا دغدغہ فصلِ بہار مین بہی تہا

کبہی سنا ہے کہ ہوتا اثر ہے صحبت کو
تعلق اک شب قرب و جوار مین بہی تہا

پہر سے جنون نے کیا تجہکو عشقِ لیلے
وگرنہ تو کسی اوسکے قطار مین بہی تہا

بہت گذر گئے فرہاد و قیس و آتش و دل
تجہ سا خستہ کسی روزگار مین بہی تہا

گر آج حجر فلک سے غریب ہے اے آج
ہرا ہوا کبہی اوس شجرہ بار مین بہی تہا

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

غم میں جھگڑا ہے یہ دل سے کہ رو مسلماں کیسا
کفر کس چیز کو سب کہتے ہیں ایمان کیسا

رنگ دیتا لبِ جاں بخش کو ہے پان کیسا
منفعل پارۂ یاقوت ہی مرجان کیسا

مجکو بھیجے یار نہ دو سیرِ چمن کی تکلیف
خار یہاں گلشنِ جنت گلستان کیسا

ہجر میں پیتے ہیں جب خونِ جگر جلتے ہیں
لطف دیتا ہے کبابِ دلِ بریان کیسا

دم کسے لینے کی نہ دی نالوں نے یکدم مہلت
آنکھ لگنا تو میاں شبِ ہجران کیسا

جائے عبرت ہی پس مرگ بیترے مجنون کی
ہو گیا ہو کا مکان خانہ زندان کیسا

فیض خون کف پا کی میری دیکھو تاثیر
سرخ رو ہے سر خار مغیلان کیسا

بھیر ہی لائی الیسی کوچۂ دلدار سے آج
بھیر امت مٹ گیا مچلا دلِ نادان کیسا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بیان کس منہ سے ہو اے جان لکھے آخر ظلم کیا کیا
تمہارے ہجر میں سہنے پڑے رنج و الم کیا کیا

فغان و بیقراری درد پہلو درد سر وحشت
رفیق اللہ فرقت میں ہوئی مجکو بہم کیا کیا

یہ انگشت شناعت ہر گروں کی اشارت ہے
ملی خاکِ ہوس میں صاحبِ طبل و علم کیا کیا

سنانِ عشوہ و پیکانِ مژگاں خنجر ابرو
ہیں سب یکے اک دل محزون و خستہ پر ستم کیا کیا

سوالِ بوسہ پر وہ شوخ بے پروا یہہ کہتا ہے
چہ خوش ہاں پہر تو کہہ ڈالو میری سر کی قسم کیا کیا

دم مرگ انتظار یار کو سونپا جان پایا
گھٹا کر رک گئے شوق دید سے سینہ میں دم کیا کیا

مٹایا اسکو اک ہیر نے گردون گردان نے
حکومت کر گئے اسکندر و دارا و جم کیا کیا

الٰہی آج دیدار شہادت سے مشرف ہوں
وہ دستِ ناز میں ہی تو لیتے تیغ ستم کیا کیا

سوا ہی کوچۂ جانان نہ ٹھہرا اک نگاہ ہو نمین
ملا دیکھے نعیم جنت و باغ ارم کیا کیا

وہ بہت پھر کر گردون مقام دوست کو پایا
آہ یکبارگی بہت کے جانب دیر و حرم گیا گیا

کیا اک مرتبہ آخر کنارہ سب نے فرقت میں
بہت صدمہ تپش صبر کا کتنے تھے ہم کیا کیا

پھر آئی فصل گل کی اوج تیرے بیت تازہ
لئے پیر مغانکی ذوق مستی میں قدم گیا گیا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایک ہوا جانب نہ گھائل ابروی خمدار کا
الاماں کیا کاٹ ہے قاتل تیرے تلوار کا

حسن خاتمہ بالخیر سمجھو بیچارے بیمار کا
مر گیا مارا ہوا مجنون اسی آزار کا

ہان نہ دل تھوڑا ہوا ہے ساقی کسی میخوار کا
کیسے بھرا پردہ میں جام آب آتشبار کا

ایک شب دیکھن تو پہلو میں سلاتا ہے اسے
امتحان لینا ہے اپنے طالع بیدار کا

کلفت دل رو کے سو سو بار دہو لیتے ہیں رو
کسقدر ممنون ہون اپنے چشم دریا بار کا

ہو فنا جلد اکہ رہ جائے نہ حسرت بعد مرگ
اب لبون پر دم ہے تیرے طالب دیدار کا

یہہ سکھاتا ہے تجھے مغرور خو تسلیم کی
سر جھکاتا ہے جو جھوکنا طرہ طرار کا

غنیم نہین مال قناعت سے تو مستغنی ہے دل
کیون گدا ہو غیر سے طالب تیرے سرکار کا

نامناسب سمجھ کے اے اوج طول کلام
جای خاموشی ہے بس موقع نہیں گفتار کا

بحر متقارب مقبوض و اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

کبھی نہ سمجھے انتہا کار والضے تھو نکی ... تھا
یہہ دل مثال ... مالان نہ شکل ناقوس ... گرتا تھا

پس وصال پھر اوس گلی میں نہ پھر کوئی باعث ضرر تھا
مگر سبب ایک ... تک ہجوم و غوغا و شور و شر تھا

نہال سرسبز کون ہوتا او ٹہالی ہی سے نہ بیر تھا
بکھار دیکھی پھیلا نہ پھولا میں باغ ہستی میں بے ثمر تھا

یہ لیتی صیاد تج اوالی خلاصی سرتے قفس سے پائی
بس اپایا نا قابل رہائی مین تو گرفتار مشت پر تھا

گئی جو گردش مین جب تج کے گھر سو اتر پہ کیکر نے گیا پھر
نہ کچھ دم سرد تھی موثر نہ گرم آہو مین کچھ اثر تھا

جو خاکِ کوئی مسیح پاتے ضرور آنکھو لیتے ہم اوٹھائے
رگڑ کے صندل کو کیون لگاتے بھلا کسے اتنا دردِ سر تھا

طلب کیا نے قدم بڑا یا یقین ہی ملنے سیے ہاتھ اوٹھایا
سمجھ تو قاصد یہو جو دنہ آیا سبے بلا یمین کیا ضرر تھا

تھکا سبے استخا یسے قاتل تحمل و ضبط مین کمال
تھا پارۂ سنگ لاخ یا وا تیہی آوچ فولاد یا جگر تھا

کھلے جو زخمِ بدن تو سمجھا کہ اپنا نخلِ مراد پھولا
ٹرا جو چھالا جگر مین جانا نہالِ الفت کا یہ ثمر تھا

گئی وہ سب عیشِ زندگانی وہ صحبتِ شب ہی کیا کیا گئے
نہ جام و مینا نہ یار جانی نہ نے نہ ساقی و دم سحر تھا

لگے کا جو بن ہوا دوبالا جو زلف بکھرا کے طوق ڈالا
تھا پیرایہ سیاہ مالا و تج تہا یا لیے مین یا قمر تھا

نہ ایسے غیر سے ہوئی یہ صحبت نہ یون تھی اوس کی طبیعت
تجھے آیا ہم با رباب خدمت بھلا رقیبون کا گم کدھر تھا

مین آج ما بین خواب یاران لپٹ کے اوس سے تہار و یالان
کھلیں جو آنکھیں تو یہ گریبان تمام اشکون سے تر بتر تھا

یہ سیم ہی سیر پیٹ کرین کیا کہ ہمکو مانع ہی خوف حق کا
وگرنہ حب تیرا آج چھٹتا قتیب فی النار و السقر تھا

یہ دل پایت کھتے ہما یجان سو کی وہ اونکے قدمہ قربان
جو پوچھو احوال دین و ایمان تو نکے وہ تا پر بشر تھا

نہ دیکھین تیرے سوا جہا جو جو حسبت بھی ملتجی ہو
بشر ہے اون مین کا اوج جنکو پری کی سایہ سے ہی ضرر تھا

بحر رمل مثمن مجبون معصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن و گاہی فعلان

عجب کہیں تیرے دیرنانۂ لب سے چھوٹا
محبسِ تن سے چھٹی روح تو بستر چھوٹا

سماتہ دا پیتے ہی گیا قفس مین دم رفت
اس مرض سے نہ ہوئے پر بھی یہ مضطر تھا

زاوہ نہ وادی الفت تو ہمین تجھے لو قیس
رہ تو ان سجد مین بھٹکا ہو مین رہبر چھوٹا

واہ رہ وہ تکمر پہ سرایہ ہوئے ماشاء اللہ
کیا تکا ہاتھ ہی جلاد کا بے سر چھوٹا

رخصت اس سمت ہوئے وہ تو ادہر جسم سے جان
ساتھ ہی دونو کا جو دیکھا تو برابر چھوٹا

اس قفس ہی میں بسر ہو گئے ایام بھلا
ہاے ابکی بھی نہ صیاد میں سے پیچھا چھوٹا

شاق ہو روح کو کیوں محبس تنگنائے فراق
اسمیں مدت سے یہہ گرفتار ہی رہ کر چھوٹا

ہو جو ہمدرد تو اپنا دل بیتاب سا ہو
کرب فرقت میں جو پہلو سے نہ دم بھر چھوٹا

اوج جب تک نہ ہوا خاتمہ اپنا بالخیر
دست نازک سے نہ بسمل کے خنجر چھوٹا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

طاق ابروے حبیب بت عشوہ ساز کا
قبلہ ہے شیخ اہل یقین کے نماز کا

جب معتقد نہیں ہیں صنم بے نیاز کا
زاہد بتا تو فائدہ اپنے نماز کا

فعل عبث ہی سمجھے کیوں عرض مدعا
محرم وہ آپ خود ہی ہر اک کے ہے راز کا

عاشق تو دیکھو کس بت خود کام پر ہوا
ہے ہے برا ہوا اس دل بے امتیاز کا

دل انکا جیسے صاف ہوا منفعل ہوئے
حق ہے رحیم نام ہے کارساز کا

تو دلکو ایک جنبش ابرو سے دو کیا
دیکھو تو کاٹ تیغ جفا ساز کا

فرط غضب سے شعلہ صفت کانپنے لگے
آنا زبان پہ تھا ہوا انکے راز کا

قاتل محال زخم دروں کا ہے التیام
مجروح کر نہ تیغ زبان دراز کا

سنبل سے شک سے شب یلدا سی الغم
ملتا ہے سلسلہ ترے زلف دراز کا

ایسی ہی ہوئے دیکھے چاندی تو ایک رات
سونے کو چلیے وقت ہے آرام ناز کا

صدموں پہ ہجر کے بھی نہ یہ سخت جاں ہوا
مژدہ خضر کو ہو ہے عمر دراز کا

پہونچے نہ اپنا جسم رخ چہارم پہ کیوں تو ہم
انگیختہ غبار ہوں کس یکہ تاز کا

ممکن نہین کہ غنچہ سے غمزے اوٹھا سکے ۔ خوگر ہے مدتون سے یہہ دل تیرے ناز کا

کس چین مین بسر ہوی عمر گذشتہ آوج
ممنون ہون اپنے خالق بندہ نواز کا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

حباب آسا ہے جب نقشہ خود اس دنیا سے فانی کا ۔ عبث رکھتا ہے اپنے نادان بہروسہ زندگانی کا
کوئی سر بر ہو کیا صل علے بر ہان وحدت مین ۔ فلک تک جبکہ ہے شہرہ ترے معجز بیانی کا
اوتارا بار سر تن سے سبکدوشی ہوئی قاتل ۔ بہت ممنون ہے یہہ کشتہ مزید مہربانی کا
دہان یار ہے یا معدن لعل و گہر کہئے ۔ نہین چاہ ذقن چشمہ ہے آب زندگانی کا
ترے تیر مژہ نے ترک توڑا تو دہ دلکو ۔ ترے ابرو نے پایا کاٹ تیغ اصفہانی کا
کبہی باغ جہان مین ہم نہال سرکشیدہ تہے ۔ کبہی پیر مغان ہم سے بہی تہا عالم جوانی کا
برابر سو ربانون کی ہماری اک خموشی ہے ۔ جہان مین جا بجا چرچا ہی اپنی کم زبانی کا
اسیر حلقہ زلف مسلسل کو عنایت ہو ۔ پئے تسکین دل اک سیمتن چہلا نشانی کا

بہت سان سوز درون کو مثل سنگ اسے اوج تم رکہو
بہت ہی ناپسند افشا کسی راز نہانی کا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کیا حقیقت کیجئے اپنے تہو ار کیا تہا کچہہ نہ تہا ۔ یہہ قضا ہی عشق کا اظہار کیا تہا کچہہ نہ تہا
اک امید وصل پر جینے ندی فرقت مین جان ۔ ورنہ مرجانا اید ہر دشوار کیا تہا کچہہ نہ تہا
وصل مین آک عاشق جانب نہ ما لع لحاظ ۔ اور اونکا باعث انکار کیا تہا کچہہ نہ تہا
اونکے تسکین نے کیا خنجر جگر کا التیام ۔ سچ جو پوچہو مرہم زنگار کیا تہا کچہہ نہ تہا

مجھے مجنوں سے رہی تعلیم صحبت مدتوں
تھیں جنوں میں عشق نے ہشیار کیا تھا کچھ نہ تھا

ہنستے دانتوں سے کیا اکثر صفا میں امتحان
ہنستے جب دیکھا درِ شہوار کیا تھا کچھ نہ تھا

بک گئے وہ اور پڑا سودا نہ ہرگز یار کا
حسنِ یوسف گرمیٔ بازار کیا تھا کچھ نہ تھا

مثلِ آئینہ وہ پیچھے ہیں مکدر سینہ پہ صاف
یاسمن جب دیکھا پس لوار کیا تھا کچھ نہ تھا

ہمسری کرتا بھلا خوشبو میں زلفِ یار سے
مشک طینت عنبرِ تاتار کیا تھا کچھ نہ تھا

تھی ایسی رشتہ کی پابندی اوسے بھی زاہدا
دیکھا فرقِ سبحہ و زنار کیا تھا کچھ نہ تھا

۴۳ — لطفِ وصل اوس گل کا جب سے آوج اوٹھایا تجھ میں
بولا دل کربِ فراقِ یار کیا تھا کچھ نہ تھا — ۶

بحر مجتث محذوف و ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بیٹھے ہو دل کا مٹایا نشان بہت اچھا
چھپے ہو جور و ستم آسمان بہت اچھا

نہ آؤ نزع میں بھی میری جان بہت اچھا
نہ تنگ ہو ہم ہوئے عدم کو روان بہت اچھا

تمہارا او لینے کہ دینگے تمہارے ہجر میں جان
[illegible] ارشادات بہت اچھا

چلو یہ وعدہ فراموشیاں سمجھ لینگے
مضایقہ نہیں اے مہربان بہت اچھا

رفیق منزلِ مقصود تک گئے اچھے
[illegible] کارواں بہت اچھا

جیلے زبان وہ کہ جس سے ہو شکوۂ بیداد
[illegible] بیان بہت اچھا

کہاں ہم اور کہاں ارطباتِ صحبتِ غیر
[illegible] گمان بہت اچھا

تمہاری تو ہو چکی محفل سے بھی نکلتے ہیں
نہ ہو [illegible] کی خاطر گران بہت اچھا

چلو رہے کوئی جیتے جی اپنا استقلال سے اوج
نہ ترک کیجیے عشق بتان بہت اچھا

۴۴ بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن ۱۴

تو عدم سے جانبِ شہرِ سراب آیا تو کیا
ایکدم کو موج دریا پر حباب آیا تو کیا

حیف وہ سرشارِ حسنِ خویش ہی ساقی نہین
منہ تلک رندونکی یون جامِ شراب آیا تو کیا

کیا جواب خط پڑھین گے موت سے مہلت نہین
راہ مین کی دیر قاصد نے شتاب آیا تو کیا

آنکھ یارونکی شبِ فرقت تو لگتی ہی نہین
ہیچ تو سمجھے لحد مین مر کے خواب آیا تو کیا

ہو وین اونکے عارضِ گلگون سے سر کیا مجال
شبنمی جون پر لالہ جوبن پر گلاب آیا تو کیا

دلکو جب زلفِ سلاسل مین تمہارے چاہیئے
پہنستا ان ہندوونی لیک پیچ و تاب آیا تو کیا

ابرِ نیسم چھایا ہے لیک وہ کھلا تو ساونکی جھڑی
تا بہ مژگان اشک اپنے چشم پر آب آیا تو کیا

آنکھ شرمائی نہ اونکی حسنِ ماہتاب سے
بہہ سر کر منہ کو مقابل آفتاب آیا تو کیا

اب یہی تاکید ہے ترکِ کتابت کیجیے
وصل کے طالب کو یا قسمت جواب آیا تو کیا

دل جلاتے ہین تو صاحب گالیان ہی دیجیے
بے نمک ہنسکر جو خود تمین کباب آیا تو کیا

نوجوانی مین ہین بیشک دل لگانیکے مزے
عاشقی کا لطف ہنگامِ خضاب آیا تو کیا

بے تکلف ہو کے چھاتی سے لپٹ جایان ہم
ہے شبِ وصل اب یہ ظالم حجاب آیا تو کیا

فعلِ بد کی آج توبہ سے تلافی چاہیے
خوفِ اعمالِ بد ہو روزِ حساب آیا تو کیا

کی تلف صد حیف رندی و خرابی مین عمر
آج حسرت ہے دمِ مرگ اجتناب آیا تو کیا

بحر رمل مسدس محذوف ارکان آن فعلاتن فعلاتن فعلن

اونکی فرقت مین نہ جیا جائیگا
حسرتِ دل نہین بچا جائیگا

تو شتاب آیا نوید اے گلفام
بوسہ انعام مین لیجائیگا

منہ سے اقرارِ وفا ہو کہ نہو
دلمین کچھ سوچکے شرمائیگا

اونسے ملتا تو کہو سب جا دل
تنگ کر کوئی کیا پائیگا

جاتے گھر تک ابھی پھرتے ہیں کسی یاد ان کو بہلائیگا
ای پری لیت کا سودائی ہیں مجکو دیوانہ ٹھہرائیگا

سہل ہے ترک ملاقات مگر پہلے دیتے ہیں پچتائیگا
جرم اپنا ہے کہ صاحب کی اطاعت سے عذر تو جرمانہ ہیگا

گل کیے اپنا ہے اوج او سے ابرار
کہیں موقع ہے نہ رہ جائیگا

۱۳۶ بحر رمل مثمن محبون مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن کا ہے فعلان ۱۴

آتش افسردہ ہے نالۂ سوزان کیا کیا
چشمۂ چشم سے اوٹھے میری طوفان کیا کیا

حسرت دید میں ہو ڈھونڈہ رہی جان کیا کیا
پہیلا خلق سے شیدا تیرا ارمان کیا کیا

کرتے کی یار سے درد کے درمان کیا کیا
تنگ ارسطو رہا عاجز رہا لقمان کیا کیا

مہر ہوا ہے دست جنون میں تیرے احسان کیے کیا
دھجیاں اڑ گئیں دامان بیابان کیا کیا

شرح کیا کوئی صنم ہے نہ کبھی سوئی بہشت
اپنا مشتاق زیارت رہا رضوان کیا کیا

کیسے کیسے ہیں گل اندام و سمن بو مدفون
گل رہا زیر زمین ہی گلستان کیا کیا

خون دل پیتے ہیں کھا لخت جگر کو اے چرخ
ہیں ترے مائدۂ لطف کے مہمان کیا کیا

بوسہ مانگا تو بگڑ کر بھی وہ فرماتے ہیں
پھیر تو کہہ تو سہی کیا بات تھی ہان ہان کیا

لا اکراہ فی الدین سے تو کٹا روز فراق
رنگ ابدال ہے دیکھیں شب ہجران کیا کیا

پار کی ہو ہے میاں لگا سمجھو اعتقاد وا
بحث اثبات خدا میں ہے برہان کیا کیا

شہرہ خون کف پا سے ہمارے ہو کر
ہیں ستائش بزبان خار مغیلان کیا کیا

موسم گل ہے پئے سیر گلستان چلئے
چہچہے کرتے ہیں مرغان خوش الحان کیا کیا

نہ کیا طالع برگشتہ سے تنے پابند کبھی
دل دیوانہ رہا مائل زندان کیا کیا

رہ گئے ہم ہیں پس قافلہ صد حیف اے فوج

۴۲	چل بسے یار سوے گور غریبان کیا کیا بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہشت بار	۱۳

پریشان حال سرگردان گرفتار بلا دیکھا
کسی نے چھوٹتا اولجھا ہی دام زلف کا دیکھا

تماشا صنعت خالق کا گت پاکے کیا دیکھا
خدا دیکھا نہیں اے بت تجھے شان خدا دیکھا

فقیروں کو بھلا کیونکر نہ فوقیت ہو شاہوں پر
کہیں مسند سے بہتر بوریائے بے ریا دیکھا

بھری ہے باد نخوت خلقت انسان میں کیا تو
ہوا پر ہمنے جب دیکھا یہہ پتلا خاک کا دیکھا

شنیدہ کو سمجھا ن مثل دیدہ سے ہی کیا نسبت
سنا یوسف کا شہرہ او تجھکو برملا دیکھا

لشئ الحنیفہ اوس ذات کی سرکار عالی سے
ہمیں لطف اجابت سے کبھی دست گدا دیکھا

گنوائی جان نہ آخر الفت چاہ زنخدان میں
کنوین میں لے ہی ڈوبا یہہ دل ناآشنا دیکھا

یہہ شہرت دور ہے دیوان ہی لقمان سے لو کیا تو
مسیحا حال زارون عیسی نے اکثر بارہا دیکھا

بت اینر نظر اے الامان کیا تو ر رکھتا ہے
صفیں کچھ کی کچھ گئیں قاتل جدھر کو اوٹھا دیکھا

سزا او لو نے پائی ہمسری کی زلف جانان سے
سدا عنبر کو پھکتے پیستے مشک ختا دیکھا

حیات ایکسان ہے تحریر و خواص و خشیاتی ہیں
حباب آسا سے ہی کشتہ باد فنا دیکھا

تحسین مصفا ہو جس بس بات پر شہد کی کیا بہتر
کوئی اپنا سا ہی پابند تسلیم و رضا دیکھا

۴۴	نہ کرنا آوج عرض مدعا جب اپنے خالق سے لگا ہوں بت گرا ایک اہل التجا دیکھا	۱۴

بحر تقارب مقبوض و اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

ستم سے محبت کے مبتلا ہو نہ کیا کچھ ایدہ حراب دیکھا
عذاب کیخ ستم اوٹھاتے جفائیں جھیلیں عتاب دیکھا

چلی نہ کیونہ ہمپہ پہر دوبارہ لگا کے تیغ پر آب دیکھا
اثر یہہ تھا خون ناتوان کا جو تو نے خانہ خراب دیکھا

یہہ کہہ کہ تشبیہ اسکی کیا ہے تا تو کیا یہہ جواب دیکھا
کہ ہمنے گردش مین آج واعظ تمام رات آفتاب دیکھا

اوٹھایا اشکون نے ایک طوفان وہ جوش چشم پر آب دیکھا
کبھی جو کی ہے آہ سوزان دل سمندر کباب دیکھا

عدم سے آکر جو آنکھ کھولی زمان شیب خراب دیکھا
جوانی کسکی شباب کیسا مگر یہہ سمجھے کہ خواب دیکھا

کبھی جو شمس و قمر ہی نکلے تو لگا ابر سنہ پہ لیکے
رخ منور کو تیرے پیارے نہ ایک نے بے حجاب دیکھا

دیکھا مین کیا دلکی بیقراری کہ برق خائف ہی جسکے عالم
تڑپ وہ سیماب بہولا سارے ہمارا جب اضطراب دیکھا

مہک پسینے کی تیرے سونگھی عجب ہے اسکی بھینی بھینی
نہ دیکھے کسی عطر مین یہہ بو لی نہ ایسا خوشبو گلاب دیکھا

شار امید اس عاشقی سے کہ ابتدا ہی پڑی ہین جسکے
سنا وہ کانون سے کبھی کسیکے ہو تو نے خانہ خراب دیکھا

سرای فانی ہی ہے عجب گہر کہ آمد و شد ہے یہان برابر
کیا قیام ایک نے جو آکر تو ایک کا پا تراب دیکھا

جہان مین لاکھون ہین یون تو دلکش کہ شکوہ لوتب ہے یکہ عشق
نظر سے گذرے بہت پریوش مگر تجہی انتخاب دیکھا

نئی عروق کو ہای ساقی لگایا فیت مین کسنی آمینہ
پیالہ خون جگر کا سمجھے جو ہمنے جام شراب دیکھا

عدو کا شکوہ تو تھا کہ کیجے سہے وہ دشمن ہمہ دو
بس ایک پہرتے تیرے نظر کے جہان کا انقلاب دیکھا

صفا وہ آئینہ رو تھا جسکا جواب صفا آج تہا او سپر سے
یہہ سمجہے شاید کہ اب خط آیا جو ہمنے خط کا جواب دیکھا

ط ۴۹ — بحر مجتث محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن — ۱۰

یہ تیرا اونکا نظر کسکو خواب مین آیا
جواب صاف ہی یہان تو جواب مین آیا

درست تھا جو اوبہتے وہ زلف پیچان ہے
مین سیدہا سا وہ بہلا کیون عتاب مین آیا

یہہ سر و عمر روان کا عبث نگر غافل
تو مثل باد ہے مشت حباب مین آیا

نہ خانقاہ سے حاصل ہوی رہ مقصود
یہ میکدہ سے طریق صواب مین آیا

جواب بیست کو پہونچا مگر ہے ستمہ افسوس
جواب او دہر سے نہ کچہہ اپنے باب مین آیا

نہ دیکھا لطف جوانی کا نے بہار شباب
ابد سے ہی سا دیا ہاں کوئی جام عجم کی حسنیہ
عبث عبث میں جہاں جسد لب میں آیا
کہ جیسے یہ رند ہیں دور شراب میں آیا

نہ ہمسری ہوئی زلفوں سے اوکی سنبل نے
رہی نہ شوق شہادت میں سندہ سرو پا کی
بہت لی بل کی غضب پیچ و تاب میں آیا
بہت پیش قاتل عجب اضطراب میں آیا

لیا جو پیش نکیرین بھی تو نام حبیب
ہمیں تو اوج نکیرین ہی جواب میں آیا

ف۵ بحر رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان ص۱۱

قتل کا اپنے ستمگر ہمیں ڈر کیا ہوتا
یہاں لیئے پھرتے ہیں خود ہاتھ میں سر کیا ہوتا

ہم تو جب دیتا و ہراسے یار ادہر کیا ہوتا
شغل رقیب کے سوا آٹھ پہر کیا ہوتا

ای فلک بس ہی شکوہ ہے شب وصل تھی یا
دو گھڑی اور جو ہولی تہ سحر کیا ہوتا

کیوں بگڑتے ہو الجھتی ہو پہ بل کھاتے ہو
سو نگھتے زلف معنبر کو اگر کیا ہوتا

نا ابد روز ازل سے نہ چھٹا کوئی صنم
اپنا فردوس میں سمجھو تو گذر کیا ہوتا

دو رہے دوست میں تی تو ہی بتا الیساقی
ابر و گلزار و سبو احتساب محتسب کیا ہوتا

جسم دکھاتی ہو ثابت قدمی کے جو ہر
معرکے میں صلۂ عشق کا سر کیا ہوتا

یہ نہ سمجھا کہ شب وصل غریبان ہے آج
دم مخود رہتا جو اسے مرغ سحر کیا ہوتا

شب کو نکلا بھی تو آئی ابر کی چہرہ پہ نقاب
دو بدو آپ سے امید ثمر کیا ہوتا

کھو گیا قاصد گیا دیدار سے عاشق محروم
تم چلے آتے جو پیغام سفر کیا ہوتا

اوج ایک ضرب میں شق ہو گیا ہاموں کا جگر
متحمل بے نالوں کا حجر کیا ہوتا

ص ۵۱ — ایضاً بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن — ۱۱

دیکھہ لیتا جو کوئی ایک نظر کیا ہوتا
وہ نکل آئی جو بہولے سے ادہر کیا ہوتا

وصل امروزہ کو فردا پہ اوٹھا رکھے کیا خوب
کسکو معلوم تہا ہنگام سحر کیا ہوتا

ہے سبب اک طلب بوسہ پہ کیا کیا جگڑے
یہہ بتاؤ تو کہ صاحب کا ضرر کیا ہوتا

وہ دیکھائے جو نہ خود طور سے موسیٰ کو جمال
حسن کے بہید سے آگاہ بشر کیا ہوتا

یہہ تو خوب سمجھے تہے اے دل شب الفت مین
بار حسرت کے سوا اور ثمر کیا ہوتا

پہر گئین غیر کے پہر کانے سے اونکی آنکھین
پاس عاشق کا بہلا مدِ نظر کیا ہوتا

ہے نے شور ابد لیے جیسے سینچا اک عمر
پہولنے پہلنے کے قابل وہ شجر کیا ہوتا

روئی بیتاب ہے بیٹھے کر لیے تڑپے
سنگدل تہا مرے نالون کا اثر کیا ہوتا

ایسی چہل بل ہے یہہ روش اور یہہ انداز کہان
اوڑ بہی چلتی جو پری آپ سے پر کیا ہوتا

زندگی پہر شب فرقت کے اوٹھائے صدمے
ہے بڑہ کر کوئی فولاد جگر کیا ہوتا

اوج ہے جو گنہگار نہ ہوتے پیدا
حق تو قدوس تہا نیکون کا سقر کیا ہوتا

ص ۵۲ — بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — ۱۶

اک جہان کی سیر کی سر جانب دل خم رکھا
ہمنے ساری عمر پیش چشم جام جم رکھا

غیظ مین تیغ زبان تیز کر کے چیر دیے
خوب صاحب نے دل عیسیٰ پہ مرہم رکھا

تجھکو صانع نے بنایا ہی پری انسان کہ حور
سلسلہ کہنے کو البتہ بنی آدم رکھا

کیون کیا سب نے دل مضطر مرے ہمراہ دفن
لو زمین کو حشر تک احباب نے درہم رکھا

بد گمانی سے کبھی لائے نہ لب پر نام یار
ہمنے ویسے راز سے کانون کو نامحرم رکھا

اپنی جان لینے کو کافی ہے تیری تیغِ نگاہ
کیوں عبث قبضہ پہ ہاتھ اسنے قاتل عالم رکھا

رشکِ عارض سے تیری حاصل ہوا لالے کو داغ
جعدِ سنبل کو تیری زلفوں نے خم در خم رکھا

عیب ہے پہلو میں لیکر دلکو بہلا یا گئے
خود رہے غمگیں مگر اس وقت کو خرم رکھا

سب ہے جتنی ہی جفاکاری سے باز آئے نہ وہ
ہائے اوسپر بھی سرِ تسلیم ہمنے خم رکھا

اوٹھ سکا جسدم فرشتوں سے نہ یہ بارِ گران
اپنی چھاتی پر اوٹھا کر ہمنے کوہِ غم رکھا

بے سبب آیا نہ راہِ راست پر وہ کجکلاہ
خود پسندی نے مزاجِ یار کو برہم رکھا

باغِ عالم میں اگر ہمکو قضا لائی تو کیا
برگِ گل پر ایک لمحہ جون قطرۂ شبنم رکھا

جانِ تازہ پائی اس کشتے نے آیا دم میں دم
ہاتھ سینہ پر مسیحا نے جسدم رکھا

نقش تھا مصحف رخ سے مٹا زاہد کا دین
اور ہمنے سر تہ محرابِ ابروے صنم رکھا

دل نے کیا جھیلیں شبِ فرقت کی گھڑیاں رنجہا
ہمنے نام اس پہلوان کا آج سے رستم رکھا

آج ہم ترتیب کے دیوان کی کیا کرتے ہوس
فکر نے مجموعۂ خاطر ہے پریشان برہم رکھا

ھ — بحر رجز مقبوض ارکان آن مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلان — ۱۲

اوسکے غمزہ کے ستمگر کا پڑ گیا کوئی وار سا
کل سے کھٹک رہا ہے کچھ دلمیں ہمارے خار سا

کیوں نہ ہوں چار فصل میں خود ہمہ تن بہار سا
سینہ گلوں سے ہے بھرا تختۂ لالہ زار سا

سوزِ دروں نے اپنے او پھونکی دل و جگر ہائی
صاف نکل رہا ہے کچھ سینہ سے میری بخار سا

یار ذرا تو غور کر تیرے گلی سے ہر سحر
کون یہ دست بر جگر جاتا ہے بیقرار سا

بہرِ خدا جو ہو سو ہو تا بہ لحد تو لے چلو
یارو ہماری لاش کو پھینکو نہ سر سے بار سا

شوق لقائی قیس تھا دوڑ اگر الپٹ گیا
نجد میں جب نظر پڑا کوئی مجھے غبار سا

پھر کوئی سر پر بلا مائل زلف دل ہوا
صبح سے بے سبب نہیں طبع کو انتشار سا

شب کو کہاں تھے مہ لقا سچ کہو پئے خدا
بگڑا ہے وہ بناؤ سب آنکھوں میں ہی خمار سا

باغ میں اوس نگار نے کھولا ہے زلف کو مگر
جھونکا ہے نسیم کا ہے آج صبح سے مشکبار سا

رہ گئے دیکھتے ہی ہم ہاتھو نسنے دل میں ہوس
اونکی وہ کمر کی تنگ تنگ سینہ پہ جھپا او بہار سا

سوز فراق یار سے جلکے ہوئی جو خاک بھی
ہائے سے اوڑ اکے لیگئے ہمکو ہوا غبار سا

ہمکو تو روز عید بھی ہے شب اولین قبر
غیرو نے ہم بغل میں وہ اوپر یا ابر فشار سا

بیٹھے ہو ل	بیٹھے ہو کدہے سے نگون اوج کھو تے ہے سپہ جی ہے او داس ہے پہ وفق دیدہ بھی اشکبار سا	
سنہ ۵۶	بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	۱۹

مفر عالم کو تیرے ابرو خمدار سے کیا تھا
ہمارا قتل کرنا پھر بھلا تلوار سے کیا تھا

نہ آئے نزع تک حاصل کہو انکار سے کیا تھا
مسیحا ہو کے پھر پرسا نہیں بیمار سے کیا تھا

چھڑا ہی پھینکا او سے لیکر بلا آپ میں اونکا
سیے زخمون کو وقفہ مرہم زنگار سے کیا تھا

سزا استادگی کی ایک پا سے سرو نے پائی
اسے ہونا مقابل قامت دلدار سے کیا تھا

جو جانے حال سب یوسف کے بکتا کیا کمی جاتا
مگر اونکو تعلق مصر کے بازار سے کیا تھا

کھٹکتا کیون نہ ساری عمر آنکھوں میں رقیبوں کے
کہو میں ناتوان تجھ گھٹ کے نوک خار سے کیا تھا

لیے آئے کھینچ کر سب محتسب کی سنکے آمد کو
وگرنہ میں نکلتا خانہ خمار سے کیا تھا

اوٹھا کر آنکھ پھر کیا دیکھتا نیرنگ عالم کو
تماشا بھی کوئی بہتر ترے دیدار سے کیا تھا

منو نے ویر میں کیوں بحث کی کعبہ میں ادب سے
ہمیں سچ ہی تعلق کافر و دیندار سے کیا تھا

نہ بار آئی ابھی کچھ گفتگو کی جیت نکلی تیوری
کمان کا کھینچنا پہلے تمہیں تکرار سے کیا تھا

طبیبو موت سے ہوئی ہماری جانبری کیونکر — عرض بڑھ کر بھی کوئی عشق کے آزار سے کیا تھا

نہ ڈالے آنکھ ابھی گلشن سے شرما کر نکل جاتی — ہمیں چشمک کا موقع نرگس بیمار سے کیا تھا

یہان لیے آئی دل کی بیقراری کھینچ کر ورنہ — ہمیں آ کے توسل آپ کے سرکار سے کیا تھا

گریبی تو اوسکے در پہ جا مستی کے حالتین — ہین بیہوشی مین شاید کم کسی ہشیار سے کیا تھا

سنا یا لیں کا مرے شور ماتم رات بہر صاحب — نہ لوچھا اتنا وقت صبح بھی دو چار سے کیا تھا

ہسلم ومین بیٹھکر فرقتین رگڑتے ایڑیان برسون — نہ آتے تم مرجانا یہان دشوار سے کیا تھا

نہ دیکھو ایسی صورت ہمسے واعظ آج کہتا ہے — وہ گل کا مدعا الحاس وفی النار سے کیا تھا

ستایا ہی کیا سو سو طرح سے عبث ہمسر ظالم — او سے حاصل الٰہی اس میری آزار سے کیا تھا

یہ کیا ہے آج ہو کر رند کی تقلید زاہد کی
بہلا انکو علاقہ جبہ و دستار سے کیا تھا

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

میرے جان دردمند و انکا تمہین غمخوار ہونا تھا — بہلا یون ہر کسی کے در پہ آزار ہونا تھا

سفر میرا مدفن کو ہے دل ار ہونا تھا — فراز بلبل ناشاد کو گلزار ہونا تھا

کھلا تھا باغ عالم مین جو گل سینے تمنا کا — کسی گل پیرہن کا طرۂ دستار ہونا تھا

بسر زندان مین کرتا خاک سے اگر نکل جاتا — میری قسمت مین یون رسوا سر بازار ہونا تھا

مسلسل لخت دل سے اشک گرتے ہین گریبان پر — ان آنکھون کو ہمارے ہی گلے کا ہار ہونا تھا

خطا کی ہیتنے جو ترچھی نظر سے عینک کو دیکھا — یہ تیر البتہ عاشق کے جگر سے پار ہونا تھا

لکھا روز ازل کا بھی کہین ایسے یا مٹتا ہے — مسیحا تمکو غنا تھا ہمین بیمار ہونا تھا

میری تقدیر سے قسمت تو دیکھو اسکا رونا ہے — شب وصلت ہی اونکو بے سبب بیزار ہونا تھا

پہ رشتہ توڑتا کیون آستین و جیب داماں سے
سیہ اختر کفن تو دامن کہسار ہونا تھا

یہ خورشید سپہر نقص کلف سے کیا امان پاتے
فروغ عالم کا تیرے پرتو رخسار ہونا تھا

شب عشرت مین ہم راتونکو ہی جاگے تو کیا جاگے
بغل مین اوسکو سوتے طالع بیدار ہونا تھا

نہ سمجھا زاہد کجفہم غافل ہی رہا ظالم
مئی الفت سے کچھ پیتا اگر ہشیار ہونا تھا

مزا الفت کا کہو یا مفلسی و خستہ حالی نے
ہمین تو افلاک نے درآور روزہ دار ہونا تھا

یہہ کیا سمجھا برا ہوا سدل بے صبر و نادان کا
بت ترسا نہ ہمکو خود غرض زنہار ہونا تھا

نہ ممکن وصل تھا دستِ زہر کھا کر اوج جان اپنی
چلو اچھی تو سوچی اور کیا اسپے یار ہونا تھا

صـ ۵۶	بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فاعلن	سـ ۹

پھر کہان ہائی مین گردون کا ستایا جاتا
مدتون حیف یہین خود آپ مین آیا جاتا

اسلئے وی دل سوزان کو نہ آہو سینے ہوا
بھڑک اوٹھتا تو یہہ شعلہ نہ بجھایا جاتا

سر دبازار رقیبون کی جو کرتا اے دل
گرم وقتہ کوی اس ڈھب کا بنایا جاتا

آجتک حضرت انسان کی نہ آئی نوبت
بار الفت جو فرشتون سے اوٹھایا جاتا

جوش وحشت کہین صحرا تو نہ دکھلای گا
دل کا کچھ رنگ تو بے طور ہی پایا جاتا

پیش آئی ہے وہی جو کہ ہے پیشانی مین
کہین قسمت کا لکھا بھی ہے مٹایا جاتا

ہمسری کا تیرے زلفونکے نتیجہ یہہ ہوا
مشک پستی ہے تو عنبر ہے جلایا جاتا

جیسا وہ گم وحشت بلا ہے یہہ وہ صحرائے عشق
راستہ جسمین خضر کو ہے بتایا جاتا

دلکا سودا کہین کہہ بیٹھے ہوا ہے اے اوج
مشتری ملتا جو بازار دکھایا جاتا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — [illegible] — سنہ ۱۲

عرقِ بحرِ غم تو تھے جوشِ جنون پہلے نہتا — اپنے آنکھوں سے روان دریای خون پہلے نہتا

سر کو تہا سودا مگر حد سے فزون پہلے نہتا — یون گریبان گیر تو دستِ جنون پہلے نہتا

کیا دکھائے آگے اب تقدیر دیکھا چاہیئے — اسقدر رو رو کے پہر سے گردون دون پہلے نہتا

آتشِ لالہ شراب نکلتے دیکھتے ہین رات دن — کوئی قاتل ہین تو ایسا کشتۂ خون پہلے نہتا

یون وہ کب آگے اولٹ پڑتے تھے سیدھی بات پر — آج جیسا ہے مقدر واژگون پہلے نہتا

یون سلگتے آتشِ غم سے ہین کیا قلب و جگر — غور سے دیکھا تو یہہ سوزِ درون پہلے نہتا

ان انکھ سے آہو سے رنجورده بہی ہوتے ہین ام — نرگسِ فتان مین اونکے یہہ فسون پہلے نہتا

یہہ فقط ہے پاؤن کے فیضِ قدم کا ہے شرف — یون تو کیا روے زمین پر بے ستون پہلے نہتا

سبزۂ خط نے دکھایا سادہ رخساری کا حسن — یاران انکو نہ تہ رنگ بد شگون پہلے نہتا

کفر پر مایل ہو شاید دل اوٹھا اسلام سے — مین کبھی پاس بتان سرنگون پہلے نہتا

قیس صحرا مین بھٹکتا کوہکن سر پھوڑتا — مین رموزِ آگاہِ الفت کیا کہون پہلے نہتا

مار اوتارا اوس شب فرقت نے دلکو ہے یقین — آج اسد جیسا تو حال اپنا زبون پہلے نہتا

بحر تقارب سالم ارکان فعولن فعولن فعولن فعولن

جو پامال جور و جفا ہے کسی کا — یہ دل کشتۂ صد ادا ہے کسی کا

پہر اب عشق زلفِ دوتا ہی کسی کا — نئے سر سے سودا ہوا ہے کسی کا

عبث تجکو اے دل گلہ ہے کسی کا — وہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا

دل اپنا ہے جو جسکو دین پا ندیوین — اجارہ کہوا ہمین کیا ہے کسی کا

جب ایسے تو ہی منصف ہوا ہے محبت
ستانا بھلا کب روا ہے کسی کا

بہم صبر مین ہو رہے پہ بگڑو نہ اتنا
خدا جانے کیا مدعا ہے کسی کا

میری آہ ہی سنکے کہتے ہین ہنسکر
نہ سمجھے کیا بھلا یا برا ہے کسی کا

یہان ہر طرح سچ و راحت سے گذری
خدا جانے انجام کیا ہے کسی کا

وہ کہتے ہین رکھہ ہاتہہ سینہ پہ میرے
یہہ گھر جیسے ٹوٹا ہوا ہے کسی کا

مین سمجھا نہین آنکھہ بہرکر جو دیکھا
برا اسمین کیا پھر بھلا ہے کسی کا

سب احوال سنکر وہ اتنا تو بولے
عجب قصہ حسرت فزا ہے کسی کا

چلو جو ہو سچ کھل ہی جائیگا صاحب
ہمین بھی اب بس دیکھنا ہے کسی کا

دل عاقبت بین کو کافر نہ سمجھین
یہہ رندی مین بھی پارسا ہے کسی کا

تیرا کوئی ایسے آج ہو یا نہ ہووے
یہہ کم ہے کہ تو ہو رہا ہے کسی کا

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

کبھی تو جلال امکان کو جھونکا کبھی یہہ ہوا ان ہونین کا
نہ ڈنک کا وہ سرا مین شعلہ مارے اک آتشین کا

ہزار احسان و شکر خالق کیا ہے ممتاز اوسکی بین کا
خجل ہے جسکی ضیا سے جسکے یہہ آئینہ چرخ چارمین کا

ہٹائی جھوٹ سب ہی صورت ہوئی ضرکسی جشم نگینکا
نہین مین شایان دیدہ وقت کہ نقش جھولا ہون نگین کا

اوٹھائی اول جو ذوق وصلت تو ہی عجب بخشش کی سیکا
وہی ہی دلیش خارہ سخت جو ہے چلات ہی انگبین کا

یقین ہی جو ہین جنون کا اپنے بھی جو نقشہ ہا تو اول
کہا انکی سیہ امیج گریبان خدا سے جا وطے آستین کا

نئی محبت عجب بلا ہی خمار جسکا ہے روز محشر
چڑھا ہے سر پر جو اوترا انشائی سخت اسکے ساتگین کا

تمھاری عارض سے ہو مقابل ہوئے نہ ملوا سیر النقصان
جہرا تو لیے پھر رہی رخ مٹے تو دیتا ہی مہ سبین کا

جو کوئی نخوت کا مبتلا ہے وہ اوسکا تقوی نہین بپا ہے
یہہ سجدونکا کلنک کا ہے نشانِ سجدہ نہین جبین کا

نشان کس شئے سے دیجی پھر مگر یہ نور خدا ہے ایسے
نہ ٹھہرا الماس جب تو نہ تمہارے ساعدِ صندلین کا

جو وہ کہتے ہین گر مسلمان تو قول اہل یقین ہے ترسا
بتونکے الفت نے سر سے کھویا کہ اب نہ دنیا کا ہے نہ دین کا

وہ عارض و چشم و زلفِ مشکین نہ دیکھتے ہین کسیکی آئی
حلف بتا رو غیض بہی دیتے ہی سرکے چہپا نا لوح جبین کا

وہ بے نیازی ہے اوس صنم کو مقام حاصل ہوا کہ کیتی
خدا سمجھتے ہین تو نہ تو یہہ مرتبہ بڑہ گیا یقین کا

یہہ تازہ تر انقلاب دیکھو کہ دل بھی اب منحرف ہی ہے
ہوا ہے اپنا وہ دشمن جان جو دوست تھا ہمنشین [illegible]

تمہین بھی لازم ہے اب تو بیشک حصول مطلب مین جہد کامل
ستم ہے پاس و لحاظ کیتک ہے آوج اوسکے نہین نہین کا

۶۰	بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	۱۲

عیب سے کرتے نہین شکوہ تیری بیداد کا
ہے یہی سے قصد بیتے ظلم کیجے فریاد کا

مرحبا قاتل گلوئے عاشقِ جانباز کو
لطف کیا دیتا ہے رگڑا خنجر فولاد کا

یہہ قضائی سبسم ایسے ہمدرد دلنی کی نہین
ہے رگِ جان مین در آیا نشتر فصاد کا

اشکِ خونی چشم گریان سے کہی کرنیلگے
پھر ہون الیسو زجگہ طالب تیری امداد کا

ورد ہے جوشِ جنون مین لیلی مجنون کا ذکر
دل کو ہے مرغوب قصہ وامق و فرہاد کا

ہمصفیرو ہے عبث اپنی شکایت غیر سے
آب و دانے نے دکھایا مجکو گھر صیاد کا

خوب پرکھا دام آفت مین پھنسے او بلبلین
ہی ہمارے قلب پر سکہ تیرے بیداد کا

جام مے کا دستِ ساقی سے ہی میخانہ مین دور
قلقل مینا سے نغمہ ہے مبارکباد کا

جنبشِ ابرو سے دو ٹکڑی جگر کیسے ہو گئے
کتنا پورا ہاتھ پڑتا ہے میری جلاد کا

قبرِ عاشق منہدم کرتا ہے کیون اے کینہ جو
نام کو باقی نشان ہے خانما برباد کا

بیٹھے اکتاف آکے چھاتی سے لپٹا وکان ترم ‌ ‌ ‌ دل کبھی تو شاد کر ظالم کسی ناشاد کا

شعر گوئی مین سلیقہ آوج کیا کرتے بہم
فیض صحبت ہی نہ جب حاصل ہوا استاد کا

صد ۶۱ ‌ ‌ بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ‌ ‌ ۱۴

تیرا جور و ستم کیا کیا نہ اے بیداد گر دیکھا ‌ ‌ ‌ بت بے رحم کیون اپنا بھی پتھر سا جگر دیکھا

کمان ابرو پہ تیرے تیر مژگان کا سپر دیکھا ‌ ‌ ‌ صفین سب بچھ گئین اے قاتل عالم جدہر دیکھا

برا ہو اضطراب قلب کا کیا کیا نہ کر دیکھا ‌ ‌ ‌ نہ تاثیر آہ مین پائی نہ نالون کا اثر دیکھا

کوئی بہر خدا اسپند کرنا دست قاتل پہ ‌ ‌ ‌ بری نظرون سے لوگون نے مرا زخم جگر دیکھا

ابھی محشر بپا تھا مردہ صد سالہ جے اوٹھتے ‌ ‌ ‌ سر پر قبر کیون تمنے نہ ٹھوکر مار کر دیکھا

ہمین اس حد تہ اپنی نظر پر بدگمانی تھی ‌ ‌ ‌ شب وصلت بھی روئے یار کسنے آنکھ بھر دیکھا

سزا دونے نہ پائی ہمسری کی زلف جانان سے ‌ ‌ ‌ یہان کیا کیا نہ پستے مشک کو پھٹکے اگر دیکھا

کوئی کیا ایسے کرتا سچ تو ہے بجہہ صید لاغر کو ‌ ‌ ‌ رہا ہو کر دیا صیاد نے جب مشت پر دیکھا

بھلا کیا خاک آنکھون مین سماتا صاف داغی تھا ‌ ‌ ‌ وہ مکھڑا دیکھکر ہمنے نہ پھر سوئے قمر دیکھا

یہہ کہئے کیسے نئے تابانہ خود گھر پہ چلے آئے ‌ ‌ ‌ ہمارے جذب الفت کا یہان تجھپہ اثر دیکھا

یہ کوئی ناظران گلشن ایجاد سے پوچھے ‌ ‌ ‌ کبھی نخل تمنا بھی کسیکا بار ور دیکھا

تیرے قدرت نمائیگا یہ ادنی اک کرشمہ تھا ‌ ‌ ‌ سر طور ابند اموسی نے ہمنے بام پر دیکھا

نتیجہ مسکی کا کیا ہے حاصل جبہ پیشانی ‌ ‌ ‌ گرہ مین کسنے غنچہ کے سوای داغ دیکھا

چھٹا گر دام خط سے دل پھنسا زلف مسلسل مین
یہی خواب پریشان آوج ہمنے عمر بھر دیکھا

۶۲	بحر مجتث محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات	مثنٰے

فلک نے ہمکو بس انتظار ہی رکھا
قمر کے یاد سے اختر شمار ہی رکھا

ملا نہ لعب فنا بھی لحد مین جین افسوس
طپش نے دل کے سدا بیقرار ہی رکھا

ہماری خاک بھی دامن سے جھار کر اوٹھے
شہید ناز سے دلمین غبار ہی رکھا

یہہ وہ بلا نہین جسپر کوئی چلے افسون
تمھارے اوسکی کاکل نے مار ہی رکھا

کبھی نہ بستر غم پر تڑپ کے کروٹ لی
تپ فراق نے تا زیست زار ہی رکھا

نہ پکڑا اجنا نہ زنجیر مین بھی ہمنے قرار
جنون کے جوش نے بے اختیار ہی رکھا

نہ اوج خواب مین آیا کبھی خیال وطن
ہمین فلک نے غریب الدیار ہی رکھا

۶۳	بحر خفیف المسدس محذوف فاعلاتن مفاعلن فعلن	۱۹

قاصدا حال زار کہہ دینا
اوس ستمگر سے یار کہہ دینا

تو نہ آیا تو جان جائیگی
بس یہی بار بار کہہ دینا

ہیہ سے مونس ہماری بربادی
کچھ اوڑا کر غبار کہہ دینا

تجھسے تو ہے جو بیقراری دل
ہے سیماب وار کہہ دینا

ہو اگر کچھہ خورش کا مستفسر
غصہ لیل و نہار کہہ دینا

شغل کیا ہے اگر کہے شب ہجر
مجکو اختر شمار کہہ دینا

خیت تو پوچھے اگر وہ پردہ نشین
تا قدم تار تار کہہ دینا

گر کہے اب رفیق تنہائی
بس دل غمگسار کہہ دینا

کس سے ہنستی ہی گر کہے صحبت
درد و غم سے دو چار کہہ دینا

وہ جو پوچھے تجھے کہ اب ہے خاطر جمع
ہے بہت انتشار کہہ دینا

دیکھ پوچھے جو حال دیدۂ تر
اشک ابر بہار کہہ دینا

ہمسم بغل ہی کسی سے گر پوچھے
روح کو ہے فشار کہہ دینا

گر مصر ہو کہ ہے طلب کسکی
موت کا انتظار کہہ دینا

ذکر گر ہو بجا تجھے اوسکے حواس
غش تھا اب ہے ہوشیار کہہ دینا

سبب اسکی جو پوچھے تجھے رسوائی
گشت دیوانہ وار کہہ دینا

سوزش عشق سے ترے الشمع
گھل گیا جسم زار کہہ دینا

بیقراری یہ ہا ہے آخر کار
اب ہے دلکو قرار کہہ دینا

ہے جو مذکور ہی وطن مین آج
تو غریب الدیار کہہ دینا

صـ ۶۴	بحر تقارب مقبوض و اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن	۱۱

رہیگا باقی نہ جوش وحشت مدام تو بھی نہیں رہیگا
ان اپنی نہ ہوا شو انکا چرچا یہہ چار سو بھی نہیں رہیگا

تو ان حاصل ہی لطف صحبت وہ پھر کبھو بھی نہیں رہیگا
نہ ہوئیگا یار سے با حقیقت یہہ ہاو ہو بھی نہیں رہیگا

اوجاڑ ہو ہم مین گلکے ظالم ہزار حیف اپنی آشیانکو
چلے تو گلشن سے باغبان ہم ہمیشہ تو بھی یہین رہیگا

یہہ بہتا دریا ہے ہاتھ دہو لو زکوٰۃ مال جمال کی دو
یہہ حسن ایک عاریتی ہی سمجھو سدا کسو بھی نہیں رہیگا

بھرے ہین غیرون نے کان اونکے ستم ہی بگڑے ہی جاتے ہین
جو پاس غیبت مین اب ہے آبرو وہ روبرو بھی نہیں رہیگا

ابھی تو نام خدا ابین کم سن شباب تک وہ کہین تو پہنچین
جمال یوسف کا ہے جو شہرہ یہہ چار سو بھی نہیں رہیگا

شبینہ صحبت سمجھہ غنیمت سحر تک ان سبکا خاتمہ ہے
نہ ہونگے جام و شراب و ساقی خم و سبو بھی نہیں رہیگا

بھرے گریبان بہکے تا بدامان تو راسے بہت جنون نہ پہرئے
ستم ہے تا رگ رشتۂ جان پہ رفو بھی نہیں رہیگا

تمنا ہے تماشا ہو ان جو ہمہ یک دیکھے ہیں
یہی ہی صورت تو اپنا اے دل یقین ہی تو یہی نہیں سکتا

او ہمین کہ سبھی ہماری ہمین پہلو تو دیکھا آئینہ گرد فصل
یہ آنکھ جو کہ تو پھر نہ سمجھے گفتگو ہی یا ہمین سکتا

تیا ہم آنکھ کو جو ساتھ جا نہین ہوتا آپ لکھوا بیٹھے ہے
درد پھر ہو گئے نہ آئے جو ناقی تو پھر وہی نہیں ہوسکیگا

۶۵ — بحر رمل مثمن ... فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — ۱۰

نالہ پہ ہو نہ بلبل سے جو بستان دل اٹھا
سو بیٹھ آتشکدہ اک جنس تمنا جوان دل وٹھا

دیکھا ہو چیز کا آتش دیکھا یا پہ اثر
آبلے میں جیسے ہی مینا سا ساغر دل وٹھا

نور جو ہو دل شوخی سا تیغ سے ساتکی نکلتا ہوا
اپنی آہ آتشین سے لو پہ سنداں جل اٹھا

سینہ سوزاں کا آتش نزع تک ہو جاتی ہے
آتش سے چمکے پہ اشک کہ جو اس [illegible]

آہ تو او میں شمع کے پہلو میں آئینہ خانہ میں
ست پایا اک غیر جو نشتر سو اغاج جل اٹھا

آتش رنگ گل احمر تو دیکھو الا مان
چشم ہوا نا کیا کہ پھر بیٹھے دامن جل اٹھا

اپنے شعلہ افشاں کا تو کیا ہو دیکھ سبب
الہم رنگ نہ کی سینہ داماں ہوا یا جل اٹھا

آتشین اسکو کہیے وہ جو گلشن کو لگے
شمع کی صورت سراک سرو گلستاں دل وٹھا

آتش عشق کی تری سے نکیا کام اپنا ہے
یہہ دل پر مردہ آتش نبا تو پانی جل اٹھا

حسرت نہ دل آتشبار دیکھا چاہیے
یہہ غزل کی آج جب تحریر دیوان جل اٹھا

۶۶ — بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اپنے پہلو سے نہیں دو نہیں مطلق اٹھ گیا
غم ہوئی راحت علاج کا ہمیشہ دل اوٹھ گیا

ترک الفت ہمارا جو کہ بیٹھے اس سے دل اوٹھ آیا
پاس عاشق جب تجھے زہرہ شمائل وہ گیا

پھر ندا او سنگو ہوا [illegible] | [illegible] ہو گیا
[illegible] آلودہ [illegible] | [illegible] گیا
[illegible] | [illegible] کیا
کیا [illegible] حاصل [illegible] | [illegible] گیا
[illegible] بیباکانہ [illegible] | [illegible] لیا
[illegible] آہوں سے [illegible] کیا پیدا [illegible] | آج [illegible] ہو گیا
ایکان [illegible] کی [illegible] | [illegible] گیا
ماہی [illegible] عشق [illegible] | [illegible] گیا
کس طرح میدان [illegible] | [illegible] گیا
قیس کو [illegible] یکانہ [illegible] | [illegible] گیا
آج [illegible] | [illegible] گیا

آج [illegible] عشق کے
آدمیت سے بھی آج [illegible] گیا

[illegible]	بحر رمل مثمن محذوف [illegible]	[illegible]

در [illegible] اگر [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
ناتوانی [illegible] | [illegible]
دوستی کی [illegible] | [illegible] وفا [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] | عشق [illegible]

دو وقت ہونکو بھی یکجائی مین پڑتا ہے فراق
غیر سے وہ ہر بیٹھا تیری پہلو مین یہان جی لا وٹھہ گیا

مین موئے پر بھی نہ یار و نگاہ و بالِ جان ہوا
زار تھا دوشِ صبا پر تا بہ منزل اوٹھہ گیا

باعثِ نفرت تو اپنے محرومی قسمت ہوئی
پہنچے کر مند کو سے پہلو سے قاتل اوٹھہ گیا

یہہ ہوئی گلزارِ عالم مین سے نالونکی دھوم
تھی جو سنتے شہرہ صوتِ عنادل اوٹھہ گیا

کام بھی انجام تک پہونچا نہتا ناکام کا
یا الٰہی کیون سے سینہ سے قاتل اوٹھہ گیا

اینچا تیر پا کیا جون طائرِ قبلہ نما
کب تمہاری ناوکِ مژگان کا گھائل اوٹھہ گیا

جب ہوا رونق فزای بزم وہ سلطانِ حسن
تخت کر دوشے تخیل ہو بدر کامل اوٹھہ گیا

آج واعظ سورۂ یوسف کا تھا تفسیر خوان
وہ جو ابیٹھے کیا قرآن حمائل اوٹھہ گیا

شور ہے لو قیس کا سجادہ ویران ہو گیا
یعنی اس دارِ محن سے آج بیدل اوٹھہ گیا

۶۸	بحر رمل مسدس محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	۱۵

رفتہ رفتہ عشق سودا ہو گیا
لو مین کیا سمجھا تھا اور کیا ہو گیا

درد دل پیدا یہہ کیسا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے دیکھو کیا ہو گیا

کل کے آنے کی قسم کھاتے ہیں وہ
خیر کچھہ دلکو سہارا ہو گیا

بے یکی بوسہ منفعل ہوتے ہو کیون
اسمین نقصان آپ کا کیا ہو گیا

بے سنا انکا دو ز کیسی عندلیب
باغبان گلشن سے پتا ہو گیا

رونقِ حسن آئی ہے خط کی بڑہی
زور وہ کوئی تماشا ہو گیا

دین و ایمان ان حسینون نے لیے
چھپ پریون کا چھینٹا ہو گیا

سمجھے کیا اشکون سے طفلانہ کا حال
چشمہ چشم اپنا دریا ہو گیا

کی جگہہ دلمین بتون کے عشق نے — لو یہ کعبہ سے کلیسا ہوگیا

رات دن رندون کو کرتا تہا فضیح — شکر حق زاہد بھی رسوا ہوگیا

لو ہوا پرزے گریبان شکل گل — پھر بہار آتے ہی سودا ہوگیا

کیا قیامت کی ہے تیرے رفتار نے — دو قدم مین حشر برپا ہوگیا

کہے سنتے مین تم آئے غیر کے — مین برا ٹھہرا لو اچھا ہوگیا

اونکو آئینہ مین دیکہہ اپنا نظیر — صورت تصویر سکتا ہوگیا

اس لب شیرین کا بوسہ غیر لے — اے صنم دل اپنا کھٹا ہوگیا

اپنے دم تک تھا فقط درد فراق — مین اجل لیتے ہی اچھا ہوگیا

سر کو سودا عشق جگر پہلو مین درد — مین سراپا غم کا پتلا ہوگیا

اک خموشی کا ہمارے سب بجا
سو زبان پر اوج چرچا ہوگیا

۱۵	بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	۶۴

کہو کیا وصف ہو صرف زبان ابروے جانانکا — انھین دو پیچون مین کاٹ ہے تیغ خراسانکا

خواص و عام یہ جسپر یقین کرتے ہین ہم وانکا — وہ تھا اک جوش اوسے سا ہمارے چشم گریانکا

اسیر دام آفت ہون کسی کے زلف پیچانکا — خبر دیتا ہے یہ مضمون میرے خواب پریشانکا

پری کان جواہر گر تجھے کہتے تو زیبا ہے — کہے کے وانت یاقوت کہین پنجہ مرجانکا

چراغ شمع کی کیا احتیاج اس خستہ جان کو — مزار پہ پہنک رہے ہے قبر مین خود داغ ہجرانکا

چمک کر او سے سینے مین ہوئی شہ عالمتاب کا سیرا — گرا دہو خاک پر اتنے ہے ذرہ تیرے افشانکا

عبث کیون منحرف ہے مصحف سیپارہ یا لینے — مسلمان ہو کے زاہد حیف تو منکر ہے قرآنکا

بہت مشکل ہے دندان ہیں کس طرح اپنا گہر ہونا
و ہے تنہی ہمیشہ عقل و علم و حسن خالق سے
جہاں آنکھوں میں ہے جاتا ہی سامان اپنے جانے کا
سر و دنیا ہیں اوپر کیا [illegible]
مستقیم تیرے وہ ظلمت [illegible] شفق کا پرتو
نکلیں وہ پانی سے پروا ہے یہ [illegible] کا شانہ [illegible]
محض بیکار ہے دعوی خوش الحانی کا [illegible]

[illegible] بہت [illegible] تاب [illegible] شیشہ کے دہانا کا
[illegible] ایک [illegible] انسان کا
[illegible] شبستان کا
[illegible] خو کا
[illegible] ایمان کا
[illegible] کا
[illegible] کا

بہت لب آب حیات [illegible]
[illegible] بیان [illegible] کا

غزل [illegible]

[illegible] شکر [illegible] کیا [illegible]
کوئی بہتا ہے [illegible]
اجل کھینچ کے آئی اے کمان ابرو جب [illegible] کا
بیگانہ ہی [illegible] چھپے [illegible]
کیا [illegible] پیدا رفتہ رفتہ ربط باہم [illegible]
[illegible]
سراپا آنکھیں ہوں [illegible]
[illegible] کیوں نہ [illegible] ایک بھی تو [illegible]
تماشا ہے حسن خالق سازی کی تاب [illegible]

[illegible] قاتل دہان [illegible] کا
[illegible] نقشہ [illegible] کا
نشانہ ٹھیک کیا [illegible] تیر ہے تیر مژگان کا
[illegible] آسیا گردش [illegible] گردن کا
[illegible] ترک کر [illegible] زندان کا
[illegible] انسان [illegible] دندان کا
[illegible] خوش [illegible] کا
ولا ہے عبث کیوں یاد رکھا طاق نسیان کا
[illegible] سر و [illegible] کا

[illegible]

[illegible]

۷۶	بحر رمل مثمن مخبون ... فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن	۱۷

کی ... [illegible]
... ہر کیوں میں سوئے عالم ایجاد آیا

دیکھ لیلا کوں ... [illegible]
... میں وہ بیشتر ... آیا

اوسکا یوسف سا ... [illegible]
... کو ... شاد آیا

... [illegible]
... یوسف ... یاد آیا

... [illegible]
... آیا

کس پہ ... تیری ... [illegible]
... آیا

ہے بیاں لیلی یہ ایک ... [illegible]
جو ... میں ... یاد آیا

پیشوائی کو مجھ آوارہ وطن مجنوں کے
کتاب سے قیس چلا کوہ سے فریاد آیا

کچھ خوش صفیر ان چمن کی یا رب
... گلزار میں صیاد آیا

جوش وحشت یہ ہوا اوس کو اوٹھ بیٹھا گا
... مجنوں کی جو خون لینے کو فصاد آیا

بہہ گیا ہوں صفت ... خوشی اپنے
جب ہیاں رگ جاں نشتر فولاد آیا

... محفل میں رقیبوں کی طالب ... میں
وائے قسمت یہ نیا ظلم ... یاد آیا

آپ پھیلائے تمنا سے اسیری نے جو پاؤن — بیڑیان لیکے جو سر پہ نئے حداد آیا

کوئی دلدار تو جب گیسے ہے اپنی زاہد — گر یہ تیرے دیکھنے مین گلشن شداد آیا

کیا غرض تھی تجھے آنے سے اپنے کیا کام — قید ہستی کی فقط کاٹنے میعاد آیا

ایسے بدبخت کو وہ یاد کرینگے توبہ — آج تک جب نہ اجل کو مین کبھی یاد آیا

ہمسے تربت مین نکیرین کمنگ آئے آج
چین سے سو تیرا ہو الہے امداد آیا

۶۵	بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن	۱۴

دل مبتلائے کاکل خمدار ہی رہا — مین عمر بھر بلا کا گرفتار ہی رہا

اشکون کا چشم تر سے بندھا تار ہی رہا — رو رو کے عمر بھر مجھے آزار ہی رہا

الفت کا زندگی بھر بیوپار ہی رہا — دل جنس حسن کا ہی خریدار ہی رہا

اوٹھے ہی ہم تو مر کے کوئی دوش سے — یارونکا بستر پس دیوار ہی رہا

تیغ زبان کے تیر تغافل کے زخم اوٹھائے — مین زندگی مین مورد آزار ہی رہا

جسکیلیے جفا و ظلم سہے جھڑکیان سہین — صبر اسکا نام ہے کہ وفادار ہی رہا

ٹھہرے پہ نام سبزہ عارض کے عشق مین — زخم جگر پہ مرہم زنگار ہی رہا

اے جان چاہت ختم ہوئین لنترانیان — عالم تمہارا طالب دیدار ہی رہا

شاید کسیکی دلکی برآئی ہو کچھ امید — بندہ نواز ہمسے تو اقرار ہی رہا

آزاد تھا جو اس چمنستان دہر مین — سرو سہی کی شکل سبکبار ہی رہا

کیا کہئے جس طرح شب وصلت ہوئی سحر — اصرار اسطرف ادھر انکار ہی رہا

اک جام جسنے مصطفیٰ عشق کی پیا — وہ بامداد حشر بھی سرشار ہی رہا

جیسے مدام زلف معنبر نے بلکی لی	مشک ختن مین کہہ کے خطا واری رہا

ص ٦٨	گو آج ایک پھول ہے گلزار دہر مین آنکھون مین مدعی کے مگر خار ہی رہا	ـــ

ہے تہ خنجر اپنا جو خاک عشق سے یکسر ہوا
ایسے ہی تو پتلا محبت کا مین یہان آکر ہوا

آج ہمکو خو وصد اپنے نصیبون پر ہوا
زینت آغوش مشتاقان جو وہ آکر ہوا

باہمی موقع صفائی کا کبھو کبھو نکر ہوا
مسیحا جان ہنسے ونکا کہنا جبہی باور ہوا

حیف جب گلزار ہستی کا آوارگی سر ہوا
آجتلک پیدا کسی دل مین نہ اپنا گھر ہوا

وہ ادہر بسمل ادہر محبوب ہے مضطر ہوا
حدت خون سے سر سینے اب جو خنجر ہوا

ناوک مژگان قاتل کارگر دلپر ہوا
تیغ ابرو کا اشارہ بر سر خنجر ہوا

یون تو دعوے عشق کا غیرونکو بھی اکثر ہوا
پر کوئی ہمسا نہی نازونکا تیرے خوگر ہوا

دلمین ارمان ظلم کر سکا نہ رہجائے کوئی
دیکھ لینگے حشر مین پرسان اگر داور ہوا

وہ تو آئے جب ہوئی ہے موت آنی کی نہین
موت سے آئی چلو اچھا ہوا بہتر ہوا

قیس تو آہو نہی سے لپٹا پھوپچا مگر
ہمسا واقف کار دشت عشق بے رہبر ہوا

اٹھ گئی بعد اپنے اس دنیا سے غمخوار کی رسم
اپنے ہی ہمراہ مدفون شیشہ و ساغر ہوا

سوئے خواب مرگ مین ایسے پھر کبھی آنکھ
حشر کا بالین پہ گو غوغا و شور و شر ہوا

سوا دو انہین الا کے عشوے مین کر تنہی حساب
لوٹ پر اقلیم دلکی یہ ستم لشکر ہوا

پاؤن پھیلا کر یہان کیا کیا نہ سوئے [illegible]
سیج پھولون کی ہین خار وکہی بستر ہوا

لو صاحب بنکے کیا پیش نظر تھا آئینہ
سر چڑھانے سے تمہارے شانہ بھی ہمسر ہوا

پہچان او سے تو ہی بتا کیونکر جلانا چاہیے
جبکہ ایکا فرد دل نشان تیر کا گھر ہوا

اوسنے برہم ہو مجھے مردود حضرت کر دیا
ہون وہ آدم بیگہہ جنت سے جو جدا ہوا

وصل کو کیا دخل دو مشتاق جب باہم ہوئے
ہین جدا اوسنے نہ وصلی کی صفت ملکر ہوا

تو لوٹ ہوند ہنا ہے دل سے ہماگے ور
جان وحشت کہو تے اس فتنہ کا جو شور ہوا

سیر قلم جو کرکے اوس کافر کے قدموں پر رکہا
اونکے فارغ دین سے ہین نقد جان دیکر ہوا

اب گوارہ سب ہین جو جو پیش آئین سختیان
پتہر اپنا دل ہی ایسے بت ظلم سے سہہ کر ہوا

اے پری پیکر تیرے دندان و لب کو دیکہہ کر
لعل کا فق رنگ غرق بحر خون گو ہر ہوا

شکر رات و نکے شور و شر سے مہلت پائی ہے
میر اونکا فیصلہ موقوف محشر پر ہوا

خون کیسے ہین آکے مرقد مین کہ پیتے ہیں سے لوج
ڈر سے کیا جب تو غلام خواجہ قنبر ہوا

ناصح کس سے کہین یہ ماجرا کیونکر ہوا
مین شہید تیغ ناز دلربا کیونکر ہوا

ترک کی جیسے محبت غیر کا کیونکر ہوا
ہائے وہ بت جسمے بدظن ابتدا کیونکر ہوا

ہو امان صید زبون کو بچا جسکے ہاتہ سے
اوس سے پہر اپنا دل وحشی شکار کیونکر ہوا

خوف رسوائی سے گہٹ گہٹ کر رہا جی سینہ مین
پہر تیری الفت کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا

جب یہ تو دیکہو طلب خود کر کے محفل مین ہمین
اب یہ فرماتے ہین آنا آپ کا کیونکر ہوا

تہے ہوسے کی طلب کی تہجاہل بیتاب ہیں نے
یہہ تو کہئے مین سزا وار سزا کیونکر ہوا

واردات عشق کس کس سے کہین حیرت یہ ہے
جسکو دیکہو پوچہتا ہے کیا ہوا کیونکر ہوا

بیوفا کہتے ہین ہمکو خودغرض نکلا یہ کون
بے تہمین کچہہ وہ فرمانا بجا کیونکر ہوا

[illegible] کر [illegible] مین [illegible]
دل تمنا اوسکے [illegible] گرفتار کیونکر ہوا

حسنِ یوسف تو سنا اور ہین ہین سب دیکھتے
فوق دیدہ بر شنیدہ کو بھلا کیونکر ہوا

ای پیری آب دہن مین ہی تیرے لطفِ حیات
اس سے بدہ کر خضر نے آبِ بقا کیونکر ہوا

آجتلک ای دل خدا کو جسنے پہچانا نہین
ایسا کافر پہر کسیکا آشنا کیونکر ہوا

جب کسیکی وہ بت خود کام سنتا ہی نہین
پہر کہو اوسکا ہمارا فیصلہ کیونکر ہوا

اونکے خدمت تک نہ اے پہونچا اگر بخت رسا
آوج یہہ سچ ہے حصول مدعا کیونکر ہوا

۶۹

کن کے کہتے ہی جہان خلق سے معمور کیا
تو نے یہہ کچھ کیا قدرت کو کیا دور کیا

جب عیان بام پہ اوسنے رخِ پر نور کیا
جو ہوئے ہینے وہ سب واقعۂ طور کیا

جاری اے سنگدل تو کیا ہے یہہ دستور کیا
جسکا قابو پہ چڑہا شیشۂ دل چور کیا

جلوۂ رخ نے تیرے یار وہ مسرور کیا
دیکھکر ہمنے نہ پہر سینہ طرف حور کیا

ہمنے عہد اوسنے نہ ملنے کا بمقدور کیا
حیف پر اس دل بے صبر نے مجبور کیا

میرے درخواست کے پڑہوا انکی حاجت کیا ہے
اتنا پیشانی پہ لکہہ دیجے کہ منظور کیا

زخمِ دل کی ہے میرے پنجۂ وحشت کو ہوس تاکہ
تو جہی ڈالا حبیب اسنے کبھی انگور کیا

تھا وہی وہ بیت صراحی کو جو مرے تر تے
ہے لگے مانند نہ پہلو سے کبھی دور کیا

ترک ہی ایسا نہ مشکل تہا یہہ کیا کیجیے شیخ
اسپ جوانی کا نہ ہوا ہو مین مجبور کیا

تب ہی فرقت کی فقط کا ہش جان تھی لیکن
تب سے اس یار نے کچھ اور بھی رنجور کیا

جسنے زخمِ دلِ پر سوز کا بھیجا کہا ہاں
صرفِ جبرائیل نے جب مرہم کافور کیا

اپنے کچھ عمر کی مہلت تو بہلا عزرائیل
حق نے کیون تجکو نیابت پہ نہ مامور کیا

وصل کے تب پہ نہین وہ لذت ہو کہ جسنے کہا کر
دل مشتاق منفعت خانۂ زنبور کیا

خواہش دل تھی جو اپنی اپنے لئے ہی لیجئے — دیکھو جو کام کیا ہمنے وہ بھرپور کیا

پھر پریشان تو کسی زلف کا سودائی ہے — سب نے دیوانہ عبث خلق میں مشہور کیا

زخم جو ہے تیر مژہ کا تیرے رفتہ رفتہ — ایسا بگڑا کہ جگر میں میرے ناسور کیا

یہ بھی ہے نے جئے بو ہے نہ گلے سے لپٹے — اپنے عاشق کا کہا ایک نہ منظور کیا

کھل گیا راز دل شیفتہ مجبوری سے — ضبط گریہ تو بہت ہمنے بمقدور کیا

دو برا اوسپہ نہ ہوا لف طرح [illegible] سینے [illegible] — اتنا رویے کہ بس آنکھ نے ناسور کیا

پاس سے اس دل شوریدہ کو پھینکا اپنے او ج
ایسے جھگڑے کو چلو خوب کیا دور کیا

ردیف — ۱۸

وہاں مصطفےٰ کا سجدہ میں غرق نیاز تھا — او جھیان حجاب نور میں وہ جلوہ ساز تھا

کون آگئے کیے محرم اسرار راز تھا — کون اپنے کو ملی اور بھی بندہ نواز تھا

جیسا وقت میں فرق نشیب و فراز تھا — گر ہی پڑا یہ کیا دل نے [illegible]

دشمن آگئے یوں افلاک حلقہ باز تھا — بس تیج طرب کی بزم تھی وہ مست ناز تھا

وہ کون تھا کہ جسکے رفاقت پہ ناز تھا — خلد میں پہلے کون ہے سرفراز [illegible]

اپنے تریسے کی گھونٹے سے کون باز تھا — سچ ہے شباب میں یہ کیے [illegible]

پہنچا آتا بہ صبح قیامت ہوا نہ ختم — قصہ ہمارا یار کی زلف دراز تھا

چھٹے پڑیں یہ کیا ہو گئے تو الصنم — دل انکا تو موم سے بھی کچھ گداز تھا

واقف تھے ہم وہ سوز دل دردمند سے — جبتک نہ مہربان تھیں غم خوار [illegible]

دیکھا جو اونکا پرستان میں جا چھپیں — پریو نکو اپنے شکل و شمایل پہ ناز تھا

ہرگز وہ تا بہ بامِ حقیقت نہ جا سکا
جو بوالہوس کہ پیچ و خمِ عشق میں جا پڑا

اولجھا گیا جو زلف کے پھندے میں اپنا دل
یارب یہ کس بلا کا کوئی عشقباز تھا

حاصل ہوا جو عشق سے تن ضعفِ قلب و روح
سمجھے یہی نتیجۂ عمرِ دراز تھا

می لی جو میں نے خاطرِ پیرِ مغاں لیے
کب دل کسی کا توڑنا واعظ جواز تھا

شانہ ہلایا یار نے اپنا میانِ قبر
بس یہ اخیر جلسۂ ناز و نیاز تھا

پڑتے ہی ایک وار کے گھر میں گر گیا
قاتل یہ پیچھے سے کیا خانہ ساز تھا

بگڑے ہے ہو کس پہ کیا ہے طلب کیوں نہ پھر کہا
سو جو دیا یہ غلام کو بندہ نواز تھا

تائب ہوئے فسوق سے اوج ہے ہزار شکر
مرنے سے پہلے کچھ کہ درِ توبہ باز تھا

بحر رمل مقصور

مہرباں اپنا وہ بدخو بتِ خود سر ہوتا
یا عوض اوسکے کوئی پہلو میں ستمگر ہوتا

قتل اگر شیفتۂ زلفِ معنبر ہوتا
مرحلہ ایسے ستم ایجاد سے آسر ہوتا

دیکھتے ہجر کے کیوں روزِ سیہ وائے نصیب
صبح ہوتے ہی مرا وعدہ جو برابر ہوتا

رنگ اوڑھائی تھی بہت جا بجا کرتے ہوا
دل کا کاہنک جو کوئی اب کی میسر ہوتا

کھینچتا طول یہ قصہ تو نہ ہرگز اتنا
درمیاں گر نہ سبب اوسکے کوئی داور ہوتا

سخت جانی نے یہ دن مجھکو دکھائے صد حیف
مر ہی جاتا جو شبِ ہجر تو بہتر ہوتا

ساحری تیرے مقابل ہو حقیقت کیا ہے
ہوتا سنبل تو ایسا نہ فسونگر ہوتا

ہے یہ روشن ترے آئینۂ رخسار کو دیکھ
منہ دکھاتا نہ کسیکو جو سکندر ہوتا

دیکھتے سب اوسے محشر میں جو کچھ لاتا تک
سب سے نکلا جو ہر تب کہیں محشر ہوتا

کیا فرط حیا سے قد موزوں نے کیے موزوں
کیا مقابل ترے گلشن میں صنوبر ہوتا

ڈھونڈھتے لیتے ہیں کوئی حسن پہ کیوں ہو مغرور
ایک سے ایک زمانے میں ہے بہتر ہوتا

موت اپنی تو قفس ہی میں بدی تھی صیاد
کیا ترے ہاتھ سے آزاد میں بے پر ہوتا

کچھ بن آتی نہیں اے آوج نہ جبتک کچھ ہو
زور بازو میں اگر یار نہ تھا زر ہوتا

صـ ۴	بحر تقارب مقبوض	۱۱

یہ کیسا ناوک بہا بسنہ تر کچھ سے کمان کو دیکھا
ادہر ہمہ گنگا کا تھا جار ہونا ادہر طپا مرغ جسان کو دیکھا

ملا عدم تک نشان نہ ہرگز ہمہ کے وہم و گمان کو دیکھا
بہت ہی باریک ہیں یہ کسنے تمہارے سوئی کمر کو دیکھا

ہزار بہاگا مگر کمین میں لگا ہوا خصم جان کو دیکھا
ہیں جرسکے جس سرزمیں پہ پہونچا وہاں ہی اس آسمان کو دیکھا

اسی کے جستجو میں صبح ہی سے چلے تھیں تو ہوا ایک صدا
ہوئی نہ صحبت نصیب لیسے نہ آپ سے قدردان کو دیکھا

بلا کا چالاک جیب نکلا بھلا عدم کا تھا فاصلہ کیا
یہاں اک ترا ہیں جا بجا ہی پہونچا سمت عمر روانکو دیکھا

ہوئی چمن میں عجیب نوبت جو بلبل و گل کی پھر بھی صحبت
تو ہمنے رو رو ہیاں و حسرت اوٹھا کے سر آسمان کو دیکھا

ہمارے محبوب ہنسا تو کیا سحر جیح کا ٹھیک تکہا
ہما تو پر فلک کسی جا کہیں ہے ایسے جوان کو دیکھا

جو آج موسم شباب کا ہے تو دو پہر ہی کا نقش
جہاں نہیں ایسا کوئی گلشن نہ جس جو جسنے انکو دیکھا

ہمیشہ وقت قضا نے ایسا دل بنا بنا کر مٹا دئے ایسے
بہت ہوا ہی گذر گئے ہیں نہ ایک کے ہے نشانکو دیکھا

بلائے بد ہیں تو آفت جان بچائے شانہ سے جنکے زردان
عدو دین و دنیں صدا یہاں ہمیشہ لطف بتان کو دیکھا

کیا قیاس اے نہ ہو تو مطلق نہ دلمیں عشق بتان کو پایا
کمال رسوے جو آوج ہمنے کس پہ مکان کو دیکھا

بحر تقارب مقبوض

کبھی یہ پھر اٹھا کا وے نہ تو کچھ حسرت میں پھر و رہتا ۔ یہ خیال بھی پر بن نالان نہ گل یا قفس میں نہ پھر کھینچتا

نہال سبز گون ہوتا او ٹھا لیتے ہی سے تہ نہ سبز رہتا ۔ بہار دیکھی پھلا پھولا میں باغ ہستی میں نہ پھر جھڑتا

یہ کیسی ضیا کچھ اوالی خلاصی سب نے نفس سے پالی ۔ بسر کیا نا قابل ہالی میں نوگرفتار شست پہ بیٹھا

جو خاک کوے سے سیج پاتے مزار انکو نہیں سم لگاتے ۔ ترکی کے صندل کو کیون لگا تے بیٹا کے سے اتار دیتا

ٹھکا مرے امتحان سے قاتل تحمل ضبط میں ہو گا ملی ۔ تہا یا ر ڈھنگ ازلی خریا دل تھے او نچ فولاد یا جگر تھا

ولہ

[illegible]

گئی وہ سب عشق زندگانی وہ صحبت شب ہوی کہانی ۔ نہ جام و مینا نہ یار جانی نہ جیسے نہ ساقی و دم سحر تھا

گلے کا ہو بین ہوا وبال اب جو زلف بکھرا کے طوق ڈالا ۔ تھا زیر ابر سیاہ ہالا وہ خط رخ تہا اے میں یا قمر تھا

کھلے جو چشم بدن تو سمجھا کہ اپنا بخت مراد ہو لا ۔ پڑا جو تھا لا جگر میں جانا نہال الفت کا بیج تر تھا

میں آج پائیں جواب یاران لپٹ کے اوسی تہا از روالان ۔ کھلیں جو آنکھیں نو یہ گمان تمام اشکو نسے تر بتر تھا

یہ جب سینے پڑے کر گیا کہ ہمکو مانع ہی خوف خفگا ۔ تو گر نہ جب نیر آہ چھٹتا نہ نیب سے فی القرار و السفر تھا

بس ایک بار کھتے تیے مایہ جان سو کی وداو تیکے عدم نہ پڑا لن ۔ جو پوچھا احوال میں دلیاں بنو نکے وہ ندب پیشتر تھا

ندو دیکھیں حسرت سے ہوا ابھو جو حسرت بھی بلتی ہو

بشر ہے او نمیں کا اوج جنکو پری کے سایہ ہی چدر رہا

بحر رمل مخبون مخبون

شور پر سوسے نئے قسم کے بیداد ونکا ۔ کچھ ٹھکانا ہے تیرے ظلم کے ایجاد ونکا

جتنا کھتے ہیں اوسے کر کے دکھا دیتی ہو ۔ حوصلہ دیکھنا تو مرگ کے آمادونکا

بحر رمل مقصور مثمن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

یہ تماشا تیرے قدرت کا پیدا ہو گیا ۔ کن کے فرماتے ہی کیا کیا کچھ پیدا ہو گیا

نبض بھی مدکو نہین کیا ہوگیا کیا ہوگیا
لو سبک وحشت کا اک عالم مین چرچا ہوگیا

مردۂ صد سالہ جی اوٹھے یہہ نقشا ہوگیا
دو قدم چلتے ہی اونکے حشر برپا ہوگیا

درد فرقت سے اجل آتے ہی اچھا ہوگیا
تھا جو عزرائیل وہ اپنا مسیحا ہوگیا

نقد دل اوسنے لیا بیعانہ پکا ہوگیا
آج حسن و عشق کا آپس مین سودا ہوگیا

صاف انسان کو حسد سے دل کا رکھنا چاہیے
جب غبار آئینہ مین آیا وہ اندھا ہوگیا

فرقت جانان مین یہہ اشکون کی طغیانی ہوئے
بڑھتے بڑھتے چشمۂ چشم اپنا دریا ہوگیا

نیند تھی باتون پر جوانی مین کیا کرتا تھا بل
ضعف پیری سے کمر خم کی تو سیدھا ہوگیا

غلغلہ نعت نبی کا فرشتون نے سنا
عالم بالا تک اونکا بول بالا ہوگیا

تم نہین تو اور سے دونکو بھلا لینگے دل
کیا زمانے مین کوئی معشوق عنقا ہوگیا

باز آ ہر دم فرقت کے رونے سے دیکھا اپنے چشم تر
کیا نئے سے ہاتھ آئیگا کوئی جو رسوا ہوگیا

یار سے کوئی میان کا ہم لگا لینگے سراغ
ملک ہستی سے جو قصد اپنا عدم کا ہوگیا

وہ دکھائین آکے جلد آئینۂ رخسار کو
کوئی کہے ہاتے کے عاشق کو سکتا ہوگیا

کیسی غفلت مین بسر عمر عزیز اے اوج کی
اور کو اپنا کیا نے تو کسکا ہوگیا

وَلَهٗ

دشمن جہان اپنا اور اونکا مسیحا ہوگیا
میرا دل عشق لب شیرین سے کھٹا ہوگیا

اوس صنم کا وصل کے جانب اشارہ ہوگیا
اتنو کچھ جینے کا اب دل سے سہارا ہوگیا

ہمکو فرقت مین حرارت سے جو دھڑکا ہوگیا
اختلاج قلب رفتہ رفتہ سودا ہوگیا

دل گرفتار خم زلف چلیپا ہوگیا
لوٹتا جس سر چڑھا سایہ پری کا ہوگیا

دیکھئے تو آپکے دست نگارین دیکھکر
پنجۂ مرجان کا رنگ لعل ایشوخ پھیکا ہو گیا

اوڑتے اوڑتے گرمیان ہو نچین جو ہیر حسن کی
مشتریان مصر کا بازار ٹھنڈا ہو گیا

ہر سحر ہونے لگا حاصل تلاوت کا شرف
مصحف رخ کا خط عارض خلاصہ ہو گیا

کیون زبان پر لائیے شکوہ شکایت اوسکی کیا
اوس مین غیرت دینے سمجھا تہا اچھا ہو گیا

عشق بے پروا چہپائے سے بھی چھپتا ہے کہین
جا بجا دنیا مین سب کے الفت کا چرچا ہو گیا

کسگھڑی کس دن کس شب ہی بشارت دیجئے
انکو واجب وصل بہی پر استخارہ ہو گیا

کل نکھر کر یار نے دیکھی جو آئینہ مین شکل
خود وہ اپنے حسن کا محو تماشا ہو گیا

اپنی بے برگی کا ایدل تجہکو شکوہ ہی عبث
کب کسیکا بار ور نخل تمنا ہو گیا

آج شیخ و رند سے محفل مین وہ گا تو ہی چہپی
کر کر اسرار انشا سے زہد و تقوی ہو گیا

مین وہ سرگرم رہ صحرای وحشت ہون کہ آج
جیسکے پا مردی کا خار ونکو بھی کھٹکا ہو گیا

آوج جسدن سے کیا بازار ہستی سے سفر
نرخ جنس حسن اس منڈی کا سستا ہو گیا

سنہ ا	بحر رمل مثمن مخبون مقصور	ص

سب مین رسوا ہوئے پیارا نہ کیا سر اپنا
لاکہہ چاہا پہ نہ چہوڑا وہ ستمگر اپنا

بس چلے طالع برگشتہ سے کیونکر اپنا
تو وہ آئے نہ ہوا وعدہ برابر اپنا

نقد جان دیکے بھی سودا یہہ پڑے گرا اپنا
کوئی بدلے تو بدل ڈالین مقدر اپنا

شکوہ خنجر تو بیجا ہے سراسر اپنا
اوسپہ کیا زور جو قابو نہین پیکر اپنا

پاؤن چومے کوئی اوس شوخ کے یہان تک تہہ طین
ہے وہ نقش پر حنا کی یہہ مقدر اپنا

دیر سے پہرکے بہلا دیکھہ تو آئین کیا ہے
ابکی کعبہ کا بھی ہے عزم مقرر اپنا

قتل بھی ہم نہ انسان سمجھے اس شوخ کبھی
ہوئے گل سان مجھے ہر سمت لئے پھرتی ہی
پختہ مغز ان جنون ہیسے ہون کہ تا وقت وفات
کیا عجب اونسی صفائی کی جو نکلے کوئی شکل
رلرلے آئے جہان کو تہ و بالا دیکھا
آئینہ وارہی محبوب کی خدمت سے ہین
ڈرہے محروم شہادت تو نہ رکھے قاتل
نیت ہے لسے آنا ہو نصیب اے حافظ
عدل داد رسے دونو ہین برابر زاہد
اسکی پروا نہیں گو خاک مین ملجاے کوئی

ہنک لائیگا اپنا خون کا محضر اپنا
یار اب روش صبا پہ نہیں لنگر اپنا
تھوا عشق کے سودی سے جتنی سر اپنا
ذکر احباب سے سنتے تو ہین اکثر اپنا
جب گئے قبر مین تڑپا دل مضطر اپنا
اب بھی ہے شکل نصیبہ سے سکندر اپنا
ہے رکا جاتا ہے کیون کھینچے خنجر اپنا
نامہ بر بنکے سدا رہیے کبوتر اپنا
دلق و کشکول ہے شیشہ و ساغر اپنا
آپ کیجیے دل نازک نہ مکدر اپنا

فصل گل آئی ہوا بدلی ہی یا اوٹھی ابسار
چلکے بھٹی پہ جماوینگے بستر اپنا

صث	بحر رمل مثمن مخبون مقصور	ردیف ا

دور آفات خسنہ لیسے رہی گلشن اونکا
کیا لبان مسی آلودہ کی ہو مدح رقم
پھر تو ہاتھ اپنے ہے سب دیکھ ہی لینگے ہم حشر
روح بھی قالب خاکی مین تڑپا اوٹھی ہاے
قیس و فرہاد سے ہی رسم محبت مین کلام
حسرت و یاس غم و درد تو نہیں کہتے ہین

چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن اونکا
وصف جب ورد زبان رکھتی ہی سوسن اونکا
آگ گریبان نہیں ہے اور ایک مین دامن اونکا
دہیان آیا جو لحد مین لیس مردن اونکا
سب اگے پوچھ نہیں جو بنا ہے کوئی مدفن اونکا
دل حسرت زدہ اب نہ اصلی ہے مسکن اونکا

اپنی انکھون کو ہوئی مدِ نظر جب گریہ
سامنا کر نہ سکا بحث مین ساون اونکا

بادۂ حسن کہین فرض کہ عشق بادہ
دو دغا بازون کے قبضہ مین ہی جوبن اونکا

سنگدل ہی نہ اثر ہوگا دلا جانے دیے
کیا کرینگے یہ ترے نالۂ شیون اونکا

کیا غرض جیسے ارے خوب یقین ہی ہمکو
عشق مین تیرے تو بہت [illegible] اونکا

موجسدن پیش نظر ہوا ابھی دیا ہے [illegible]
پہر مین محبور کہ دیتے ہین تو دشمن اونکا

ناشتہ آئین جو کھین عارضِ دلدار کے تل
دل کے شیشہ مین کہا ہین کھینچے روغن اونکا

گو ان آنکھون سے ہی ہو سبل ندامت کے سبب
پر ہوا صاف نہ ہرگز دلِ پرفن اونکا

تو یہ تو یہ ہی کچھ اس حسن دو روزہ پہ غرور
زعم باطل ہے تو واللہ ہے زیرن اونکا

اپنا اس جسم لطافت کہو ہوا فرمانے مین
نام لین ہو لیے تہو تہو سیری دشمن اونکا

روزِ عارض سے تو کسب ضیا کرتا ہے
[illegible] سجا [illegible] مین چہرہ روشن اونکا

کیا یہ ہو لیا ہے جوانی مین خدا خیر کرے
قد و قامت [illegible] بیبا سے آوج کرتین اونکا

١٧	بحر رمل مقبوض مخبون	ص

کوئی تمسا نہ طرحدار مری جان دیکھا
دیدۂ حور و نکلی رہی حسبا کے پریشان دیکھا

سب نے اکبار تمہارا رخِ تابان دیکھا
عمر بہر پہر نہ ہوئی مہر درخشان دیکھا

موتیون کو ترے دانتو نے پشیمان دیکھا
دست رنگین سے تجل پنجۂ مرجان دیکھا

ہم نے آباد عجب شہر خموشان دیکھا
آنکھ اوٹھا کر جو سوے گورِ غریبان دیکھا

آنکھ لو نے تیرے نرگس نے چرائین انکھین
صبا مینے زلف کے سنبل کو پریشان دیکھا

گوشۂ دل سے کبھی پاون نہ باہر رکھا
تنگ تر جب مری وحشت نے بیابان دیکھا

بدگمان ہی سب تیرے جانب سے رہا او گلچین
جیب پر ہاتھ پڑا گوشۂ دامان دیکھا

اب جو عشق سے کی ہے بسکہ فراغت حاصل
ہمسے درد و وحشت کا مجنون نے بیابان دیکھا

سب تیرے تئین سلیم تو تصدق کئے لعل یمنی
اونکے ہونٹھون پہ جو رنگ مسی و پان دیکھا

اوسکے کوچہ مین تلک ایسے جاناہی تھا
رنگ لایا نہ ہمارا دل نالان دیکھا

مجھسے کیا حال چمن پوچھتا ہے او صیاد
آنکھہ مابین قفس کھولی تو زندان دیکھا

سر سے پاتک مجھے سوز جگری نے پھونکا
دیکھلے جسنے نہ ہو سیر چراغان دیکھا

ایسے پری جوش جنون مین تیرے دیوانون نے
دل کو بھی ڈالا جو باقی نہ گریبان دیکھا

آشکار ایسے ہیں ہم ربط و کمہ وکاہ سراپا
عشق صادق نہ کیسنے کبھی پنہان دیکھا

بات ہی بات مین اوس بت سے نہ پھیرلین آنکھین
خوب ہمنے تجھے اے گردش دوران دیکھا

جا ملا سلسلہ اسکا سحر محشر سے
غور کر ہمنے جو طول شب ہجران دیکھا

جاہ مین چاہ زنخدا انکی کی جان سے اوج
لے ہی ڈوبا تجھے یہہ دل ناوان دیکھا

ص — بحر رمل مقصور و مخبون — صفہ ۱

مثل رزاقی نہ ہمسر کوئی صناعی کا
زیب دعوے ہی تیری ذات کو یکتائی کا

معجزہ دیکھلے ہر شخص مسیحائی کا
آکے اوٹھتا ہے جنازہ تیرے شیدائی کا

دیر مین سنگ تو کعبہ مین بھی پتھر پایا
کسکو گھر فرض کرین اوس بت ہرجائی کا

کوئی اونکی سی تیرے حالت کا تفاوت دیکھو
جہان بیٹھے جاتے ہین وہان شغل ہی رسوائی کا

مرحبا اے دل نالان تیری وحشت کے حضور
گرگیا آنکھہ سے رم آہوی صحرائی کا

لوٹین پھر قبر مین کیا نقد شہادت میسر
تولنا حشر مین باقی تو ہے بہا پائی کا

کیون نہ پرزے ہون گریبان تیری دیوانونکے — قطع جامہ اسی قامت پہ ہے زیبائی کا
آنکھین یار غمِ فرقت محبوب اوٹھاے — حال کھلجاے ہے تہمتن کیے توانائیکا
پیٹ پاین پاون نہ پڑتین تو پہاڑ آنے پر — دیکھلے خلق تماشا تیرے سودائیکا

اونکی صحبت مین بہی ایکروز پہنچ جاینگے آوج
پہلے حاصل ہو ذریعہ تو شناسائیکا

صد — بحر رمل مقصور — مثنا

یون نہ آگے مبتلا ہے حسرت و صد یاس تہا — یہہ دلِ ویران بتانِ دہر کا اجلاس تہا
یہہ وہی ہم ہین کہ شایان منہ لگانیکے نہین — ایک وہ دن تہے کہ دور مین ہمارا پاس تہا
نصف شب تک کون پہرتا ہے یہہ حیرت ہی ہمین — جہٹپٹی مین بانکلنے سے کیسے وسواس تہا
اے صنم تہنے بجاے عاشقِ بیدل کے جان — عہد و پیمان درمیان جب تلک تہا نئے آس تہا
پہاڑ کر میرا خطِ پرشوق کہتا ہے وہ شوخ — ہان ذرا لکھیو یہہ کیسا پرچۂ قرطاس تہا
دل لگاکر ہاتہہ سے کہو بیٹھے نقدِ آبرو — جانکے جانیکا اندیشہ فقط وسواس تہا
آپکو سچ ہے نہ پہر کیونکر ملاتا خاک مین — تیرے دانتونکی چہمک سے منفعل الماس تہا
گر پڑا بہول اوٹہے ہے آئے کسیکو کیا ہوا — یہہ دلِ وارفتہ کل تک تو ہمارے پاس تہا
منزلِ مقصود سے ہوتا نہ ہرگز کامیاب — دشت وحشت مین رفیقِ قیس مین الیاس تہا

روز محشر بہی نہ یہان چہوٹینگے جو سوئے بعد مرگ
آوج گو بالین پہ غوغائے عوام الناس تہا

بحر رمل مقصور

ختم حجت اوسپنے کی اقرار صلت ہوگیا — آج ہمکو قول کا پہلے غنایت ہوگیا

کامیاب خلعت فیض شہادت ہوگیا — اتنے مین قاتل کا لہو ممنون منت ہوگیا

مژدہ اے دل عشق زلف پرشکن پیدا ہوا — مین گرفتار بلاے بد ولت ہوگیا

موت نے بھی آلیا دبنے ہونٹون نہ پوچھی آکے بات — مین تپ غم سے کچھہ ایسا بحقیقت ہوگیا

خانۂ تن مین کیا ہے ضعف پیری نے قیام — ولولۂ جوش جوانی کا تو رخصت ہوگیا

اختلاف مذہب اوس بت نے میرے عیسیٰ کیا — مین ہوا کافر وہ پابند شریعت ہوگیا

واعظا [illegible] کعبہ [illegible] ہوتی ہین اشتبا — کوچۂ جانان سے بڑھ کر باغ جنت ہوگیا

کوئی پہلو تو [illegible] مین اپنی رہائی کا نہ تھا — باعث آمیزش کا [illegible] ہوگیا

اوس گل خوبی [illegible] جب غیر سے مشق [illegible] — مین غریق لجۂ دریاے غیرت ہوگیا

بہسرہ عقل ہے تو دل مین کہہ اسرار عشق — جب زبان سے کان تک پہونچا فضیحت ہوگیا

مردہ صد سالہ بھی اوٹھے ہر اک ٹھوکر کے ساتھ — ہاے اونکا وقت ہم چلنا قیامت ہوگیا

[illegible] اے دل کیا ایسے کا شکوہ بھی تو کیا — محو خود جسکو کیا حق خدمت ہوگیا

دیکھو شان خدا مخلوق ہے صرف طواف — لامکان اوس بت کا کعبے کی زیارت ہوگیا

پہلو اے دل اسکے کوچہ تک تو آئے ہیچ — ہے یہ حیرت [illegible] کیا [illegible] گیا

ضبط گریہ پر تو کچھہ قابو نہ تھا پر کیا کیجے — نالۂ دل باعث افشاے ذلت ہوگیا

جب عیادت کو سر بالین پہ آیا وہ مسیح — جو مرض تھا خود بخود مایل الصحت ہوگیا

کہکے احوال دل بیتاب سمجھاؤن نہ کیون — دشمن جانی ہے وہ بے مروت ہوگیا

جیب و دامان و گریبان کی اوڑا دین دھجیان — کسقدر چالاک اپنا دست وحشت ہوگیا

آجتک مطلق کھلا ہم پہ نہ اسے آہ حسین
ہاے کس جسم پر درد و مصیبت ہوگیا

ولہ

شور برپا ہووے نئی قسم کی بیداد ونکا
کچھ نکالا ہے تیرے ظلم نے ایجاد ونکا

جتنا کہتے ہین اوسے کر کے دکھادین تو سہی
حوصلہ دیکھنا ہو گر کبہی آباد ۔۔ نکا

دہر میں بھی جا بیٹھے سجا ہے ہی کرینگے ایسے
ہم پہ برپا ہے وا عیب ترے ارشاد ونکا

کوئی کیا کیفیت القصہ تیری جب نہ پڑا
حوصلہ مانی و بہزاد ہیں استاد ونکا

اسکا نازک ہے کیا جسپہ کہ گذری گذری
حال کیا پوچھتے ہو شانہ برباد ونکا

داد رس یہان نہیں ممکن ہے یہی کیا ہو خبر
حشر میں کہولینگے دفتر تیری بیداد ونکا

قتل کا حکم تو پہہم دیا اوسنے پر حیف
سب تیرے کیسے پپا ہم اوٹہا تہے بیداد ونکا

جب نہیں تہیے حسین حضرت یوسف پہر کیا
غلغلہ ہو رہا شہر میں ہے پریزاد ونکا

او لیتے کچہ وہ سپہ گر جو ملے یون رو کے
ملنا ایسا ہے جو دیکھا ہو کبہی ہمزاد ونکا

کان تک اونکی نہ پہونچی ہو صدا گیا یعنی
عرش پر جب کہ ہے غوغا ہے فریاد ونکا

زندگی کا ابہی باقی ہے تعلق ایسے اوج
دیکے جان عزت جا حاصل کرو آزاد ونکا

ص	بحر رمل مقصور	١٥

کو بغل میں ہے یہ پر دیکھا مچلتے دیکھا
دو گہڑی بہی تجھے ایدل نہ سنبہلتے دیکھا

بستر یاس پہ پہلو ہی بدلتے دیکھا
مبتلا ہے تپ فرقت نہ سنبہلتے دیکھا

آہ سوزان کے جو ہمراہ ہے سیلاب سرشک
ڈوب جاتے کبہی اوسکو کبہی جلتے دیکھا

لاکھ گرداب بلا خیز ہے دریاے عشق
اسکا ڈوبا تو کبہی نہ اوبہرتے دیکھا

کیون نہ پہر لخت جگر ڈالکے عاشق مر جائے
نہ کبہی یار کو نہین بستر غیر کو ملتے دیکھا

زہم دل جوشش گریہ سے وہ بت ہو گیا خاک
کہین تھپر بھی ہے پانی سے پگھلتے دیکھا

چپ رہو بیٹھو یہہ باتین نہ بناؤ صاحب
عنب کے گھر سے تمہین ہمنے نکلتے دیکھا

بیقرار ایسا ہوا بیٹھ گیا تھام کے دل
جسنے دو گام اونہین ناز سے چلتے دیکھا

بھولی پن پر کسی مہوش کے نجانا ہرگز
ہوشیارون کو انہین سادہ و لسنی بہلتے دیکھا

سطر طرفہ طلسمات ہین اپنی آنکھین
خونکا دریا انہین چشمو لبسے اوبلتے دیکھا

جسپہ اک ڈالی نظر مار لیا کیا کہنا
ساحری کا نہ فسون ہین کبھی چلتے دیکھا

تہ سیل لیے صدمہ فرقت بھی پہ کیا ہے ایدل
تجھکو شیرون سے تو ہمنے نہ بہلتے دیکھا

سنہبتے فیض ہے اس یا عین الفت کا شجر
اک نے اسکو نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

قول پر اُنکی مناسب ہے قسم بھی لیلو
اوج سو بار زبان اوسکو بدلتے دیکھا

مد	بحر رمل مقصور	سا ۱۲

کیا ہے کھنا اوسکے ابرو کو ہلال عید کا
جسکی غبغب حسن سے منہ پھر گیا خورشید کا

بیے حقیقت ہی نہ پہونچے کا حقیقت کو کبھی
حال کثرت سے ہویدا ہے تیری توحید کا

تیرے نور روی رنگین سے نہ وہ کاہیدہ کیا
سب کو ہے خورشید محشر پر گمان ناہید کا

وعظ سے ایسے شیخ کیا زیادون کو بہکاتا ہے تو
اوس سے کہہ ظالم جو ہو راغب تیری تقلید کا

نبض میری دیکھکر بقراط خود مجنون ہوا
جوش پایا خون سودا وسے یہہ تولید کا

وہ سکا عنین کے ملتی ہین تو ہے تیرے جشن
غرہ ماہ محرم یہان ہی وہان دن عید کا

سپیا دیکھا یا نہ دیکھا ایک ہوتی ہی تو ہے
اسکو ہے مشتاق اک عالم تمہارے دید کا

جسنے پیدا نہ کبھی انکے رخ پر سے وہ بت
کام بھی نکلا کسی ناشاد وسے امید کا

لطف کے نسخہ مجھہ مریض ہجر کا بو لے طبیب ۔ جزو اعظم شربت وصلت ہے اس تبرید کا

سبحہ لیکر ہاتھہ مین دیکھو تو کس جا پر مین ہون ۔ گہہ خریداری پختہ ہے کبھی تردید کا

وعظ کی کثرت تو ہے نفس عقیدت پر دلیل ۔ میکدہ مین ڈہنگ کچھہ بیعت کی ہو تجدید کا

پاؤن ساکت رہ گئی ہے شدت وحشت کے نہ ہون ۔ فرض ہے برتاؤ لے اوج عشق کے تاکید کا

صہ ۸	بحر رمل مقصور	۳۵

دیدہ سے ہر شئے کے کارا ہوگیا ۔ جو تیرا محو تماشا ہوگیا

اب بھی باور کر ارے کیا ہوگیا ۔ وہ اوسیکا ہے جو اوسکا ہوگیا

خواستگار جان مسیحا ہوگیا ۔ مین اجل آتے ہی اچھا ہوگیا

وعدۂ وصل اوسنے پکا ہوگیا ۔ آج فیصل اپنا جھگڑا ہوگیا

اختلاج قلب سودا ہوگیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوگیا

دل بت کافر کا شیدا ہوگیا ۔ اوسپہ کعبہ سے کلیسا ہوگیا

مر دیے جی اوٹھے تیری رفتار سے ۔ دو قدم مین حشر برپا ہوگیا

چپاتے ہی مونہہ کالی ہنسی ۔ کیسے قند لب کا چسکا ہوگیا

پاؤن مین چہالے جگر شق دلمین درد ۔ مین سراپا غم کا پتلا ہوگیا

ہے سنا ہمنے عیادت اونکا قصد ۔ کچھہ تو جینے کا سہارا ہوگیا

خط تو رخسارون پہ پیدا یا نہین ۔ مصحف رخ کا خلاصہ ہوگیا

وقت رخصت یہہ بڑہی سیلان اشک ۔ چشمہ چشم اپنا دریا ہوگیا

قطع صحبت کیجیے سمجھے ہین آپ ۔ مین برا تھہرا یہہ اچھا ہوگیا

لیپ پینے صندل کیے بھی نقصان کیا ۔ اور دونا دل کا دہڑکا ہوگیا

شوخی رگ رگ مین بھری ہے کوٹ کوٹ ۔ وہ تو آفت کا نمونہ ہوگیا

ایسی باغِ دہر مین آئی خزان ۔ گلرخون کا حسن پتا ہوگیا

وحشتِ دل ہتنکے چہنوانے لگی ۔ تو پری کا مجھکو سایہ ہوگیا

بتکدہ کعبے کو آگے تہا پر آب ۔ کعبہ مقصود سبکا ہوگیا

بیوفائی کی چلی ایسی ہوا ۔ دل بھی اپنے سے پرایا ہوگیا

ہاتہ اوٹھاؤن عاشقی سے کسطرح ۔ دل لگانے کا تو اسکا ہوگیا

گرمیان پہونچین جو اوسکے حسن کی ۔ مصر کا بازار ٹھنڈا ہوگیا

اوس لبِ شیرین کے بوسے غیر لین ۔ کیا کہین دل اپنا کھٹا ہوگیا

اس سے کیا کوئی اپنا ہو سکے ۔ عشق مین تو کسیکا ہوگیا

اسقدر یادِ صنم کی جھیلیں سختیاں ۔ اپنا پتھر کا کلیجا ہوگیا

چونکہ اب بھی کہتے ہوی سفید
نور کا اسے آو ج تڑکا ہوگیا

بحر رمل مقصور

جوششِ خون سے جو طوفان کو نہ شرم آئی تو کیا ۔ پھر ہماری چشمِ گریان رنگ دکھلائی تو کیا

وصل سے انکا صورت ہی جو دکھلائی تو کیا ۔ ایسی جھوٹی مہربانی ہم پہ فرمائی تو کیا

فصل بد سے گر جیتے جی قسم کھائی تو کیا ۔ اسکی یاد اب ہے غیر بے وفا آئی تو کیا

آپکی خدمت مین ہمسا ہو رقیبو جان نثار ۔ تمنے غیر و لیسے طبیعت اپنی بہلائی تو کیا

مہربانی کر چکا کر شب فرقت بھی جان ۔ نے محل اکدن تو آخر ایسے اجل آئی تو کیا

اوسکی صحبت مین جو کچھ بھی کہی تو کہتا ہی وہ شوخ / نے بلایے آپنے تکلیف فرمائی تو کیا

قتل کیجے اپنے مجرم کو خود اپنی تیغ سے / غیر ناخون سے جو عاشق نے سزا پائی تو کیا

عقل کہتی ہے ارے واعظ ہے یا سن نام و ننگ / عشق فرماتا ہے جی پر کیسلو رسوائی تو کیا

یہان سے اوٹھ جاتا ہی بہت سے مریض ہجر کا / اور دو دن دار فانی کی ہوا کہائی تو کیا

بیخودی نے اپنی دو باتون کی بھی رخصت نہ دی / اوسکے جانے پر طبیعت آپ مین آئی تو کیا

حیف ساقی ہے نہ جام و می نہ ماہ دلفریب / جھوم کر سو مرتبہ کالی گھٹا آئی تو کیا

راہ کوئی وصل کی نکلے کہ حاصل ہو وصال / تھنڈی ان دو چہیٹ کوئی شکل ٹہرائی تو کیا

آپ وا اپنے سے تو ہمکو اس قفس ہی کا رکہا / مژدۂ وصل بہار اے دل صبا لائی تو کیا

وصل کی ٹہیری لگے لپٹنے اجی بوسے تو دو / جب نکچہ حسرت دل مضطر کی بر آئی تو کیا

اب ہے اک موقع اعادت ہی کا گر کیجے کرم / قبر تک عاشق کے پہنچ تکلیف فرمائی تو کیا

قول مغضوب شرعا ہے دور از اعتبار / آپنے جیسے نہ ملنے کی قسم کھائی تو کیا

اور پہر اون چہیٹ نوا بی آنکھ پڑلی ہی یہین / حور جنت بھی اگر پیش نظر آئی تو کیا

شباب مین لازم ہے رندی سے کنارہ کیجیے / ترک می کی عہد پیری مین قسم کھائی تو کیا

آہ سوزان سے مکان لامکان کو پہونکیے / چشم گریان نے جہڑی ساون کی دکھلائی تو کیا

گو سوال بوسہ اوس سرکش سے آسان ہی مگر / اسکا ڈر ہے اور جو منہ کی آپنے کہائی تو کیا

بحر رمل مقصور

آستین کین ناہتہ جوڑے پاون پر سر رکھدیا / اوسپہ دل عاشق کا ایسے جسم پیکر رکھدیا

ایک تنکا کیا الگ ہم سے لیکر رکھدیا / اپنے احسان کا ہمارے سر پہ چھپر رکھدیا

یون نہ مائل ہوتی طبیعت خودپسندی پر کبھی / کیسے آئینہ تیرے زانو پہ لیکر رکھدیا

یہان تو اک جھگڑا ہے محشر مین سمجھ لینگے ابھی
اپنا اونکا فیصلہ ہمنے خدا پر رکھدیا

پہلے پیتا تھے دل سوزان کہ چھالے پڑ گئے
ہمنے سینہ پر جو اپنے ہاتھ دم بہر رکھدیا

کام بھی اب تک بنایا ہے کسیکا اے فلک
کیا کسی بیکس کو جب چاہا مٹا کر رکھدیا

کہہ تو پچھلی رات سینے زاہد یہہ کیسی تھی اذان
جسنے مجھکو زیر تیغ اللہ اکبر رکھدیا

یہہ تو ٹکڑا ہے دل بیتاب سوز انکا ہے
جسکا نام احباب نے ماہ منور رکھدیا

حق ہے جب روز ازل مخلوق کو حصہ ملا
کون غم باقی تہا جب لاغر کے سر پر رکھدیا

یون تو بیجان تھے فقط لوٹنے نشان بھی ہو گئے
قبر کا اوسنے ہے نقشہ بنا کر رکھدیا

تو شکستہ ہے یہہ ہوا اسکے وفاؤن پر تو غور
دل سیہ کیون ہاتھ مین صاحب نے لیکر رکھدیا

قبر مین تسکین تو ہو جانے دل بیتاب کو
پاؤن اوسنے کیون نہ لیتو بر لحد پر رکھدیا

ہین وہ محروم شہادت ہون کہ اوس سفاک نے
ہاتھ مین سو مرتبہ لیکے خنجر رکھدیا

چاہتا رونق دو بالا تہا تو پھر از رنگ مین
کیون نہ مانی نے بتر النقشہ بنا کر رکھدیا

جتنا جی چاہے ستمگر سختیان کرنا ہی جا
صبر کا ہمنے بھی لیکے بت دل پہ پتھر رکھدیا

ہان نزاکت اسکو کہتے ہین کہ نیلی ہو گئی
اونکے ہونٹون پر جو اک برگ گل تر رکھدیا

واے محرومی کہ دوری مین ہم تک آتے بہی
بند شیشہ کو کیا ساقی نے ساغر رکھدیا

وہ اگر بھولے سے آکر ساتھ بھی سویا کبھی
بیچمین اوس قاتل عالم نے خنجر رکھدیا

اوبج مرنے سے ہمارے خود ہوئی وہ سوگوار
چوڑیان ٹھنڈی ہوئین زیور بڑہا کر رکھدیا

بحر سبنر مخبون

قسم ہمدلی اسکا گو قتیل ابرو یار کا ہوا
شکر ہے کہ زیر تیغ سجدۂ فرض ادا ہوا

بیٹے جو وصل کے وصال اپنا ہوا تو کیا ہوا
مر بھی گئے مگر حصول دل کا نہ مدعا ہوا

زلف دوتا ہے یار کا نام ہے جسکے حبس قضا
دام بلا ہے کب چھٹا اسکا جو مبتلا ہوا

کون گیا بچا کے جی وامق و قیس و نل بھی
عشق نے جسپہ مہر کی مورد صد بلا ہوا

ناصحا کہہ تو کیا تجھے سرزنش فضول سے
تو ہی بتا کہ کیا تجھے ہاتھ سے دل لگا ہوا

کیسی ہوا ہے ناگوار گلشن دہر میں چلی
بلبل دل ہوا خموش اپنا جو بولتا ہوا

کہتے ہیں کلیم سے کوئی آئین جو تاب دید ہو
رونق بام ہیں وہ آج اور ہے نقاب ہٹا ہوا

کوئی تو اوس سے یہ کہے چھوڑ نہ نیچان لیے
اور پلٹ سکے چھوڑ دے ہاتھ کوئی کھنچا ہوا

شورش سر ہجوم غم شدت تپش بھی ہے
لینے سے خون کے ہے ستم جوشش جنون سوا ہوا

آپ ہے نہیں نہیں ہے کیا ہم بھی نہیں تو برملا
کہتے تو ہے زیر لب کہا تم نے دبا دبا ہوا

محفل شیخ میں لو پیچھے گھر ہے کی ہے چڑہی
وجد میں آ تو ہو میں آج اک ہے بڑا ہوا

فیج تو کرچکے اوٹھو نعش شہید ناز سے
سوچ یہ کیسا گلی غنچہ جو کچھ ہوا ہوا

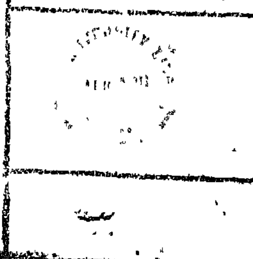
پشت بلا میں نجد کے قیس بھٹکتا ہے پڑا
شامل حال جب تلک بیکسانہ ہے سنا ہوا

اپنے اخیر وقت کے اوٹھے خبر فضول ہے
بالین سے جب گذر گیا خود بھی وہ کچھ کھنچا ہوا

دل کی خلاف میں کہو اپنے بنائے کیا بنے
ابنائے جنس ہم کی جبکہ ہو تو پیدا ہوا

زاہد و برہمن پہ کیا دونوں سے متفق رہا
رند بنا جو دیر میں کعبہ میں پارسا ہوا

کوئی ذرا بتائے خدا او لینے خبر ہے تو جا
لو وہ جہان سے اوٹھ گیا درپہ جو تھا پڑا ہوا



اوج وہ خود غرض تو بہت کسلیے دل دیا تا
شکوہ عبث ہے بیچ کیا ابتو جو کچھ ہوا ہوا



ب — بحر ہزج سالم — ص

یہہ رنگ اس نظم مین اپنے الگ تقریر ہو پیدا
کلیجہ تھام لے سامع کبھی وہ تاثیر ہو پیدا

صفائی قلب کر ایسی کہ اک تنویر ہو پیدا
اس آئینہ مین سے لکے یار کی تصویر ہو پیدا

مطالب ہوئے تکمیل و نکتے خط عارض کے اپنے
یہہ دکھین صورت یوسف کہ تعبیر ہو پیدا

لکھین توصیف اگر وہ شوخ کی زلف مسلسل کی
تو اپنی صفحہ قرطاس پر زنجیر ہو پیدا

کفایت ایسی وہ وقت دنیا ہو آج الصنم حسن سے
تسلی کچھ تو ہمسے خاطر دلگیر ہو پیدا

چمک کر ماہ کامل چرخ پر آیا تو کیا آیا
لب بام اونکی یا رب چاندسی تصویر ہو پیدا

طلب بوسہ کیا تھا اور تم دشنام دے بیٹھے
نہین دیکھا کہ پہلا جرم سے تقصیر ہو پیدا

نہ سیج و سست کافر کہہ یا نہ شہادت تک
الٰہی شہرگ آیا رب تف تکبیر ہو پیدا

فرشتونکی زبان سے الامان اہل زمین سنلین
جو ہے بیدل جلیل انکا نالہ شبگیر ہو پیدا

ازل سے آجتک جسکی نہ حسرت ایک بر آئی
نہ ہمسا بھی الٰہی کوئی بدتقدیر ہو پیدا

عیان جو ہم ہون تسلیم و رضا کی اپنی قاتل پر
صدا ایسے مرحبا منہ سے تہ شمشیر ہو پیدا

لکھی کو اپنے قسمت کے نہ کیون پہر دینے قاصد
جواب صاف ہے جب حاصل تقدیر ہو پیدا

تمنا آوج ہے اگر کچھ شعر گوئی کی
تو ہر فقرہ سے تقلید کلام میر ہو پیدا

بحر ہزج سالم

جسگہہ عشق صنم کو دین پہ حاشا ہو نہین سکتا
دل مومن تو کعبہ سے کلیسا ہو نہین سکتا

مریض درد فرقت ہون تو اچھا ہو نہین سکتا
جو تم چاہو تو پہر اسمے یان کیا ہو نہین سکتا

لئے آج اپنے جوشش گریہ دکھا دے اونکو آنکھون سے
جو کہتے ہین روان چشمے سے دریا ہو نہین سکتا

قرار و ضبط گو ہین باعث اخفائے راز دل
مگر کیا کیجئے ہمسے تو اصلا ہو نہین سکتا

تجلی بھی چھپی ہے تو خالق کی نقاب ولتو
چراغ رہزد امان روی زیبا ہو نہیں سکتا

دعا ہی بھولی باتون پر نہ اوس پر فن کیجے ای دل
وہ بیہہ اندیش خود مطلب کسیکا ہو نہیں سکتا

بہت اتبہ دیمت وحشت کا ہوئے رسوا یہہ کیا کیجے
جو نوبت تا گریبان آئے پردہ ہو نہیں سکتا

لرے اوسپر عمل جو فکر و تدبیر سے ہاتہہ آئے
مدد پر غیب کے پاوان بہہ رہا ہو نہیں سکتا

حقیقت کیا یہہ دل حاضر ہے ای جان شوق سے لیلو
ہوئے جب ایک پہر اپنا پرایا ہو نہیں سکتا

اسی جا بیٹھے بیٹھے ہم دکھا دین تو آئینہ
یہہ کیا کہتے ہو کوئی ہمسا پیدا ہو نہیں سکتا

ستم پیشہ ہے بخشے اکے لا حاصل توقع ہے
ارے دل قاتل عالم مسیحا ہو نہیں سکتا

میرے ویسے کوئی پوچھے جو دیکھا تیرے آدین
پری کا بھی تو یار ایسا جھگڑا ہو نہیں سکتا

یہہ کیون سب دردمندان مین آزار محبت کے
مین ابقراط و فلاطون سے تو اچھا ہو نہیں سکتا

نہین داور تو پھر ہم بھی اوٹھا رکھتے نہین محشر پر
یہان فیصل ہمارا او لنکا جھگڑا ہو نہیں سکتا

ابھی موقع ہے کار خیر سے کچھہ بہی خبر کر لے
جو بہر آئیگا تجھسے آج فردا ہو نہیں سکتا

کلید قفل خاموشی زبان کو منہ مین رکھتے ہین
نہ کچھہ کہیئے تو راز دل کا افشا ہو نہیں سکتا

یہہ کتنی بات ہے دیکھو تماشا مصر تک چلکر
تمہارے سامنے یوسف کا سودا ہو نہیں سکتا

مہرجان اک نگاہ لطف پر حاضر ہے دل لیلو
وفا کردار ہے اس سے تو سستا ہو نہیں سکتا

گریبان پھاڑو کیون کھلتے ہو صحرا کو چلو اوٹھو
اگر ای اوج ضبط جوش سودا ہو نہیں سکتا

ص	بحر رمل مثمن مقصور	ردیف ۱۹

اندلون ہے مشق سیر کوی جانان زیر پا
اب رہا کرنا ہے اپنے باغ رضوان زیر پا

کوئی بھی رکھتا ہے شیشے کو مہرجان زیر پا
یہہ دل نازک ہے عاشق کا نہ سندان زیر پا

کیون نہ روندون اپنے جنون صحرا کا دامان زیر پا
فرشِ گل ہے بسترِ خارِ مغیلان زیر پا

نور نعلِ کفشِ پا سے اونکے روشن ہی یہین
دو ہلالِ عید یکجا ہین تابان زیر پا

گو نہین پہونچے سماے گلرخان ہر آج
حیف روندا جائیگا کل یہہ گلستان زیر پا

پی نہ رو اس قالبِ خاکی کے دشمن ہین ہزار
قصر ہاتے ہے پہونچکر سیلِ باران زیر پا

خوشنمائی مین بھی صاحب کی تو شہ سر سے
دیکھیئے دل خاکسارون کے ہین غلطان زیر پا

سہو سے رکہین عالمِ بالا پہ بھی اپنے قدم
ہو جو راہِ مشہدِ شاہِ خراسان زیر پا

اونکے رعبِ حسن سے جرأت کیا ہو رین قدم
زلزلہ سا ایک ہوتا ہے نمایان زیر پا

دردمندی بھی عجب جوہر ہے انسانین جو ہو
گو سلیمان ہے نہ کر چینٹی کو پنہان زیر پا

فضلِ خالق سے شباب آیا تصدق ہے ضرور
اپنے شیدائی کو رکھے کر کے قربان زیر پا

خاکساری باعثِ شوکت ہے اونچو نکے لیے
روندتی ہے خلق تو ہے سبزہ تابان زیر پا

جا سکے گلشن مین کبھی پہونچا تو حالِ وجد مین
پس گئے گر کر کے مرغان خوش الحان زیر پا

روئیگا اپنے مآلِ سرگذشت پر کل غور کر
خفتگانِ خاک یہہ کہتے ہین خندان زیر پا

جادہ ملکِ عدم کشتی ہے کیونکر دیکھئے
فرق پر بارِ عمل ہے خارِ عصیان زیر پا

قتل کرتا ہے جو عاشق کو تو جلدی کیا ضرور
آستین اولشو دلی صاحب نہ دامان زیر پا

اونکے باغِ حسن سے یہان ہی خطِ نو رس کی بو
روندہی ڈالین لطف آئے جو ریحان زیر پا

سیر کوہ و دشت سے اکدن تو ہمت پست ہے
صبر کر اے دل اگر ہے آج زندان زیر پا

پنجۂ وحشت نے فرقت مین گلا گونٹا مگر
دھجیان اوڑا او رکے جا پہونچا گریبان زیر پا

تھام تو مضبوط دامانِ قناعت اے ہوس
گنجِ قارون کا ابھی ظاہر ہو نادان زیر پا

خاک پر وہ شوخ اگر بھولے سے بھی رکھے قدم
سنگریزہ ہو ہر اک لعلِ بدخشان زیر پا

جس دل شیدا کو لمحو کر دو ٹہتے پہر دیتے ہو ستم — لو وہ پایا تجہے بس بس نہ بلیان نہ پیا

فصل گل ہے پی لو اے اوج بہتی پر چلو
عقل و غیرت ہے بغل مین رکھلو ایمان زیرپا

بحر متقارب

سدا جیتے جی غم نہ کہایا تو پہر کیا
اونہین دہیان مرنے پہ آیا تو پہر کیا

بتون سے نہ جب دل لگایا تو پہر کیا
یہ کعبہ نہ پہر سے بسایا تو پہر کیا

نہ داغ محبت اوٹہایا تو پہر کیا
ادہر سے ادہر مین جو آیا تو پہر کیا

پری کو نہ شیشے مین لایا تو پہر کیا
ہمین نقش حب ہاتہہ آیا تو پہر کیا

خوشی قلب کو ہے نہ دلکو مسرت
مین جون زخم یون مسکرایا تو پہر کیا

نہ مے ہے نہ ساقی نہ پہلو مین دلبر
جو ابر سیہ گھر کے آیا تو پہر کیا

کسیکو تو بگڑے بنا اے فلک تو
سبہونکو جو تونے مٹایا تو پہر کیا

بیان اونے تجہہ سے حال کر بہی لیتے
یہ موقع نہ جب ہاتہہ آیا تو پہر کیا

شب وصل وہ خود بخود اوٹہہ بیٹہے
یہ دن بہی فلک نے دکہایا تو پہر کیا

لگاؤ نہ پہیرو نہ دلکو دکہاؤ
ستانے ہوونکو ستایا تو پہر کیا

غبار او نکلے دلکا نہ جب ہو سکے ہم
ان آنکہون سے دریا بہایا تو پہر کیا

یہہ رسوائی کیا کسکو کہتے ہین لیت
چلو غیر جب دل لگایا تو پہر کیا

مسیحان ایدہر آؤ دلمین جگہہ دون
تمہین غیر نے دیکہہ پایا تو پہر کیا

ہوس سے تیرے دولت حسن لوٹین
خزانہ بہی قارون کا پایا تو پہر کیا

سمسم کوئی وعدۂ وصل ہو وے
وہی پہیکا فقرہ سنایا تو پہر کیا

گنا ہون پہ دیسے بخش غفار ہے تو
جو اپنا کیا پیش آیا تو پہر کیا

نہین وید خوبان عالم کی پروا
ان آنکھون مین جب تو سمایا تو پہر کیا

اثر اونکے دل مین کچہ آہ کرتی
جو لوتے نے فلک بہی ہلایا تو پہر کیا

یہہ کبک دری کیون سے بن سنکے چلتا
نہ طرز روش اونکا پایا تو پہر کیا

شب وصل ہے یون نہ مجکو ستو
گلے سے نہ صاحب لگایا تو پہر کیا

فقط دیکہا بہالی مین کٹتی ہے اے دل
وہ یکشب نہ قابو مین آیا تو پہر کیا

مناسب تو غیرو نسے تہا ملا تہا و تہانا
ہمین چٹکیون مین اوڑا تو پہر کیا

بوڑہاپے مین کیا کیجئے دل لگا کر
جو لطف جوانی نہ پایا تو پہر کیا

یہہ ایام فرقت کے گہٹ گہٹ کے جیلو
موے ڈوب کر زہر کہایا تو پہر کیا

فقط بو کو کافی ہے جی ایک چلو
نہ سو رنگ مین رند لایا تو پہر کیا

سہو ٹوکرین جہیلو کڑیان تونکی
جو کوہ محبت اوٹہایا تو پہر کیا

پڑین پتہر ایسے اوج اس عاشقی پر
بت خود غرض دلکو بہایا تو پہر کیا

بحر ہزج سالم

پیام مرگ پیہم آپکی ہے نیچہ پہر گیا
کدر لگا فکر زاد راہ ہنگام سفر پہر گیا

ابہی ہو دیکہتے ترچہی لگا ہو لبی اید پہر گیا
نشانے پر پڑ لگا میرے جان تیر نظر پہر گیا

کشش الفت کی او بہی نہ ہے جب دیگر یہ پہر گیا
چلو خود سیر کے بہل وہان تک تلاش یار مہر پہر گیا

دیکہا تا ہے سنان و خنجر و تیغ و تبر پہر گیا
سر میدان ڈبے نین یار جانبازی پہ ڈر پہر گیا

وہ کیون زلف سیہ رو سے روشن کو چہپاتے ہین
رولاتا ہی میرا منظور اونسین شام و سحر پہر گیا

میرے یہان ایک تو ہی زرد رو وفا و سودائی
نہ پہونچا عرش اعظم پر نہ اونکے دلمین پاتے ہین
لبون سے تیرے ہوئی ای غیرت شیرین غلط ہے مین
تماشا دیکھے جو جب عشق کے سجدہ میں دیدے
غرض اپنی لو دیدہ گلشن عالم نہ تھی جا شنا
مسلسل تیرے غیر نے وکل اگر سمجھ لیتے لگے
قفس سے چھوٹکر ناہی نہ جب توٹ پہر گئی کی
یہہ کیسی اسطرف کے دیکھنے سے چشم ہوتی ہے
پھرے ہیتے مو تو نے بانگ لو صندل لگا بیٹھے
ملا غیر نے وو دوکہہ پر دو کہو دئے فرقت مین پڑ پایا
زمانہ ہمنے بھی ایسے پادشاہِ حسن دیکھا ہے
یہی تقریر معنی بیدسے صاحب کے کھلتا ہے
کئے لیتے ہین دو دونکے لئے خاطر سے زاید کے
کراہے سے دنیا ملے کئی رو دئے پکار اوٹھے
اسی عالم مین کار خیر سے کرنا جو ہے کر لیجے
جوانان زمانہ ہمسے گہاتین عشق کی سیکہین
تیرے دندان لب کے روبرو الیشو خ نے پروا
کسی نور مجسم کی زیارت یہان ہی رہتی ہے
فزون ہے بیقراری دلکی وحشت بڑہتی جاتی ہے

مقابل تیرے رخسار و لبنے یون بتشمش قمر پہر گیا
ہوا آخر الہی اپنے نالون کا اثر پہر گیا
نہ جب قند و نبات و انگبین ٹہہری شکر پہر گیا
کوئی اس بت اکی کہولتا آخر غضب پہر گیا
ہمین اے مہربان تو ہی نہ جب آیا نظر پہر گیا
جب اے گفتگو اندیشہاے حیرت سے پہر گیا
تو بازو تولتا مین طایر نے بال و پر پہر گیا
نہین کہلتا کہ آخر تیرے او ہمین نظر پہر گیا
چپلو اور ونکے ما تہے تھا ے اسکا در پہر گیا
کریگا ظلم اس سے بڑہ کے ایسے بیداد گر پہر گیا
تیرے ثانی نہین حور و پری مین اور بشر پہر گیا
میرے یہان یہہ تو فرماؤ نہ آؤگے ادہر پہر گیا
یہہ توبہ اپنی ایسے توبہ رہیگی عمر بہر پہر گیا
تیرے فرقت مین اپنا شغل تہا شام و سحر پہر گیا
اے غافل تیرے کام آئیگا یہہ سیم و زر پہر گیا
لگا کر دل حسینون سے کیا ہی عمر بسر پہر گیا
یہہ سمجھنے مین قیمت پائینگے لعل و گہر پہر گیا
جو دیکہا حضرت موسے نے جلوہ طور پر پہر گیا
الہی رنگ لائیگا میرا زخم جگر پہر گیا

نو بالی ہے پژمردہ کیا باد حوادث نے | تجھ الفت کا پہن کیا پھولتا لاتا ثمر کیا
گھر لیے ہے ابر غم دلبر المبی خبر بھی کھیو | کوئی طوفان اوٹھائی گی ہماری چشم تر بہر کیا

خدایا مقدر روان ہے سالقہ ولیے نہ انسان کا
وفا کیسی میں عمر لیے آوج ضایع کی گہر بہر کیا

بحر مجتث مخذوف

مقابل آپ کے یوسف حساب کیا ہوگا | حسین سبھی پہ تمہارا جواب کیا ہوگا
نہیں جو تو ہی تو جام شراب کیا ہوگا | بر شستہ دل مین یہان خود کباب کیا ہوگا
شب فراق کی گھڑیان بو جہل ہی نکلے | بس اس سے بڑھ کے وہانکا عذاب کیا ہوگا
نکل گیا شب فرقت کے بیقراری مین | بغل مین بھی دل پر اضطراب کیا ہوگا
وہ دیکھے ایسا ہی سمجھیں تو لطف ہے ورنہ | لکھا جو عاشق شیدا خطاب کیا ہوگا
تمام خلق مین رسوا ہوئے ذلیل ہوئے | اب اور اید ل خانہ خراب کیا ہوگا
ہمارے جوشش اشک رواںکو سب یکھین | زمان نوح کا طوفان آب کیا ہوگا
کئے گناہ ہی ہمنے تو بیخودی مین کیئے | جنون گرفتہ پہ تیز غا عذاب کیا ہوگا
شب بنا کے دل عاشق کا قتل کرنا ہے | کہو یہ لطف ہے جسکا عتاب کیا ہوگا
محال اپنی رسائی ہے اونکے خلوت تک | کہ بزم شہ مین گدا باریاب کیا ہوگا
جو کم سنی مین شرارت کے ستم کنندہ نہ چھٹے | اونہین جوانی مین پہر اجتناب کیا ہوگا
مقابل کے کرو غور گر نہیں باور | تمہارے چہرہ سے خوب آفتاب کیا ہوگا
تیرے ستم کی جو محشر مین باز پرس ہوے | وہ ہم نہیں تو اید ہر سے جواب کیا ہوگا
غلط ہے کہنے کو یون لاکھ آپ پر ہون فدا | پہ ہمسا کوئی ادھی انتخاب کیا ہوگا

الٰہی کچھ عمل نیک سے نہیں رکھتے
بوقت پرسش روز حساب کیا ہوگا

حیا کا پتلا وہ اک کان شرم ہے ایدل
یقین ہے وصل میں بھی بے حجاب کیا ہوگا

ملے میں اوترے ہوئے بال وہ بکے زلفونکے
اوٹھا کے پھینک بھی دو پیچ و تاب کیا ہوگا

جوان ہوئے پہ تو نام خدا یہہ عالم ہے
ارے ستم ترا عہد شباب کیا ہوگا

ہمارے نالۂ سوزان میں جب اثر بھی نہیں
پڑا تڑپ دل پر اضطراب کیا ہوگا

ہمیں سے ظرف ہے یہہ پیر مغانسی غرض کس سے
اس ایک خم میں ہمارا خراب کیا ہوگا

وہ پا رہے بن ہوا ہے یہاں تو یہہ بھی نہیں
کہو حیات ہے نازک حباب کیا ہوگا

ہے عشق کیجیئے بس ہے لیے گل خوبی
عرق تمہارے جبین کا گلاب کیا ہوگا

سمجھہ سمجھہ بھی غفلت غنودہ بیچی ہے
تو ہوشیار ہے مست خواب کیا ہوگا

جنون کے دہن میں یہہ طور لکھہ تو ڈالا آوج
مگر قبول لب شیخ و شاب کیا ہوگا

بحر

تھا خمیر اپنا جو خاک عشق سے یکسر ہوا
اے بتو پتلا محبت کا میں یہاں آکر ہوا

ہے ہم موقع صفائی کا کسو کیونکر ہوا
سیر جان غیر لگا کھتا جب نہیں باور ہوا

حیف جگر ازیست کا آوارگی میں سر ہوا
آجتک پیا کسی دلمیں نہ اپنا گھر ہوا

آج ہمکو تو حسد اپنے نصیبوں پر ہوا
زینت آغوش مشتاق جو وہ آکر ہوا

وہ اودہر ہے سب ہم ایدہر تجویب یہہ مضطر ہوا
حدت خون سے مرے نے آب خنجر ہوا

یون تو دعوے عشق کا غیرونکو بھی اکثر ہوا
پر کوئی ہمسا بھی نازونکا نہ ترے خوگر ہوا

ناوک مژگان تمہارا کارگر دلبر ہوا
تیغ ابرو کا اشارہ برش خنجر ہوا

دلمین ارمان ظلم کرینگا نہ رہجایے کوئی
دیکھ لینگے حشر مین ہم سان اگر داور ہوا

وہ نہ آئے خیر ہوئی ہے سو ٹلنے کی نہین
موت ہی آئی چلو اچھا ہوا بہتر ہوا

نفس لوامہ ہی منزل پہ جا پہونچا مگر
ہمسا واقفکار دشت عشق جب رہبر ہوا

اوٹھ گئی جب اپنے اس دنیا سے میخوار کی رسم
سینے سے ہی ہمراہ مدفون شیشہ و ساغر ہوا

سوئے خواب مرگ مین ایسے کہ پھر کھولی نہ آنکھ
حشر کا بالین پہ گو غوغا و شور و شر ہوا

سوا ائین لا کے عشوے مین کرشمے بےحساب
لوٹ پر اقلیم دے لگے ہم ہم لشکر ہوا

پانون کو پھیلا کے کیا کیا یہان نہ سوئے مجنون
سیج پھولون کی ہمین خار ونکا ہی بستر ہوا

تو مصاحب ہوگیا پیش نظر تہا آئینہ
سر چڑہانے سے اب ونکے شانہ بھی ہمسر ہوا

پھر ادے سے تو ہی بتا کیونکر جلانا چاہئے
جبکہ ایسے کافر دل انسان خدا کا گھر ہوا

اوسینے ہو بہم جیسے مرد و صحبت کردیا
ہون وہ آدم بیگنہ جنت سے جو باہر ہوا

وصل کو کیا دخل دو مشتاق جب باہم ہوئے
مین جدا اوسنے نہ دوئی کی صفت ملکر ہوا

تو ملوث ہو نہ دنیا نے دلی سے بہاگ دور
جان و دست کھو دے اس فتنہ کا جو شوہر ہوا

قتل خود کر کے اوس کافر کے پاؤن پر رکھا
ونکے فارغ دین سے مین نقد جان دیکر ہوا

شکر رات ونکے شور و شر سے مہلت پائی خیر
بس اونکا فیصلہ موقوف محشر پر ہوا

اب گوارہ سب ہین جو جو پیش آئین سختیان
پتھر اپنا دل ہے ایسے ظلم سہکر ہوا

ایسے پری پیکر تیرے دندان و لب کو دیکھکر
لعل کا فق رنگ غرق بحر خون گوہر ہوا

خود نکیرین آ کے مرقد مین کہینگے ہم سے آج
ڈر ہے کیا جب تو غلام خواجۂ قنبر ہوا

ناصحا کس سے کہین یہہ ماجرا کیونکر ہوا
ہین شہید تیغ ناز دلربا کیونکر ہوا

ترک کی ہمسے محبت غیر کا کیونکر ہوا
ہائے وہ بت ہمسے بدظن ایسا کیونکر ہوا

ہو ایمان صید زلفون ہی نہ جسکے ہاتھ سے
اوس سینے پہر پہنا دل وحشی ہمارا کیونکر ہوا

خوف رسوائی سے گھٹ گھٹ کر رہا حیرت ہے یہہ
پہر ہمیشہ الفت کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا

چہیڑ تو دیکھو طلب خود کرکے محفل مین ہمین
اب یہہ فرماتے ہین آنا آپ کا کیونکر ہوا

تمہین بوسے کی طلب کی تہی دل بیتاب نے
یہہ تو کہتے ہین سزاوار سزا کیونکر ہوا

واردات عشق کی کس سے کہین حیران ہین
جسکو دیکھو پوچہتا ہے کیا ہوا کیونکر ہوا

ہمکو حیرت ہے کہ شب مین ہمارے ہے تو
دل ستانا اوسکے بند و نکار دا کیونکر ہوا

بیوفا کہتے تہے ہمکو خود غرض نکلا یہہ کون
یے نہین کہدو وہ فرمانا بجا کیونکر ہوا

حسن یوسف کو سنا اور ہین نہین سب دیکہتے
فوق دیدہ پر شنیدہ کو بہلا کیونکر ہوا

اے پری آب دہن ہین ہے یہہ لطف حیات
اس سے بڑہ کر چشمۂ آب بقا کیونکر ہوا

اجتک اے دل حسن اکو جینے پہچانا نہین
ایسا کافر پہر کسیکا آشنا کیونکر ہوا

جب کسیکی وہ بت خودکام سنتا ہی نہین
پہر کہو اوسکا ہمارا فیصلہ کیونکر ہوا

اونکے خدمت مین نہ لے پہونچا اگر بخت رسا
اوج یہہ سچ ہے حصول مدعا کیونکر ہوا

ہون خود آزار کہا مین نے ہو مانا دلکا
اونکے صحبت مین مناسب نہانہ لانا دلکا

ایک عالم کو پہراتا ہے لگانا دلکا
پہر بہی ظلم ہے بے اوسے آنا دلکا

دلو لے اپنے سدہارے وہ جوانی کے ساتہ
اب وہ ہم ہین نہ وہ باقی ہے زمانہ دلکا

مشق حاصل ہے یہہ اوس ترک کمان ابرو ۔۔ تیر مژگان سے اوڑاتا ہے نشانہ دلکا

دے گذرا تو یہہ رندون کی زیارت لیے شیخ ۔۔ کب روا ہے کسی بندہ پہ کے دوکھانا دلکا

قدردان اب ہی ہین دنیا مین وفا کیشو نکے ۔۔ ڈھونڈھ ہی لینگے کہین خیر ٹھکانا دلکا

دیدہ و بس دیا و یہہ منہہ پہ بیان ماشاء اللہ ۔۔ خوب سیکھے ہو سبق یہان اوڑانا دلکا

ہے وہ بگڑا کہ سنبھلتا ہی نہین کیا کیجیے ۔۔ سخت دشوار ہے اب آہین آنا دلکا

اس غرض سے لیے پہلو مین لیے پھرتے ہین ۔۔ ہمکو منظور ہے بازار دیکھانا دلکا

ناز بیجا بھی اوٹھائیگا جفا جھیلیگا ۔۔ پہلے سیکھو تو سہی ہاتھ مین لانا دلکا

ہین وہ کمسن نہ جھپک جائین یہ ڈر ہے ورنہ ۔۔ سہل ہے تا جیب کے پہلو مین دیکھانا دلکا

جب سی لگی لی ہے اک جب کبھی یاد آتا ہے ۔۔ وہ بگڑنا ہے تیرا وہ ناز اوٹھانا دلکا

کیا کہین کے تہین آخر یہہ زمانے والے ۔۔ دیکھو بہت تھین عاشق کے جلانا دلکا

کہہ دو پہلو مین ہمارے کوئی دم آبیٹھین ۔۔ خوب وہ جانتے ہین درد بٹانا دلکا

خاتمہ تمہید سمجھیے ستم ایجادی کا ۔۔ یہہ نئی چیب ہے ہنس ہنس کے رولانا دلکا

خصلتین مہر و وفا ہے تو بھولائین جیب صبا ۔۔ لو جو آیا بھی تو کیا خاک جلانا دلکا

ہمکو آسایش و عشرت ہے اثر ہی بلا ۔۔ گوشہ گوشہ تو کبھی حرتہ جہانا دلکا

آوج پہلو مین چھپائے ہو ہشیار رہو
واجب ان تمت برون سے ہے بچانا دلکا

ردیف باے موحدہ

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یار کے رخ پر نہین بیجا گمان آفتاب ۔۔ شعلہ حسن اپ دیکھلاتا ہے نشان آفتاب

قبر مفلس ہی مین خالی تنگ سے دیکھلو	چادر مہتاب و نکو سائبان آفتاب
روشنی دشمن ہے ہہین چہوئیہ زلفین یار نے	سنبلستان ہی مگر دیکہو شبستان آفتاب
کیا کشادہ مرتبے ہے اپنے واہب بیمر اخوان کریم	پیچ گردون تک لیے پہرتا ہی نان آفتاب
سوز و درد و آہ نے اپنے لیے پہولکا ضرور	آ گئے مہتاب و طبشت کب تہی میان آفتاب

اوج کیونکر مقتدی اوسکے ہہون خوبان دہر
ہین مہ و انجم ہی دیکہو پیرو ان آفتاب

بحر متقارب ارکان آن فعولن فعولن فعولن فعولن

جو ہنس ہنس کے باتین بناتے ہو صاحب	یہہ جہوٹی محبت جتاتے ہو صاحب
رولانا بہی عاشق کا ملحوظ خاطر	جو یون زیر لب مسکراتے ہو صاحب
نہ آؤ گے پہر خوب دلکو لعین ہے	یہہ فقرے عبث کیون اوڑاتے ہو صاحب
ملی ساتہہ تیرے کے ہاتہون مین مہندی	ہمین چٹکیون کو اوڑاتے ہو صاحب
نہین چہیڑ ہر بات مین مت کو لازم	غریبون کے دل کیون ستاتے ہو صاحب
جو آئینہ رکہہ رکہہ کے بنتی ہین زلفین	یہہ عشاق کے دل پہنساتے ہو صاحب
نہ ملئے رقیبون سے باور ہے کسکو	قسم پر قسم کیون یہہ کہاتے ہو صاحب
رو کہائی ایدہر غیر پر مہربانی	ستاتے ہو دل کو ستاتے ہو صاحب

گر آج کل اوج نظرون سے بیشک
یہہ ظاہر مین آنکہین چہپاتے ہو صاحب

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

پہیسلین منہ کو جو بے یار کوئی لائے مرا شش	خون دل پیتے ہین قسمت مین یہان جا شب

چشم مشکین کے تصور مین ہوا ہون بیخود
حشر تک مست رہیگی کہ پیا ہے شراب

ایک شیشے مین حبیب اسکے ہاتھ سے تہا
محتسب ہوتا ہے ہی شیشے جو پیا ہے شراب

خم کے خم آج تو لنڈھا دئے ساقی
موج دریا کی طرح آنکھون مین لہرائی شراب

ہے لقب کوثر و تسنیم کی صورت زاہد
ہوگا جنت مین ہی پیاری کوئی دریائے شراب

ہمارہ ہی دوست کشتی ہی مین کالی ہے
غسل کو بھی ہے میت کے لئے آب شراب

پی کے قلقل مینا کو تو ڈرو زاہد
جام کو بھی جسم و ساغر مین بھی ہے آب شراب

کون سا دین ہے جو عناصر کے شریک
مست ہین ہم روز ازل سے پیہم سودائے شراب

انہون لگائے مین ساقی نے ہم کو نسبہ
کوئی پیالہ تو تب دیکھو جو لے شراب

آج سرشار ہی الفت سے ہوا ہون مین
کب مجھکو ساقی کی طلب ہے کبھی پروائے شراب

بحر رمل مثمن مخبون محذوف ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اب ہم آغاز سے یہ ہے عادت کیا خوب
الامن عشق مین اپنی ہے عداوت کیا خوب

کبھی دلاتا ہے عبث خلد کی رغبت کیا خوب
شیخ جی کو چند دنان ہے [illegible] کیا خوب

ابتو ارباب شعور سے ہی ہے نفرت [illegible]
کیسے رقبا جمع ہوئے [illegible] کیا خوب

نہ تین اور ہی بخشی ہمین بت تو لیکن
خلق کی عشق [illegible] کیا خوب

وہ سیری قسمت مین خوشی نہ ملائیے آوین
بے تکلف کی ملاقات ہے خلوت کیا خوب

ساتھ دشمنون کے اخلاص کیا بھی یقین [illegible]
کتنی عمدہ ہے نمک پاشی عداوت کیا خوب

آتش افسردہ زبان یاد کہ جلا [illegible]
اپنے سینے مین ہی ہے حرارت کیا خوب

حسن والون سے تحقیق بوسے ملے اور ون کو
عشق کے مال پہ ہوتی ہے سخاوت کیا خوب

اپنے ہونٹ جسکی وہ قسم کھلوالیں — جیسے اونکے بہ صفائی کی ہو صورت کیا خوب

دل لگالینا بجا ہے طور مناسب تھا مگر — خندہ ہجر ہو تو نہ الفت کیا خوب

خود کیا قتل پہ کہتا ہے احسن نے مارا — جیسے جلاد کو آئی ہے عبرت کیا خوب

اوج کیا سوچ ہے اسکا چلو لیتے چھوٹے !!
ویسے اک جان ملی بھگڑوں سے فراغت کیا خوب !!

بحر رمل مثمن مخذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

پھر تنگ آئے ہیں عشق شعبدہ پرور سے اب — کام کر بیٹھے ہیں خود اپنا گلا خنجر سے اب

چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو گذریں ہم اپنے — کھوئے بیٹھے ہیں دل بیتاب کو … سے آپ

ہے جنون زور و شور سے پون بھاری سی بہاری … — التجا کرتے ہیں سو سو بار آہن گر سے اب

اپنے جسکے ساتھ جا ملیگا ہے عشق شباب — … وہ ہیں ہے جو ند اوتر یگا کبھی … سے اب

تجربہ ہے وہی فرقہ عشاق میں حاصل تو ہو — سر کو یوں … اپنا … سے آپ

اپنے تیر نگوں سے باز آیا نہ چرخ حقہ باز — تان کر بیٹھا ہے … کوئی چال اپنا … سے اب

کھلکھلا ہے … سے تحریر پیام — لوچھ لیتے ہیں … کی … سے اب

اندلون وہ جوش گریہ ہے کہ یارب الامان — … کو طوفان کا … اپنی چشم تر سے آپ

قصر میں چکتا ہے او سے دیکھیا چاہیے — تنگ آئے ہیں بہت … دل مضطر سے آپ

چاند کو کیا اب ہے حسن عالمتاب کی — ہے … کر ابر کی چادر سے اب

… کی بہ نوبت ہو گئی ہے — ضعف اوٹھنے ہی نہیں دیتا کبھی بستر سے آپ

… وہ تو جائیں کہاں — اک توسل ہی کیا حاصل تھا … در سے آپ

… جائے خنجر — بغرض … بلند … سے آپ

جون تصور خود پہنچ جائیگا خط اوس شوخ تک
آوج پہر کیون ملتجی ہون کوئی نامہ بر سے اب

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کب رکہا صیاد نے باقی نشانِ عندلیب
ہان فقط صرف زبان ہے داستانِ عندلیب

پہولون سے بہے اپنے بیانِ عندلیب
لال ہے آس کے تنے گویا زبانِ عندلیب

نام کو اتنا نشان گلشن مین باقی رہ گیا
پر کہین پر ہین کسی جا استخوانِ عندلیب

ہے میرے شیرین لب و غنچہ دہن کے مدح خوان
گل شکر سے چاہئیے بہرنا دہانِ عندلیب

ہے ستم صیاد نے کیا اپنا دل ٹہنڈا کیا
آج گلشن مین جلا کر آشیانِ عندلیب

لو قفس مین گلکے فرقت سے تڑپ کر مر گئے
تیرے سبب سے ہی نے لی صیاد جانِ عندلیب

ہے یہ ڈر سوزِ فراقِ گل سے ایسے گلچین مجہے
پہونک دے تجہکو نہ آہِ جانستانِ عندلیب

مر ہی جاویگی پڑا رہنے دے گلشن مین کبہی
وصلِ گل مین کر نہ ایسے ظالم زبانِ عندلیب

آوج ہے ہو زمزمہ سنجی مین سبقت کیا مجال
ہمصفیرو ہے فقط بیجا گمانِ عندلیب

بحر ہزج مسدس مقصور ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

ضرور اپنا دکہائیگی اثر چپ دل مضطر عبث نا کر چپ
کیا حیرت نے مجکو شکل تصویر وہ بیٹہے بزم مین جب آ کے گر چپ

ہو عشق مین کیا قول ناصح خدا کیواسطے ہیجیے چپ
میرے نالونکی ہمسر ہوگی بلبل شعور اتنا تو ہے کہ ہوگئی چپ

وہ خود تشریف لاوین کب ہے باور یہہ کیا لکہا ہے لیے پیامبر چپ
نہ تہی چپ سے کوئی ساعت گذر جاتی نہین اب وہ ہے چپ

ہے نالونپہ کہتا ہی وہ ظالم نہ نکلے پہر صدا بار دگر چپ
خیالِ عشق بازی ہو اگر آوج کنا دو شمع کی مانند سر چپ

بحر مجتث مخذوف مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

یہہ کیا مجال کہ ہمسر ہون پیچ و تاب مین سانپ
تمہاری زلف کی آگے ہین کس حساب مین سانپ

خیال کاکلِ مشکین مین لگ گئی جب آنکھہ
تمام رات نظر آئی ہمکو خواب مین سانپ

رقیب دامنِ دولت سے بہرہ مین وابستہ
یہہ آستین کے عبث پالے ہین حجاب مین سانپ

جو زلفین رخ پہ دہن کے قرین ہین ہم سمجھے
سحر سے بیٹھے ہین گرد چشمۂ گلاب مین سانپ

وہ آئینہ مین ہے محوِ تماشۂ رخ و زلف
نظر پڑی ہمین پہلوی آفتاب مین سانپ

چھدا جو تیرِ مژہ سے ہمارا دلِ بریان
تو اہلِ دید یہہ سمجھے کہ ہے کباب مین سانپ

ادہر کشیدہ ہین ابرو اودہر ہے زلف مین بل
بلا کے غیظ مین سمجھو ہین پیچ و تاب مین سانپ

ہوا سے رخ پہ جو اوس مہ لقا کے لہرائے
تو سمجھے زلف کو ہم نشۂ شراب مین سانپ

تمھارے انکی کاکل کا اک وشا نہ بچا
یہہ سب غلط ہے کہ ہین فرد زہرِ ناب مین سانپ

نشیلی آنکھون مین تیرِ مژہ کے عکس نہین
مگر پڑے ہین پری ساغرِ شراب مین سانپ

تمھارے کاکلِ مشکین سے بل کی لیتے ہین
کدورت کے کوفت کیے ہین ابتک عذاب مین سانپ

ہنر دیکھاؤ نہ ایسا ان زلف شبگون سے
وفورِ شرم سے ڈوبین کہین نہ آب مین سانپ

جو خود بخود امیان اپنی وہ شہسوار دیکھاے
جلو مین دوڑتے اژدر چپین رکاب مین سانپ

وہ زلف مشک ہی خوشبو مین پیچ مین سنبل
بلائے بد ہے سیاہی مین آب و تاب مین سانپ

ادہر چھوا کہ موا بلیے زہر افعیِ زلف
نظر سے گذرے نہ ایسے کسی کتاب مین سانپ

خیال محو نہین اوسکے زلف پیچان کا
مکین ہین اپنے دلِ خانمان خراب مین سانپ

فدا تھے یار کے زلفون پہ دم نکلتا تھا
بلا ہے جان تجھے بھی عالمِ شباب مین سانپ

نہین ہے سینگار یہہ مجمع ہین موذیون کا صنم
ہے عکس زلف سے اک در خوشاب مین سانپ

ازل سے آوج ہے جہان دلمین الفت حیدر
کر ینگے پھر سیر اکیا قبر کے عذاب مین ستاب

بحر رمل مثمن مخبون مقصور

ہون لیے پھرتا ہین آوارہ دیار آتش آب
سکتے ہین دیکہ پھولون مین قرار آتش و آب

ہیت سے تلوار مین رکھتے ہین قرار آتش و آب
واہ کیا خوب دکہاوٹ مین ہین یار آتش و آب

[illegible] سوز ہے اوس شعلہ مین جھنکار کا وصل
شیشۂ خالی نہین ہو وین ہو دو چار آتش و آب

[illegible] کے ردیف پہ گرا تے ہین وہ ہنسکر بجلی
دو دو نو جانب کہ دکہاتے ہین بہار آتش و آب

[illegible] کی سوزش ہی رہے پہ نہ رونا چھوٹا
کبھی ہم سے ہوا ہین مزار آتش و آب

چشم گریان دل سوزان سے ملا ہے جو ہوا
[illegible] آج ہوا آشکار آتش و آب

غیظ کو کھا کے پیا کیتے ہین خون دل زار
قوت عشاق کا ہے لیل و نہار آتش و آب

خوگر ہیت ہین جہان کی ہر شے [illegible]
خاک اور باد سے ہین شمار آتش و آب

[illegible] آدو [illegible] گلرنگ اوسکی
گلشن حسن پہ ہے باد بہار آتش و آب

بجہے دست نگارین مین وہ پھر کر پہلو
ہین لب [illegible] مین رکھتے ہین قرار آتش و آب

سینۂ [illegible] دل سوزان پہ [illegible] کے آنسو
ملکے آپس مین [illegible] بنا آتش و آب

[illegible] پایا کسی [illegible] ضعف [illegible]
[illegible] نہین ہے [illegible] آتش و آب

ایسے لپٹے دل سوزان مین و اشک کے ساتھ
کیون چھپے [illegible] آتش و آب

اشک لے ڈوبنے آہون نے جہان کو پھونکا
[illegible] اپنے تو لیے آج آج لکار آتش و آب

بحر رمل مثمن مخبون مقصور

ہوئی جب سے بہ ہیں ابر نہنمار سے خوب
تب سکو اپنی نگر او تھنا ہو ہیں یار سے خوب
لب ہو پیرگ گل تر یار کے رخسار سے خوب
دل پہ صاف ہے جو منظور ہو سودا کیجے
نیچے لذت ہے لغت حرص سے کنارہ پکڑا
مشتاق ہی فرقت زندان ہو تھے مجنون پر
تلخ تلی بادہ کے شوقی سے نظر کرلی ہے
جھک اتنا وہ جو پیشانی تا تر سے ہو آئیے
دیکھیا ہے جو حال رخ جانان دلبین
دل لگا کر یہ ستم پیشہ سے دھویا کھایا
تشنہ وحشت ایک قدم او تھے ہوا حشر پیا
کل میرے گھر جو نکلا جو ابا کہ جن اک کیا ہے
یہی جسم ہی اک مونس تنہائی ہے
اک کیج ہے سرکو وہ غیرت یوسف نکلے
اپنے دلمین ہوس سند یشا نہ ہے
بدزبانی کی صفت اور بیان کیا کیجے
وصل ہر واو سے غیرت سے گذر جائینگے
ہے پیشہ آکو ہی کھتا تو کوئی سودا ہے
شیخ جی حال کی میخانے میں صحبت ہے آج

قتل عاشق کا ہے اپنے ترک اسی تلوار سے خوب
دیکھ یہ تسلیم سے حفظ ہیں سنگ تکرار سے خوب
سرو کو ہے نہ دیکھا قد دلدار سے خوب
بحث کرتی ہیں باغ کو نرگس بیمار سے خوب
تنگ آئے ہو نگہبان سے آزار سے خوب
رو بہا او پر لپٹ کر در و دیوار سے خوب
پردہ اسحاب سے ہیں نرگس بیمار سے خوب
آشنا کان ہیں پازیب کے جھنکار سے خوب
صاف کر صاف اس آئینہ کو زنگار سے خوب
پاپیچ لدا ہوا او سے کپلی دو چار سے خوب
اب لا کیا ہے دری آپ کے رفتار سے خوب
آج ہاتھ آئی ہے بیت اوسے انکار سے خوب
شوق ہے ہے ہیں خلوت میں [illegible] سے خوب
چمکے چوک میں ہوں مصر کے بازار سے خوب
ہم فقیروں کا ہے تکیہ [illegible] دیوار سے خوب
پھول جھڑتے ہیں ابھی آپ کے گفتار سے خوب
ربط تلوو تکیہ ہے نوک سر خار سے خوب
ہمنے پایا ہے خطاب عشق کے سرکار سے خوب
آپ آراستہ ہون جب وہ بہ ستار سے خوب

شکر صد شکر کہ اوس فتنۂ دوران کے گلے ملکے سوئے مدد طالعِ بیدار سے خوب

آوج شاید کہ گرہ عفو کی کھو دیوے وہ رب
ہاتھ منہ دھو کے چلا جا ہے زیارت کو خوب

ردیف تاے فوقانی

بحر متقارب مقبوض و اثلم فعول فعلن چہار بار بحوالہ

ہوئی ہے مدت سے ترک بالکل ساکنانِ چمن سے صحبت
گئے نہ گلشن کو چھوڑ کر ہم تجھے ایسے شیرین سخن کی صحبت

فلک نے دی ہم کو ایسی قسمت چھڑا کے اہل وطن کی صحبت
وہ یاس و حسرت وہ جان و وحشت وہ جوش داغ و رنج و غم کی صحبت

بہ راہ ہون ایسے ہمنشین میں بدل کے اپنی خلوتمین کرو شامل
رکھیگی غمگین تجھے بھی غافل اسیر رنج و محن کی صحبت

سدا ہی قول ہین ہمارے کہ بیٹھو غیروں سے تم کنارے
کریگی بدنام دیکھو پیارے نہین کسی بد چلن کی صحبت

نہ کسطرح کیجیے شکر داور ملی نہ لطف حیات کیونکر
کہ شور بختون کو ہے میسر تجھ ایسے شیرین سخن کی صحبت

بلائے جان ہے کہ زلف دیبہ آیا یہ دیکھا ہی زندگی بھر
اوٹھائی دل نے ہمارے یکسر ستم مشاک ختن کی صحبت

قبول زندی ہوئی ہے جانے مدت ہی نہ لپٹ لاوے
یقین ہی واعظ جو دیکھ پاوے قسیم پیمان شکن کی صحبت

ادہر تو دیکھو یہ کیا ستم ہے دلوں کو ٹھگتی ہو عاشقوں کے
اوٹھائی صاحب نے سچ ہے کیسی مگر کسی راہزن کی صحبت

دعا یہ کر حق سے آوج پرفن کہ اپنا رب ودلا ہو مامن
نصیب ہو سبکو بعد مردن شہید گلگون کفن کی صحبت

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اونکو کل ہم نے رکا پایا تو کسب سے آئے ہیں بہت
وسوسے دل میں مین کیا کیا نہ کہون آئے بہت

اسکو دیکھا مین ہی بہت سے بہلا ہے بہت
دلِ وارفتہ کو ہم راہ پہ یون لائے بہت

بجو دستی ہی جو کعبہ مین ہاتھ لگایا تب کو
جیسے کہ آشفتہ نہایت ہوئے شرمائے بہت

شاق گذرا سحر وصل سے بڑھ کر نہ کوئی
دن بُرے یون تو فلک نے ہمین دکھلائے بہت

ہمسری کی نہ کبھی اوس کاکل پر پیچ سے تاب
دیکھو سنبل نے عبث باہمین بل کھائے بہت

طلب بوسہ جو کی اونسے تو بولے بس بس
بڑھ چلے منہ جو لگایا ابھی اترانے بہت

پھر اِدہر حیف نہ بھولے سے وہ قاتل نکلا
بھیجے نظارہ میں سے لاشہ پہ اپنا آئے بہت

اپنے داغِ جگری سے اوسے کیا نسبت ہے
شوخیان لالۂ پرخون ہمین دکھلائے بہت

کب ہے پڑتا دلِ عاشق بجز وصلِ قرار
اسکو کتنا ہی نصیحت کرے سمجھائے بہت

ہیچ ہے کس منہ سے گلہ کیجیے تقصیر معاف
ہم پہ الطاف و کرم آپ نے فرمائے بہت

تمکو غیروں سے ملاقات مبارک ہووے
ہمکو ملجائینگے صاحب سے بھی ہرجائی بہت

کام گریہ سے شب و روز رہا کرتا ہے
کیون نہ نالان ہون ہمیشہ وضع سے ہمسائے بہت

خود غرض سب اوسے کہتے تھے زمانا افسوس
دلکو جب ہاتھ سے کھو بیٹھے تو پچھتائے بہت

کہہ دو کیا قصد ہے اے آوج خدا خیر کرے
دیکھکر زلف سیہ فام کو لہرائے بہت

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہے ہویدا ہر گل و غنچے سے رنگ و بوئے دوست
سرو کی برحق ہے آزادی دلیل خوبیٔ دوست

واہ شمشیر ہلالی ہے خم ابروئے دوست
سربسر پھانسی ہے اک اک حلقۂ گیسوئے دوست

دل ہوا جب سے اسیر زلف عنبر بوئے دوست
دو تو آنکھین ہین میرے مچھ جال [illegible] ہے دوست

کیون نہ سمجھین گلشن جنت سے بہتر کوئے دوست
ہے نسیم صبح سے حاصل برابر بوئے دوست

ہو جگر سوراخ پر جون طائر قبلہ نما
ہان پس کشتن مین بھی رکھیو مرغ دل منہ سوئے دوست

سچ ہے پھر تیر نگہ سے کیا دل وحشی بچے
صید کر لین ضیغم صحرا کو جب آہوئے دوست

زاہد واوس بت کو سجدہ ہو نہ کیسے صورت سے فرض
دیکھ لو محرابِ کعبہ ہے خمِ ابروے دوست

واہ کس پھرتی سے سر اک ہاتھ مین جدا کر دیا
اسے ہین سو جان لینے نثارِ ساعد و بازوے دوست

آپ سے ہم ہرگز نہ کھانا ہو گی تجھ بِن حرام
ہین ہمارے استخوان وقفِ سگانِ کوے دوست

کیون نہ زندانِ سیہ ہو زلف شبگون کا لقب
سیکڑون دل ہین گرفتارِ سرِ موے دوست

حسرت آخر میری بر آئی یارب وقت نزع
آد ج پائین سے شوریدہ ہو زانوی دوست

بحر رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلان

تم سے ہمکو نہ بھولیگی کبھی رات کی بات
کیا ضرر تھا جو چھپا لیتے تم اک بات کی بات

کیون وہ سننے لگے اس موردِ آفات کی بات
رابطہ گذری وہ گئی اگلی ملاقات کی بات

وصفِ رخ سنتا ہون اونکا تو کبھی حیرتِ زلف
کتنی مطبوع ہے دلکو اسی دن رات کی بات

پیش آ دشمنِ جانی سے بھی الطاف کے ساتھ
لاکھ پند و نہین ہے اک بندہ یہہ سو بات کی بات

کیا قباحت ہے خبر وہ نہین لیتے تو نہ لین
موت پونہچیگی اس آشفتہ حالات کی بات

ہو گئی ختم ہے کچھ نیچی نگاہون مین قرار
ہم سمجھتے ہین یہہ سب رمز و اشارات کی بات

دیکھئے چھلنے کی یہہ چالین ہین خوشامد کیسی
توبہ چھپتی ہے چھپائے سے کہین گھات کی بات

مشغلہ می نوشی تو چھپنے کی ہے سن اے واعظ
نفس جان سے کب ہے ترک جو عادات کی بات

کیسی بیتاب وہ گھر پر سے کر دوڑے آئے
کشش دل یہہ ہے سب تیرے کرامات کی بات

خشک سالی کا تو چرچا ابکی تہا موقع لیکن
رکھلی اشکونکی جھڑی نے میرے برسات کی بات

ہی یہہ عاشق کا برا کرنے مین بہکاتے ہین
آپ سنتے نہ کسی مفسد و بدذات کی بات

صاف آئینہ صفت پای نہ بتوت [illegible]
ہمنے تحقیق کی جب اہل خرابات کی بات

وہ چلے آئے عیادت کو کرم فرمایا — آکے بالین پہ تو ٹھہرے نہ کوئی بات کی بات

سچ ہے پھر ہوئے سخن کرتے رہے رقیب کیونکر
جاتے ہے وقعت نہیں لیے اوج کم اوقات کی بات

بحر مضارع اخرب مثمن مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تڑپے تھا ہے ہجر میں جو بسمل تمام رات — رویا کی اپنے حال پہ شبنم تمام رات
اے شاہ حسن ایک نہ ہونے سے آپ کے — صحبت وہ عیش کی رہی برہم تمام رات
دشوار اپنے زخم جگر کا ہے التیام — رویا لہو کے آنسو دن مرہم تمام رات
تڑپے کراہے ماہیے کی روئے سر دُھنا — محفل تھی اپنی مجلس ماتم تمام رات
یقین بچھڑتے اونہیں بکیر بولی سحر — او گلا کئے دو مار سیہ سم تمام رات
رہنے سے تیرے شاد ہوئے غیر ہم کو غم — عیدا وسطرف ادہر تھا محرم تمام رات
شانہ کیا تو زلف پریشان مین غیر نے — وہ ہمسے نیٹے سبب رہے برہم تمام رات
پٹ سے لپٹ کے نالو نہین یہہ تمنی کی سحر — ہان سچ ہے آج گھر مین نہ تھے ہم تمام رات
وہ ماہ چاردہ جو میرا میہمان ہوا — تھا گھر مین ایک نور کا عالم تمام رات
ہسکو سوا تڑپنے کے مطلق خبر نہین — سوتے نہین کسطرح بنی آدم تمام رات

اے بیمروت آکے نہ جھوٹوں خبر بھی لی
یہان اوج کا لبون پہ رہا دم تمام رات !!

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

آیا نہ جب وہ حور شمایل تمام رات — تڑپا کیا مین صورت بسمل تمام رات
ایکدن ہے تجھکو طالع بیدار دیکھنا — سُلوادے بارہ کو میرے شامل تمام رات

حال شبِ فراق نہ عاشق سے پوچھیے
کاٹی تڑپ تڑپ کے بہ مشکل تمام رات

آبِ رواں کی سیر جو کچھ اونکو بہا گئے
بیٹھے گذر گئے لبِ ساحل تمام رات

بیدرد یہہ بتا تجھے اتنی خبر بھی ہے
در پر کراہتا کون یہہ بیدل تمام رات

پھیلے یہہ پاون شوق کے اپنے شبِ وصال
رکھتے گلے میں ہاتھ حمایل تمام رات

فرقت کے بعد اونسے جو خلوت ہوئی نصیب
رہیے گلے سے یار کے مل مل تمام رات

اتنا تو کہہ اوٹھے وہ بگڑ کر الٰہی شکر
رہیے ہماری جان پہ نازل تمام رات

غمازیوں کا خوب چکھاتے مزا مگر
آیا نہ غیر اپنے مقابل تمام رات

کل اپنے بزم میں جو وہ آرامِ جان نہ تھا
پہلو میں بیقرار رہا دل تمام رات

اس ہنگہ کو آوج کیا اوسنے گو شہید
رویا مگر بہت مرا قاتل تمام رات

بحرِ رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کی سحر اغیار نے کس کس فراغ دل سے رات
دست بردل ایک ہم نکلے ترے محفل سے رات

تا سحر خلوت رہی ایک مرشدِ کامل سے رات
مشورے ہوتے رہے کیا کیا نہ اپنے دل سے رات

رہ کے اک شب کنجِ مرقد میں کیا ہمنے جو غور
سخت تر فرقت کے ٹھہری گور کی منزل سے رات

جسکو دیکھا توبہ توبہ کف کے پھرتا ہے وہ ہم
اے بتِ خود کام جو نکلا ترے محفل سے رات

وصل کی حسرت حجت و حیلت نہ نکلی کوئی راہ
سابقہ ہمکو پڑا ایسے وای کس جاہل سے رات

اونسے اپنا کلبۂ احزان منور ہو تو خوب
کیا تکلف گر ہوئی روشن مہ کامل سے رات

وہ ستمگر خود غرض تا دیر پچھتا کیا
داستانِ غم سنی سنکر کسی غافل سے رات

سحر ہم ہتانہ محرمِ شہادت میں اسیر
ہاے کر لیتے ہیں کچھ سازش ہمیں قاتل سے رات

ناقۂ لیلیٰ کا قیس خستہ کیا پاتا نشان
تھی سیاہی مین فزون تر پردۂ محمل سے رات

اپنے حالِ زار کی کیا حاجت شرحِ بیان
یہہ تو ظاہر ہے بسر ہوئی ہے جون بید سی رات

کون دلدادہ گرفتار بلا بسمل ہوا
تھی صدا پر درد پیدا کوچۂ قاتل سے رات

ہو وے عشرت مین بسر تا صبح ہمکو اس سے کیا
فرض کر لیجے میسر جان کوئی اپنی دلسے رات

کروٹین بدلین کراہے سر وہنا تڑپا کیئے
اپنے فرقت مین کٹی اے اوج کس مشکل سے رات

بحر رمل مقصور محذوف ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

تیرے زلفون سے امان ہی کسے یار آجکی رات
انہین دو کالون نے رکھا ہمین مار آجکی رات

ساقیا پھر نشئے کا ہے اوتار آجکی رات
جان رندونکی کہین لے نہ خمار آجکی رات

سیر دریا کو چلا چاہیے یار آجکی رات
چاندنی کی وہین دیکھینگے بہار آجکی رات

ابتو آ بالین پہ اے ظلم شعار آجکی رات
تیرے عاشق کے ہے دمونکا شمار آجکی رات

ہاتھ آئی ہی یہہ تقدیر سے یار آجکی رات
ہمسے تا صبح رہی بوس و کنار آجکی رات

ابر اوٹھے ہین الاپو تو ملار آجکی رات
باغبان ہم لیتے ہین پھر جلبے سنار آجکی رات

سو گوارا اپنا پس دن تو غنقا تھا مگر
روئی حسرت میری بالینِ مزار آجکی رات

صاف ہو وصل مین عاشق سے کدورت کیسی
میری جان دور کرو دلسے غبار آجکی رات

دل جلونکی کہین آہین نہ گرائین بجلی
کوئی ٹھہرے نہ سر قرب و جوار آجکی رات

لیس سب ناوکِ مژگان ہین پہر اب دیر ہے کیا
شوق سے ہو دلِ وحشی کا شکار آجکی رات

سر و چہری نہین ہان بس اسی پردے مین
دلکا صاحب نے نکالا ہے بخار آجکی رات

لاکھ اصرار ہوا نیکا پہ کیونکر آتے
فرض مہندی کا لگا ہاتھ نگار آجکی رات

دردِ دل کیسی جو کراہا تو وہ بولے دیکھو — جان بلب کون ہی آوارہ و بیمار آچکی رات

کروٹین بدلین جگر تھاما کراہے تڑپے — بیقراری پہ رہا دلکو قرار آچکی رات

وہ شبِ ماہ مین آئے ہین جو افشان چُنکر — چاندنی دوہری دیکھاتی ہے بہار آچکی رات

دیکھین جانبازیِ عاشق کا تماشا کل سے — چار سو شہر مین کردو یہہ پکار آچکی رات

تڑپکے لپٹے جو وہ پٹی سے نہ پھر کروٹ لی — یہان رہا روح کو تا صبح فشار آچکی رات

دیکھکر اب ترے بیمار کو سب کہتے ہین — کل نہ ٹھہریگا بچا بھی جو یہہ بار آچکی رات

لیے اوڑی حُسنِ خداداد کو اے رشکِ پری — جامہ زیبی پہ ترے طرزِ سنگار آچکی رات

تیرے افشان کی پہین دیکھکے دل کہتا ہی — چاند سے مکھڑے پہ تارونکو اتار آچکی رات

وحشت و درد مین بھی روئے سحر دیکھینگے — اے دلِ غمزدہ ہمت تو نہ ہار آچکی رات

کچھہ گرہ مین تو یہہ عاشق نہین رکھتے لیکن — نقدِ جان آپ پہ کردینگے نثار آچکی رات

شاد ہون وصل سے لپٹائین گلے پیار کرین — دلمین حسرت کوئی رہجائے نہ یار آچکی رات

دعوتِ دستِ جنون کھولکے دل کرتا ہے — کوئی رہجائے گریبان کا نہ تار آچکی رات

جاؤ تو آج نہ درگاہ مین نوچندی ہے
چوکی بہنے کو وہ ہووینگے سوار آچکی رات

ردیف ثاے مثلثہ

بحرِ رمل مثمن مخبون و مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

یار کے وصل مین جب ہو گئی تدبیر عبث — ہمنے فرقت مین کیئے نالۂ شبگیر عبث

حیف یاراے سخن ہے نہ مجالِ پرواز — باغِ عالم مین ہون چون بلبلِ تصویر عبث

خود وہ دیوانہ ہے وابستۂ گیسوئے صنم — اسکو کرتے ہو اسیرِ غل و زنجیر عبث

اوس جوان بخت کی کب وصل سے یہان ہین لشاد
ہو نہ عمدونکے و رثے فلک پیر عبث

کہہ دو لیجائین اوٹھا کوچۂ جانا سے غبار
چہانتے خاک ہین کیون طالب اکسیر عبث

خود بخود ہین جو نگ تیرے نہیچہ ابرو کا
ایسے کشتے کی ہے فکر تہہ شمشیر عبث

نہ ہی کشتی وعشق نہان ہوتا ہے
ناصحا ہے بخدا یہ تیری تقریر عبث

فرقت یار مین جی کہو کے رو لینے دے
ہو نہ ایسے نالۂ جانسوز گلوگیر عبث

وصل محبوب ہے عمر دم ہی رکھنا تہا اگر
دہر مین لائے مجہے خواہش تقدیر عبث

ولمین جا کر کسی اوارہ وطن کی گھر کیا
بیخبر منزل فانی کی ہے تعمیر عبث

آج بہتر ہی لبس اب مہر خموشی لب پر
آہ بیدرد کی تو دیکھ لے تاثیر عبث

ردیف جیم تازی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

دست جنون پہ اپنا جو ہوا اختیار آج
باقی رہے نہ کوئی گریبان کا تار آج

ہے چشم تر فراق مین اشکبار آج
دہوتا ہے ایک عمر کا دل سے غبار آج

آجا کہ بے خبر کہین غفلت شعار آج
فرقت مین جان بلب ہے تیرا دوستدار آج

رونق فزای کلبۂ احزان ہو یار آج
پورے کہین ہون وصل کے قول و قرار آج

گذرا ہے سبزہ زار جو وہ شہسوار آج
سر رہ پہ خاکسارون کا پہونچا غبار آج

کیونکر کھلین نہ زخم دل داغدار آج
پہونچا صبا سے مژدۂ فصل بہار آج

تنگ آ رہا ہے فلک سفلہ کر یقین
دردِ فراق گل سے جو بوس و کنار آج

پہونچا اکیلا اور تہہ سنگ مزار مین
روح روان اجل سے مگر شرمسار آج

کھاتے ہین ٹھوکرین سر نخوت پذیر کل
ناداں نہ جھک کلاہ پر افتخار آج

تو آپ اوڑ کے طائر دل ستہ راہ ہو
سینتے پہ ہین کسے اونہین عزم شکار آج

کیون چھوڑ دین شراب کو ہو لی جو ہو سو ہو
واعظ کسی سے خدشۂ روز شمار آج

کچھ اوسنے دفعتاً نگہ لطف پھیر لی
دیکھے بچشم گردش لیل و نہار آج

کٹتا تہا سے ہجر مین گھڑیان جو ایدن
افسوس خود ہے اوسکے دمونکا شمار آج

خود جل رہا ہون آتش سوزان مین ہجر کے
ہون اس جہان مین رشک درخت چنار آج

پہونچا ہے یک بیک جو دماغ اپنا چرخ پر
ہے کسکے زیر پا مرے سنگ مزار آج

بیکل ہے اوسکے وعدۂ کل نے رکھا مدام
نکلا کبھی زبان سے نہ بے اختیار آج

بتلاؤ کسکی زلف پریشان مین دل پہنسا
لیے آج بے سبب تو نہین انتشار آج

بحر رمل مثمن محذوف ارکانہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

زہر قاتل ہی شراب ناب بے جانانہ آج
گردش گردون ہے گردش پیمانہ آج

ساقیا لے ہان دیکھا تو ہمت مردانہ آج
ہے ہوا بدلی لٹا جاتا ہے میخانہ آج

میہمان کلبۂ احزان جو ہی جانانہ آج
رشک فردوس معلی ہی میرا کاشانہ آج

اب وہ شور و غل کہان ہی چار و یرانہ آج
اسجہا النسیو اوٹہ گیا شاید ترا دیوانہ آج

بے تکلف ادبت خود کام جاتی ہے لپٹ
ہے شب وصلت خدا کیواسطے شرمانہ آج

کہ سیون پر اسقدر سوز جگر ہے کیا عجب
جو بکٹ کر قصر تن پہونکے چراغ خانہ آج

رونق افزا ہو نکھر کر بام پر ہے روز عید
دیکھ لین ہیسے گدا بھی شوکت شاہانہ آج

تیری تقصیر اسمین اے صیاد کچھ ہرگز نہین
کھینچ ہی لایا قفس مین اپنا آب و دانہ آج

بت سے خدمت سے کبھی تو زاہد استادان اوٹھین
صومعہ مین ہے مناسب صحبت رندانہ آج

رونق محفل وہ کافر ہے ہجوم عام مین
اک چراغ حسن پر ہے مجمع پروانہ آج

بادہ حسن ایک او سپہ حسن بادہ واہ واہ
پہنچ نہ کیون صاحب بڑے پر اک اک قدم مستانہ آج

ہیچ لعل لب مین اوسکی اک زبان ہو کیون نہ لال
گنگ وصف زلف مین ہی سو زبان کی شانہ آج

یہان نشے مین بھی گرے ہے تو یار کے در پر گرے
ہم سے بڑہ کر چال تو کر لے کوئی فرزانہ آج

مست پیر مغان کیسے یہہ کیتی ہے ہوس
آج چلکر توڑیئے قفل در میخانہ آج

ردیف جیم فارسی

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آپ کو ہرگز نہ زیر گنبد دوار کھینچ
ہان کمند لطف مین اورونکے دل یارے کھینچ

لطف وصل یار اوٹھایا ہجر کے بھی بار کھینچ
نوش حاصل کر چکا اب نیش کے آزار کھینچ

بیقراری کر نہ وقت سے آہ آتشبار [illegible] کھینچ
بیٹھکر چلے تہ محراب ابروی یار کھینچ

شوق سے پھیلائے یون پھر پاؤن سب کے سامنے
ہاتھہ تو حرص و طلب کا پہلے اے مکار کھینچ

نزع تک آجائے وہ بہر عیادت کیا عجب
انتظار اوس بیوفا کا کچھہ تو جان زار کھینچ

ہے یہہ اندیشہ کہ روز حشر کیا دونگا جواب
ہاتھہ میرے قتل سے لے کافر خونخوار کھینچ

الفلک مین بات کے پورے نہیں انکار فرق
امتحانکی پلہ میزان مین گو سو بار کھینچ

یہان بہت شوق شہادت ہے مین قاتل بیقرار
لے کمین مقتل مین آہستہ ذرا تلوار کھینچ

گو وہ آہن قلب ہے تو بھی دیکھا اپنا اثر
شکل مقناطیس جذب الفت دلدار کھینچ

ہمکو تنہا بستر غم پر سولایا مدتون
اب تو پہلو مین اوسے الطالع بیدار کھینچ

بال اونکے زلف کے او ترے رخ عارض کا عرق
ڈہونڈہ کیون اشک خجلت لا کیون گلاب عطر کھینچ

اس سے بڑہکر اور کوئی التجا رکھتے نہین
عفو کا خط دفتر عصیان پہ آئے تنہا کھینچ

اونکو دل دیکے خود مجبور حیران ہو گیا
تو ہر اک دلکو نہ کیون اپنے طرف ہشیار کھینچ

یہ تقاضا ہو تو شیخ و برہمن دونو کا ہو
ہاتہہ مین تسبیح لیے تو دوش پر زنار کھینچ

اوج کیسی چہچہے کرتے ہین مرغان چمن
تو بہی نالے فرقت محبوب مین دو چار کھینچ

ردیف حای حطی

پیچ سنبل مین کہان آپ کے گیسو کیطرح
خشم ہلال اپنا دکہلانے تو اس ابرو کیطرح

اے دل سوختہ چنگاریان نالو نکی تیرے
کیا چمکتے ہین شب تار مین جگنو کیطرح

زندگی بہر حرم و دیر کو یکسان برتا
اسکو اسلامیون کے طور پہ ہندو کیطرح

ناتوانی کا برا ہو کہ پہر اوٹھنے ندیا
گر پڑے جسجا پہ وہین کہپ گئے آنسو کیطرح

کوئی پہر اس دل وارفتہ کو کیونکر سمجہائے
یہہ بہی بگڑا نظر آتا ہے تیرے خو کیطرح

چہوڑے قاتل نے میرے ہاتہہ جو اچہی اوچہے
کہب گئے پیرہن تن پہ اس اُتو کیطرح

جنبش ابرو کی تیرے لیے بت کافر خدا
نا نشتر نیت دل بیتاب پہ چاقو کیطرح

کچہہ زلف آئی ہین تیوری سی تیری بدلی بدلی
وحشت انگیز ہین کیون انکہڑیان آہو کیطرح

پانون پہیلا کے بس اب سو نینگے تا حشر لیے قبر
مانگا آغوش نہ پایا تیرے پہلو کیطرح

الفلک پلہ میزان حوادث مین نہ تول
خو مین یہان سفتہ جگر تیرے ترازو کیطرح

اہتمام دفع سوزش دل کیا کیجیے
اتنو نالہ بہی جگر گیر ہے اوچہو کیطرح

ہمکو ہاتہہ اونکی نزاکت نے لگانے نہ دیا
دور ہی دور سے مہکے گل خوشبو کیطرح

آج ایدل نہ ہٹے معرکۂ عشق سے پاؤن — تجھکو ثابت قدمی چاہیے برنہ کیطرح

یار دوش رفتار کے نہ ٹھہرے اپنا لشکر
لے اوڑے آوج کہیں میت کو صبا کیطرح

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان

ابرتنہا تو نہیں دیدۂ تر کا مداح — ہے جہنم میں بھی آہو نگہ شہر کا مداح

ہو نہیں کانہ کسی صاحب زر کا مداح — عقل کھوئی ہے کہ ہو اہل ہنر کا مداح

ڈوبتے آئے میری گھر پر وہ کلیجہ پکڑے — اپنے نالوں سے نہ کیونکہ ہوں اثر کا مداح

الامان دیکھ کے حالت مری اپنے بھولا — خود ہمیں دیتے ہیں سوز جگر کا مداح

غیر کا آج ثنا خوان ہوں وہ بلبل تو نہیں — گلشن دہر میں ہوں اک گل تر کا مداح

صورت آسیا پھرنے پہ بھی حاصل ہی قیام — ہوں نہ وصاف حضر کا نہ سفر کا مداح

واجب یعنی وہ خود ہے جو رکھے دلمیں حسد — ہے اک عالم تیرے منظور نظر کا مداح

ہے حجاب آپکا جیسے رخ انور دیکھا — سہو اپھر وہ کبھی شمس و قمر کا مداح

آنکھ ملتے ہی ہدف تھا نہ ہے جا بکدستی — طایر دل ہے تیرے تیر نظر کا مداح

قند لب کے تیرے ظاہر ہے حلاوت سے پر — ہے عبث جو عدو بت میں شکر کا مداح

بزبان اونکے رخ و زلف کے توصیف ہی اوج
میں اگر ہوں تو اسی شام و سحر کا مداح

ایضاً

تبدیل اندنوں ہے جو تحریر کیطرح — بگڑے ہیں مجھسے وہ میرے تقدیر کیطرح

کچھ خود بخود وہ آج الجھتے ہیں شام سے — بل کھا رہے ہیں زلف گرہ گیر کیطرح

دشوار ترسم تیغ زبان کا ہے التیام
رکھیئے لپیٹ نیام مین شمشیر کیطرح

تجھکو بھی ہو حصول یہی آئینہ بلند
بخشش کرا یوان فلک پیر کیطرح

ہے صرف سرزنش تیرا مجنون پھر لیے پری
اک غل بپا ہے نالۂ زنجیر کیطرح

بہتر ہے اس سے قتل نہ تڑپائین ہجر مین
تقدیر جسم عشق ہو تقدیر کیطرح

نالونکا شوق ہے نہ تمنائے دید گل
اس باغ مین ہون بلبل تصویر کیطرح

یارب یہہ کسکے تیر نظر کا ہوا شکار
کیون دل پڑا تڑپتا ہے نخچیر کیطرح

کرتی ہے خود اجل تیرے بیمار کو خبر
عمدہ تو فکر کرتا ہے تعمیر کیطرح

کب ہے جواب صاف کی ہر بات مین سند
دل صاف کیجیے اپنی تقدیر کیطرح

آمیزش آوج ہے کسو ناکس سے پر ضرور
مل دشمنون سے بھی شکر و شیر کیطرح

ایضاً

باغ مین ہوتے ہین نرگس ہی اشیاے بیطرح
اندنون پہر کچھ ہوئے تیور تمہارے بیطرح

کیا پہنچتے ہین اسے نجومی دن ہمارے بیطرح
ٹوٹتے ہین خواب مین گردون کے تارے بیطرح

کیسکے سر جاتی ہے یارب کسکو سودا ہوئیگا
بال اوس کافر نے زلفونکے سنوارے بیطرح

ساکنان عرش اعظم کی الٰہی خیر ہو
ہم نے تیر آہ سوئے چرخ مارے بیطرح

دردِ فرقت لوترحی پر ہے کیا ہو دیکھیے
طاقت صبر و تحمل مین کنارے بیطرح

ہے یہہ اندیشہ کہین دین عالم امکان نہ ہو
اپنے آہون کے لگتے ہین شرارے بیطرح

ہمکو یا قسمت جواب صاف ہے اور غیر سے
لطف ہر روز دیتے ہین سہارے بیطرح

کیجیے کیا ان بتون کے سدھ بدھ کے سبب
جھیلتے ہین ہجران تپ غم کے حرارے بیطرح

اب یہہ حیرت ہی کہ اس الفت کا ہوا انجام کیا ہاے اوس بدعہد سے کیا قول ہارے بیطرح

پہونچی نوبت کوس رحلت کی تپ دوری سے کیا لوگ بالین پر سے آکر پکارے بیطرح

آج اوس بیرحم سے کیونکر بچیگی جان زار
ہاتھ دھوکر ہی پڑا پیچھے ہمارے بیطرح

ردیف خای معجمه

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دیکھیے گر ہو نہ دیگی نرگس بیمار سرخ ہے شراب لالہ گون سے چشم مست یار سرخ

کشتۂ خون دل عشاق ہین یہہ چنار سرخ القصہ وہ لعل لب وہ آپکے رخسار سرخ

لخت دل نکلے جو اشکون سے ہم یکبار سرخ ہمنے گوندھے پنجۂ مژگان سے کیا کیا ہار سرخ

فصل گل آئی جنون سے ہے دامن کہسار سرخ ہے کئے خون کف پا سے سر ہر خار سرخ

ہین جلوس شاہ اوردی کے رسالے فوج فوج زیر ران شبدیز سبزہ رنگ ہین اسوار سرخ

یہہ گلوی نازنین سے رنگ پان کی ہے جھلک یا ہے شیشہ مین پری صہبای آتشبار سرخ

الامان کیا گرمیان ہین آہ آتشبار کی اپنی زندان کی ہوئی سایے در و دیوار سرخ

دیکھکر اوس شوخ سبزہ رنگ کو لائی نہ رنگ شیخصاحب نے کبھی کی تو نہیں سر دستار سرخ

ہمکو حاصل ہی صفیران چمن پر اختصاص فیض مدح گل سے ہے طوطی صفت منقار سرخ

جب پیا اوس شوخ نے جام شراب لالہ گون اور دونا ہو گیا وہ چہرۂ گلنار سرخ

فصل گل ہے آج گلشن مین ہے ہو کھانیکو چل مہندی مل لاکھا جما جوڑہ پہن زرکار سرخ

بات تو سیدہی سچی وہ اولٹی نہ سمجھی بے فہم حق یہہ ہے منصور کی خونسے ناحق دار سرخ

فیض عشق خسرو خوبان سے مستغنی ہون میں ہیں ہم داغ دل سے در رہین دینار سرخ

جب تک پہونچا نہ لب پہ آہِ سوزان کا اثر
جھمکا تھے مہرِ شفق بیچ پہ سینہ لگا سرخ

جان فدا کیے ہیں عاشق ہو رہا ہے قتل عام
ہے بازارِ حنا ہے کوچۂ دلدار سرخ

تا کمر شانے سے ہے چھوڑا جو اوس کافر نے ہاتھ
تھی دہانِ زخم کی تحریر خون رنگ سرخ

کان کے موتی ترے جو رشکِ پروین تھے پری
بن گئی لو عکسِ عارض سے وہ شبنم ہوا سرخ

اک نظر تیوری چڑھا کر دیکھ اے ابرو کمان
خون میں لپٹا ناوکِ مژگان ہوا سوفار سرخ

ہے عبث الشوخ مہندی کا لگانا کیا ضرور
دست و پا کر شوق سے خونین [illegible] یار سرخ

طالبِ بوسہ تو ہم تھے کیجیے منہ خوں سے لال
آپ فرطِ غیظ سے ہوتے ہیں کیوں اے یار سرخ

خط لکھا تھا خونِ دل سے جب کیا قاصد نے پیش
خود وہ گلرو دیکھ کے پڑھتے ہوئے ہو گیا سرخ

پہلا اثر دیکھو نہ قاتل سے دوبارہ پھر چلے
ہو گئی جس ناتواں کے خون سے تلوار سرخ

درد و فرقت سہیے گی آہ کیونکر جانِ زار
ہر نفس کے ساتھ کٹ جاتا ہے خونِ دل سے سرخ

ردیف دال مہملہ

بحر ہزج اخرب مکفوف مقصور ارکان مفعول مفاعیل مفعول فعائیل

ہے ہر گل و ریحان سے عیان بوئے محمدؐ
سنبل ہے ثنا گستر گیسوئے محمدؐ

مائل ہو نہ کیوں طائرِ جان سوئے محمدؐ
ہے قبلۂ اربابِ یقین روئے محمدؐ

اسپے ساجد و حق ہے یہی محرابِ عبادت
جھک جاؤ جو دیکھو خمِ ابروئے محمدؐ

ہیں باعثِ ایجادِ جہان شافعِ محشر
پھر کیوں نہ ہو کونین پہ قابوئے محمدؐ

دیکھو کہ رکھا آنکھوں میں ہر ایک ملک نے
سرمے کی جگہ سایۂ گیسوئے محمدؐ

خوش تھے دلِ کافر بھی جو صحبت میں در آئے
کیا حسنِ اخلاق تھی کیا خوئے محمدؐ

بارِ گنہ امتِ عاصی کو اُٹھا یا
سنگین عملِ پُشت اگر ہین تو نہین غم

اللہ رے قوت بازو ہے محمد
پلّے پہ تو اپنے ہے ترازو ہے محمد

یارب نہ ملے مرتبۂ قیصر و فغفور
دے اوج کو توقیرِ سگِ کوے محمد

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

کرے بلند نہ کیونکر بہ ہجر جان فریاد
ستم رسیدہ کی ہے باعثِ امان فریاد

عقب سے پہونچا ہے صیاد کی یہان فریاد
مگر ہوی ہے میری خود بلاے جان فریاد

ارے خدا ابھی حسینون کو دو رت کتنا ہی
بتون سے ستم کی کرین جا کے پھر کہان فریاد

کھین یہ نہ طبقِ سپہر ہی نہ برہم ہون
اسی سے کرتے نہین زیر آسمان فریاد

اس اپنے عمر و دو رو نہ پہ ہولتا ہے عبث
درست خندہ سے ہے باغبان فریاد

نشان نہ حیف کہین گردِ کاروان کا ملا
نہ ہے مثل جرس کی کھان کہان فریاد

عجب شکوہ و تحمل ہی بیت سے مجنون کا
جسلو مین نالہ پرسوز ہے نہان فریاد

مثالِ شمع خموشی کا یہان ہم ہے کمال
جلا ہی ڈالین جو آوے سرِ زبان فریاد

وہ نالے سنکے سحر خواب ہوتے ہین
کچھ اپنی رکھتی ہے تاثیر داستان فریاد

پھڑکتے تھے ہاتھ مین صیاد کے یہ دن گذرا
الٰہی اب تو ہے کوئی مہربان فریاد

امان نہ دستِ تغافل سے پائی گلچین کے
تمام عمر ہوئی اپنی رائگان فریاد

نہ گوش زد ہوئی اس سنگدل کی واے ستم
ہماری اوج گئی تا بہ لامکان فریاد

بحر رمل مثمن محذوف مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جا کی صحرا کی نہ کر سیر نہ گلزار کی دید
دم بدم یار کے ہو سبزۂ رخسار کی دید

جنس دل کو سر بازار دکھا کر لیجے
ہے مناسب ہی ہر ایک چیز مین دو چار کی دید

آئینہ پیش نظر بنتی ہے زلف مشکین
ہے کبھی سیر حلب کی کبھی تاتار کی دید

مرحبا ہو لی ہین عاشق سے محفل بسمل
ہے کناری پہ کناری سے ترے یار کی دید

ہم گر ایسے شیخ حرم کو نہ گئے نقصان کیا
ہے صنم خانے کی یہان ہی در و دیوار کی دید

بیوفا ہمکو شناسا نہ سمجھ غنچہ سہی
آنکھ خالی تو نہین عجب ہے بیمار کی دید

کھوئیے دامون کوئی یوسف کا خریدار ہو
کیجئے چلکے ذرا مصر کی بازار کی دید

سیر فردوس کی ہو تجھکو مبارک زاہد
ہمکو کافی ہے فقط کوچۂ دلدار کی دید

کیون نہ مشتاق ہون رہتے ہر اک پیر و جوان
عید کا چاند ہے اوس ابروی خمدار کی دید

فصل گل آئی جنون کے ہین تقاضی ایے آوج
تو اوٹھو چلکے کرو وادی پرخار کی دید

بحر رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فعلان

اے صنم سیکڑون ہین زلف سیہ فام مین قید
مرغ دل ہوتے ہین آکے ترے دام مین قید

تلخ و شیرین تری سب تو ان کرم چکھ کر
جھیل لی حبس ہستی کیا کس آرام مین قید

کیا وہ آتے جو کبوتر سے نہ آیا پہر کر
ہے یقین نامہ بری کی ہوا الزام مین قید

توبہ توبہ یہہ زبان کی تو درازی دیکھو
جھوٹ کیون پر ہے نہ بند اور نہ دشنام مین قید

ایسے دن نیک کوئی وصل کی ٹھہری صاحب
استخارہ کی مناسب نہین ہر کام مین قید

کیا ہوا دام محبت مین پہنسی گر اے دل
اچھے اچھے اوٹھاتے ہین بری کام مین قید

وصف رخ ہی تو کبھی مدحت زلف محبوب
ہون مین وارفتہ تیا ہے سحر و شام مین قید

یہہ وہ صیاد ہین کہتے ہین جسے سب معشوق | پاکے عنقا کو بھی مطلب کو کرین دام مین قید

جسکل بنکل نہ تعلق سے نہ ہو کر آزاد
اوج دنیا کیجے عبث ہی طمع خام مین قید

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

نہین ہے ظلم خداوند النس و جان کو پسند | کرو وہ بات سبہ جہان کہ ہو جہان کو پسند
پھر اس کلام مین اپنے ہوگیا کب کو کلام | قبول خاطر ہر پیر ہر جوان کو پسند
ستم نہ اوسنے کیے اک شہر مین تو تیغ آہ | ہوا نہ یہہ بھی ستم پیشہ آسمان کو پسند
ہمارے ولیے نہین دور ہوتا اک ساعت | کیا ہے جسنے اس اوجڑی ہوئے مکان کو پسند
عوض مین اک نظر لطف کے ہے دل حاضر | الہی ہو کسی محبوب قدردان کو پسند
سمجھہ سمجھہ نہین اوٹھنے کا تا حشر اپنے قبر | یہہ گوشہ ایسا ہوا تیرے میہمان کو پسند
نہ پھونک دیے کہین ایک روز یہہ دل مین خطر | کیا ہے آہ نے مدت سے لامکان کو پسند
الہی اسکی زبانی وہ دل لگاکے سنین | یہہ داستان مری آئی تو قصہ خوانکو پسند
ملا جو رہنے کو قسمت سے کوچہ جانان | کبھی نہ ہمنے کیا گلشن خیابان کو پسند
چڑہاکے تیوری نہ بل ابرو پہ ڈال اے ترک | کیا کسینے بھی خانہ لگی کمان کو پسند
نشان نہ اوسکا عدم تک نہ اسمین جانے سخن | کمر کو اوسکے تو ہمنے کیا دہان کو پسند

کبھی ہے خوف کہ پھر کس طرف کا ہوئے اوج
کرے اجل بھی نہ گر مجھ سے ناتوان کو پسند

بحر رمل مثمن فاعلاتن چہار بار

یہہ عاشق ہین ہم سرشت از روئے مردم پسند | خلق کی کیا اپنے خالق نے طبیعت غم پسند

گلرخان دہر کو کیا خاک کرین ہم پسند
ہے دل شیدا کو اونکی ہی ادا ہر دم پسند

وہ لگاتے ہین ہزار الزام اوٹہتے بیٹہتے
کیا کیا اپنے دل مجروح کا مرہم پسند

بدمزاجی ترک کر اے بت خدا کیواسطے
اوسکو برتا چاہیے خصلت جو ہو عالم پسند

کیون نہ ہو اوس شوخ کے رخسار رنگین پر عرق
فرش برگ گل نہایت کرلی ہے شبنم پسند

اسقدر ہوکر مبتلا ڈہونڈہی نہ ہم راہ نجات
ہے دل وحشی کو تیری زلف خم در خم پسند

شغل گریہ کیون نہ لین سرشار چشم مست یار
خاص میخوارونکو ہے برسات کا موسم پسند

اوج اونکی سی ادا وہ ناز وہ شوخی کہان
حضرت بت کو بہلا کیا خاک ہم کرتے پسند

بحر دیگر ارکان فاعلات

زشت کیونکر ہے سواد خط جانان کی دید
زاہدا رونق ایمان و قرآن کی دید

فرح افزا ہو نہ کیون کوچۂ جانان کی دید
باعث زیست ہے بلبل کو گلستان کی دید

بے نقاب آج دکہاتے ہین جو آئینہ رخ
ہے اونہین تو نظر مجلس حیران کی دید

مدد اے جوش فصل بہار آ پہونچی
وحشت کی سیر کرین اور بیابان کی دید

جو ہر گردون ہے ملے خاک مین کیسے کیسے
چاہے عبرت کی ہمین گور غریبان کی دید

کرکے نظارہ حسینون کا پڑہے خلق درود
صورت نیک ہی منتاہی یزدان کی دید

کسلئے کیجیے پہر سنبل و ریحان کی سیر
پیش خاطر ہے بہار رخ جانان کی دید

جان تازہ ترے کشتون مین ابہی آئے مسیح
کیجیے پہلے اگر گنج شہیدان کی دید

محو ہو صحبت ارباب صفا اے واعظ
کر جو اک بار کسی جلسۂ رندان کی دید

مسکن کوئی صنم ہو جو میسر اے اوج

پھر کرین آنکھ سے اوٹھا کر نہ پرستان کی دید

ردیف ذال معجمہ

بحر رمل مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلات

سر بسر نور ہے ایجان ترے سر کا تعویذ
ہے اگر شمس کا چمکا تو قمر کا تعویذ

حرز جان ہے پئے عاشق ترے سر کا تعویذ
ہم نے دیکھا نہ سُنا ایسے اثر کا تعویذ

ایسے ویسے رخِ گلرنگ پہ پڑتی ہے نگاہ
باندھ لو بہرِ خدا کوئی نظر کا تعویذ

عشق او ترے کا میرے سر سے پڑا جن ہو کر
کیا عظیمت ہے دوا کیسی کدھر کا تعویذ

شب پہ روشن ہے ترے طالع کی بلندی ہی قمر
یہ ثریا ہے فلک پر نہیں زر کا تعویذ

عین کا گردشِ دوران سے موافق ہے نصیب
سود بخشا کبھی لکھا جو ضرر کا تعویذ

ایک تصویر کا ہے حیال مین حمائل ہے سر
گور غم زیست مین مرقد پہ حجر کا تعویذ

ماشاء اللہ وہ اُبھری ہوئی سینہ پہ صنم
کتنا زیبا ہے ادھر اودھر کا تعویذ

نقش لوحِ دلِ مضطر ہے جو نام اوس بت کا
ہے یہی آج میرے دردِ جگر کا تعویذ

بحر مجتث مجنون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

جو بھیجے وہ کوئی سادہ ہی بھیجے یار کا کاغذ
بلا سے مجھ مین اپنا ہو جسم و جان کا کاغذ

ملا زمین پہ نہ بالائے آسمان کاغذ
اجل نے خود میرا ڈھونڈا کہان کہان کاغذ

زبانی کہیو سب احوال خط لکھین کیونکر
مداد و خامہ کہان قاصدا کہان کاغذ

مین آہ و نالے سے باز آؤن وہ بدمہری سے
لکھین کچھ ایسا کہ ہے اوسکے مہر کا کاغذ

یہ نامہ یار تک لے سیلِ اشک پہنچا دے
حباب جیسے کہ مانند ہو روان کاغذ

مین خود لکھون بھری محفل مین خط غلامی کا
یہہ سب گواہ ہین دیجیے تو مہربان کاغذ

ہوئی یہہ میری کتابت کچھہ ایسی نفرت
اوڑا کے پرزے جلاتا ہے بدگمان کاغذ

گلے مین رکھے کوئی میرے ہاتھ کا تعویذ
اگرچہ خاطر نازک پہ ہو گران کاغذ

نہ پہنچا خدمت جانان تک ایک نامۂ شوق
عبث عبث کیا لکھہ لکھہ کے رایگان کاغذ

اوٹھایا اوسکو سمجھہ کر رقیب کی تحریر
گلی مین پایے کے ہمسکو لا جہان کاغذ

جو اوج شرح شب غم لکھون نہ کافی ہون
اگر زمین طبق ہفت آسمان کاغذ

ردیف راے مہملہ

بحر ہزج مثمن سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نہ تکیہ زیست پر کیجیے نہ بہروسا کیجیے دولت پر
وہ نادان ہین جو ہون مغرور دو دن کی حکومت پر

محبت سے نہ یار آئے اجارہ کیا طبیعت پر
ندامت سے سو سو مرتبہ کھینچی ندامت پر

دلا دل بھی بر آئیگی چپ رہ دن صبر کر دیکھو
توکل کام ہر بندہ کا ہے اوسکی مشیت پر

فرو ہو سب غبار خاطر اگر صاف ہو جاوین
کہو کیا فایدہ گر خاک اوڑا اپنی تربت پر

تپ فرقت سے گھلکر شکل رنگ زعفرانی ہون
ہنسی آتا ہے ہر کسی کو میری حالت پر

قرار و طاقت و صبر و تحمل سب نکل بھاگے
ذرا ک [illegible] نہین دعوی تھے جن کے [illegible]

تک و دو روز کیجے اونون مین دیکھکر [illegible]
عجب ہے آہوان دشت چین کو اپنی وحشت پر

رفیق حال ہی فرقت کی ساری سختیان جھیلین
[illegible] صاف [illegible] تیری [illegible]

سما کوئی صنم کا اپنی آنکھون مین پڑا ہے واسطہ
[illegible] محبت [illegible] کیسے گلزار جنت پر

طلب کرتا ہے جاہ و ذلت حق ہے جو [illegible]
[illegible] بھی کسی کی ہو نہ [illegible] ذلت پر

کیا ہے صبر نے ایک بوسے پر یہہ سمجھو تو
سخاوت ہے بیان لازم ہے سائل کی وفات پر

وہ جھٹ کہیں نا خفا ہوں تو نہ ہرگز مانیو اے دل
کسی جا بیحیائی بھی ہے کام آتی ضرورت پر

کیا جب امتحان کچھہ بھی نہ ٹھہرے بس چلو صاحب
یہہ دہوکا ہم نے کھایا آپ کی تو محبت پر

یقین اب ہے کہ کچھہ درد دل عاشق سے ماہر ہو
ہوا وارفتہ وہ آئینہ رو خود اپنی صورت پر

ہمیں دے لئے پھنسایا جا کے عشق زلف پیچان میں
غضب کے حال ہو گئے حیف ناوک کی جراحت پر

نہ کیوں پھاڑیں گریبان تنگ ہو کر ترے دیوانے
کہ رعنائی کا جامہ قطع ہے بوٹے سے قامت پر

رہا دامن گرد قاتل کا لو ہے آج جتنے دو دو
تمنا ہے شہیدونکا دعوی اوٹھہ رہا روز قیامت پر

بحر ۱۲ مثمن محذوف ارکان ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بیٹھے جو وا کفر پہ مائل ترا پان چھوڑ کر
شوق عشق ہے کا زیارت اب ہی قرآن چھوڑ کر

جہہ سے پایا در مقصود پریشانی نے سب
تشنہ لب آیا سکندر آب حیوان چھوڑ کر

سجدہ میں ہے ترے محراب ابرو میں صنم
دیر کو سب گئے کعبہ کو مسلمان چھوڑ کر

ہو گئے مطبوع نظم ہم شعر سخنو نکا بھی دل
اوٹھے ننہ لب کا ان ملاحت سے نمکدان چھوڑ کر

چھہ مکدر ہے کہاں جاتا ہے اے آئینہ رو
سر بزانو عاشق بیدل کو حیران چھوڑ کر

بیان اے غافل تنہا ہے راہ جز بار عمل
ملک و دولت سب گئے فغفور و خاقان چھوڑ کر

چشم تر حاضر ہے دہقان خشک سالی پر نہ رو
کشت سے پانی کا ہے طالب ابر باران چھوڑ کر

ہر غزال دشت سحر چشم سحر انگیز ہے
ساتھہ میں اوس آہوئے چین کے بیابان چھوڑ کر

ہاتھہ کٹ جاوینگے پہونچا اب جو کاٹنے کو ضرر
کیوں گلچین سے نکلجا ہے گلستان چھوڑ کر

چاہ میں ڈالا کسینے قید میں او پہی نہ بات
رنج اوٹھانے یوسف مصری نے کنعان چھوڑ کر

خانہ تن ہو نہ پھر آباد یہ ناممکن ہے اوج
کب سمجھ ایسے جو گیا اس گھر کو ویران چھوڑ کر

بحر متقارب مقبوض و اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بنایا خالق نے شاہِ خوباں تجھے تہاں زمین سے بہتر
یہہ جامہ بھی تمہاری جانان ہے لاکہوں گل پیرہن سے بہتر

یہہ جیسا رونق میں ہے سب پہ ایجان کہ چشمہ صفا آب حیوان
چھپا ہو ظلمت میں ہو پشیمان نہ تھا تمہارے دہن سے بہتر

تجھے ستمگر ہے آفت جان جو تجھ سا ابرو تیر مژگان
جو شک حور عدن میں دندان تو آب میں لعل یمن سے بہتر

بیان ہو کس منہ سے وصف صورت کہ ہے سراپا خدا کی قدرت
نہیں ہے قامت مگر قیامت ہے سرو باغ عدن سے بہتر

تمہارا دیکھی جو حسن کامل نہ کہا بے کیوں پیچ و تاب سنبل
بدن ہے خوشبو میں تیرا ایگل کہیں گل یاسمن سے بہتر

تم آ کے دیکھو چمن تماشا کہ پھول اسمیں کھلے ہیں کیا کیا
ہر ایک لالۂ باغ جگر ہمارا کہیں ہے سینہ چمن سے بہتر

یقین سمجھ ہے اسکو اے ستمگر ازلیسے سوزش ہے اسمیں یکسر
ہنوگا خورشید درخشندہ ہمارے داغ کہن سے بہتر

تیرے نہ بکے سودائی کتنی باری وہ آیا صحبت میں کل تمہارے
بھلا کسیکی بھی ہوشیاری ہے آپ نے دیوانے پن سے بہتر

رہی جب اہلِ وطن میں آمد تو ہوئی الفت نہ خوبی زیبا
اسی سے اے اوج میں بھی سمجھا ہوں وحشت غربت وطن سے بہتر

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آہ کسکی وقت میں دلا نالہ و فریاد نہ
ایسے بیدرد کو بھولے سے بھی کبھی یاد نکر

شاد ہو نالۂ جانسوز کی بنیاد نکر
مرغ روح اوڑ قفس جسم سے فریاد نکر

ہمنشیان رہنے دے ویران اسی صیاد نکر
فصل گل میں تو ستمگر مجھے برباد نکر

دل ستار رنج سے اندوہ میں رکھ شاد نکر
کون کہتا ہے ستم دیدہ نہ بیداد نکر

روح کو ہے قفس تن سے رہائی منظور
ذبح کر ڈال بلا سے کہیں آزاد نکر

بیت شب ہجر نہو جوشش گریہ مین کمی
ہائے کیا دیر ہے سوز جگر امداد نکر

قتل ہجر کیا خنجر جو مونا ہتا ہوا
حکم دے دفن کا مٹی میری برباد نکر

زلف شبگون کا تو خود ہے دل دیوانہ اسیر
جہد بیجا ہے مسلسل ہمین حدّاد نکر

سخت جانی کی اید ہے ہمکو بھی دعوی ہے کمال
تو روانی مین کبھی خنجر فولاد نکر

دل دو کھانے کی تو خود کرتے ہین چھیڑین احباب
اور اوپر سے یہ تاکید کہ فریاد نکر

قتل کرتا ہے کہ آزاد کہین اسے صیاد
ہو جو منظور ستمگر اب مین ارشاد نکر

فرض ہے خامہ نقاش ازل کی حاجت
تو بنائے قلم مانی بہزاد [illegible] نکر

دے کہین عشق صنم کو دل ویرانہ جگہ
کیسی غفلت ہے پھر آس دیر کو آباد نکر

نیمجان چھوڑ مقتل مین تڑپتا قاتل
اتنی بیرحمی تو حق مین میری جلاد نکر

وعدہ جوش جنون کا ہے خبر وانہ پہ چھیڑ
قصد خون لینے کا بیکار ہے فصاد نکر

توڑ مت کہہ رہِ تسلیم و رضا پر غافل
عبد ہے عبد سمجھ دعوی شداد نکر

سخن غیر تو شایان ثنا ہے لیے آورج
عیب دیکھ اپنی خطا جوی استاد نکر

بحر دیگر

یقین تھا چین پائینگے اجل کے میہمان ہوکر
ہوئے پر نہی ہمین بیسان مین بیٹھے آسمان ہوکر

لیے کبتک چھپا رکھیے گا قارون زمان ہوکر
لٹی ہان دولت دیدار گنج شایگان ہوکر

عبث محروم رکھتے ہو امید شائقان ہوکر
کبھی تو جلوہ پرنور دکھلاؤ عیان ہوکر

اگر تیغ جوانی مین جو آگے تیر کیصورت
وہ اب گوشہ نشین ہین ضعف پیری سے کمان ہوکر

صفت مین روے روشن کے تیرے آئینہ حیران ہے
ثنائی زلف مین عاری ہے شانہ صد زبان ہوکر

نہ ہونے فاتحہ بے پھول تربت پر رکھو لیکن
کبھی گور غریبان سے تو نکلو پریشان ہو کر

ہوئے ہو بے حوض میں بہشت چکائی اوس پر پریوں نے
ہر اک اونگلی کا پڑنا عکس رنگین مچھلیاں ہو کر

دھا ہے زمرۂ عشاق میں شامل ہوئے آخر
زمانے میں کہا ہے نام پیدا بے نشان ہو کر

نہیں مشکور اس سحبت رسا کا ہوں کہ جا پہونچا
سب نالہ اونکے کانوں تک تو صرف دشنان ہو کر

تصور غنچۂ ابرو کا اونکے جو نچ کرتا ہے
کھٹکتی دل میں ہے یادِ مژہ نوکِ سنان ہو کر

وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں بے زبان ہوں یا بیان بدل
بیان اونتک تو پہونچا حال حرف داستان ہو کر

سبک جن ہوئی گل یا رب اوٹھا گلزار عالم سے
نہ بیٹھے دوش یاران ہو سیری بہت گران ہو کر

جو کھینچا ایسا اونکا نشان دیکھکر ہو جے
ستم ڈھاتا ہے [illegible] عشقِ پری پیکر جوان ہو کر

جنون اک اللہ رے جوشِ جنون شانا خن کیا اپنا
اوڑین ٹکڑے گریبان کے تو دامن دھجیان ہو کر

تپ فرقت ہی رشکِ عفت [illegible] اسکا فنا کی
نہیں اب دیکھکر [illegible] سب نکلا جہان ہو کر

تمنائی وصالِ مہوشان ہے [illegible] گذرا دل
کامی عمر پھر [illegible] ایک شب شادمان ہو کر

نصیب اور وطن کو آزادی ہوئی کنجِ قفس ہمکو
میں اپنا دشمن جان آپ ہمسر اخوش بیان ہو کر

لیے کیوں خون ایجان تمہارے سرخی لب نے
بہت تازہ گل کھلایا آپ نے غنچہ دہان ہو کر

ہوئے سب [illegible] لاکھوں حسرت و ارمان گئے لیکن
نہ اس عالم میں ہے کوئی اوٹھا شادمان ہو کر

دل پر حسرت و اندوہ سینہ میں جب لا شاید
نکلتی ہے کچھ اب تو آہ بھی [illegible] جوان ہو کر

سہیو گردشِ تقدیر سے ایسے مرج کہا کہنے
ہوا کچھ [illegible] میں پہلے ایک بار آدمن سا مہربان ہو کر

بحر دیگر

دل ہوا سینہ [illegible] پر اونکے مائل دیکھکر
آپ الفت گر ہے ہم چاہ بابل دیکھکر

ہو نہ خورشید کو بھی زہرہ شمایل دیکھکر ۔۔ ہان یہہ کوچہ اک بلا ہے بار ہے ایدل دیکھکر

ایک بھی چھوڑا نہ ہاتھہ اپنے مقابل دیکھکر ۔۔ وای محرومی پھر آ کیون مجھکو قاتل دیکھکر

اوڑ گیا گو رنگ عریان کو میرا دل دیکھکر ۔۔ خستہ پھر وہ تھا پسارے پاؤن منزل دیکھکر

کون کرتا ہے زمانے مین شکستہ شے کی قدر ۔۔ سب خریداری سے وہ گذرے میرا دل دیکھکر

بھاگی وہان کی دل وحشی کو کچھ ایسی فضا ۔۔ پھر بہشت جنت مین گئے ہم کوے قاتل دیکھکر

حق یہہ ہے شوق اسیری اسکو کھنا چاہیئے ۔۔ پاؤن پھر مجنون کے خود پھیلے سلاسل دیکھکر

یہہ نور روشن ہے نہ تھی تاب جمال روئے یار ۔۔ چھپ گیا بدلی مین اونکو بدر کامل دیکھکر

مار کر ٹھوکر کسی افتادہ کو چلنا تو کیا ۔۔ پاؤن بھی رکھے تو زمین پر اپنا غافل دیکھکر

اونکو یکتائی کا دعوی تھا پہ حیران رہ گئے ۔۔ آئینہ مین ایک ایک اپنا مقابل دیکھکر

چومتا ہے اپنے تیغ و دست و بازو کو وہ ترک ۔۔ آن مقتل مین پڑا بسمل پہ بسمل دیکھکر

کوچہ محشر کا وہین سے فرض مینے کر لیا ۔۔ جیتے جی نکلے نہ پھر یارونکی محفل دیکھکر

تھم سے پھر سوئے بیابان غیب چلا یا تو مگر ۔۔ خود وہ پچھتایا کئے پھر ون میرا دل دیکھکر

پاس نام و ننگ کا ہی عشق کے خامی پہ دال ۔۔ بھاگ ہی نکلا نہ مجنون کار مشکل دیکھکر

زہر ہے سنجی مین پھر کیونکہ نہین یکتائی ہم ۔۔ ہم بخود ہین باغ مین صحبت عنادل دیکھکر

زیست بھر کر قدم لیتے ہین فرہاد و قیس کا
عشقبازی مین مین آتے آج کامل دیکھکر

بحر دیگر

عندہ ون پر ستم تازہ یہہ للہ نکر ۔۔ دور خدمت سے فقیرونکو تو اپنا ہ نکر

جادۂ صدق پہ چل آپ کو گمراہ نکر ۔۔ اوسکا طالب ہے تو ہرگز ہوس جاہ نکر

عنبر کو سوز دروں سے کبھی آگاہ نکر — دم نکلجا اپنے وہ قالب سے مگر آہ نکر

واجب النساں کو ہے ارباب غرض سے پرہیز — کچھ لیا تجھسے جو تیار ہے اب سے کہ خواہ نکر

عقل کہتی ہے کہ دشمن تو ہے دشمن ہے — بھید سے دل کے کبھی دوست کو آگاہ نکر

جادۂ منزل مقصود کا جویاں ہے اگر — جا کے دلمیں کسی خود گم شدہ کے راہ نکر

زلف شبگون کو نہ ہرگز رخ روشن پہ چھوڑ — دن ہے یہ اندھیر تو اسے ماہ نکر

یوسف عشق کو اپنے تو نکر زندانی — جوں زلیخا ارے جھانکے گا کنوے چاہ نکر

خوبی کہا اور کو دے ہمت شیرانہ ہے — التجا عنبر کی بھی صورت روباہ نکر

ناامراد اوٹھ گئے عشاق گذشتہ اے آوج
بھاگ ان دام سے الفت کے کبھی چاہ نکر

ردیف زای منقوطہ

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

کیا غضب ہے کہ اتنی نہ آشنا کو تمیز — یہ کس طرح کا ہے اون بانی جفا کو تمیز

کسی کا ہوئے نہ والتہ باعث آزار — بس اتنا چاہیے ہر بندۂ خدا کو تمیز

طبیعت آئی جب ہر خوب و زشت سے کیا کام — نہ اسمیں رند کو دیکھا نہ پارسا کو تمیز

پسا نہ کون سا دانا فلک کے گردش سے — زبون و نیک کا کب ہوا اس آسیا کو تمیز

تمام دست حنائی جفائی بلبل ہے — ہوا نہ حیف یہ گلچیں بے حیا کو تمیز

ملیگا خاک میں کون او سے جو اسکے سودا — بھلا یہ اونکے گمان عشوہ و ادا کو تمیز

طبیب بیمار کو تو نہ کر تشخیص — مضائقہ نہیں ہے [illegible] دوا کو تمیز

یہہ اپنے وقت پہ ہو بجیسلی لا کلام اے اوج
جوان ہو پیسہ کا مطلق نہین فضا کو تیز تلا

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کیا بجا بگڑی یہان رہتی ہی اپنی دل سے ورنہ — درمیان آتی ہے کیا کیا گفتگو باطل سے ورنہ
شرط غمخواری اسے کہتے ہین ظالم ہم بھا — دست بر دل ہم نکلتے ہین ترے محفل سے ورنہ
قسم و لطف و تشفی چاہیے اس ستم کو — حال پرسی کیا ہے تیر عشق کے گھایل سے ورنہ
ہے صدا مین شرط سوز و درد و تاثیر عندلیبا — آ کے مشق نالہ کر گلشن مین اس بلبل سے ورنہ
سنکے نالے کراہے رو دیے تڑپے دیس رہا — ہر شب فرقت سے ہولی ہی کس مشکل سے ورنہ
کیسی غفلت ٹالتا کیون ہے الٰہی کیا سبب — یہان طلبگار شہادت ہم تو ہین قاتل سے ورنہ
قیس کس سبب جذب الفت کر خود آگہ نہ بین — محو نظارہ ہو لیلے پردۂ محمل سے ورنہ
کیجیے روداد غم اپنی ابھی ادب کے گوش رشتہ — عشق کے قصے تو سنتے ہین کسی عاقل سے ورنہ
یہہ جتا دیجیے کہ کب ہون راہی ملک عدم — ہان مگر قصد سفر کہتے ہین اس منزل سے ورنہ
کیا قباحت ہے وہ گر آتے نہین تم خود چلو — شوق سے پھر دو ہی ہین اپنو دلیے ورنہ
دیدہ اک بوسہ تو ہے نالو نہ سمجھو تو سہی — بہر بان جیل ہے نا بینا تہین سائل سے ورنہ
ملتے ہی رہتے ہین یہان ہم یغا آپ سے — شیخ ہی رند و نکو بیعت مرشد کامل سے ورنہ
اپنا نقشہ اوس پریوش پر دلا جمتا نہین — پیکے مشق نقش حب کیجے کسی عامل سے ورنہ

اپنے روضہ پر کرین یاد اوج کو بہہ حسین
التجا ہے یہ جناب حق مین صدق دل سے ورنہ

بحر رمل مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہمصفیران چمن کب سے ہیں اپنا غم ہنوز
ہے یہ حال زار پر دل کی ہے خود غم ہنوز

قید ہستی سے چھٹے حسرت ہے ہیں باہم ہنوز
دم ہے آنکھوں میں مگر آیا نہ وہ ہمدم ہنوز

چھوڑ کر صحرا گئے ہیں کیا خاک آبادی کا قصد
وحشت دل کا ہوا اپنے ہی وہی عالم ہنوز

کیا ستم ہے جیسے الفت نے کیا رسوای خلق
وہ صبا ہے حال سے مطلق نہیں محرم ہنوز

اس دل ویران کو حرص و آز سے رکھیے تو باز
پر سینہ قرآن ہے آپنے غم سے ہیں ستم ہنوز

ہیں کوئی کو جمشید قاسمی نے کر دیا
پر گیا فیلسوف عشق زلف خم و چم ہنوز

خاک آدم عہد میں تیرے وہ شہرت اب کہاں
ہیں نگین حسن رخ جہام پر تن مریم ہنوز

جیسے آئینہ میں ہے کیفیت عالم کی سیر
ہے پہلو میں بہم رکھنے میں جام جم ہنوز

ہمان کہاں جنس ملک ہیں ہو تو شاید ہو لطیف
آسمان دیکھا نہ پریوں نے بنی آدم ہنوز

عشق صادق تا ابد اپنا دکھاتا ہے اثر
رابطہ مقناطیس و آہن دیکھ لیں باہم ہنوز

رزق پہنچاتا ہے وہ رزاق عالم بیحساب
دو سپہ ہے نیند سب کو بیش و کم ہنوز

عشق کی حالت پہ کیا اب آوے غمگین رویئے
اپنے ہی قسمت کا سبب در پیش ہے ماتم ہنوز

ردیف سین مہملہ

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

کیمیا دل ہی نہ لیجئے کسی از دار کے پاس
سکہ مغشوش اب ہے پارہ کی طرح مار کے پاس

عشوہ و ناز و ادا ہیں جوہری یار کے پاس
ایسے ہی نانگ لعل چرخ ستمگار کے پاس

کسکو پروا ہے آرام ہے کیسے طونٹے کی ہوس
اب تو یاں دل کا ہے بستر ترے دیوار کے پاس

دو سپہ حلقۂ چشم اور دو شمشیر ابرو
جوڑ عمدہ ہیں میرے قاتل خونخوار کے پاس

پھنسے زلف میں ہیں مرے دل پرخون کو جگر
خوشنما ہے یہی طرہ ترے دستار کے پاس

کفر و دین دونوں گلے اپنے ترے ہیں الشیخ
دیکھ تسبیح بھی یہاں رکھتے ہیں زنار کے پاس

اپنے مسیحا آئے سر دو لیے اجل کیے ہوں تو کو
آ تو بچو لیے سے کبھی مجھ کے بیمار کے پاس

سخت تر بیماری نہیں کچھ عشق کا سودا آسان
نقد جان پہلے ہو مٹھی میں خریدار کے پاس

قید کر دام بلا سے تو چھڑا اے صیاد
آشیان ہے سر خدا تا رہ گرفتار کے پاس

کھوٹے داموں کبھی یوسف کا نہ سودا ہوئے
جیسے کے مصر و چھلا مصر کے بازار کے پاس

غنچہ بی صحبت یکرنگ میں لاؤ تشریف
جلسہ رندوں کا ہے گل خانہ خمار کے پاس

دل امید افزا ہے ایمہر و وفا داری میں
ایسا لاکھوں میں نہ نکلا کسی دلدار کے پاس

غور کر لازم و ملزوم ہیں رنج و راحت
خار گل ہے جو قریں تیری تو گل خار کے پاس

لیکے یارب ترے سرکار میں کیا آئے وقت
جنس عصیان کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس

دیکھنے ہی کی جوانی میں تھے سب جوش و خروش
ہمنے جز داغ نہ کچھ پایا دل زار کے پاس

بیوفا لینے عیادت کی تو قسم ہے عشق
ہائے کون آتا ہے اسے دیکھنے بیمار کے پاس

دل ہے موقع ... پہلو سے کرو دور اے اوج
بیٹھے دشمن کو کبھی دیکھا کبھی ہشیار کے پاس ہا

بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقصور ... فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیکھ ہر حال میں رہ شاد کہ ما کان اعتنی
جسکو پایا ہے عیش ... ہیں انکا افسوس

دن جوانی کے ہیں غفلت سے بری ہو ...
حشر تک ہوگا اسی خواب گراں کا افسوس

کسکو فانی ہے گوارا کبھو تشویش ہے کیا
ہے سبب ... والله میاں انکا افسوس

آو سینے صد سے ترے بیت کو کبھی برباد کیا
ہے نشان کے ہوا ... کو نشان کا افسوس

اے جنون بیچے جو صحرا کو نہیں اسکا الم
ہے پراگندگی راہزنان کا افسوس

عمر ضائع ہی ہے تو عصیان بھی بڑہجاتے ہین
جسم لاغر کو ہے اس بار گرانکا افسوس

اے اجل تجھکو مروت سے کنارے پایا
پیر صدسالہ کا کچھہ غم نہ جوانکا افسوس

کرکے صد پارہ جگر آہ انکو بجاے غفلت
چاند کو بھی کبھی ہوتا ہے کتانکا افسوس

گلشن دہر مین جون بلبل تصویر ہون مین
موسم گل کے نہ شادی نہ خزان کا افسوس

ایسے بیباک نہ دیکھے نہ زمانے مین ہنسنے
قطعہ
آبرو کا نہین کچھہ پاس نہ جانکا افسوس

توبہ توبہ کرو لو نام خدا اسیر ہی ہٹے
اور کیا ترکِ ملاقاتِ بتان کا افسوس

ردیف شین معجمہ

بحر مضارع اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

اکسیر کی طلب ہے نہ ہے طلا کی خواہش
ہے اہل دل سے دلکو بیشک دعا کی خواہش

رکھو دور مجھسے غافل کل مدعا کی خواہش
اے بوالہوس ہوس ہے تو کر خدا کی خواہش

پردے اد مجھے ہوئے ہین اسرار سرمدی کے
کب چشم حسن کبین کو ہے طوطیا کی خواہش

ہے مردہ دل ہون جانان یکسان ہے سود نقصان
ہے مجھے سے نالان ہے کچھہ دوا کی خواہش

کیک دری خجل ہو چلتے ہو ایسی چال مین
افعی کا سر کچل ہے زلف رسا کی خواہش

نزدیک عقل ہی رہ دو راہ اہل تکرو کین سے
غافل اگر ہے تجھکو تب خدا کی خواہش

خاک در صنم ہے کحل و مشہور ہوں سے
مٹی مین کیون ہو ملتے کر کیمیا کی خواہش

جو پای نام اہمت چاہ ذقن میں وہ دلی
لای اجل کے منہ مین اب بقا کی خواہش

زلفون مین دل پھنسا ہے پھرتا ہے ابرون پہ
اس تیغ کو ہے کس کس بلا کی خواہش

اے آوج مستجاب الدعوات ذات حق ہے
کس طور پر نہ آئی شاہ و گدا کی خواہش ۱۱۱

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

رکھتا ہے دیر و کعبہ میں بیکار کی تلاش
اپنے ہی دل میں ڈھونڈھ ہو ہے یار کی تلاش

راحت مٹا کیے ہے عبث آزار کی تلاش
کل دیکھلے ہاتھ سے تو نہ کر نار کی تلاش

گاہک ملا بھی ہمکو تو ناقدر داں ملا
کی عمر بھر وفا کی خریدار کی تلاش

اللہ رے شوق پا ہمیں لائی ہے کوہ سے
کبک دری کو یار کے رفتار کی تلاش

فرمائیں حکم قتل کہ حاضر ہے آپ سے
اونکو عبث ہے اپنے گنہگار کی تلاش

خود کار و زود رنج و ستمگار و تند خو
ہمسا ملا نہ کوئی جو اپنے یار کی تلاش

اونکا نہیں زمانے میں ممکن کہیں نظیر
بیجا ہے سب یہ گنبد دوار کی تلاش

کچھ خانقاہ سے تیرے زاہد غرض نہ تھی
لائی ہے ہمکو خانۂ خمار کی تلاش

چھوڑی نہ قصر یار کی سایہ صفت قدم
موجود ہم ہیں جب ہمیں دیوار کی تلاش

اوس طلب سے شیخ و برہمن نہ پائے دو
تسبیح کی اسے اوسے زنار کی تلاش

قسمت سے ہاتھ آج گئی موسے زلف یار
مشاک ختن کی ہے نہ تتار کی تلاش

رندوں کی آج بزم میں تشریف لائینگے
ہے شیخ جی کو جبہ و دستار کی تلاش

عاشق کو قتل جنبش ابرو سے کیجیے
ایجان عبث ہے خنجر و تلوار کی تلاش

اف رے لاغری سے نہ ثابت ہوا میں زار
بستر پہ آکے موت نے سو بار کی تلاش

مجروح چشم یار کو صحبت سے کام کیا
بیجے کا نہ مرہم زنگار کی تلاش

[illegible]
جا دل لگی کی ہمنے بھی نا چار کی تلاش

پایا ہے جسکو	پایا ہے تمکو خاک زمانے کی چھان کر ہاں دیکھیے تو اوج وفادار کی تلاش	

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

آرام ہے نہ شاد نہ لطف و عطا سے خوش	عاشق کا دل ہے یار کے جور و جفا سے خوش
اہل دول کو ناز ہے قالین کے فرش پر	رہتے ہیں ہم ہے خاک نشین بوریا سے خوش
دار فنا میں اپنی بھی اچھی گذر گئی	رندوں نے شاد کام کیے پارسا سے خوش
عالم میں تیرا سایۂ دیوار ہے پری	طوبےٰ سے ہے سربلند ہے ظل ہما سے خوش
کیوں نکلے اوسکی زلف مسلسل سے دل پرا	رہتا ہے یہ اسیر اپنی دام بلا سے خوش
وہ حسن پر ہے ایک سے ہر فعل ناپسند	دیکھو سزا وہ شاد ہم اپنی خطا سے خوش
موقوف رند پر ہے نہ صالح پہ کچھ قرار	خوش تر سمجھ اوسے کہ ہو اوسکی رضا سے خوش
تسکین دل کے واسطے بھرتا ہوں آہ سرد	غنچہ چمن میں رہتا ہے باد صبا سے خوش
کیا کیا ستم ہے حسرت دنیا سے دردمند	کس دن ہیں اوٹھا کوئی دار فنا سے خوش
[illegible]	طبع مریض ہجر نہ ہوگی دوا سے خوش
[illegible]	[illegible] رنگ حنا سے خوش

	ایسے اوج کچھ سمجھ کے [illegible] فلک نہیں [illegible] شکر اب گذر گئی ہے فقط [illegible] سے خوش	

ردیف صاد مہملہ

بحر [illegible] ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

[illegible] اہل جہاں [illegible] کی حرص	[illegible] چشمۂ حیوان کی حرص

کیون اسیری خاک نہ پکڑے تیرے کوچہ مین قرار
کھینچ لائی ہے بلبل کو گلستان کی حرص

جوشِ وحشت نے تو پہنچا مجھے سوئے بیابان
سینے کی قیس کو تب سے بیابانکی حرص

ہو اجازت تمہین لپٹا کے گلے پیار کرین
وصل کی شب تو نکلتا ہے پر ارمانکی حرص

بسترِ غم پہ پڑا موت کی تکتا ہے راہ
کب ہے حریصِ تپِ فرقت کو بے درمانکی حرص

ہجر مین پیتے ہین خونابِ جگر جا بے شراب
اور جو کچھ ہے تو کبابِ دلِ بریانکی حرص

بارک اللہ تیرا دستِ جنون کیا کہنا
لے ہے دامان کو بری چاک گریبانکی حرص

دیدۂ تر مین ہے بسکہ غیرتِ ابرِ بہار
کب رہی دہقان سے کریا بشِ بارانکی حرص

کیا ترقی ہے یہ وحشت کی ہے اللہ اللہ
ایک ذرہ نہ رہی دشت و بیابانکی حرص

بے نقاب آج نکل برجِ شرف سے اے مہر
ایک عالم کو ہے دیدارِ رخِ تابانکی حرص

دیکھ لین جو تمہارے لبِ رنگین الشوخ
جو ہے یہی ہے نہ کرین لعل بدخشانکی حرص

یار کے خط تو رس کا ہے ایما ہے قسم
سب کو بہکا رہے نظارۂ ریحانکی حرص

تو ہے سر نالونکی ہوتی ہے مقلد بلبل
جیتو وہ کتنی ترقی ہے حسینوان کی حرص

فکر لازم ہے تجھے زادِ سفر کی اے آوری
دور کر دے تجھے جہان کے سرو سامانکی حرص

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

قید مین گذری ہوئی جبتک نہ زندانی خلاص
اور جو دامِ خط مین ہو گرفتار زلف پیچ پیچ ہے خلاص

مرحبا قاتل جو کر اندوہ ہجر اپنے خلاص
حشر تک سپہر ہوئی ... مرحبا ... جانکاہ

تیغ کینے مجھے ملا راحت بھی ہوتی ہی ضرور
بادشاہی کی ہوئی یوسف جو زندان سے خلاص

کیسا نے بس کر گئے ان النفس امارہ بیٹھے وا
ہم ہو سینہ نہ گر گیا تیر و زندان سے خلاص

دل لگانے کی قسم اسمال ہم کہاتے تھے مرد
ہیچنے جی ہولی جو انکی عشق خوبانسی خلاص

راتدن سوتے تھے کس آرام سے پھیلا کے پانون
ایڑیان رگڑ رہین نہ پاکر یانکی دامانسے خلاص

دیکھنا اکدن ڈبویگی یہہ سیل اشک مین
ہے بہت دشوار اپنے چشم گریانسے خلاص

تب سے آپنے مین اجل حاصل ہین کتنی نعمتین
دردسے چہوٹین شفا ہو پائین درمانسے خلاص

یار کی محفل مین اپنا بھی گزر ہوتا ضرور
پر نہین ممکن کوئی دم جور دربانسے خلاص

تجہ بہ سے تیری رہی مرتون منت اے جنون
کیا کیا ہم ورنج گہر و سامانسے خلاص

تجہ سے مین دولت لٹاتے ہین نہین سیلاب اشک
یہہ گہر جب تک ہین ہوکر کوک اٹکانسے خلاص

پانون پہیلنے سے ہوئے ساکت تو اپنا پہرا
کب ہوئے ہم گردش گردون گردانسے خلاص

اپنے ہی دم تک رہیگے باقی یہہ سب شور و فساد
اور جہ ہم مرکر ہوئے الزام و بہتانسے خلاص

ردیف ضاد معجمہ

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یہہ بتان سنگدل سنتے نہین بیچارہ عرض
اک تمنائی دل کرتے ہین سو سو بار عرض

روکے وقت مین ہماری آبرو رکھنا جبیو
تجہ سے اپنی ہے یہی اے دیدۂ خونبار عرض

آونگے وہ تک جو روا بانسے گنہ ہوتا نہین
مدعا اپنا کرین جا کر پس دیوار عرض

اک نگاہ لطف اپنی بھی ہو کبھی اے شاہ حسن
تھی زلیخا کی یہہ یوسف سے سر بازار عرض

خط کسیکا اندنون بہولے سے وہ پڑہتے نہین
حال سب قاصد زبانی کیجیو ناچار عرض

تجھکو آنا ہے تو ای بت آمد اسکی واسطے
میرے جانب سے کرے اتنا کوئی غمخوار عرض

ایک مدت رکھہ چکا گردش مین لے باز آ کہین
تجہ سے کرتے ہین یہی یا چرخ ناہنجار عرض

حال اپنی پاؤں کے چھالوں کی شورش کا تمام ۔ اگر کوئی پوچھے تو خود کر دے زبانِ خار عرض
مجھ سے بھی کچھ بڑھ کے وہ کرتا ہے خود حالت تباہ ۔ حسن سے ہم کر چکے ہیں اندوہِ فراقِ یار عرض

کون کہہ سکے اوج کیفیت ہماری [illegible]
کسکی سنتا ہے بھلا وہ شوخ کج رفتار عرض

بحر ہزج منقبض ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

مقصد حرم کا کیوں کریں دیر تباہ لیسے کیا غرض ۔ اپنا تو مدعا ہے تو سارے جہاں لیسے کیا غرض
آگے ہے تیرے مزار کو اوسنے مٹا کے یوں کہا ۔ خود ہی ہوا جو نہ نشان اوسکے نشان لیسے کیا غرض
دردِ جگر کو غیر کے جانے صنم تیری بلا ۔ خوش گذران دہر کو خستہ دلان لیسے کیا غرض
ترکِ ہمارے قتل کو کافی ہے اک نگاہِ شوخ ۔ سہم نظر کا کرید ہے تیر و کمان لیسے کیا غرض
نکلا ہے حسن پھوٹ پھوٹ اصل عمل [illegible] ۔ ایسی بہار باغ کو باد خزان لیسے کیا غرض
صیقلِ نفس کر ضرور زینتِ تن فضول ہے ۔ حسنِ بدن کو غور کر نقشِ مکان سے کیا غرض
بندۂ پرگناہ کو غیر رضا طلب نہیں ۔ چاہے جو کچھ عطا کرے نار و جنان سے کیا غرض
ہجر کی بیقراریاں اور [illegible] پوچھیے ۔ جو ہو وہی کچھ ہو غیر اپنے بیان سے کیا غرض
اب جو نہ آئے ہم ابھی سمجھو ہماری جان گئی ۔ کہتے ہیں تو کھلی کھلی ہمسے نہاں سے کیا غرض
دیکھا اوسکی ذات پاک واحد و لاشریک ہے ۔ اوسکو سمجھیے بالیقین وہم و گمان سے کیا غرض
تیرے مریضِ ہجر کی آنکھوں میں کیوں کٹی نہ رات ۔ چشم پر انتظار کو خواب گران سے کیا غرض
زمزمہ خوان نہ نالہ کش غنچہ و گل کی یا نہ ہوا ۔ بلبلِ نقش ہوں مجھے فصل [illegible] سے کیا غرض
چاہیے ہمکو سامعین نغز سخن سے بہرہ ور ۔ کوئی تو قدر داد ہے [illegible] سے کیا غرض

کسکی برائیاں تو اوج منہ پہ عیاں ہیں کس قدر

پھلو ہے جیل پھینک دو دشمن جانسے کیا غرض

بحر [illegible] مقبوض ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلان

اہلِ نشان کے واسطے حق نے کیا ادام فرض ۔ بیان او سکو خاص تو جیسے ہو فیض عام فرض

یہہ تو ہے عادت [illegible] آل کا خیر ہو ۔ زاد سفر کا [illegible] اہتمام فرض

حسن بتان سے ہے [illegible] نشانِ خدا کا ہو ظہور ۔ [illegible] کیون سجدہ ہوا کلام فرض

[illegible] دو دو گال مطلع نور ذوالجلال ۔ [illegible] خیال اوسکو ہیہ تمام فرض

کعبہ میں شیخ معتکف دیر میں برہمن مقیم ۔ خانہ یار کا طواف ہیہ ہوا مدام فرض

[illegible] آدکے [illegible] فلک کا چہا ہئے ۔ دشمن جہان کے واسطے سب پہ ہے انتقام فرض

بدلی ہوئی ہوا ہے [illegible] ابر اوٹھا ہے چار سو ۔ سب کو پکارتا ہے ساقیا تجپہ ہے دور جام فرض

[illegible] عزیز مصر ہے [illegible] حسن کیا نظر ۔ ہے یہ عیان کہ خلق اونکو کیا غلام فرض

بیعت [illegible] کدہ ہمنے بھی آ دج کی توکیا

اہلِ طریقت بیعت کرتے ہین اک امام فرض

ردیف طای مہملہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

[illegible] غلط ہے [illegible] بیان غلط ۔ شکوہ کا اسطرف سے محض ہے گمان غلط

غیب [illegible] ۔ حاسد کا [illegible] بیان غلط

[illegible] ۔ قصہ [illegible] کا قیس کی ہے داستان غلط

[illegible] یکسان ۔ ہے اونکے [illegible] کا ہم گمان غلط

[illegible] کا تشبیہ کیا جول ۔ [illegible] ہے غلط [illegible] خوبیان غلط

بختا کی عندلیب ہے اک روز دیکھئے
کامل ہے کون کسکا ہوا امتحان غلط

بھولے ہے فاتحہ کا ہوا غضب پر جو قند
مجھ پہ نشان کا اوسنے کیا تو نشان غلط

گلزار میں کبھی جو ہے پہچے سننے
بلبل کری وہیں سبق بوستان غلط

نالان جو آج ہے دل مضطر جرس کی شکل
صد حیف کی ہی اسنے رہ کاروان غلط

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن کا

کتنا ہی خوشنما ہے عارض پہ یار خط
دیکھا بھلا یہ قدرت پروردگار خط

اوس خود غلط کو شکوے کے دفتر ہیں لکھے
تاحشر ہوں نہ ختم جو کھینچے ہزار خط

ایسا بھلا ہے سیاہی غفلت شعار ہے
اب تو دیکھ رہا ہے بہت انتظار خط

جانا سفر کا اپنے ابھی یاں سے یا ہو
مشتاق تو رہے ہم ہی کبھی ہو نہ کار خط

ہے اپنی یہ وصیت احباب سے کہ بعد مرگ
لکھیو ہماری چھاتی پہ جیسے ہو یار خط

ان کا حرف ہیں [illegible] لکھا ہے ملا دیں
قاصد یہ [illegible] سبب تو نہیں [illegible] یار خط

یہاں یکقلم طریقہ [illegible] بنا ہے
[illegible] اک جواب لکھیں [illegible]

پہنا نہیں [illegible] دل دردمند کا
وہ [illegible] جو لکھے [illegible]

عشاق مدح خوان ہیں تیرے مثل عندلیب
لایا ہے باغ حسن میں تازہ بہار خط

ہے گلعذار جیسی سبزہ کی جو نمو
ناحق بنا ہے غیرت خط غبار خط

کیا جانے کیا سمجھ کے اوسے ناحق دیئے پیہ
وہ دیکھے ہی [illegible] لکھے تین بار خط

ہوتا ہے عشق کا آج یہ ہی اے سرور [illegible]
آنکھوں سے کیوں لگاؤں نہ پھر بار بار خط

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بگڑا تو کیا بنا ہیگا ہے آسمان فقط
اسے یار ایک تو نہ ہوا مہربان فقط

مر کر ہوں مشت خاک سگ کوئے یار سے
باقی ہیں جسم زار میں چند استخوان فقط

بہنکا غضب نہیں تری چال چوک پر
کافی تھی اک موافقت ساربان فقط

آنے سے اوسکے فاتحہ خوانی نہ تھی غرض
مطلب یہہ تھا مٹا لئے اسکا نشان فقط

دشمن کا بھی گلہ کیجے صرف بیان نہو
شکر خدا کو خلق ہوئی ہے زبان فقط

اے گل ہیں ابتو چاہنے والے ہوئے ہزار
آگے ہمیں تھے ایک ترے قدردان فقط

حاضر ہے چشم نرگس کیا ہے کوئی زرد
پالی کا خواستگار ہوں ہے ترزبان فقط

یہہ لطف ہے کہ ہے گریبان بھی تار تار
دامن کی اکسیون نہ اوڑہن وہ دھجیان فقط

عاشق کا تیغ سے ستمگر کیون نہون خون بہائیے
سنیچے گلے پہ خنجر ابرو ہوا ن فقط

اپنے سے چپ ہے کہان زمزمی کہان
بلبل کو یاد ہے سبق بوستان فقط

آزاد ایک ایک کو صیاد نے کیا
تنہا قفس میں رہ گیا میں ہمزبان فقط

بھولے ہے اونسے یاد تو شاید نہیں گیا
یہہ کیا کہ آکے رہ گئیں وہ ہچکیان فقط

میں اپنے ایک دل سے بھی کیا کیا خیال تھا
تنہا میں غیر سے تو نہیں بدگمان فقط

جب ... ذکر کوئی ... جوان
اس رات اونہیں سنا تو مری داستان فقط

... خاک ... ہی کرہ ... ایا ...
بہکنے سے بچ گیا تھا مکین لامکان فقط

مقطع ایسے بھی آج بنا نا نہ بار ہے
اک قول تھا ہوا ونکے میرے درمیان فقط

ردیف ظائے معجمہ

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فاعلن

ہمکناری کے مرے کہوتا ہے ہربار لحاظ
طاقِ نسیاں پہ رکھا ایشوخ ستمگار لحاظ

جانِ عاشق پہ ہے اے جان ترا دشوار لحاظ
یہہ سبب وصل ہے زیبا نہیں اے یار لحاظ

وعدۂ وصل پہ ہاں کیسے جو بولے تو نہیں
عہد ہم سے اونکا رہا باعث انکار لحاظ

دیکے دہوکا وہ نہیں تہوڑ لیسی پلا دین مئے ناب
یار کا توڑ یگی صہبائے شب تار لحاظ

چشم نرگس کبھی نہ گلشن مین نظر سے دیکھا
کسقدر آنکھ مین رکھتا ہے مرا یار لحاظ

قتل کیوقت وہ کا ہاتھ اوٹھا کر سو بار
ہے عجب ہی کا کر قاتل خونخوار لحاظ

راحت اوس گل سے یہان وصل کی پائی کیسے
دلمین کھٹکا ہی کیا جون خلش خار لحاظ

اسکی حسرت رہی باقی ہے دلکے دلمین
ٹوٹتا کاش ترا اے بت عیار لحاظ

شوق نے یوں لگا رکھا ہے دلِ مضطر مشتاق
نہ ہے بیحجابی کی ہوس ہے نہیں دلکا لحاظ

دونی قیمت پہ ہے ارزان دل صد لخت مرا
ترک ہے اسکی وفا و بے حسن بیدار لحاظ

اوسنے بیٹھے بیٹھے ہو محفل مین کیا بات اوج
یون بھی خاطر سے اوٹھا دیتے ہین اکثر لحاظ

ردیف عین مہملہ

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کیا نہ ہوگی اوس بت نامہربان کو اطلاع
ہے مرے حالِ زبون ہی اک صبا نکو اطلاع

مقصد آنیکا ادہر کرتے نہ روز حشر تک
تھی نہ اس انجام سے روح رواں کو اطلاع

دم لبون پر ہے وہ آتے ہین عیادت کیلئے
وائے صحرا ہی ہوئی ہے کیا نکو اطلاع

ہم سے جاتے ہین اور کوئی نہین لیتا خبر
اے صبا کر تو ہی اہل کاروان کو اطلاع

سارا دن پہلے کا پچکا صیاد چہنے دینی کو بھی
ہو گئی اب تو دیتے ہیں سب باغبان کو اطلاع

ولے نادانی کتنی غفلت ہی میں سب عزیز
بخت خفتہ نے نہ کی خواب گرانکو اطلاع

دعوی جانانہ بیکار کرنا ہے تو تیر ناوک شکار
اب اجل کر تو دی ابرو کمان کو اطلاع

تیر کھل نیت میں یون تو سمجھے وصل پر یار کے
جسکی حاجب کو نہ دی پاسبانکو اطلاع

تیغ ہو جسے پیر کی نجد کی جانب بشارت
سال مجنون ہر برس تجھے سنایا نکو اطلاع

حق تلکو کا خوب دوا کیئے ہیں ہم خوبان دہر
اب یہ سب کرین سب ہمنوانکو اطلاع

قصد ایر کا ہنسا ہی نہیں ہمسکا کے پیرا ایہی
ہائے کی کسنی نہ [illegible] گمان کو اطلاع

چل بسے سانتی سب اپنے ہم تڑپتے رہ گئے
ہو افتادہ کی کیا واقف گان کو اطلاع

عفو کر قاتل ہے بسمل [illegible] کی حسرت انکا
[illegible] ادای کی [illegible] سبب صحبان کو اطلاع

ہو کوئی پامال غم طاقت نہیں مرد اگہی
کب ہے سال ہو [illegible] بسمل دمان کو اطلاع

اوج اچھی کر نہ لی ہے شہر تقدیر آوج
زندگی دیتے نہ ہو جب آسمان کو اطلاع

بحر رمل مثمن محذوف مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

خود بخود ہے جو جگر میں نالش کا شروع
عشق کا پہر [illegible] ہوا آزار شروع

دلکو بہائی ہے جوا [illegible] تو کسکی بہار
ہم بھی اب کرتے ہیں مشق خط گلزار شروع

خوف فراموشی میں [illegible] یاد ہے
[illegible] دیوان کیا حافظ کا کئی بار شروع

یون تو اپنی نہیں [illegible] کسی مشکل ایل
[illegible] آنکھیں دیوار شروع

پابجولان بزم میں [illegible] بیٹھے ہیں
اب ہو [illegible] پھر وہی دیدار شروع

پیطر عشر [illegible] خفا کرنا [illegible] کھانا دل کا
کیا [illegible] اطوار کئے تو نے ستمگار شروع

وہ پری یون تو نہین آشفتگی قابو مین مری | نقش تسخیر بہم کرکے کرو یار شروع
ہے یہہ وہ درد کہ چارہ نہین جز مرگ | یون معالج کہ علامت کرین غمخوار شروع
اونکو جی بہر کے کیا پیار نہ ہووے سینے | تپ سے تم صبح کے ہونے لگے آثار شروع
خط کی آمد تو نہین کہلے تعلیمین ہین چہ خبار | وہ کہان تہی جو ہوا کل خبار شروع
یکقلم آمد و شد خط کی ہی کی یار نے بند | تو ہوا خوب علاج دل بیمار شروع

مختصر سا او نہین لکھو کوئی خط مطلب سے
اور جو شکوے لکہا کیا تیری تو طومار شروع

ردیف غین معجمہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

رکہنا عبث ہے پیش رخ آتشین چراغ | بے نور ہے مقابل مہر مبین چراغ
ایسوز دل دکہا اثر اتنا تو بعد مرگ | آکر جلائے تربت پہ تیرے ہمنشین چراغ
عاقل جلائے قلب گر آیا کئے تو سے | اندہیرے ہے گہر جو نہ روشن کہین چراغ
کیا مدح زلف یار لکہے روشنی طبع | کالے کے سانپ ہی سے جلتا کہین چراغ
کہلے ہو کسلئے رخ انور نہ نقاب | پنہان کہین ہوا ہے لب آستین چراغ
بیتاب ہی کر مہر سپید و سیاہ مین | تاریکی جہل و کفر و ضلالت مین چراغ
زاہد یہہ وعظ و پند مین ہم رند جانتے | رکہہ جاہلو نکی راہ پہ اے بد یقین چراغ
برہم ہوی وہ بزم شبینہ نزار حیف | جام و شراب و یار کہین اور کہین چراغ

تو آوج بوسہ لب شیرین بجہا کے شمع
کہتی نہین دم کشش انگبین چراغ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

پروانہ کھینچنے کی نہ گفتار کا دماغ
ہے جس نے جلد میں پر ہے یار کا دماغ

سکھ صبا ہے آمد فصل بہار کو
کچھ اور ہی ہے بلبل گلزار کا دماغ

تنہا ہوں اپنے نالۂ خشت جگر کے سبب
آشفتہ ہو گیا در و دیوار کا دماغ

سنتے ہیں تیرے [illegible] ہے مسیح
پہنچا فلک پہ جب سے بیمار کا دماغ

موئے کمر کی کیوں نہ تجھے عکس میں نظر
پیدا ہی سا ہے [illegible] خریدار کا دماغ

ما شاء اللہ بہت ہے آگ جان نثار پر
جو رقیب [illegible] غم یار کا دماغ

دو آنے مجھکو ملیں [illegible] اپنے اتنے ہے
لیکن کہاں یہ ترک ستمگار کا دماغ

عاشق سے بات بات پہ کیا کیا بگڑتے ہیں
کیونکر ادا ہے ایسی ستمگار کا دماغ

بے ہو طلسم ایسے ہیں چشم زار کی
نازک کمال ہوتا ہے بیمار کا دماغ

رقص لبنا ہو ہے [illegible] مشک پھینک کر
خالی خیال سے ہوتا ہے عطار کا دماغ

[illegible] دیکھوں حسن [illegible] پہ ہو وہ خو
[illegible] پاتے ہیں زردار کا دماغ

کیا کیا چبا کے بزم میں [illegible] ہے
دیکھو تو اوج واعظ مکار کا دماغ

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اے نو جوانو سے جمال وہی جانان کا فروغ
آج تک دیکھا ہے [illegible] رخسار کا فروغ

لب ہے وہ شور نمک [illegible] کہاں وہ بند و بست
سب یہ اس محبوب کے [illegible] خط زلف کا فروغ

اپنے کوچے سے مجھے نالاں کیا ظالم نکل
شور خونابہ عنادل سے گلشن کا فروغ

میں ترے [illegible] زبان [illegible] کو
[illegible] دیکھا ہے [illegible] وفا کا فروغ

الفت محبوب جسکو لمین ہے نہیں رونق کہیں | بہہ عزیز مصر کے باعث تہا کنعان کا فروغ
مصلحت ہے جو ابہی سینہ مین کیجے مین نہان | دیکہنا مت کہو تو زندان پہ انکا فروغ
اپنے قناعت نفس امارہ کو مارا چاہیے | سینہ پر کیا ہو گا گر تیز دندانکا فروغ
قول غیرونکا نہ کیجے سمع بابت کے نقش | رات پر کب ہے سنا کانون نے سنبانکا فروغ
آلب رنگین نے صاحب کے کیا دونو کو مات | لعل کی قیمت رہی باقی نہ مرجان کا فروغ

اوج غافل تہا آسمانی ہے جلا ہے طلب کر
باعث بہبود ہے عقبیٰ بے ایمان کا فروغ

ردیف فا

بحر رجز مقبوض ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلان

اب بہی سنبہل سپنے خدا ہای سمجھ تو بات | نقد حیات کہو چکا مسخر نہ کر تلف
ایسا تہا کون سپہ وقت جیسے شکار کرلیا | کیسے کمان کے تیر کا وحشی دل ہوا ہدف
اجتو لادے ساقیا جمع ہین سارے عیش سب | جام و شراب ابر و یار نے و رباب چنگ و دف
دیر و حرم تو ہین بجا جہان ہی صنم تو وہان خدا | تسبیح تفاوت اسکا کیا تو سجے ادہر ہم اسطرف
اپنے دل شکستہ کا ہوا نہ کوئی مشتری | اسکو بیچا کے ہم بتا کو چہ بکو یکہ تکیف
ایسے خراب حال ہے جیتے بہی اگر بچے تو کیا | ہلو مین کرشے بکری دل سینہ شگاف چون صدف
فوق عزیز مصر کو حسن پہ اونکے ہی غلط | ہان بکنا اگر ہمیری برہ کے تہا کوئی شرف
ہاتہ مین اونکے ہوا ان طایر دل کو تیر کمان | ابرو چشم ہی وہ جون کمان تیر مژہ [illegible]
پہلے ہی لدرہے دلربا احسم وہ صرف نگر | تشنے کبہی سپنے نہ تہے مست انہین [illegible]
گالو نسے بکہر اہے پری کسے مثال ماہ [illegible] | واتی ہیہ او [illegible] نقص [illegible]

حال کا ایسے کب ہی تجھ سے فرزین ہوا وہ کم — کام نہ آئے اپنے جب ایک سمجھ نہ رو حذف

بیتے جنون رسیدہ پر لیکا ہجوم خلق ہے — قیس بے تقصیر شور و غل کو چپ کو چپا کے شغف

جور و جفائے چرخ سے جی پہ بنی ہے یا علی
جلد خبر لو آج کی شیر خدا شہ نجف

بحر رمل مثمن محذوف ارکان ان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل کھنچا جاتا ہے کچھ زلف پریشان کیطرف — لو مجھے بھی لیچلے تقدیر زندان کیطرف

تر جہان ہے جنون چھوٹا گریبان کا نہ تار — دیکھیان کردین توجہ کی جو دامان کیطرف

چھوڑکر گلگشت کوئی یار ہم اونمین نہین — منکرین ہوئے ہے جو گلزار رضوان کیطرف

دوست دشمن پر نہین موقوف سب پیچے و کمال — جسنے دیکھا آپکے پھرنے تجھ زندان کیطرف

وہ گی ہے اپنے دیے یدونکو بلوا ناجدا — نیک ہی حسنات ہین مائل و احسان کیطرف

سینہ ہا سینہ گان ناز دیتے ہین صدا — وہ نہ آئے کبھی گو سینہ بریان کیطرف

صاف پیدا ہے خون کف پا کا اثر — خور ہے وہ بھی دوسر انکا مغیلان کیطرف

سر سے پا تک سینے کا تماشا دیکھکر — وہ نہیں مائل ہوئے سرو چراغان کیطرف

ہوکے آوارہ وطن برباد ہی پہرتے ہے — چون شمیم گل نہ پہونچے گلستان کیطرف

قیس ہم مکتب تھا اکر پنا ہوا ابجد خوان عشق — وہ گیا صحرا کو میں دیوانہ زندان کیطرف

جان بلب گو وہ ہر وقت ہے جون تیغ جانان [illegible] — اب بھی انکلین جو وہ جاتا ہے [illegible] ان کیطرف

[illegible] انکی ہے جو [illegible] کی و کیا — اب نظارہ ہی [illegible] سوزان کیطرف

رخ کرینگے پھر سیہ بستان ہرگز نادرن
لیگیا بخت رسا گر ہم خراسان کیطرف

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بیان ہو کس سے وہ کب لکھ سکے قلم تکلیف
اوٹھائی ہے ہمنے فرقت مین جیسی ہم تکلیف

سوئے ہین ہجر مین جسکے اوٹھا کے ہم تکلیف
وہ ہنسکے بات سے فرمائین وہ کیا تکلیف

کچھ ایسی بھا گئی دکھلاتی ہے ستم تکلیف
کہ میری جان جو زائل ہوا تمام تکلیف

ستم سے ہی جفا سے تو خبر یار کچھ غافل
اوٹھا گیا ہے کوئی صاحب کرم تکلیف

ہمارا تڑپتے ہی گذری فراق دلبر مین
تڑپتے رہی اپنی دمبدم تکلیف

ہجوم داغ نے دی ہمکو مفلسی سے نجات
اوٹھائین کس لئے ہو صاحب درم تکلیف

یہ تیرے گلی سے قدم اوسطرف بڑہا کے کہون
چمن چمن ہمنا ہمین گلشن ارم تکلیف

انہین بلا کے سہین انتظار کے صدمے
یہ ایک بیجا ہی پوچھو تو کیا ہی کم تکلیف

کوئی ہزار ہین آزادیئن کرو ورنہ
ہر اک یہ بہتی ہے دنیا مین بیش و کم تکلیف

بشر کو عشق کی منزل سے حق بچائے بلا
نفس نفس ہی اذیت قدم قدم تکلیف

نہین مضایقہ وہان بھی تو جھیلین کیا ہی
گوارہ دیر سے کرتے ہین تا حرم تکلیف

نجات صدمہ فرقت سے عشق مکن ہے
کرین جہان سے جب تک سوئے عدم تکلیف

جو تیرے ہجر مین ہم رات دن اوٹھاتے ہین
کسی پہ ایسی نہو یا رنج و ستم تکلیف

جناب حیدر کرار آئینگے تشریف
ہمین نہو گی کبھی آہ مرتے دم تکلیف

ردیف قاف

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

اوٹھا کے خلوت سے گذار ہو [illegible]
[illegible]

[illegible] کھون اوٹھاے فراق — الٰہی ہو کبھی نہ دشمن بھی مبتلاے فراق

[illegible] کبھی بھای فراق — فراق ہے کہ لیے حلق مین جداے فراق

دیکھا [illegible] بخت [illegible] سیاہ — قصور اوسکا ہے جسمین کچھ خطا ہے فراق

یہہ [illegible] پہونچے جا کر — [illegible] بھی گذری کوی دواے فراق

بتایا [illegible] — کہان یہہ منہ کہ بیان کیجیے وفاے فراق

نہیں [illegible] کیونکر — کوی [illegible] پر موجب ہوے فراق

بہت بہت [illegible] کی سختیان جھیلین — الٰہی وصل کا [illegible] زمانہ جاے فراق

تمام عمر الٰہی ہوئی بسر ہوی صد حیف — فراق یار [illegible] آشنا ہے فراق

یہہ کیو یار سے قاصد بھی ہے شرط وفا — تمہاری عمر مین گذری [illegible] ہے فراق

خوشی خوشی [illegible] کرینگے قبول ہم لیکن
بلا سے موت ہی آ جاے اگر جاے فراق

[illegible]

[illegible] کا اشتیاق — [illegible] مجنون کو زندان [illegible] اشتیاق

[illegible] اشتیاق — [illegible] شب [illegible] کا اشتیاق

[illegible] کا اشتیاق — [illegible] بلبل کو [illegible] چمن کا اشتیاق

[illegible] — [illegible] کا اشتیاق

[illegible] — [illegible] کا اشتیاق

[illegible] — [illegible] کا اشتیاق

[illegible] — [illegible] کا اشتیاق

اونچے جو تیرے پر ہوا میلان خاطر بسیر — لو بہ پہر نافہ مشک ختن کا [illegible]

یے جی گوتے ہی میدان دیکھا کچھ اپنے فن — ایک مدت سے ہے جیتے کر [illegible]

فاتحہ خوانی کی ہے اب قبر مجنون پر موش — لے تو پہچانے ہے ستون [illegible]

مستعل مابق پہ ہے اولا بلا لیکا غفر و
اوج ہے کہ روضہ شاہ زمین کا اشتیاق

بحر مجتث مخذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

اس انقلاب نے بدلا اگر جہاں کا طریق — درست پر نہوا ہے آسمان کا [illegible]

ہوا کچھ اب ہمہ کامل کو بیکسی بحث — دل شکستہ نے پیدا کیا آستان کا [illegible]

وہ پہرے قدم تقدم مسند و نکے چلتے ہیں — ہے اجکل وہی [illegible] امیان کا [illegible]

لگے پہ رکھ کے چہری با بار او بہانا ہے — [illegible] قاتل کے امتحان کا [illegible]

قبول عرض نہ آپ بھی ہو تو با صمت — ستون ہے کے قاصد [illegible]

وہ جسم کمیان گئین لوگ لیان لگے وے — [illegible]

خطا ہے نقص ہی ان پر وہ [illegible] کیسا — [illegible]

خفا ہی مو ہے بیجان لطف کیا نگاہ بھی ہو — وہ اختیار کرو [illegible]

عطا و لطف سے دشمن کا دل بھی کچھ خوشید — یہی ہے [illegible]

صنم پرست جی قائل ہے ایکے حدت کا — کچھ ثبوت ہوا ہے [illegible]

دروغ و صدق سے جو چاہے انتیار کرے — یہ ایسے جسم کا یہ جہان کا طریق

کچھ اپنا اوج سے لا مذہبی عجب مذہب
کہان کے گبر و مسلمان سبھی کہاں کا دین

بحر رمل مجنون مقصور

مجھکو خالق نے ازل سے کیا دیوانۂ عشق
خانۂ دل ہے مرا مخصوص بجز کاشانۂ عشق

سچ ہے فرہاد سا کوہ کنی کیا کرتا
ہان مگر تھی یہ فقط ہمت مردانۂ عشق

جسے مے نوش ملی الفت کو جگہ دیتے ہیں
اوسکو پیمانہ سمجھیو جو ہے بیگانۂ عشق

موت بہتر ہے مریض تپ فرقت کیلئے
گوشۂ گور غریبان ہے شفاخانۂ عشق

اوسکو حاصل ہوئی اقلیم جنون کی شاہی
سایہ گستر ہوا جس فرق پہ پروانۂ عشق

یہہ قبا اپنی نہیں تا سر دامان صد چاک
زیب قامت ہے مرے خلعت شاہانۂ عشق

باعث رونق گنج دل ویران یہہ ہوا
یارب آباد رہے تا بہ ابد خانۂ عشق

وحشت انگیز ہے ناصح اوچٹ جاگتی نیند
آپ سنیئے خدا کے لئے افسانۂ عشق

مصلحت سوز ہے عشاق پہ کیا جاے کلام
بے پیہ ادنے سی ادا ہے دل مستانۂ عشق

سینچے سو ہم نے خوناب جگر سے اپنے
مزرع خاطر غمناک میں بو دانۂ عشق

اوج سب ہوتے ہیں سرشاری الفت و بہت
باب مقصود بجا ہے در میخانۂ عشق

ردیف کاف تازی

بحر مجتث مخذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

وفات ہم جو ہوئے تیرے آستان پر خاک
کبھی نہ سر سے اٹھے سر قدان پر خاک

ہم نصیب تیرے سب بوستان پر خاک
تمہو جو تو ہی تو یہہ گلستن جنان پر خاک

سبب طلب میں اداسی کھان کھان پر خاک
ملا جب ایک نہ تو ہی تو دو جہان پر خاک

[illegible] گو بہشت آمدا [illegible] پر خاک

بغیر تیرے جو آب بقا بھی خضر پلاوے / گوارہ کب ہے کہ اس عمر جاودان پہ خاک

زمین کا ہو گئے پیوند سب بشر پر کس / غرور کرتے تھے اس پائے گران پہ خاک

فلک چشم نے فرقت میں کی وہ طغیانی / رہی نہ خشک زبان میں کسی مکان پہ خاک

تو آپ کر مری مٹی عزیز راہ قاتل / خود آکے ڈالدی اس مشت استخوان پہ خاک

رہی نہ کوئی دقیقہ میان بر باد ہی / ہماری اوسنے اڑائی اسی گمان پہ خاک

گئے جہان سے پہ ہرگز گئی نہ گردش بخت / نگوڑا اب کے پڑی ہے کہان کہان پہ خاک

کیا جو غور تو لاکھوں چمن میں زیر زمین / ہمیشہ ہوں پڑے کئی اندام گلرخان پہ خاک

جلا کی مجھکو مٹایا مگر گیا نہ غبار / بتا کہ لائی شکوہ ترا زبان پہ خاک

وفور ضعف سے کروٹ کھائی کی ہل سکا / پڑی جو اوڑھ کے تن زار و ناتوان پہ خاک

درست قول ہے ای آرزو نہ رسوا ہو
جو ڈالے دیکھ کے افعال بدزبان پہ خاک

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

وہ کریں اگر عیادت کیوں نحیف زار تک / جب اجل کو عار ہے آنے سے اس بیمار تک

کیا تکلف جو گریبان کا نہ چھوڑا تار تک / دیکھیان دست جنون ہو دامن کہسار تک

لے گیا بخت رسا گر خانۂ خمار تک / آج ہم نے بھی سمجھ لو جبہ و دستار تک

کیا غزل ہے حسن یوسف کی ہوں سعدی گر زبان / آگ نے اچھلے خریداران مصر کے بازار تک

ہے طبیبو تم سے کیا ہو گی یہ تشخیص مرض / جب نہ پہنچا ہی افلاطون میرے آزار تک

ان دکھاوے جذب محبت آج اپنا کچھ اثر / کھینچ لاوے بے وفا کو طالب دیدار تک

نکلا یا عشق ہی دل وہ نہیں سنتا ہاے / ٹھہری نالی تو پہونچے گنبد دوار تک

کس قدر مخفی ہی ہماری پادیہ گردی کا حال / سرخ ہی خون کف پا سے زبان خار رنگ

زلف مشکین سی معطر ہے یکسر دماغ / ہے صنم شہرت خلق مین ہی دہن نا رنگ

حیف جس گلشن مین رہتی تہی ہم ہمیشہ بلبل / باد صرصر نے نہ وہان رکھا نشان خار رنگ

کیسے کیا قاتل تیرے تلوار کے پہل کا مزا / منہ پیاسا ہے ہمارا زخم دامن دار رنگ

تو نے افشا کر دیا بیتاب سے دل راز عشق / ابتدا پہونچی تہی جس فن میری دیوار رنگ

چھوڑ بیٹھے ناز کو تیوری چڑہا کر اسطرح / سرخ القاتل ہا ہے خونی ہو سوفار رنگ

اف ری تاثیر محبت وقت کہ جانے کے بعد / کہا اسکا ہدی نہ میری مرغ الشنوا رنگ

کیا غرض طلب تہا سے کب ہی طوف کی ہوس / بخت لے پہونچی لیس دونے سایۂ دیوار رنگ

کفر مذہب کا سلسلہ ہی ایک جو دیکھا بغور / رشتۂ تسبیح نے کھینچا ہے مجھے زنار رنگ

یار کی دست نگارین کا جو ہے مجروح آوج / میرے زخمون پر نہ ٹہرا مرہم زنگار رنگ

بحر رمل مثمن مقصور محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

روز غیر و یشی ہی آتا ہے گھر الگ ایک / یہان ہی ہی ہر لحظہ گذرتی ہے جنگ ایک

وصل مین ہجر کا فرقت مین تلف ہونے کا / یہان تو ہر حال مین موجود ہی ڈر ایک

کون کہتا ہی چھٹے درد سے صحبت کیسی / اب بہی رہتا ہی مرا زخم جگر ایک

حقد ہی یار مرا اپنا کہ تلوار کا پہل / پا بہنگے شکل محبت کا شجر ایک

یون بہجر کر ہی محفل مین نہ آؤ صاحب / نظر بد سے میری جان ہی خطر ایک

نارسا بخت نہ مقصد کبہی سنے پہونچا / یون تو درپیش رہا ہمکو سفر ایک

دیکھین صیاد کرے وہ کہ آزاد مجھے
ہی انہین دو مین او سے ملے قطرہ ایک ایک

یا وہ خود آتے ہین اے دل کہ اجل آتی ہے
دیکھ ہو لی ہے یہی تا بہ سحر ایک ایک

ہم تجسس مین عدم تک تو میان جا پہونچین
باندہی لاوینگے مضمون کمر ایک ایک

اس زمانے کی سپید او سیہ کو دیکھو
رنگ لاتی ہے نیا شام و سحر ایک نہ ایک

ہم دکھاوینگے لا کر ترے رخسارون سے
آہ نکلین گے کبھی شمس و قمر ایک ایک

اس سے دنیا کو گذر گاہ لقب کرتے ہین
وہ جو جاتے ہین تو آتا ہی ادہر ایک نہ ایک

ابرو چاہی کہ جہان اوسکے طلب مین دیکھین
شانہ کی دونو طرح پر ہے ضرر ایک ایک

خالی ہے قتل کو جب پر اس نہ دیکھا قاتل
وین مین اس سمت تڑپتے ہو اودہر ایک نہ ایک

موت ہی آئے بلا سے کہ مسیحا آئے
یا الٰہی مری لے جلد خبر ایک نہ ایک

پوچھ ہی لینگے کسی سے ترے کوچہ کا پتہ
آہی نکلیگا کوئی راہ گذر ایک نہ ایک

ان حسینون سے نہایت رہو ہشیار اے اوج
جان ہی لیگا کوئی بالے پسر ایک نہ ایک

ردیف کاف فارسی

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

عشق بازی کے وہ ہین اپنے دل تنگ مین ڈھنگ
قیس و وامق کی نہ ٹھہرین کبھی پاسنگ مین ڈھنگ

بت کے نغمہ سے نہ کیونکر دل فولاد ہو موم
ہین نظم لحن داؤد کی آہنگ مین ڈھنگ

شاہد کہتا نہین دو دن کبھی خندہ بید و نکو
فلک سفلہ پر ہے ہین تیری نیرنگ مین ڈھنگ

دل مین بہاوے ہنر مہر و وفا کو اسے بت
خوبی و قد رد و بالا ہی جو ہون سنگ مین ڈھنگ

ساتھ ہی جنبش ابرو کے جگر تھا صد لخت
کتنے دلچسپ ہین قاتل تیری جو رنگ مین ڈھنگ

اک جگر چاہئے سو پیدا ہے بناوٹ کیا لیا — کچھ الگ لگے ہیں ستمگار تیری تیغ میں تنگ

دل میں جو حسرت ہیں اور ہی کچھ البیلا حق — آج اس بیخودی بادہ گلرنگ میں شرنگ

ہم بھی رو بیٹھیں گے گر یہ چپکے سا حباب ایل — نکلے اوس بت سے صفائی کا کسی ہنگ میں رنگ

ہو طرح کوئی مقفہ کہ مسجع اے آوج
بیت کے بندش کی نزلے ہیں ہر اک نگمین رنگ

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

پایا محفل میں تیری تقریر سے لئے خود گلزار رنگ — تیری تقریر سے ٹپکتا ہے دم گفتار رنگ

نامۂ اعمال عمل بد سے کیوں عیار رنگ — خون سے جیب کے ٹپکے ہے پانو خونخوار رنگ

مرحبا ان سے کہیں اے قلب و جگر تیار رنگ — ہے چمن میں کھیلیں گے اپنے دیدۂ خونبار رنگ

پھر بدلی ہوا ہے سا عیا البیلی لیتو دے — آج میخانہ میں بھی لائیں کوئی دو چار رنگ

صاف ظاہر ہے جیسے خون کف پا کا اثر — رکھتا ہے سرخ آفتاب یار و سر بخار رنگ

[illegible] کیوں نہ صحبت دلدار کو — ہے یہ ڈر لائے نہ پھر کچھ چرخ کج رفتار رنگ

[illegible] دل سکتا عشق تپ و [illegible] — لا کے دکھلاتا ہے اک پل میں ہزار ابحار رنگ

[illegible] میں ملنے منہ کی سیر گلشن کیجئے — ہے تجاہل سے آج ہو جو [illegible] گلنار رنگ

ایک عالم کیا ہے [illegible] لگا ہے بن سیاہ — اے شب فرقت لیس اب جا چہرۂ [illegible]

[illegible] اپنی شوخ کو مضمون رنگین چشم تر — تو بھی اس نامی کو غوغے لئے چون خط گلزار رنگ

[illegible] میں اپنی زبان سے تیغ نزاکت کیا کرین — ہے سرد دست اوس کف پا کو حنا کا یار رنگ

کی پہنسے دس شوخ محفل میں سے منزل اپنی بات — یون سمانے ہیں کہ کیسا گنبد زنگار رنگ

[illegible] پارسی کی گلشن [illegible] کھاتے چمن — منہ دی محل لا اٹھا [illegible] میں گلنار رنگ

[illegible] — ہم لیس بیل رکی خدا را اپنے لئے بھی [illegible]

طالب شیدای دنیا خانۂ عقبے استوار — یہان کے زینت نہ او غافل در و دیوار رنگ

ناتوانی مجہ پہ ہنستی ہی مین اپنے حال پر — زعفران کا اثر لایا ہے چشم زار رنگ

خون ناحق ہی شفق اسکو نہ قاتل جانیو — تیرے کشتی کی وہی چادر ہی یہ گلنار رنگ

بلکہ تماشو لگا نہ ہو محتاج کرہے سکو سو حسنت — ہون غلامونسے ہی لے سے خورشید و مہپار رنگ

و آعطا انسان عندیق رنگ و جدت چاہیئے — فایدہ جو نے لیا سے جبہ و دستار رنگ

آج کی رنگینی مضمون سے گلگون انجمن
پڑہے ہر شعر لطافت خیز مین ای یار رنگ

بحر دیگر

کیا اگر جیب و گریبان کا بچہوٹا تار رنگ — پڑ رہے ای دست جنون ہو دامن کہسار رنگ

اتنبو ظاہر ہو چکے سب موت کے آثار رنگ — ای صنم پہر خدا آ ہجے کے بیمار رنگ

شیخ جی پہونچین تو صحبت مین کسی میخوار رنگ — کل ہی پہن جام مے ہی جبہ و دستار رنگ

کہیے کیا قاتل تری تلوار کے پہل کا مزہ — منہ پسارے ہی ہمارا زخم دامن دار رنگ

تیری دیوانی سی خود شادہ ہی کہتکی ہوئے — لوک کی لیتی ہی صحرا مین زبان خار رنگ

بدگمان اس مرتبہ ہے ہی وہ پردہ نشین — آج لو ہین بند ہوتے ہین روزن دیوار رنگ

لو کہلا ہی فصل گل مین غنچہ دل ایکبو ن — ایک بہی پہونچا نہ اونکی طرہ دستار رنگ

ایک ہین وہ سوختہ بیان ہون لگر دعوت کرون — ہڈیان کہائے نہ میری مرغ آتشخوار رنگ

دیکہیے تہے حیف جن باغون مین ہم پہولونکے دہیر — نام کو باقی نہین اب ہی نشان خار رنگ

کس قدر دلکش ہی تو لوہی شراب لالہ فام — شیخ پہونچا مدرسے سے خانہ خمار رنگ

لیکے دلکو خواہش طوبے لبے ای بخت رسا — ہمکو پہونچا دے بس ان قدونکی سایۂ دیوار

بیت ابروسے ہوا لو عارض رنگین کا عشق — مشق نستعلیق سے پہونچے چہٹے گلزار

پہر یوسف کی خریداری تمہارے سامنے — دیکہلو چلکر ہمت شہ مصر کی بازار

پانی پانی ہوگئی لو یہ کہان وہ آب و تاب — اوسکے دانتونسے ملا دیکہے در شہوار

ہاتہہ ہی قبضہ بہی ای سفاک چومین گے ضرور — کہا کے سو منہ کے پہونچا ہی تری تلوار

بند گرنیٹھے وہ راہ آشنائی ہمسے اوج

ابتو مدت سے نہین آتا خیال یار تک

بحر دیگر

مریض فرقت ترا مسیحا کرے دمونکا شمار کبتک — اجل کی اب راہ دیکہتا ہی رہے ترا انتظار کبتک

حکومت و حسن زور و زر پر ترا ہے دار و مدار کبتک — شراب نخوت کا دیکہتے ہین رہیگا سر مین خمار کبتک

کیا جو عرض اونسے وقت رخصت کہو گی یون بیقرار کبتک — یہ ہنسکے فرمایا پہر ملینگے تو بولا وہ ہمادل کیا یار کبتک

اگر فراق وطن کا شکوہ خیال احباب و اقربا کب — خدا ہی جانے ہمین کہیگا فلک غریب الدیار کبتک

بنا کے باتین ببولے کہ چل کہ رونکی کل ہی جسمی ہی بیکل — یہ چہوٹے فقرونکا لی اری اجل کرے گی دہوکی اعتبار کبتک

سنے جو صید افگنی کے شہرے تو ہاتہہ پہ مرغ دلکو لیکے — اڑے تہے بیانہ پر خدا ہی جانے ہو اونکا قرار کبتک

چلی ہے وہ صرصر حوادث کہ بس شگفتہ ان ہی غنچۂ دل — اسی اوجڑے ہوے چمن مین الہی آئے بہار کبتک

ہجوم غم دلکی بیقراری زبان پہ اف سیل چشم جارے — ستم پہ رسوائی پہ ہماری رہینگے یہ تین چار کبتک

چمن لوگے رنگ کوئی جو رفعت جبین کے ہو تو کوڑا — چلو نہ میلے مین دن اپنے تہوڑا رہیگا سنگار کبتک

مجھسے بگڑے ہین کس خطا پہ بھلا آنکھین ملکی تیور
ہمین دکھاتے رہینگے یا مقدر یہ تنگ بیل فہار کبتک

وہ ہنسی کہدو نہ پھر کوئی ہین کبھی تو آپ ہین پلک بیٹھین
ہنسی خوشی کی ہون چار باتین کہ یہ ستم کا غبار کبتک

رہی سب عمر اس الم زدہ مین کہو تو پھانی کیون کوئی
کسیکے سینہ پہ یاد کہین کہ یہ لگا ہوگا او بہار کبتک

نقاب الٹو ذرا پہر کہ دیکھو کسیکا حاصل تو مدعا ہو
اسی طرح مشتاق ایک نظر کو رہو گے امیدوار کبتک

لئے جو شیدا تو وہ کبھی جھیلو جو ہجر یا جن کو تم کہلکی کھیلو
یہ عشق ہی عشق یہ تو سمجھو نہ ہوگا پہر آشکار کبتک

بناو صورت نہ روکہی پھیکی کبھی کسیکا خوش کرو جے
کہو تو اس حسن عارضی کے تو رہیگی بہار کبتک

جہان کی سب ہے دھوم گرم دیکھا یہ کیا ہے خدا ہی جانے
اوٹھین گی اس عالم رہت سر اسی بسائیں گے مزار کبتک

سنے سب آ دیکھو صاف صاف کہدین کیسی بربادیان تو دیکھین
وہ خاکسار وفا کے پیچھے زمین رہینگے آخر غبار کبتک

کیا جو محو عشق و عاشقی ہین چہ اوج آگے سے بڑھ چلے ہو
خدا ہی جانے تمہارے سر پر رہیگا یہ جن سوار کبتک

بحر دیگر

ایک دم مین ہی زمانہ بدلتا ہزار رنگ
جم جائے اپنا بھی کہین پہ وہ روزگار رنگ

پھر تو پھر چکا میرا جان کتنی بار رنگ
دستار شیخ جی کی بھی آج اہی لگا رنگ

محفل مین شب جو بدلا ایک بار رنگ
حربا صفت رقیب نے بدلے ہزار رنگ

کیونکر نہ کیجئے فصل بہار عنقریب ہے
لایا ہی پھر کچھ اپنا دل داغدار رنگ

ہمسر نہ اپنے نالہ پر درد کے ہوئے
آ گئے میر سے ہزار نے بدلے ہزار رنگ

فصل بہار مین بھی جو زاہد نہ پی سکے
سجادہ اپنا مے سے تو اوسی باوقار رنگ

کیا کیا نہ اپنی سبکو دکھاتا ہے شوخیان
اوس مہر کا لباس ہی ہوہو کے یار رنگ

حسن وہ جام بادہ گلگون دیکھیے
لائے ہین گل ہی بڑھ کے صنم کے عذار رنگ

ہے فصل گل یہ بہ تقاضے جنون کے ہین
نکلا ہوئے جو آتش و آب و ہوا و خاک
حیرت ہی کیسی سرخی سے پہر دیجیے مثال
پہر اور کیا نزاکت جانان کرین رقم
اودہر کو فلک پہ پہونچا ہی کس خاک سار کا

تلوؤ نکے خون سے وشت مین ہی ...
ان چار رنگتون سے دیکہائے ہزار ...
اونکے لبون سے لعل کا ہی ...
مہندی کا آب جیسے اونکی کف پا کو ...
بنکر شفق جو آج ہی لایا غبار ...

اسے اوج اوسنے آنکہ نہین ہم سے پہیر لے
سے ہے یہ دیکہائے گردش لیل و نہار رنگ

بحر رمل مثمن محذوف و ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

... ون لکہتا ہی کہ ہو جاتی ہے صحبت بعد مرگ
... دنیا یہان رہی پہر کر قیامت بعد مرگ
... بت علی سے داخل جنت ہوئے
... دولت کونین ہے بیشک ولای اہلبیت
... تک ہی عین موقع ہے سوچا ہو دیکہلو
... شراری سے شب فرقت کی گو آئی نہ نیند
... ہنگا ... انجام ہو نالے ہے بخیر
... وحشت ہی لوگ لے لے سینہ مین کچہہ کا خبر
... ہین وحشت تک بتانے دے لاے سبب

ساتہہ ہی اپنے سد نار ادر ...
چین پایا مرنے جینے جی نہ ...
پرسش اعمال کی نوبت آئی ...
آبرو دنیا مین امید شفاعت ...
ہم آنکہ نہین ہہ عبادت ...
چین سے سوئینگے تا صبح قیامت ...
ان نگر آتے ہے جو آزی تیری ...
کام آنے کی نہین غافل یہ دولت ...
گر ازل قایم رہے تا بہ ...

کوئی دم مسدود رہتی ہی بہ سالار راہ عدم
کیا چلے جاتے ہین سب نوبت بنوبت بعد مرگ

فصل گل آئی ہی بین ... ڈرتا ہون کہین
گوشۂ مرقد سے نکلے نہ وحشت بعد مرگ

بیقراری سے لحد مین مدتون تڑپا کیے ؛
جب شب فرقت کی یاد آئی اذیت بعد مرگ

مانع تعظیم [illegible] ہوا مجبور ہون ؛
بن گیا چھاتی کا پتھر سنگ تربت بعد مرگ

یاد ہی رکہنا خدا را [illegible] ہمین
پھر اوٹھا دیگا تیرا جوش محبت بعد مرگ

یہ بداعمالی کا باعث ہی حقیقت مین جو اوج ؛؛
منہ چھپا کر لیچلے تمکو ندامت بعد مرگ

ردیف لام

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فعلن

آ کے تو بھی تو اوٹھا کلبۂ احزان مین پھول
ای پری ہین تیری دیوانہ کے زندان مین پھول

باغبان دیکھیے گلشن سے چلے خالی ہاتھ
لے کے ہم جیب مین رکھتے ہین نہ دامان مین پھول

پھر وہی فصل خزان ہی ہی گل ہین نہ بہار
عیش دو روزہ پہ بلبل نہ گلستان مین پھول

ہو گئی اونکی پسینے سے دوبالا خوشبو
رکھ لیے توڑ کے اوسنے جو گریبان مین پھول

وہ گل اندام رہا شب کو جو صرف تقریر
ہر طرف خوب لٹے صحبت جانان مین پھول

ساقیا ایسی پلادی کہ معطر ہو دماغ
آج بھر بھر کے ترا صحبت رندان مین پھول

فاتحہ کسکا کہان شمع ہی چادر کیسی
وہ بھی لایا نہ کوئی گور غریبان مین پھول

نغمہ پرداز ہی مرغ خوش الحان سنئے ؛
فصل گل آئی ہی ہین صحن گلستان مین پھول

ہاتھین دست نگارین سے کرو گل چینی
لوگ دیکھین تو بھلا پنجۂ مرجان مین پھول

وحشت دل ہی کہتی ہی کہ [illegible]
موسم گل ہی کہلے دشت و بیابان مین پھول

ہوئے ایسے نہ کبھی روضۂ رضواں میں پھول

بحر رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایک ادا ہی کیسی ہے موہنیاں یار کی شکل
خواب میں بھی نظر آئی نہیں دلدار کی شکل

ہے کمیں آگ زبوں سے ترے بیمار کی شکل
تپ فرقت نے بنایا اوسے آزار کی شکل

ذبح کا حکم کہ حاصل ہو رہائی یارب
کوئی نکلے تو سمجھ آفت کے گرفتار کی شکل

کاش غم سے اگر زار و زبوں ہتا لیکن
غیر کے آنکھ میں کھٹکا ہی کیا خار کی شکل

الفلک خاک میں گو آج ملے شکوہ کیا
سر پہ اونچے تکیے ہی بہت ہی دستار کی شکل

چھپ چھپے غیب سے ہو دم میں اودہر بہت گرم
سنگدوں چپ فقط اک شمع میں گنہگار کی شکل

کاٹنے ہی کھاتا ہے اژدہا بہ مکان یار تبسیر
کیسی حیرت سے ہیں تکتے در و دیوار کی شکل

رشتۂ سبحہ پہ سب کی اوٹھائی گردش
جانا نہ ہو تو جو گئے کہ زنار کی شکل

آج تو آفت مہینے بھی خوب اوڑائی شاہد
چھپتے آئینے میں بیگانہ ہے ستار کی شکل

بحر رمل مثمن محذوف

کس پہ ٹپکا عشق ہے اب جان مضطر آجکل
رات دن اک چین جس بن رہتا ہے سر

صرف بیمری ہے شغلہ پرور آجکل
کیا دکھائے دیکھئے اپنا مقدر

جوش گریہ میں ہے اپنے دیدۂ تر آجکل
ہے یقین اوٹھے کوئی طوفان

میں کہ چھپے مانند بوکری پڑا درد فراق
کس کے پہلو سے جدا ہوتا ہے دم

کیا عجب گر خونی قسمت دل اپنے بہر میں
وہ مقدر میں ہے چیری کے اگر

اک ہمارے سر اوپر ہلکی میں کیا گیا اہتمام ۔ زور چلتے ہیں نشان پر تیغ و خنجر آجکل

تو نے اے بت آنے دل کیا دیکھا ہے اثر ۔ میری صورت دیکھ کر اوٹھتے ہیں کشتہ آجکل

بہسپ یادی ہی ہو گئے چرخ کج رفتار سے ۔ روز بستر یا بہ ہونہ ہیں جیسا آجکل

اے جفا جو بے بنیاد وہ دن سب کر ۔ ہم سافر نہ چلے جائینگے رہ کر آجکل

صلح کا مضمون کچھ اونکے لیے شاید ہے گھٹا ۔ نامہ بر شوخی آتے ہیں ہمارا بھر آجکل

یار کی آئینہ برداری کی نہایت ہی ہمیں ۔ اب تو ہم بھی ہیں سب صورت سکندر آجکل

فصل گل ہے نقض توبہ کرنے کی ہے ہوس
آؤ چلی لو جنکے قسم ساغر کے ساغر آجکل

بحر رمل مثمن محذوف المقصور

یار کے پہلو میں تنہا ہے میسر آجکل ۔ طالع بیدار اپنا ہے یاور آجکل

نامہ بر اپنا ہو پھر کیونکر کبوتر آجکل ۔ فتنے یار کے سوتے ہیں پردہ آجکل

سختیوں پر ہے تلاوت سر آجکل ۔ ہم بھی رکھ لیں گے جانی پتھر آجکل

اونکی برچھی بیچ نزاکت حسن روز افزون کی شکل ۔ خار ہے زیر قدم جو اونکا بستر آجکل

کیون بگڑتے ہو جیسا کیا ہم جبیوں نکاتے چھٹے ۔ ڈھونڈہی لینگے کوئی بہتر سے بہتر آجکل

غیظ میں اے شوخ یکا چڑھا یا ہی ہے شرط ۔ ابروں کے بیچ دیکھو تو ننگر آجکل

عذر بیجا ن کسکو ہے ایسا جب کوئی نوان قوم ۔ عفو ہوتی پر یہ لیتے ہیں جو ہیں سر آجکل

ہون جب فرقت سے زار ایسا کہ مجکو دیکھکر ۔ دوست کیا دشمن بہی رو دیتے ہیں اکثر آجکل

مبتلا ہر نیر ہوا الحمد للہ یہ خیال ۔ فاتحہ مرقد پر پڑھنے ہیں آکر آجکل

بار عشق قامت دلدار ہون میں ناتوان ۔ چاہئے سب عصا شاخ صنوبر آجکل

در گذر سے روئے گئے قبضہ میں رکہئے مہربان
ہین کہلے تیغ زبان کی خوب جوہر آجکل

اسکے ہاتہون پاؤن پہیلا کر تو سوئی قبر مین
بار احسان ہے [illegible] کا سیری سے پہوا آجکل

فراغت سے اب یہ نقشہ ہی نہ پہچانیگے آپ
آج کو دیکہا نہین [illegible] آجکل

[illegible]

صدقہ اوتاری ہے بزم مین جو تیرے سر سے پہول
اوس گل نے اپنے عاشق [illegible] سے پہول

پہر سو پہو واہ واہ ذرا لب تو کہو لیئے
غنچے کو کرنا [illegible] سے پہول

شرمائے نہ اونکی عارض رنگین کے روبرو
کہلتا [illegible] باغ [illegible] سے پہول

مسی کا اونکی بزم عنا نہین باجور رنگ سے
پہچان [illegible] گر [illegible] سے پہول

اوس شاہ حسن نے لیا ہر فرد سے خراج
[illegible] پہل [illegible] سے پہول

ہر صبح سرد آہون کا ہے شغل اسلیئے
کہلتے ہین [illegible] سے پہول

[illegible] سے عارض رنگین کے روبرو
باغ جہان گر [illegible] پہول

اک روز جلکے باغ مین گیندہ [illegible]
بیٹہین [illegible] پہول

ہین [illegible] گل کے ناز و [illegible] شہید
اوٹہوا [illegible] آج [illegible] پہول

ہمراہ فصل گل کے خزان بہی ہے [illegible]
[illegible] چمن [illegible] پہول

[illegible] بہار باغ ہون مین سوختہ جگر
گرتے ہین اپنی [illegible] پہول

دامان جیب دیکہلے خالی ہین باغبان
دو بہی تو [illegible] سے پہول

گلزار دہر مین شجر نو بہار ہون
کہلتے ہین [illegible] سے پہول

[illegible] مطلع و یا غزل

اے اوج اوڑا کے آئے کہو تو کہدے سے پھول

ردیف میم

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

عبد عاصی کو ہمیں بخشش و الطاف سے کام
ہان زبانکو ہے تری نام گرامی تری نام سے کام

دل کو جب سے کہ پڑا دس بہت نام سے کام
ذکر و راحت ہو نہ ہی رات کو آرام سے کام

زاہدا مذہب ہی نہیں ایک ہی تنہا مذہب کا
نہ مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام

دل تو ہاتھ آپکا اس قتل سے کیا حاصل ہے
چھوڑ دو عاشق بیدل کو چلو کام سے کام

ہو کیسے نار جہنم سے ڈر آتا واعظ
مطلب آغاز سے ہی کیا ہمیں انجام سے کام

کہو اور وقت سے ہیں ہم کہ بات قاصد
ہم ہوئے غیر تو پھر نامہ و پیغام سے کام

صید ایک زلف کا خود کا پیچ ہیں گرفتار اجل
مجھکو صیاد قفس سے ہی نہ کچھ دام سے کام

در پہ ہم گھر کے طواف تری ہو بیٹھے ہیں
طرف کعبہ سے نہ مقصود نہ احرام سے کام

ہم تو مخانہ سے الفت ہے ہمیں ہو تو ساقی
بیکشونکو تری جام مئے گلفام سے کام

دل [illegible] واعظ
زاہد شیخ کو ہے کیا دولت اسلام سے کام

[illegible]
آج کہتے ہیں کہ ہمکو ہے سر شام سے کام

[illegible] بیان
دل کو ہے معرفت رب ذوالاکرام سے کام

[illegible] سن لے
[illegible] انجام سے کام

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بدم خون شد محبوب [illegible]
اے [illegible]

تا به مقصد نتوان رفت بجد بازو — که چو پروانه نه پروای صفت کردار

دل به تیر نگهش صید نشود ممکن نیست — در تغافل حیف چه تحصیر حقیقت دار

صوفیم زاهد اگر جبه و دستار میاد — زانکه ما نیز درین مصطبه بیدار

ای فلک مه و خورشید چه باری بس کن — چون که ما هم به تقل بدبینیم دار

نیست دشوار اگر نیست دو تای فلکم — ای نوا نا چه غم چون تو طبیب دار

چه شکایت اگرم طاقت خود داری نیست
آوج مشکل اینکه توکل به قدیری داریم

بحر تقارب مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

گلو نسیم سیہ کی فصل گلچین کو ہی نیا رنگ لائینگے ہم — چمن میں لالے کی شوخی کو دلا سقر دکھائینگے

سو یہ جو آوارۂ محبت تو کوہ و صحرا بسائینگے ہم — نکل کے مثل نسیم گلشن وطن کو پھر کر نہ آئینگے

زیادہ الفت اور کہ اکسی سے جو اُنکی بابت مجھی بھی جیسے — کرینگے تو یہ اس عاشقی ہے کبھی نہ دل پھر لگائینگے

بہانہ نزاکت کا تھا جو آپ نے تو حصر کیا تھا — یہ عہد صاحب نے کب کیا تھا کہ پھر نہ صورت دکھائینگے

ہو تو ول جب مصیبت سخت مشکل — ستم کے ہیں کو اک نیا ول لگا نے ہر روز لائینگے

یہ ہونٹ کے لبوں کا جلا ہی عیسی کا معجزہ کیا — یہ ابرو چشم کا ہے ایا فسون و عشوہ دکھائینگے

یہ ہم دل جو کسی پر فسرو مائل — یہ راز افشا ہوی یہ مشکل کہاں تک اس کو چھپائینگے

سب ہو نہ کھیں ہی بے قسم لاو دو — ایہاد و ساقی کو جام جنکو نہ منہ کسیکو لگائینگے

نہ ہو گا جو ہم تو — لکھے کو تقدیر کے بھلا کیا سرِ سنگ خو نہ مٹائینگے

سری میں چلو گفتگو نے کیا جو افشای راز جو ہے — کھلیں گے ہاں خبر آ نہ دیکھا ابھی کھلا

جنتِ مدینہ وہی ہے یہی نظر آتی ہو شناہم تخت پاے
پہنچے اوج پہ اپنی کیوں نہ سمجھے کہ اک دن تشنگی کیا ہے ہم

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

دل دیکھے آشنا ہوئے رنج و الم سے ہم
حصے دشمن آگئے میری قضا و ستم سے ہم

چھوٹے نہ اک دم کبھی اندوہ و غم سے ہم
کیوں آتے ہیں پھر نکلے ملکِ عدم سے ہم

کعبے کو بھی چلینگے زیارت کو پر ضرور
پلٹے جو لوگ کی مرتبہ بیتِ صنم سے ہم

اے عشق مرحبا دلِ ویران کے مہمان
آباد ہو گئے ترے تیرے قدم سے ہم

چھوڑیں امید حسنِ لہ کیوں شیخ کوئی دوست
رکھتے ہیں کیا غرض سرِ باغِ ارم سے ہم

ہاں اے فلک بس اب مدد تیرِ آہ ہو
تنگ آ گئے ہیں بہت تیری جور و ستم سے ہم

سینہ زنی ہے طبلِ علم مدام سے
جاتے ہیں پھر حسن نہ حاد و حشم سے ہم

خلوت جو اپنی ہے دلِ مجروح نے آ دن
سیکھا کہ جائگی رہتے ہیں اب جامِ جم سے ہم

جتنا وہ چاہے خوانِ کرم سے عطا کرے
کم ہیں اے ہوس طلب بیش و کم سے ہم

کیا حالِ زار دور وجد انی رقم کریں
عاجز ہوا ہیں اپنی زبانِ قلم سے ہم

اب وہ دلِ شکستہ ہمارا ہے غمگسار
آ گئے ہیں [illegible] لیتے نار غم سے ہم

واعظ جنابِ نارِ جہنم کی گرمیاں
طوفان اٹھاتے ہو چشمِ نم سے ہم

ہم دونوں ایک شکل گرفتاری رہے
[illegible] کبھی [illegible] ہم

اے ترکِ شوقِ مرگ میں چین اک دم کہاں
[illegible]

کم ہے جو شکر ہم نوازی ادا کریں
جیتے ہیں اپنی ادج خدا کے کرم سے ہم

ردیف نون

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

غم و اندوہ کے سر سبز شجر ہوتے ہین
غیرت ابر مرے دیدۂ تر ہوتے ہین

رخ جانا کی خجل شمس و قمر ہوتے ہین
پانی پانی در دندان سے گہر ہوتے ہین

جھک کے پڑ کے کہین پہونچ نہ دین جنگل کو
شعلہ زن سینہ سوزان سے شرر ہوتے ہین

کوہ و صحرا مین مرے خون کف پا کے سبب
گل اگر خار تو یاقوت حجر ہوتے ہین

ساقیا بادۂ گلرنگ سے کر دے سرشار
فصل گل آئی ہرے زخم جگر ہوتے ہین

آشنا بادۂ الفت سے نہ پایا تجھ کو
بیوفا ایسے ہی دنیا مین بشر ہوتے ہین

داغ سینہ کے ثمر ہین شجر الفت کے
آبلے دل مین مرے جابجا ثمر ہوتے ہین

قتل عشاق کا ہی قصد خدا خیر کرے
تیغ و خنجر اوسے منظور نظر ہوتے ہین

موسم گل ہی مرے زخم جگر پہ صیاد
نیش زن نالۂ مرغان سحر ہوتے ہین

ہوس و حرص سے بہتر ہی قناعت اے دل
خوار و بیقدر بہت اہل زر ہوتے ہین

بدگمان ہی مری جانب سے یہ ظالم صیاد
نوچتا ہی جو قفس مین کہین پر ہوتے ہین

کس ردین سبکی یہ دنیای دنی ہی ای اوج
بیخبر خود ہین جو لوگ اس سے خبر ہوتے ہین

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

رقیبون کو کیا محفل مین اوسنے یاد حیران ہین
وہ انداز نزولت سے ہوئے اہل بیداد حیران ہین

شبی تصویر نگری گو بنی بہزاد استاد حیران ہین
کہنچی تصویر جانان مانی و بہزاد حیران ہین

قفس ہون قید ہون یا کرے آزاد حیران ہین
ہمارے حق مین ہی کیا مرضی صیاد حیران ہین

ہمارے سخت جانی پر او دیکھا حیران ہین
ادہر ہم آپ پر تعجب ہوا ادہر حیران ہین

ہم ہی ابتدائی عشق کا ناصح ہے مستفسر
مقام شرم ہے کیا ہو بیان روداد حیران ہین

بتاتا ہا بس مقصور عاشقی پر حکم قتل اوسنے
کھون کیا میری بےجرمی پہ جو جلاد حیران ہین

غضب ہے بید ترک وسنے سوال عمر سے کر بیٹھے
عجب چپ اسکا کرے کیا بانی بیداد حیران ہین

ہے دیوانے پن کا دشت مین جیسی سنا شہرہ
ہوا مجنون کو سودا الفت و فرہاد حیران ہین

ہوض خون کی رگ شریان سے نکلا آگ کا شعلہ
میری آتش مزاجی دیکھ کر فصاد حیران ہین

اوجاڑا ہی گیا گلشن سے میرا آشیان ظالم
اسلئے ہم جور گلچین سے ہی صیاد حیران ہین

جواب صاف ہے یا کچھ پیام وصل لایا ہے
ہوا قاصد ہمارے ضمین کیا ارشاد حیران ہین

ہوا پھر ان دنون جوش جنون فصل بہار آئی
خیال سلسلہ بندی ہی سب حداد حیران ہین

الم سے آج اپنا دل بدن گھٹتا ہی جاتا ہے
نہین معلوم درد و غم کی کچھ تعداد حیران ہین

بحر متقارب اثرم ارکان فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن

مجھسے تو چھپکر غیر سے ملنا پوچھو تو ہی تقصیر نہین
بات بنانا تمھین کہانا کیونکہ کھون تدبیر نہین

یون تو نظاہر سینہ پہ یار و زخم سنان تک تیر نہین
دلمین نگر وہ گھاؤ ہے کاری جسکی کوئی تدبیر نہین

زاہد دیکھہ تو مصحف رو کو ہنکی ہی کچھ تفسیر نہین
خط عذارین روے کتابی قرآن با تفسیر نہین

الفت خواری گو ہی زبان ہین جاہی کسکی ویکے مکانین
یون تو کسی عاشق کی جہامین سچ ہی کہ کچھ توقیر نہین

مینے کہا کر رحم بھی قاتل وصل سے اک دن ہم بھی ہو خوشدل
ہنسکے کہا کیا بکتا ہی غافل ایسی تری تقدیر نہین

ہی وہ جلا یا ہوتا جو ممکن سو جگر سینے مین ایک دن
بام فلک کو پہونکتا لیکن آہ مین کچھ تاثیر نہین

جن کے ہمیشہ پیتے تھے شال اب ہین جمد تا مکے قائل
کسکو لکھون خط اللہ تو ایدل آگے ہمر تحریر نہین

اپنی تو بات اب مجھے جو نگی کچہ کے نندی حجر مین جی گئی ... ہے یہہ یقین اس خواب ہو نگی عمر اجل

اوج اُسے بھی انکو ولا ہے جلد ملو اوس ماہ لقا سے
کا ہلی اتنی نام خدا سے ہو تو جوان کہ پیر نہین

دیگر

بیٹی ہو عشق زلف گرہ گیر پاؤن مین ... جوش جنون ہی چاہیے زنجیر پا
ٹھوکر سے مردہ زندہ ہو مین اوسکے نقش مسیح ... اعجاز عیسوی کی ہے تاثیر پا
ڈرتے ہین ہستے رہتے عشق سے قدم ... دیتا ثبات ہاتک نقد یہ پا
چھالے نہین ہین دیکھے آبلہ ہے پاؤن مین پھوٹے ... چھپنے دیے خار الفلک ہے پیر پا
ہون خود مین اوس کے سلسلہ زلف کا اسیر ... ڈالو گلے مین طوق نہ زنجیر پا
بیشک ہوا ہے خون یہ عاشق کا پائی پوش ... رنگ حنا تو یہہ نہین ہے پیر پا
ہو پیر مین عبیر دلِ خستگان خاک ... پھاگل نہین نہ صاحب توقیر پا

اب اوج دور تک اوسکے رسائی ہو کس طرح
ہے یہان قیام صورت تصویر پاؤن مین

بحر منسرح مثمن مطوی مکشوف ارکان مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات

جلتے جو پھیرون آہ گرم سوز فراق یار مین ... لگ اوٹھی آگ بید ہر ایک چمن مین شعلہ
تختہ گل کھلا ہے یار اس دل داغدار مین ... دیکھو تو پیارے یہہ بہار رہیگی نہ لالہ زار
باغ مین چارون رہے ہم نہ کبھی بہار مین ... کیا کیا نہ دربدر پھرے گردش روزگار
سوز فراق و غم جو تھا اس دل تفتہ زار مین ... مرکے بھی چین کب ملا ہی تپین مزار
دانتون سے اوسکے بید گرکے ملاتے ہو جو تنک ... دیکھین کہان سے یہہ چمک گوہر آبدار
پونچھین وہ بیٹا حال جب سد تو بھی بہر ... کہتے ہین کیسو در زلف شب آپکے انتظار

ہے تپ ہجر کی دوا شربت وصل کے سوا
نسخہ طبیب گر لکھا درد و بخار میں

ٹھہرا نہ بو میں ہمنشیں ہمسر زلف ہے عبث
مشک ختن ہو شرمگیں جا کے چھپا تتار میں

دشت میں رو کون میں اگر سبزہ ہوں سبز سر
فیض سحاب ہے مگر دیدۂ اشکبار میں

اسکا گلہ کریں تو کیا تو نے جو کچھ ستم کیا
ہے غرض ایک بیوفا سو میں کہوں ہزار میں

دلکو ہمارے اے قمر صید کمند زلف کر
اس سے ہے بڑھ کے بیخبر لطف کسی شکار میں

اپنے حور دلربا ہیں نہ کوئی ہو مبتلا
بعد فنا ہے وہ دلکھا سنگ سر مزار میں

تھوڑی سی شب ہے میرجان سو وہ پچھلی پہر یہاں
پیاری نشیلی انکھڑیاں نیند بھرے ہیں خمار میں

ناصحا کیا ہے کہہ رہا ہم پہ عجیب بل پڑا
دل ہے کسی کے جا پھنسا کاکل پیچدار میں

آب حیات گر پیا پائے خضر کی عمر کیا
منتج ہے لطف زیست کا بادۂ خوشگوار میں

ہم ملے ہیں نقد دل لیکے کرکے تلاش تھک گئے
جنس وفا جو ہو تو لے جا کے کسی دیار میں

اب بھی تو ہے رواں رواں بنکے بگولہ دشت میں
گردش بخت سے عیاں صاف ہے گرد غبار میں

کرتے ہیں بل جو بیحساب افعی زلف لاجواب
دیکھے بلا کے پیچ و تاب کب یہ کسی نے مار میں

اوج کلام مختصر کیونکہ ہو سب سے بیشتر
اپنی ہی جب نہیں خبر طبع کے انتشار میں

بحر مضارع اخرب ارکان آن مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

خواب ایسے نکلے لب شکوں حسد ان سنو آئے ہیں
ہم پیچ و تاب کھا کھا کے دید پائے ہیں

یہ خفتگان تربت دیتے جواب کیا ہیں
بالیں پہ گو سب آ انکے رو رو کے کائے ہیں

خط و النسی دل بدانا آگے جو کچھ بدی ہے
جو مختلے ہیں وہ کب [illegible] آئے ہیں

فی الفور دے بہا میں عندان اب پہ [illegible]
[illegible] آئے ہیں

وعدہ کا اپنے کیونکر یار یقین ہو دیسے	جھوٹے وہ ایسے اکثر فقرے بکہا [illegible]

اے اوج منہ چھپٹا گیسوے عنبرین کے
پہر وہ بلاے بد مین جو مار اوتارتے ہین

بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

پئے گلگشت گلشن جبکہ وہ گلرو نکلتے ہین
تو وارفتہ ہوکے ہم کس کس روش ہر سو [illegible]

سہم غیر سے وحشی ہو وہ کمان ابرو نکلتے ہین
ہمارا ناوک غم توڑ کر پہلو نکلتے ہین

کہیں جا بیٹھ غافل تھام کر دامن قناعت کا
ابھی گنجینۂ قارون تہ زانو نکلتے ہین

رقیب روسیہ کو بھی ہو لے بزم جانان ہی
پیام مرگ بھی لو مور کے بازو نکلتے [illegible]

چلے جاوینگے یون ظالم کہ پہر ہرگز نہ آوینگے
ہم اب سایۂ غنچے گلچین سر تک لو نکلتے [illegible]

جو دیکھا اشتیاق سکو ہے فراق اوس رعنا کا
جگر سے تیر ہو کے نالہ کو کو نکلتے ہین

اوٹھاکر داغ فرقت مرگیا ہے جو تیرا عاشق
شرارے لے کے ایک قبر سے ہر سو نکلتے [illegible]

دلا الجھا ہے زلف پرشکن کے پیچ و تابی سے
یقین کر یار زیر سر آلود مشکین ہو نکلتے [illegible]

چھکا دے بادۂ گلگون سے دیکھین آج ایسا
[illegible] سے معرفت کیونکر ہو کے ذی قابو نکلتے [illegible]

وہ جسم مائل سید انگلی ہو رہے تین حسرت سے
ہمارا اوج فلک سے زینت سے آہ ہے نکلتے

مقام انقلاب قلب ہے کچہ صحبت جانان
مسلمان کفر سے ہر لب کلمہ گو ہندو نکلتے

اب دور گلو [illegible] کاکل [illegible] انقلاب کہو
ہم اس دام بلا سے مر کے اوبد ہو نکلتے

کیا تیغ جفائی غم نے ٹکڑے جگر شاید
مسلسل لخت دل گرتے ہین جب آنسو نکلتے

رہا باقی فقط اک یادگار قیس مین مجنون
قفس [illegible] ہون کب [illegible] ہم جہیل سے نکلتے

او [illegible] کر [illegible] سیاہ [illegible] ولیعظ
کوئی دام بلا سے [illegible] گیسو نکلتے

مصمم ہے کلام اپنا کوئی اے اوج کیا سمجھے
یہان ہر فقرہ کے موزون سے سو پہلو نکلتے ہین

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۲ بار

برق خالف سے ہمارے آہ سوزان کم نہین — چشمۂ آب روان ہین دیدۂ پرنم نہین
تو سبب ہے لب سے تسکین دلِ پرغم نہین — کارسازِ تشنہ کامی قطرۂ شبنم نہین
تو گذرجاتی ہے یا جلسے گذرجاتے ہین خود — اے شبِ فرقت سحر تک تو نہین یا ہم نہین
جان فدا کرتے ہین سب سنکر کلامِ دلفریب — آپکے شیرین زبانی کسکے حق مین سم نہین
اس جبہہ حق کا تسلی سے فقط ہے التیام — زخمِ دلکو احتیاجِ بخیہ و مرہم نہین
وصل کی شب بھی رہا کرتا ہے دھڑکا ہجر کا — شامِ عشرت ہمکو صبحِ حشر سے کچھ کم نہین
وعدے لاکھون شبِ فرقت کے چھلاوے عمر بھر — منصفو کیونکر مین اپنے وقت کا رستم نہین
باندھی ہر پیند انگیا کے رو کے لو اب کھلا — کیون ہوا آزردہ اجی ہم آپکے محرم نہین
سینے کو چھپنے نہ کرتی اوٹھیگی اپنی حیا — نکلین کیون جنت سے ہم کچھ حضرتِ آدم نہین
اوسطرف غیر و نیپی تجھکو مجھکو سنی آپ ہین — اور یہان جز آہ سرد اپنا کوئی ہمدم نہین
کیون نہ ہو ویسے سے جیسے خلق کو اشک بھی — دو ہلال یکجا ہین تیرے ابروے پرخم نہین

جانگدا ہے اوج بیشک پرسشِ اعمالِ زشت
ہان اگر وہ مہربان خود ہو تو پھر کچھ غم نہین

بحر مجتث محذوف ارکان آن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

او دہر تو ہم دل چرخ عیب بین ہی نہین — ادہر ستم ہے اثر نالۂ حزین ہی نہین
بجز جفا نہین ہری زلف عنبرین ہی نہین — شمیم ایسی ہو جیسے تو مشک چین ہی نہین

کبھی تو چاہیے انکار کے سوا اقرار
یہہ کون ہٹ ہے کہ لی سی ہے اک نہیں میں نہیں

عباح کو ہی جو ہی ایسے عاریت سرائے زار
دوام رہنے کی قدرت تو سہر نگین میں نہیں

خواہ ہو سابقہ و برق سوز و درد و گداز
وہ کیا ہے جو میری اس آہ آتشین میں نہیں

ہے بڑوں سے عبث بدگمان ہو گلچین
سیو ہے چاک تو کچھہ جیب و آستین میں نہیں

نہ کیون ہو جو سوا انیس سے ہو دلی ہی اک عالم
کہ اسم عیسیٰ کی وسعت تو اس نگین میں نہیں

وہ دل ہے کیسا کہ ڈرتا نہ مرگ سے ہو غافل
وہ کون شب ہے اجل جو ستمگر کمین میں نہیں

سپید ہا زرنگین جسکے روم و شام اُو نیکے
اب استخوان بھی گھس گئی کہین زمین میں نہیں

مریض ہجر کا پو پنچے وہ حال اگر قاصد
تو کہیو دیر تجھے انفاس واپسین میں نہیں

سمجھہ تو کہ رخ پر نور و زلف جانان پر
کہ واعظا سر مو فرق کفر و دین میں نہیں

وصال میں ہو نہ کیون ناز جسکا کھٹکا
نہ کیسر نوش کے کیا نیش انگبین میں نہیں

شب وصال نہ باتوں میں تا لیئے صاحب
فراق دیدہ کی تسکین ہان جنین میں نہیں

ہزار بار کیا امتحان دل نادان
وفا و مہر تو مطلق کسی حسین میں نہیں

خیال وصل میں ایدل تڑپ رہا ہے عبث
فراق جو عشق کا دوری میں ہے قرین میں نہیں

دکھا کے آنکھہ نشترون کو کر لیا تسخیر
بتا تو سحر تو ان چشم سرمگین میں نہیں

ہزار شکر کہ جستجو عجز و انکسار ایسے اوج
غرور و کبر تو اقوال کمترین میں نہیں ؀

بحر ہزج سالم ارکان اُن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نہیں ہے تیری زلف دوتا ایچان کالے ہین
یہہ یعنی الامان کس کس کے دیکھیں ڈسنے والے ہین

گلوی ناگنین ہین طوق گردن کے جو ڈالے ہین
تماشا ہے وہ رخ اک بدر ہے اور ہبند ہالے ہین

بہار آئی ہے ناصح داغ دل جون زخم آئے ہیں
جنون نے پاؤں کو پھر دشت وحشت میں لگائے ہیں

خیال لعل لب میں لخت دل کیا منہ سے ڈالے ہیں
تصور میں در زندان کے پھر آنکھیں بنوالے ہیں

تمہیں پہلو سے اوٹھنا ہی تو لو پھر سے اوٹھ جاؤ
کلیجہ دونو ہاتھوں سے ابھی ہم بھی سنبھالے ہیں

بہار آئی ہے گل خندان ہیں چلیے سیر گلشن کو
نشیمن پر بہار ہیں شمشاد پر جوبن نرالے ہیں

اودہر تو بادہ و مینا و گلزار و مست لب جو ہے
ادہر فرقت ہے سینے میں درد و غم [illegible]

جگر سے بیقراری درد مندی یہی حاصل ہے
یہ دو موذی ارے سینے میں کیوں پہلو میں پالے ہیں

الٰہی خیر ہو خونریزی عشاق کا ڈر ہے
شتاب آغاز ہی قاتل نے تیغ بانکالے ہیں

نہیں ان کے چھٹے ہو میں دیے سب نیب پرسی کی
بتالے لار و ہمکو کسیے پھر ڈرتے ڈالے ہیں

حنا ملکر میں دہوئے دست و پا اپنی تشنین رونے
حباب انکو نہ سمجھو سینۂ دریا میں چھالے ہیں

رقیبوں کے تو خود قصہ ونگین جاتے ہیں کہیں
نہیں ان کا رسم دلبری سے بھولے بھالے ہیں

اگر ہے قصد جانبازی چلو اوج اوسکے کوچہ میں
ارے ابرو کمان ناوک مژہ سب دیکھے بھالے ہیں

بحر رمل مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیدۂ خوبان جہان گر کہیں جو مشتاق نہیں
اک نظر پھر وہ دکھا دے مجھے جھلک کہیں

حسرت دید پہ تو کہتے ہیں اطلاق نہیں
مر گیا کہو کے ظالم ترا مشتاق کہیں

کیون نہ ایجان ہون تیری شہرۂ آفاق نہیں
چشمک و عشوہ و انداز میں ہیں طاق کہیں

واہ کیا تیر کی تحریر ہے چشم بد دور
ساغر شیشہ سے جا سدا کی [illegible]

ایک عالم کو دکھایا ہے میں عجب لیل و نہار
الغرض حسن ہے تیری [illegible]

کر چکے پہلے ہی در دیدہ کہ کام اپنا
جوشش غیظ سے [illegible]

اٹھتی وہ شمشیر پری ناز سے دیکھا جسکو
ساحری سے ہین ہوا سحر ہمین مشتاق آنکھین

الجھنے زلف کا کانٹا نہ ہوا جب دیکھا
یار رکھتے ہین بتیری خصلت براق آنکھین

وہ کہین کلبۂ احسان کا تحفہ تو کرین
فرش ہنگام پہ کر دین ابھی مشتاق آنکھین

ہدف دلکے لیئے ابرو و مژگان ہین بس
شوخی و شنگی و غارت مین ہین قبچاق آنکھین

داغ عشق سے لینے و سیہ دیدہ کی صفائی دیکھو
باتین گدگدی کے ملا یا ہے وہ دقاق آنکھین

تطرح لطف اب دریا و نہیں پری دیکھ جسکے
ہستم دیدۂ نشتر جسپر قضا رکھین شفاق آنکھین

کوچہ چپکا یہ جان و الحق و قتیل و فرد
عشق کی منزل دل مین ہین قزاق آنکھین

نالہ و گریہ سے کیون ہو نہ سرو کار اسے اوج
طالب بوسہ ہین لب دید کی مشتاق آنکھین

بحر مجتث مخذوف ارکان ان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

محیط مدح و ستائش خدا کی ذات نہین
کوئی زبان لب آزادہ صفات نہین

ادھر جب آپ مین لگی سی التفات نہین
ابد تک بھی جان کا دینا کچھ ایسی بات نہین

بچھتے ہم و دولت بیدار و نقد بوس و کنار
شب وصال صنم کیا شب برات نہین

نہ رکھیو کوچۂ الفت مین بھولکر بھی قدم
چھپے ہین لوٹے کے ایسے غافلو نبات نہین

یہ کیا ستم ہوا اکبار چھپ لین آنکھین
نہین وہ پیار کی باتین وہ اختلاط نہین

روان ہے حقیقت مین شکل آب روان
حباب ہے جو نظر کیجیے حیات نہین

پری سے چہرۂ روشن پہ کاکل مشکین
کہے یہ کون کہ پہلو مین دیکھے رات نہین

ہے اگر کسی کا لطف سے کہین بخدا
صنم پرست تو ہون پیرو منات نہین

تلاوت ہم کو سامع کہے کیون نہ لطف دے
ہے کون شعر کہ بینی لعید نکات نہین

ہی گلا نہ مشکل جب تیرے لا سبب الجھلا	اسیر دام بلا کو تیرے نجات نہین
بھلا اس ایک دل غمگسار کو کیا دین	رفیق ایسے تو پہلو مین اٹھہ سات نہین
قلم نہین سیہ اسے شاخ طوبے	یہہ درج لولوی شہوار دوات نہین
یہہ اونکے عشوہ چشم سیہ کا ایما ہے	فسون ہون فتنہ ہون بیشک جو معجزات نہین

وہ خوبین عازم درگاہ جاگو تم بھی
کہ دیدہ بازی کو اوج اس سے بڑھکے گھات نہین

بحر کامل مثمن سالم متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

کوئی خالی ایسا مکان نہین جہان تو یار کو جا نہین	جو نظر گیا تو کہان نہین کرو غور دلمین تجھے کیا نہین
یہہ غم فراق بتا نہین کہین کیا اسی بھو قضا نہین	وہ ہی درد جسکا بیان نہین وہ مرض ہی جسکو شفا نہین
نہین بولا کا یہہ رہی جیسے سو نگہہ لاکہون نہین مر گئے	تیرے یار افعی زلف نے یہ کسیکو پیچ ہی دیا نہین
خطر اوسکے جور و ستم سے کیا ہوا پہلے آپ ہی مبتلا	ہے شکایت اسکی عبث لاکہون کیونکہ یہ ہی خطا نہین
یہہ عجیب ایسی ہی یہ بلا ہوئی جسکی حزن وغم دلمین جا	سنو تحمل اسکی جرا کا کبھی آہ بھولا بھلا نہین
تو جو غیر ان ایام سے یہ نقش جبر نظر گیا	نہ تھا ایسا تیری شہید کا کوئی زخم تن جو سہا نہین
یہی اسکا حال نہ کچھ کھلا گئی لیکے ہائے کیا جو صبا	یہہ ستم ہی اپنے غبار کا کیا غور جب تو بتا نہین
تیری یار کس سے مثال دین نہین بس تو بس ہے کہ بے نشان	بری کیا بلا ہی کہ جو رہین یہ جمال و ناز و ادا نہین

عبث اوج رو نہ بلک بات شگاف ولیہ چہڑک نمک
کبہی تار اشک سے آجتک کوئی زخم بخیہ ہوا نہین

بحر خفیف المسدس ومحذوف ارکان فاعلاتن مفاعلن فعلن

دلکو بے وصل اب قرار نہین	نہ کر اے یار بار بار نہین

کون اوس گل کا خواستگار نہین
گلشن حسن پر بہار نہین
مست صہبا ہے جب حیدر ہون
دور ہوگا نہ اونکے دل سے غبار
قتل کو لبون سے ہے خنجر ابرو
ہے ہاتھ مین فتح کیا رخ صبح
حق بہ بیٹھا ہوا وہ ناصح الحق
باغ عالم مین گل کھلاتے کچھ
جو بیٹھے نے کی ہے اونکی پیدا بات
دیکھین ہم لعل و عنبر ہون
سمجھے مضمون کہ زیست پر ہے حرف
اب جو ہی چاہے اور ترے کے کچھ
میری صورت سے تم بھی بوسے لو
نیکو بھولے ہے کبھی نہ کرتے یاد
چشم میگون سے کر دیا سرشار
اجل آ لیتے ہی تم بھی آجاؤ
بانگ سنکر نہ اوٹھے شب ہی بہت
دیکھ رسوا نہ کیجیو اے آہ
خاک کر دینگے گنبد افلاک

کتنے شہید آنکھین ہنر نہین
کبھی گل بھی چولی نہین سنگار نہین
حسن تک ادھر ہے وہ خمار نہین
لائق عفو خاکسار نہین
حاجت تیغ آبدار نہین
شب دیجور سوگوار نہین
کچھ ہے یہ منصور پر دار نہین
اے جنون موسم بہار نہین
بولین سچ ہے تو اعتبار نہین
ترے کے اس سے کبھی فشار نہین
راز ہے خط غبار نہین
دیکھیان تک تو ناگوار نہین
ہم کہین آج بار بار نہین
کیا کرین دل پہ اختیار نہین
آپ سا کوئی ہوشیار نہین
ابتو یارا ہے انتظار نہین
جھوٹھی مرغی کا اعتبار
حال دل اونپہ آشکار
آہ سوزان سے کم شرار

ہے لگاوٹ ہر اک سے دنیا کو / ایسی تجھ کا اعتبار نہیں

بکتی باتیں حسرت و افسوس / کون کون اپنے غمگسار نہیں

یوں پھنسے دام زلف میں یہ دل / سب پریشان مفت کا سنسار نہیں

لب گئیں بیقراریاں دل کی / چین اتنا بھی تو قرار نہیں

ہے خدائی کی خوبی اور بتاں میں / دیکھو پھر پریشان کردگار نہیں

سر ہو توصیف زلف یار کی اوج / ایسے مضمون تو پیدا رنہیں

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دوانی جانتی کیوں جاویں میں آیا آجکل پریوں / ولا قاصد یہ پیغام او نکالا یا آجکل پریوں

سوال وصل پر پوچھو یہ کہہ اوٹھتے کہ جا نہیں / وہی صاحب نے پھر فقرہ سنایا آجکل پریوں

بہار آئی ہوا جوش جنوں دو دن نہیں ٹلتے / ستارہ دیوانہ پھر کچھ رنگ لایا آجکل پریوں

بہت چھپ چھپ کے ہو عزیز لیسے ملتے گر خدا چاہے / بتا صاحب کا ہمیں بھی لگایا آجکل پریوں

انہیں فتح و نہیں نقد دل کھو یا ہے ایسا یہ / ہمیں فیدیا ہو جسنے پایا آجکل پریوں

امان دیگا نہ جوش گریہ لپنے جسم خاکی کو / [illegible] آجکل پریوں

[illegible] / [illegible] آجکل پریوں

[illegible] مجبوری سے بہت بیتاب ہو گی / تو خبر وصل کا اسکو بلایا آجکل پریوں

یا سے وصل کا اقرار کسدن کہہ تو اے قاصد / زبان پر اذن گر جسے کچھ آیا آجکل پریوں

ملا قسمت کا پھر کالے کی [illegible] / نہیں بندہ نے کب [illegible] آجکل پریوں

کمر باندھے ہوا اوج اس جہان سے کوچ کرنا ہے

پیام مرگ حبیب روز راہ آیا آجکل پہنچو ن

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ مائل ہیں اپنے الطاف و کرم کے نہ برستے ہیں
قیامت و ستم کیا کیا آتش غم سی بھی جلستے ہیں

نتیجہ ہے کہ چھپ کر بھی کھینچ لائی خاکساروں کو
یہیں سے صورت نقش قدم یاں کراکے کسی

کہیں پہ دل لے لیتے ہیں خوش اتفاقی بھی عجب لبت و
حسینان جہاں اقبال جو دیکھو تو ہنستے ہیں

ادھر ندی پر جدھر اوٹھا ابر سیہ ساقی
یقین ہے کوئی دم کو میکدہ میں تیر برستے ہیں

کہاں ہیں دو پہنچی ہیں جب تو پڑتے ہیں
نہیں ابرو مگر دو تیغ یک بار کستے ہیں

کبھی سیر چمن کو باغ میں اے گلبدن چلئے
تمہارے دیکھنے کو دیدہ نرگس ترستے ہیں

کہیں ان السنان کے بہ ہراون ایسی کا مایہ
ابھی امنی وہ ہیں جو الامان کالو دستے ہیں

ازل سے جیف ان اوبستہ داونہ ہاتھ جا کہہ ہے
عجب ہے لب بادہ ہیں اے اون لبستے ہیں

بحر متقارب مثمن سالم ارکان فعولن فعولن فعولن فعولن

ہمیشہ یوں ہزاروں کو پہنچا چکے ہیں
وہ اللہ کیا ہیں جو گھر بیٹھے پا چکے ہیں

تم اپنے ظالم سے ربط کر کے ملال فرقت اوٹھا چکے ہیں
یہاں دکھاوے کی لی اپنے سر ابر جان پا چکے ہیں

پہینہ کی کہتا ہے وہ ستمگر سب عشق پا نہ سکے ہیں
ابھی سکو ہیں کر ... چکے ہیں

یہاں نکے انداز ... تمام عالم کو بہا چکے ہیں
کسیکو مشتاق ہیں جتا کسیکو جلوہ دکھا چکے ہیں

خدا نہ ہونگے اوس سے عذر ... آج بھلا
تمہارے ہی سر کی صاحب آپ ...

الٰہی ... پڑھی تو پھر ہزار ... جائینگے جی
ابھی وہ ... ہیں ...

دکھا ہو ادا ... دکھا ... نشان ... دکھا
کہ ... ہیں ... توکھا چکے

نہ وہ تاب و توان سو کیا ہی سپید بالون سے بہہ پتا ہے | زمانہ کوس رحیل کا ہی اجل کے پیغام آچکے ہین
میرا رولا آنکھو کا تو یہہ کیا گذرتی ہے سب پہ پیہر | یہہ فکر تک کا ہی دیدہ تر ابھی تو طوفان اوچھل چکے ہین
ابابیلین کبک سی خرامان اوہ پریین سے غنچہ تن یہ نہان | ہین گل نسیم سحر سے خندان وہ سیر گلشن کو جا چکے ہین
پہاڑ اونکو رامی کیا وہ پہاڑ پہا ہوا سے جن او تارا | اب آگے باقی ہی کیا وہ مار اپری کو شیشے مین لا چکے ہین
نہین نہ منظور اونکو آنا فقط ہی مہندی کا اک بہانا | ہمیں اسیر وقت ہی جلانا ہم اونکے مطلب کو پا چکے ہین

نہ نام یاران رفتگان لے انہین کو اے آج تو بہی جا لے
یہہ ہے سفر اب کیا وہ جانیوالے کہ اپنی بستی بسا چکے ہین

بحر رمل مسدس مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کیا کرے چون چپ رہا جا ہی نہین | الله الله یہ تماشا ہی نہین
دل لگانے کا زمانہ ہی نہین | لاکھ سر ہو پر وہ سودا ہی نہین
تماشا سمہر تو دیکھا ہی نہین | جان دیدے کوئی پروا ہی نہین
پہر ہون زندہ یہہ تمنا ہی نہین | ہو مسیحا بہی تو پروا ہی نہین
آگے جانبازی عاشق دیکھیو | اس سے بہتر تو تماشا ہی نہین
حسن یوسف کی لقتلی کیا خوب | ہمکو اون لوگون نے دیکھا ہی نہین
اب یہہ نقشہ ہے کہ چون نقش قدم | نہ مٹے خاک سے اوٹھتا ہی نہین
کل کی تشویش یہہ کیا فہم ہی وہ آئے | ایکدم کا تو بھروسا ہی نہین
ہے بغل مین دل نادان لیکن | ایسا [illegible] دیکھا ہی نہین
ترک کرتے ہو وفا کا شیوہ | جینکے کہتے ہین دیکھا ہی نہین
دل کسی اور کو دیدینگے چپلو | تماشا ہے وہ کوئی ملتا ہی نہین

دل سے امید وفا اسے توبہ — یہہ بداندیش کسیکا ہی نہیں

اوج معشوق وفا کیش کہاں
لعل ایسا ہے کہ ملتا ہی نہیں

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

دیکھے نہ رنگ بزم تو وہ نظم خوان نہیں — سامع نہ قدردان ہو تو لطف بیان نہیں

اس مختصر کو حاجت شرح و بیان نہیں — اے یار تیرے حسن کا جلوہ کہاں نہیں

شکوت سہی وفا نہیں کامران نہیں — بیزار سب ہی خلق ہو تو مہربان نہیں

راحت نہیں شکیب نہیں شادمان نہیں — آغوش میں جو تو نہیں آرام جان نہیں

پھیلا کے پاؤن ہمین سے سوئینگے حشر تک — کنج مزار سے کوئی بہتر مکان نہیں

اپنے ہی ذکر عشق کے سنتے ہیں مرد و زن — مطبوع خلق اور کوئی داستان نہیں

دل بیچتے ہیں اک نظر التفات پر — لے لو کہ خوب جنس ہے قیمت گران نہیں

کیا ہم اف گو ہیں ایسے جو پوچھا کرو نہیں — [illegible] بت تو کہتے ہیں ہاں نہیں

کوئی صنم میں شوق سے چلئے کہ آج کل — اندیشۂ رقیب نہیں پاسبان نہیں

حیران وہ دل ہی ہمیں تو مہربان ہو — [illegible] تو وفا امکان نہیں

ایسا لگا اب کوئی کا [illegible] — [illegible] کوئی قدردان نہیں

جانتے ہیں لے اڑ چکے سو بار باغبان — [illegible] اب ہوں پشیمان نہیں

پہنچے [illegible] ہے یہہ درماندہ [illegible] — [illegible] کاروان نہیں

[illegible] — [illegible] فغان نہیں

[illegible] دل سے ہوا آیا جو خاطر میں خط سے — آتا تو سمجھو اور کے منہ میں زبان نہیں

کیا پوچھتے ہو حالِ دلِ زار مہربان
اے جان عیان ہو حاجتِ شرح و بیان نہیں

کس حوصلے پہ پھرتے ہو دم عاشقی کے آج
پر زر نہیں شکیل نہیں کچھ جوان نہیں

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

کبھی جو ہو صرفِ خوش بیانی زبان ہو محفل میں کچھ لیے ہیں
گل اس سے طرز لوٹتے ہیں سنا ہے اودھر کو موتی ہی رولتے ہیں

تری جو ہم ہم سے خیر اچھا شکایت و عذر سب ہیں بیجا
چلو بھی جانے دو بس تو یہاں کب اپنی سی بولتے ہیں

بلا میں پیچ و تاب ہیں یا تمہارے گیسوے عنبر سرشت
یہ عقدِ سنبل کے ہو سب ابھی سرِ دست کھولتے ہیں

جو اپنا پایا مال تا رحمیں سمندِ تقدیر کی بہاگ تھامیں
یہ کیسی منہ زوریاں ہیں دیکھیں جو شہسوار تولتے ہیں

ملیں تو پہلے سے کب ممکن تھا بھی تو گئے ہیں اکیلے
مثالِ نقشِ قدم مٹے ہیں کب اپنی جا کہیں ڈولتے ہیں

جو عقل و دانش میں خود ہو کامل فریب کیا ہو اوسکا مشکل
تر و تکو اچھوں کو اوج بیداد خود نگاہوں میں تولتے ہیں

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

یہ سلسلہ ربط سے دل کا حضورِ عشق سے جو توڑتے ہیں
نگر محبت کا اپنا رشتہ غضب ہے یہ ہے سے ہی توڑتے ہیں

گر پیر لازم ہے جا لگا کر ہو جن سے الفت خدا کرے
ارے یہ عاشق کو تسبیح لا کے بھلا کہیں غنچہ دل کو چھوڑتے

جو پہ پہنچا ان عشق کامل بلا سے یہ ہیں عذاب مشکل
جو کوہِ غم پہ ملک کے ایدل بصد ملامت سر پھوڑتے ہیں

یہ کبھی جانا نہ جی سے تم ہی ہیں یا نشے پر ہے بلا کی لگتے
اپنا اپنا سنگِ حنا سے کتنی مثالِ فرہاد پھوڑتے ہیں

جو کھینچے آہِ برق ہو ان تو خاک سے پاری میں کب کہے امکان
بلا کا اوٹھتا ہے ایک طوفان اگر اپنا دامن نچوڑتے ہیں

نگر کے بیٹھا دلیل جو دیکھا ہی ساغرِ دل
پھر تو آنے دے موسمِ گل بہار بھی تو بھی توڑتے ہیں

پر آئے ارمان یہ دو سارے کہ طرف کے ہم تو ہارے
سگانِ او جو استخوان ہمارے محبت ہے چھوڑتے ہیں

اگرچہ سرکش ہے طبع جولان بہت قافیہ کا ہے تنگ میدان
کمیت خامہ کی اوج نالان ادھر سے ہم باگ چھوڑتے ہین

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہشت بار

اجل آئی خیال ابروے خمدار کہتے ہین
چلو بس گلے پر کھینچ کر تلوار کہتے ہین

سیہ کیسی کی خنجر مژگان سے دل افگار کہتے ہین
ہم بھی کی بہوین سے تو سینہ لگا کہتے ہین

بلا ہین حلق ہے سجہ زنار کہتے ہین
کرا اللہ سب ہین عاشق کفر و دین سبھی عار کہتے ہین

ہجوم داغ حسرت اسقدر قلب و جگر پر ہین
کہ ہم پہلے سے اک قیمت گلزار کہتے ہین

کرین ہم سے التجا کیون غیر سے سمجھو تو کیا پروا
جو ہے حاجت روای خلق وہ سرکار کہتے ہین

ضرر کیا جوشش گریہ مین اپنے اشک شوئی کو
نہین گو آستین پر دامن کنار کہتے ہین

اشارہ سے کھینچی ابرو کے قتل عام ہوتا ہے
بہت قاتل تیرے ہی نے تیغ و تلوار کہتے ہین

صدای گریہ اپنے سامعین کے دل ہلاتی ہے
تکرر نالہ پر نغمہ ہے تار کہتے ہین

وہ رندے ریا ہین جنت ترا ہستی جو خلیق
ہمیشہ دین ہے جان سے کار کہتے ہین

خدا محفوظ رکھے اوس بت کافر کی زلفون سے
سینہ نہ کی آتش و آتش کو دم مین مار کہتے ہین

تپ فرقت کا عزا اک حیات جاودانی ہے
غرض عیسی سے ایمان کب بیمار کہتے ہین

ہمیشہ نسبت نازو والے اوج ترقی ہے
نگہ ڈے مین وہ پاؤن ہم سر پا رکھتے ہین

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

قیامت ہے تمنا ہے وصال یار کہتے ہین
تب سودائے عشق حسرت و شوق دکھاتی ہین

دل نادان و عشق بت بتوا کہتے ہین
ذرہ دو موذی بلا مین وہی آزار کہتے ہین

پرند مین کب منکلشی سے عار رکھتے ہین
عوض اک جام کے جبہ و دستار رکھتے ہین

الٰہی فصل گل توبہ سے انکار رکھتے ہین
پھرا دے واعظو پھر خانۂ خمار رکھتے ہین

...ت کعبہ کبیسان ہو چکے پھر کیا ہے چنگا لیے
کلیں ہی وکو کا اک جب کاف و زنار رکھتے ہین

...تلہے عبث کیون آتش دوزخ سے ڈرانے واعظ
...بھی تو آتش دیدۂ خونبار رکھتے ہین

والٰہی دیگا اک شب یار نے پردے کے پہلو مین
حقیقت مین گر اے دل طالع بیدار رکھتے ہین

الٰہی نہ محفل یار کی اغیار سے خالی
جہان بیٹھا جگہ پہلو مین گلے خار رکھتے ہین

...ب اک سیل سا لٹکا ہے خاک کوئی بتا بالین
تصور مین کیون ہوس اسیر پا بیکار رکھتے ہین

...سے ابر نخ کیا سودا نے یارب سینون کا
ہمین کچھ یوسف سے بڑھکر گرمی بازار رکھتے ہین

...ی صورت تو ہم بھی اونکی صورت دیکھی لینگے
وہ پیدا اے دل ہر اک گو روزن دیوار رکھتے ہین

بتون سے آرزو ہے مہر و وفا کی آوج اے توبہ
خیال خام یہہ کیا آپ و دراز کا رکھتے ہین

بحر مضارع اخرب ارکان آن مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

...ن کے مین اوسے نے مجھ کو کب ہے مین
مشتاق جھلکی کیا کیا ترس رہے ہین

...ے موسم بہاری سینہ کے گل کھلے ہین
آنکھون مین دشت و صحرا گلزار بس رہے ہین

...ت ہے بدلا یہہ چاہت نے الفت
...ی بھی مبتلا ہے دام ہوس رہے ہین

...مت پہ پڑ گئی ہے کچھ اوس کی ورنہ
گلشن مین ہم بھی بلبل اگلے برس رہے ہین

...ج ابر و برسپل ہو تیری چھٹی ہوئی ہے
دیکھے وہ دیکھو اک ساتھ کس رہے ہین

...سے اپنی وائی قسمت شور فغان مین گذری
ناقوس بھی جن کے ہے جرس رہے ہین

بیمار یہ سنگدل ہے سنتا نہین کسی کی
مجبور یا ستم سب فریاد رس رہے ہین

لو اندنوں سے پہ کچھ جوش اپنی چشم تر کو ۔ امڈے ہیں ابر نیساں سوں [illegible]

خاص عشق زلف شبگوں کو تیرہ ہو بہو ہے ۔ یا ہیں خواب کالے جو ہمکو ڈس رہے

صد حیف فصل گل میں صیاد سب تو چھوٹے ۔ ہاں ایک ہم اسیر کنج قفس رہے

حاصل ہوا اوسنے یہاں غیر تلخکامی ۔ معشوق و عاشق آگے شہد و مگس رہے

گم گشتہ محبت یاراں ہیں ہم سے گرم صحبت ۔ غائب ہوئے لیکن بیٹھے ہی دشمن جلیس رہے

تشنہ ہی یہ اجان آتے تو دیکھ لیتے ۔ بہتے ہیں اب جو کچھ باقی نفس رہے

غافل قیام کیسا منزل کو دیچ سے مقدر ۔ اس عاریت سرا میں کو آج بس رہے

لے آ ادج او کتاب یہ ہے سند کا نہیں تو الہ [illegible]
جب تک یا طلب میں برسوں یہاں نہیں ویس رہے ہیں

یہ وہ میں پیار سے خوب عجب لگے یہ وہ دل ہی جو تباہ ہوا ہی یہاں ۔ یہ جدا ایسی غم نیا کوئی مجھسا اسیر بلا [illegible]

ہمیں الفت سے زلف ہی دام بلا پھنسا جسکا ایسی جو چھٹا ہی نہیں ۔ یہ وہ درد ہی جسکی دوا ہی نہیں یہ مرض [illegible]

مجھے [illegible] سزا تو ہی عین جزا جو کرے تو کرم زہی لطف عطا ۔ کبھی ہم سے قصور و گناہ و خطا کوئی فعل [illegible]

شنید کو وے کوئی نوق ہوا سے ایسے عجب نشان [illegible] ۔ کہو خوبی حسن ہوئی ہی تو کیا جو یہ شوخی و ناز و ادا [illegible]

اتنی قول کی عید تھی ملیں ساتھی اوس میں کشتہ ناز ہوا تو سبھی ۔ دو عجب مجھے کیسی خوشی یہ ہوئی کہ جو ہاتھوں پہ نگار [illegible]

بیتے وہ روز کے مشغول ہیں گر کے گھر کا اوج ہی اسکی یہیں ۔ یہ تعلق ہیں ایسا زمان میں پہ ستم کر کا [illegible]

ستم ہی یہیں کیا کہیں بلا کوئی اپنا شریک الم زہا ۔ تیل غم دفن یوں ہوا ہے جدا کہ رفیق اجل [illegible]

میری خاک ہی تھی خاک حرم صنم میں آج ہوا ہو تکیں مٹے کہ ہم
جدا ایسا ان [illegible] نشان قدم ہی وہ تکیں زمیں سی اوٹھا ہی نہیں

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

قتل ہم ہوتے ہیں وہ بھی تو بھلا آ دیکھیں
آج جانباز سے عاشق کا تماشا دیکھیں

سیلاب نہ کیفیت دریا دیکھیں
جوش اونے سامنے دیدۂ تر کا دیکھیں

شت و خون اونکو ہے منظور کسکا دیکھیں
کیا برا لکھتے ہیں یون ہی سہی اچھا دیکھیں

ال زار آج وہ اس کشتۂ غم کا دیکھیں
یا الٰہی کہیں بھولے سے ادہر آ دیکھیں

وہ کہان طور پہ کچھ اور ہی آیا تھا نظر
آج ہیں بام پہ تو حضرت موسیٰؑ دیکھیں

یون بھٹکتے ہیں رہ منزل جانبازی کو
ہم سے اگر خضرؑ بادیہ پیما دیکھیں

بچالے ہیں قاتل کو نگاہ بد سے
زخم کاری ہیں تو ہون لوگ نہ تماشا دیکھیں

ہتو حاضر ہیں ستم سہنے کو غم کھانے کو
پر اونھیں بھی تو کسی بات کی پروا دیکھیں

لشی یوسفؑ کو ہی کچھ حسن میں دعوی کہدو
اک ذرا منہ تو پہ آئینہ میں اپنا دیکھیں

بچو لگا مرض الموت ہے آزار عشق
کس لئے کیون ہمیں چھوڑ کے مسیحا دیکھیں

و بھی بجلی کیطرح چین نہیں پائینگے
کہدو ہیسکے دل شوریدہ کو تڑپا دیکھیں

خ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے یوسفؑ کا ہے
کچھ کہیں ہم بھی جو پٹتا ہے اسو وا دیکھیں

ر کھائینگے وہ سے حضرت دل جائینگے
زلف پیچ پہ اوس شوخ کا سودا دیکھیں

لکو بازار دیکھا ہی تو بلبل میں لیکر
آپ نے اتنا بھی نہ سوچا کہ ہے کیا دیکھیں

سر گڑ جائیں خجالت سے اگر نا گیسا
ہائے اکدن تو ترا قامت زیبا دیکھیں

کیون گہتے ہو کھلی راہ تو ہی صاف ابھی آج
باغ میں جی نہیں لگتا چلو صحرا دیکھیں

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سینے گل پھوٹتے ہین حسرت و ارمان نکلتے ہین
تیغ سے تلوار کے منہ چیرہ نے قاتل اپنا

ہوا ہین قیس بد و سید او زادو گئے چلتے ہین
اجل آتی ہے بیشک ہو کے جب نکلا

کہان اجابت عشاق کو اشکون سے پلتی ہین
یہ باغ دہر مین یہہ پھولتے ہین اور پھلتے

نہان ہے ... زبان کو اون ... الدالم ... لیتے ہین
ہیبت کے وعدہ پہ وعدے حیف کس ...

بھلا اوسکی گلی سے حسرت دل کو ... نکلتے ہین
مٹے جاتے ہین اور نقشے ہین چھپتے ہین ...

انہین ... ہین کہ عہد واید ... ہے جان ... لی
کہان شمع عشاق یہان کف افسوس ملتے

یہ تماشا ہے یہ اوسکی ... مین عاشق اوسکے کوچہ سے
وہ آدم ہین جو ہونے لا مقصر جنت سے نکلے

بہار سے شباب ... غبار ... ہین
اگر ہین چلتے ہین الزام و رقیبسے روز

تلوار کا جوہر خاتمہ اون سے گلے ...
زمانے کے لیے ... رنگ ہر ساعت

ہیبت کے لئے ... یار وہ اوسکے کوچہ سے
ابھی چلتے ہین دم لیتے ہین ...

... فدا اپنی محبت سے ...
کبھی گل کی بہتے پر اب کاٹتے ...

سنبھلے ... کیا ... نہین ...
مثال نقش پا کب نہ مٹے نالے بسمل

یہہ کیا اولٹی سمجھ ہے کسی کی مردوں کی جان بخشی
تو وہ اوس رشک مسیحا پر ہزارون دم نکلتے

لگائی آگ وہ و نو طرف سوز محبت نے
وہ شمع بزم ہین یہہ صورت پروانہ جلتے

بحمد المحفوظ رکھے آج ان افسون بیانون سے
یہ جیسے بھولے ... و ان مین ھشیار و نکو چلتے ہین

بحر ... ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہم مضامین غزل رشک گہر پیدا کرین
سامعین ... کو پہلے آب ...

ہے یہہ سودا عشق زلف ... پیدا کرین
بیٹھے بیٹھے ایک عمدہ ...

یہان تو کچھ وصف میان یار ہو سکتا نہین
اب عدم مین جا کے مضمون [illegible] پیدا کرین

اشتیاق اپنا کہین اوس تک سے بالقیس کو
پہلے پیدا سا تو کوی نامہ بر پیدا کرین

سنتے ہین اپنے باز آتا نہین وہ سنگدل
قصد ہی اک ہم بھی پتھر کا جگر پیدا کرین

وای نادانی پھرے ناحق بھٹکتے دربدر
بہتر ہے میان آیا کسی کے دلمین گھر پیدا کرین

ایسے خوبون سے کبھی رکھے نہ چشم التفات
دوست کوئی بھی گر مثل نظر پیدا کرین

خاتمہ بالخیر یارو ہو گا کبھی عشق
اور کیا اس سے [illegible] ہم حسنہ پیدا کرین

تو ہی منصف ہو کہان تک صبر ہی یارب [illegible]
کیونکر اتنا ضبط اسے پیدا جگر پیدا کرین

پاس حرمت ہی کہ فتنہ سے رہا کرتے ہین دو
گوشہ بین پر نہین اونہین جو شر پیدا کرین

تخم الفت عزیز کو دلمین تو اونکا جب چکے
سینچکر اشکون سے نخل بار ور پیدا کرین

ہین وہ مجنون جوش وحشت مین اگر ٹکرائین سر
چاہ سو زندان کی دیوار [illegible] در پیدا کرین

راہ نکلے آمد و شد کی جو کوئی یار سے
جیتے جی گلزار جنت مین گذر پیدا کرین

دن لبہ ہو وصف رخ مین رات یاد زلف مین
آوج اپنا شغل ہے شام و سحر پیدا کرین

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آرزو ہے ربط گریہ اسقدر پیدا کرین
شام سے بیٹھین جو رونے کو سحر پیدا کرین

دخل کیا ہے جو ہوا و نکے شمیم زلف سے
مشک و عود و عنبر سارا اثر پیدا کرین

ہمسری کا اوسکے عارض سے ہی گل کو چسکیا
یہ تماشا ہے رنگ تو شمش و قمر پیدا کرین

فصل گل آئی نہ آئے ہم رہین جینے کے ہای
لاکھہ سن کیجئے قفس مین بال و پر پیدا کرین

تو فقط نالان ہے بلبل ہم ہون سوز نفس سے [illegible]
تجھسے ورکوئی تو بات اے جانور پیدا کرین

زلف کا سودا ہی لین سر لڑتے ہے و لپکا تھا
درد سر بھی تو کیا درد جگر پیدا کرین

ابر اوٹھا ہے لے کوئی ایسی پلا دے ساقیا
آج تو کیفیت جام خضر پیدا کرین

آگ پانی مین لگا دینا تو کتنی بات ہے
لامکان پھونکین جو آہ پُر شرر پیدا کرین

کیمیا بھی لین کوئی کھود نہ پھاتین کہ جہان
جلکے کوئی دلربا اکسیر گر پیدا کرین

ساتھ لینا چاہیے کچھ توشۂ اعمال نیک
اوج لازم ہے کہ سامان سفر پیدا کرین

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

زلف پر پیچ صنم کس کی گلوگیر نہین
وہ بھی دل ہے جو تمہارا ہدف تیر نہین

اوج در کا ہے فقط اہل کرم سے سایل
اس گدا کو طلب منصب و جاگیر نہین

نامہ بر سے کہہ ہم نے کیا بھی تو کیا
اپنی کیفیت دل لایق تحریر نہین

دو سزا اسکو طلب جسنے کیا ہے بوسہ
دل نے صبر سے مجرم میری تقصیر نہین

سقف گردون کو جلا کر ابھی کر ڈالتے خاک
کیا کرین آہ مین اگلی سی وہ تاثیر نہین

ہوگا وصل ونکا ہوا خواب مین اپنا جو خیال
معتبر اس سے تو بڑہ کر کوئی تعبیر نہین

زلف پر پیچ سے پھر کیا دل عاشق چھوٹے
آگے رستم جسے توڑے یہ وہ زنجیر نہین

کس سے پھر کرتا ہے صد پارہ دل عاشق کو وہ ترک
کوئی دشنہ نہین خنجر نہین شمشیر نہین

جان آوارہ ہوا باغ سے الفت کیونکر
قدح زہر ہے یہ جام شکر و شیر نہین

سوتے او کیا کہیے وہ میری نہین سنتے ہیہات
اثر اپنا گیا نالۂ شبگیر نہین

کہین [illegible] بیکسی نے [illegible] لٹا کر چھوڑا
[illegible] ان بخت کے در تے فلک پیر نہین

تاب بسا انکے نگاہ ستمگر تم سے اوج

اب تو وہ چشم عنایت نہین تو تیر بھی نہین

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اونکے در تک تو رسائی کسی تدبیر نہین
خود چلے آئین وہ ایسی بہی تقدیر نہین

وہ نہ آئینگے کہین تو ہی کرم کر اے موت
محل عجلت کا ہے لازم تجھے تاخیر نہین

آج مجلس مین ہے یہہ شور سلاسل کیسا
کوئی مجنون تو اسیر غل و زنجیر نہین

مستحق ہے لب و عارض کے محاصل کا کون
تم ہی منصف ہو کسی عاشق کی یہہ جاگیر نہین

کعبہ دلکی نہین چاہئے اصلاح ضرور
ہے خدا ساز مکان غیر کی تعمیر نہین

ہمکو تو وحشت سے نفرت ہی پری جان ورنہ
کوئی گونگے کی طرح عاجز تقریر نہین

دلکی صورت اسی پہلو مین لئے پھرتے ہین
زیب آغوش فقط ایک تیری تصویر نہین

ہدف تیر نظر ہو گیا دل حاضر ہے
ایسے وحشی سے تو بہتر کوئی نخچیر نہین

شرح توصیف مین تاویل کی صورت کیا ہو
صفحۂ مصحف رخسار ہی تفسیر نہین

مین تو مستی مین تہا کیا عرض جو حرف مطلب
ایسا مجرم کبھی مستوجب تعذیر نہین

ہو نصیب اوج کو خاک در مولا یارب
ہوس جاہ نہین خواہش اکسیر نہین

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ولا صد حیف اوٹھائی جنکے ناز و ظلم عدو ہون
وہ پہر لینے بھی آ بیٹھے نہ مرقد پہ کبھو ہون

رہے حیرت سے ہم مین کی کسیکی جستجو ہون
تلاش یار ہر جائی مین بھٹکے کو بکو ہون

ہماری اور انکی آپسمین صفائی خاک ہوتی ہے
ہنسے احباب بھی ادہر ادہر کے صرف گفتگو ہون

کیا صیاد نے آزاد ہے حسرت تنگ اگر
قفس مین گہٹ کے پہڑکا ہی کیا مین تندخو ہون

تمنا و امید و حسرت و ارمان کا مسکن ہو
ابھی دل میں رہی سو طرح کی آرزو برسون

جھلکی حسرت تیغ ابروے قاتل میں ہم امید
بہا خون دل ناشاد سے اپنا وضو برسون

سکا مات عمل کیا خوب کی پہنچی ہمت سکندر
ہنسیا ایک ساعت گر تو زلوایا لہو برسون

میں طوطی ہی شکر خا ہون کہ پیش آئینہ مجھکو
بٹھا کر کی ہے اوستاد ازل نے گفتگو برسون

بکھرنا آپ ہی زلفون کو نہ چھوڑ پرتی و ٹھانے کے
پہیہ مضمون باندھکو سمجھا سے ہی گدا امید و برسون

ادھر تو کھا با ہے وہ صف کج جب ہی دل پہ تیغ چلا
تہ شمشیر قاتل یون میں رکھیا ہے گلو برسون

لگا ہے نشتر مژگان کا دل ہمسر میں حسین چبھا
دہان و خستہ نے دیکھا تشنہ جو بے چارہ سو برسون

بھر قفس ہر بولا ہے ناز حسن ہی تو بہ
گرے کہ ضیا خود آکے نہ دیکھ سو پردہ برسون

ہو ابھی پیش نظر ہونڈ ادر کوئی تو ہمسا ہو
وہ کشمکش میں چھپایا ہاتھ سے جام و سبو برسون

اوسے عطر و گلاب و مشک سے کیونکہ نہ نفرت ہو
پسینے کا تیرے لیے گا بہانہ سونگھنے جو بو برسون

تمام عالم کو چھوڑ کے ملا ہے آپ او باش بد خو سے
مثال مہی اوس اک دم میں بہا کر آبرو برسون

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مقدر غم بھی حصہ ہے ہمین ایونش ہان برسون
لگے کیا تب سے اک حالت پہ دورِ آسمان برسون

دکھا شیرین ہو جو قند لب کا ادا ناں برسون
وہ ہم ہیں پا ہو رہے خوان کرم سے مہمان برسون

چھپے نا تو ہیچ بر پھیرنا ہم سے فغان برسون
تب سے نالان جرس ہو کر میان کاروان برسون

تمہارے حسن الطاف کے بھی مستحق ہم ہیں
اوٹھاے ہیں جگر پر زخم شمشیر زبان برسون

تلون میں تمہیں جو نہیں کیا خاک کا ل سے
ابھی طے کر نہ پا سکے تو اوس نے آسمان برسون

بھلا وہ خود فسر ہوش ... اسکو پایا کرتا ہے
... کبھی دو ہچکیان برسون

سنے کہتے ہیں بیشک انقلاب قلب یا قت — دہ اپنے شعر میں ہیں رہتے جو مہربان برسون
جلا حسن جالی ساز کا دیکھا تو عالم کو — پری کا شک رہا اور حور کا اوپر گمان برسون
عشق کے بعد یہہ بھی وادی وحشت میں پہنچو — رہے غربا دہ قیس اپنے ہمعنان برسون
سبب کے لیے رکھا تو عشق نے غربت کو پہالی — وہ ستم سہتا رہا جو بار گران اٹھا کے برسون
نقاب اٹھو خدا کے واسطے تا کہ شب القمر دکھلاؤ — حجاب ابر میں کب چاند رہتا ہی نہان برسون

یہہ جلسے تا بہ محشر میں نہ ہوگی اور ہم لیکن
کرینگے یاد و فکر خم سے کچھ قدر دان برسون

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

محبت میں جلتا ہی رہا میں نیہجان برسون — رکھے یہہ آگ شل سنگ سینہ میں نہان برسون
رہا ہے پہلو گلمیں ہمارا آشیان برسون — چمن میں ہم ہی کی بلبل کو تعلیم فغان برسون
کھلا موی میان کا اس بت کافر کے عقیدہ بیت — اٹھا کیے اثبات و نفی کے درمیان برسون
اوسے پھر کیا ضرر ہے افعی و ارقم کے ڈسنے — تیری شوخی ہو جسکے کا کل عنبر فشان برسون
کف حسرت ملے روز ازل وہ دستبازی میں — تمنا ہی قدمبوسی میں رگڑین ایڑیان برسون
دل ویران کو پہر آباد کرلین عشق خوبان سے — وہ ہی میں ہو خالی ملیں سے جو مکان برسون
رہے برباد یون میں ٹھوکر ونمین اک مدت تک — ملا نہ ہی نہ کہالی حیف اپنے استخوان برسون
ہمارا حال مضطر جانے حسرت سے کہتے ہیں — پھیرون جو گلچین کر نہ ہاے باغبان برسون
نہیں نقصان سی خالی رکھی کیا ابروی قاتل — یہہ غفلت ہی پڑی رکھی جو تیغ فگن کمان برسون
دہ پہونچا پر کسی معنی سخن تک ہی وہ عالم — سنایا ہی کیا میری حقیقت قصہ خوان برسون

دُر مضمون بہالا کیا سامعین کے پیش وکم سمجھے

جہان اے اوج کہلتا ہی نہیں فضل بیان بے سود

بحر مجتث مخدوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

تمہارے آج تو محفل میں بار ہم بھی ہیں | نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

شگفتہ رشک وہ لالہ زار ہم بھی ہیں | جہان میں اک چمن نوبہار ہم بھی ہیں

وہ سنتے ہی تو جنون سے دوچار ہم بھی ہیں | وہ زنجیر میں تو نے اختیار ہم بھی ہیں

ہدف کیا جو اوس ابرو کمان نے اپنا جگر | تو بول اوٹھا دل وحشی شکار ہم بھی ہیں

خدا کے واسطے جام رکھ نہ اے ساقی | کہ تیرے دور میں اک بادہ خوار ہم بھی ہیں

یہ کہہ کے چپ ہو لیسان وہ سوال کے لیے | کہ عاشقوں میں میان شمار ہم بھی ہیں

یہ کیا فقط نہیں فرہاد و قیس و امق و گل | کہیں تو پانچوین آشفتہ سوار ہم بھی ہیں

نہیں عجب ہے جو وہ کافر آگ کا پتلا | کہ آج غیرت ابر بہار ہم بھی ہیں

ہمارا وسکے کان کا موتی اگر ہے گیا تو فضل | صدف کی شکل سے سینہ فگار ہم بھی ہیں

نہ سمجھو خوب تو دل ہی نہ دینگے حق ہے گواہ | تو جو غرض ہے وہ مست ہوشیار ہم بھی ہیں

بلا کی بجلیاں گرتی ہیں عین بارش میں | وہ کالی بس سے میں ابر اشکبار ہم بھی ہیں

نہ سمجھو اسمیں ہے اس عنایت سے کو قیام | فنا ہے سب کو غبار الدیار ہم بھی ہیں

ابد او دہر ہے جو نقل آیک نقشہ ہے | وہ میں بنالئے تو کچھ مشتاق ہم بھی ہیں

[illegible] | بتوں کے دیر میں طاعت گذار ہم بھی ہیں

پہ او نکے ہمسن گلو سوز کا ہے قول صحیح | کہ ایک قدرت پروردگار ہم بھی ہیں

ہنہا کے چپلو سمجھا گو نہ قافلہ والو | تمہارے پیچھے مثال غبار ہم بھی ہیں

خسرو آج بے ادبی سے تین بار دستہ گل

خدا کے فضل سے اب مالدار ہم بھی ہین

بحر ہزج سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چلا زندان سے حاصل وحشت کی جاگیر کرتے ہین
بہت سے دیوانے ویران خانہ آباد کرتے ہین

ٹھہر جاؤ دل وہین پری کو جو طرح تسخیر کرتے ہین
لیے پہلے کھینچتے ہین نقش جب تحریر کرتے ہین

ہمین مطلق خیال اسکا سدا جس گھر مین رہتا ہے
عمارت یہان کی سنگ و خشت سے تعمیر کرتے ہین

ہمارے واسطے فرقت مین بھی قطعہ ہی رہیگا
یہ تجویز اپنے محرم کے لئے تقدیر کرتے ہین

بہت سے آسیا ہی جسے سبح پیسا غمکے بار و نکو
بس اب تنگ آ کے ہم بھی نالۂ شبگیر کرتے ہین

ہوے جاتے ہین فرقت مین نہایت ہی ال ملانتا مر گر
میری آنکھ کو تسکین جوان پیر کرتے ہین

کسے دیتا ہے رعب حسن رخصت ہمکلامی کی
انہین حیرت سے دیکھا صورت تصویر کرتے ہین

مہک وہ اٹھے نہ کیون اس گلکے باغ حسن کی
دہن سے پھول جھڑتے ہین وہ جب تقریر کرتے ہین

شکر یان ہو نہ کر نالے نہ فرقت مین تو شیدا ان
ٹھہر اے دل ٹھہر اب وصل کی تدبیر کرتے ہین

وصال اپنا ہوا ہے تو انکین پر اسکا باعث کیا
وہ زر دیتا ہے تو دس وظلت تقصیر کرتے ہین

ازل سے ہے جو پیش آنے مین بیشک پیش آتی ہے
ہم اس لکھے کی پابندی بہ تقدیر کرتے ہین

ہوئی واقف مین حسن اللہ کی حقیقت سے
تمہارے مصحف عارض کی جو تفسیر کرتے ہین

ہمارے جان لینے مین ابد پر جلدی اجل کو ہے
اودھر آتے نہین وہ اللہ کیون تاخیر کرتے ہین

ہوئی کس ملت و مذہب کے پیرو آج سیّد کہدو
کہ زاہد معتقد ہین برہمن توقیر کرتے ہین

بحر ہزج سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تڑپتے ہین کیسے وصل کے ہیا نوہین رہتی ہین
ہم اکمدت سے کیسی کیسی ارمانون مین رہتے ہین

نہ سمجھے دل جلونکی پند کیک کا تو نہیں رہتی ہیں
مقام اعلی سے بہتر ہیں بہشت ہیں حسینون کو
مذاق گل جل ہے اک شمع رو کی سوز ہے
انہین دیکھا دہ رزاق مطلق یقین کب کیا
نہ چھوٹے انہیں قید و بند مین آخر نکل جاتا
صبا نکلی اپنے سر کو تو رنگین ہم نشر کیا ہے
کہین ان لنک مسلسل انکو یا پر جوش دو دریا
کہا ہی چاہتا ہی لے پر پروہ عشق کا پردہ
وہ بیچ پیران ہو دیکھے کسدن چلے آئین
بھلا کیا خاک اوٹھائین لطف صحبت تجسے لنے ایا
تیری ہر نوک مژگان لیس خنجر نیپدا سے قاتل
نفاق کہہ دو دین کیسا غلط کہتا ہے تو واعظ
قریش انکا اپنی مین بے انصاف کہتے
یہاں ہر شرب و مذہب سے ملتے ہے طبیعت کو
جنے اشتیاق سے چلیں حسرت و یاس آکے ہمسے لے
دریا مان ہیا بیٹھے تو اپنی خاک تو ہی اوٹھے
وہ وہیں من سحر سے شام تک گذرا ہے عالم مین
ادا ہی شک خلاق جہان ستی نے دیا ہے
عجب کیا نہ وحج عاشقون کو کین مجھ کو نہی دیں سہر کی

ذرا سینے جو چکے لیے بیگا تو نہیں رہتے ہیں
نہیں ہیچ بیکہا پر طاؤس فرا تو نہیں ہنستے ہیں
ہمارے ضبط کے تذکرہ پر وا تو نہیں ہنستے ہیں
اسد اخوان توکل کے جو مہا تو نہیں رہتے ہیں
کہیں لعنت کے سودائی بھی زندا تو نہیں رہتے ہیں
یہہ باسم مشہور سے روز او نکے دبا تو نہیں ہیں
ہم ان آنکھوں کے آنسوؤں مین طوفا تو نہیں رہتے ہیں
تیرے دیوانوں کی ہاتھ اب گریبا تو نہیں رہتے ہیں
اسی حسرت مین کٹتی ہی ان ارما تو نہیں رہتے ہیں
یہاں زندہ رہنگے ہم ملت مین دیوا تو نہیں رہتے ہیں
کوئی حاسر ہو کیا زہر اسے بیگا تو نہیں ہنستے ہیں
وہ ہین زنار جو تسبیح کے دانو نہیں رہتے ہیں
بھلا کب ایسے مولی آپ کے کا تو نہیں ہنستے ہیں
کہ شادان ہند و مین خوش مسلما تو نہیں رہتے ہیں
یہہ سودا خاص عشاقون کے دکا تو نہیں رہتے ہیں
گرفتار جنون صحرا کے دا ما تو نہیں رہتے ہیں
کسی رشک گل ترکے ثنا خوا تو نہیں رہتے ہیں
ہماری نظم کے شہرے زبان و ما تو نہیں ہنستے ہیں
قفس سے چھوٹکر بلبل گلستا تو نہیں رہتے ہیں

بشیر کیواسطے ہمنوا نہ نے کچھ لحد بھی سے | نہ ہون معشر ورجو اشخاص ایوالوین رہتے ہین

وطن چھوٹا تو آبادی بھی چھوڑدو آوج بہت ہے
لٹے اوٹھے ہوئے وبکلے تو ویرانونمین رہتے ہین

بحر ہزج سالم ارکان ان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ مضمون طلب کب غیر سے آغاز کرتے ہین
جو بندش کے رزاقی پہ ہر دم ناز کرتے ہین

کسی گل رو کا وصف حسن خالق ساز کرتے ہین
بیان سے بند نطق بلبل شیراز کرتے ہین

وہی تکبیر اسوا یہان سے عزت آغاز کرتے ہین
ہم اس اپنی دل پرسوز سے جو ساز کرتے ہین

فلک سے صید کر لاتا ہے کیا کیا طائر مضمون
عقاب فکر کو جب مائل پرواز کرتے ہین

نہ ہرگز محفل مین طلب عاشق کو فرمائین
نہین دیتے اوسے وقت جسے ہمساز کرتے ہین

رہے جب استخوان باقی تو پھر کیا لطف جلنے کا
میری تقلید کیون طاؤس آتشباز کرتے ہین

ہمین ناعاقبت اندیشیون نے یار کے مارا
وہ اپنا ہی ستم غمزونکو تو ہمراز کرتے ہین

محبت کر ہی گذری اب جو کچھ ہونی ہو یا قسمت
خیال انجام کا یہان کب وہ آغاز کرتے ہین

کتر ہی ڈالتا ہے دیکھکر صیاد بے شفقت
قفس مین بال بھی جب پیدا اسیر پرواز کرتے ہین

رہے شوق اجل خود میر کف قتل مین جا پہونچے
وہ دیکھین آکے کیا کام عاشق جانباز کرتے ہین

دل عشاق زیر کفش پا کیا انھین پستے
وہ جس دم صحن گلشن مین خرام ناز کرتے ہین

اوٹھا صدمونپہ صدمے ہجر کے ٹکڑے ہوئے جل ایدل
یہ معشوق حسین سو سو طرح کا ناز کرتے ہین

سفر در پیش ہے یارونکو کیسی نزع مین ہچکی
سمند روح کو سوے عدم مصار کرتے ہین

لیے کھینچے ہین تقوی کیسی توبہ فصل گل آئی
یہان پیمانے ہی واعظا ہمسار کرتے ہین

ہوا صاف مر وہ صد سیاہ تکر سے جلا [illegible] ہین
کہان پائی یہ قدرت [illegible]

اثر پیدا وہ کا جوش چشم شور نالہ و افغان
یہی دو چار حیف اپنا فسانہ راز کرتے ہیں

الٰہی شکر رسم اتحاد آپس میں جاری ہے
ہم انہیں چالیں دیتے ہیں وہ ہم ناز کرتے ہیں

مصمم قصد ہے کیجے شکار عنقائے مغرب کا
شہ طبع روان پیدا پر پرواز کرتے ہیں

تعلق کسے نالون کو ہے اور آنکھوں سے اشکوں کو
یہی دو مدعی اپنا فسانہ راز کرتے ہیں

کچھ ان روزوں دماغ اوسکا ہے چرخ چارم پر
پری کیونکر نہ ہمیں تا فلک پرواز کرتے ہیں

اوڑا دیا کن مژگان نے سب کے طائر دل کو
ہدف صید انکو کو خاص تیرانداز کرتے ہیں

تسلی کیجیے کچھ گوشہ خاطر میں جا دیجیے
مریجان عاشق دلخستہ کا اعزاز کرتے ہیں

کبھی دیتے ہیں کعبہ میں اذان جا کر سحر پیان
کبھی سب دیر میں ناقوس کی آواز کرتے ہیں

انہیں اسے آج دو دن راہ پر لانے نہیں پائے
کہ بر ہم یہ طبیعت یار کی غماز کرتے ہیں

بحر رمل مخبون محذوف ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

نام کو بھی نہ رہے تار گریبانوں میں
اے پری [illegible] نہیں ہے کہ رہے شہر دیوانوں میں

خوش لقا ایسا نہ دیکھا نہیں انسانوں میں
پری چہرہ نہیں دیکھا ہے تو کہیں جانوں میں

دھوم ہے تیرے تو شہرت ہے گلستانوں میں
بلبلیں ہیں تو وہ گل شمع میں پروانوں میں

نہ بچا تیشہ شکایت سے زخمی اے ترک
زہر کیا ہے بجھاوٹ انہیں پیکانوں میں

چلئے اوس سمت جہاں قیس بھی فرہاد بھی ہے
خوش کہ جاینگی ہوا [illegible] کی دیوانوں میں

ہم قفس ہی میں رہے فصل گل آئی اور گئی
پیار تو ہائے چمن آباد ہیں کاشانوں میں

چار سو گرمی بازار جنون سر دی آج
ایک ہلچل ہے کہ آباد ہے زندانوں میں

[illegible] بھی اب نغمہ سرائی کی صحبت
اوڑتے اوڑتے سے پڑی اتنی بھی ہی کانوں میں

سہل تر سمجھے اقاتل نے اوتارا یارب — بار وہ ہین کر عطا زور سلکت شانوں مین

انداؤن رنگ ہی بطور رخندا غیر کرے — پھر بھی رہتے ہین چوچے پریزادوں مین

ایسے دیوانے کو لیجا کے کہان بٹھین ہا — چین بستی مین نہ دل لگتا ہے ویرانوں مین

بوسہ لب سے ترے روح نے طاقت پائی — کب یہ معجون ہے ارسطو کے شفاخانوں مین

یون کبھی آتش فرقت سے نہ جلتا اے شمع — کاش ہوتی کہین خلقت ترے پروانوں مین

ہونٹھ چٹواتی ہے لب کی تیری شور انگیزی — یہہ ملاحت کبھی پائی نہ نمکدانوں مین

لے ہی ڈوبی ہمیں طغیانی اشک آخرکار — کشتی تن نہ سلامت رہی طوفانوں مین

نے گلے لپٹے نہ بوسے لئے نے پیار کیا — دم جو نکلا بھی تو اپنا انہین ارمانوں مین

تھی تو سب کچھ یہ کسی مین نہ ہوئی یا ہیئت — الفت و ہیئت سے شمار اپنا ہے بیگانوں مین

شیخ جی رند نہ تھے مدعی مین کلفت تو سنو — صف مین جبہ و دستار کے سامانوں مین

کس کا کشتہ ہون کہ میت پہ یہ ہنگامہ ہے — شائق دید ہمارے نہیں ہمسایوں مین

کل ہر ایک نے ہوئے جواب لگے ضد آکے کیا — آج انکار سے شامل ہے وہ انجانوں مین

سن کے آوازہ ترے لب کا اے شیخ — چپکے چپکے ہوئے [illegible] کانوں مین

حق نے بخشا ہے حسینوں کو مقام اعلی — لوگ طاؤس [illegible] آنکھوں مین

اشعر کیا [illegible]
شیخ لکھیو مین [illegible] سب انتخابوں مین

بحر لطار متقارب مثمن [illegible] ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

الہی اشارے مین ابرو [illegible] آج آنکھیں لڑی ہین — ہم اسطرف [illegible] ہمارے کھڑے ہین

الہی تو اسے ارمان مین کہ اب نصیب [illegible] — انہیں کہاں کا دیکھے [illegible] ہم اپنا قصہ سنا رہے ہین

مریض وقت ہین چین گھڑی وفا دشمن سے جتا رہے ہین
بہار آئی ہی چمن سے نسیم کے جہونکے آ رہے ہین
صد زبان و یکان کہان ہی انہین کا جلوہ تو برملا ہے
چھپا کہان ہین جو بے پا کال سا دیکہا ہے تمہین وہ بہار
یہ نے نیاری کرے تو یہ زبان ہی عاجز کوئی کہے کیا
یہ کیسی ادنی بلا غضب کے جہون ستم دہ ہے
ہمیشہ وصلی سے تم جو ہم تم ہی دو ایک تقلیم ہوئے دو
عیوض کا موقع برا موی پر ہے قصد جو کون دیتا یہ محشر
سہا ہوا کیا تاک ہی سمجھے ناصح یہ فرناز و نیاز کسے ہین
یہ کریان رستم جہیل سکتا جگر کے یہ جلا تلنگ تمارا
وہ گذرین ان وہ پل ہی دن وہ آج جنہین یہین کرو
ہارے عدو نے ہین یہ جا خدا سے دریا تمہیں کیا
نہین سرا آج کوئی پہلو لیجیے گھٹ گھٹ کے دم ہی آیا
ارے دل آج تو اس نے زور سے صبر و ضبط چھوٹے
جہا اتفاق حسد سے رہے جیسے سنا ہو وہ دیکھے ہم ہین
کبھی جو لب ہی پہ تو کہین یکیہ اپنا سوا تہا زندگی ہے
تمام عمر اس سے عزیز و بہت دور گرد و ہی تم کچھ

قضا کے ہین ہاتھ کہ طرف اپنا قبل جیسے پیام آ رہے ہین
پھولیات سرگہوے ہین تیر ہین بلبل گل انہیں پاپوش کھا رہے ہین
نگہ ہین انہین زمین کی جا ہی وہ اکثر تو ہمین سطح رہے ہین
اور دیکھ وہ ہنستے ہین زلف پر ہے رخ اپنے ہم آنسو بہا رہے ہین
بتون ہین شان خدا اکہا کا وہ اپنی قدرت دکھا رہے ہین
کبھو بہا ہین ہو لی کیا ہوا اہی سے تقصیر وار ہی ہین
لکھا ہی قسمت کا اپنے دیکھو کہ غیر اونکو بنا رہے ہین
یہ سیدہ اشانہ لیے کے اندر بلا کے جگا رہے ہین
کبھی وہ سہی ہین ان سے بیٹھے کبھی ہم اپنی نظار ہی ہین
مگر ہے فولاد کا دل اپنا کہ صد بہت ہم سہے اٹھا رہی ہین
کبھی تو سنا تھا کوی اپنا کسی کے ہم آشنا رہے ہین
ارے یہ قسمت کا اپنے تہا کہ اشک نسو بہا رہے ہین
الہی یہ موت کی جی سکی کہ ہم انہین یاد آ رہی ہین
وہان تغافل شعار اوس کی ابھی تجھے آزما رہے ہین
کہ دیر ہین کی بتون کے پوجا حرم ہین صرف دعا رہی ہین
تمہارے زلفون ہین دل پہنسا کر اسیر دام بلا رہے ہین
نہ سر اوٹھا تے تھے سامنے جو وہ آج آنکھین دکھا رہے ہین

خدا انکا کرے ہے سمجھ کیا وفا ہی عہد اس تو کسی تو یہ
نہ آج فقر و غنین او کے آنا یہ جو کہ الفت جتا رہے ہین

بحر مجتث مثمن مخبون ارکان مستفعلن مفاعلن مستفعلن مفاعلن

دیکھون کبھی نظر اوٹھا غیر سے کیون دوچار ہون
دل کا ہے صاف آئینہ محو جمال یار ہون

وعدہ شماریان ہین اسکو نفس شمار ہون
پائے مین کس کے عہد کا چشم بہ انتظار ہون

سینہ پہ جو کھلے ہین گل سیر چمن کی کیا ہوس
آپ ہین چار فصل مین رشک وہ بہار ہون

تن مین تپ فراق سے کچھ نہ رہا فراوتھوان
ہون سگ یار سے خجل ہوتے شرمسار ہون

صبر و قرار و ہوش و عقل سب سے چھٹے سوا ہی دل
ہے یہہ رفیق ہم بغل اسکا مین غمگسار ہون

کیجیے سرنوشت ہے فرد عمل مقابلہ
کچھہ کم و بیش ہو اگر تو مین گناہگار ہون

پلٹی اجل ہزار بار فرش مرض پہ ڈھونڈہ کر
مین تپ ہجر یار سے ہای یہ کچھہ نزار ہون

اونکی مژہ کے عشق کا ہم پہ ثبوت جبہ ہم
اسکو بجا ہی مین اگر حرف سنے لیے دار ہون

ہے خدا نہ دیر کر نزع مین شب ہوئی سحر
دم ہے لبون پہ بیخبر ایسے مین تیرے نثار ہون

گل ہون ریاض دہر تازہ کن دماغ دوست
غم نہین اسکا اوج اگر چشم عدو مین خار ہون

بحر رمل مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

آتش گل تو نہین آپ کے رخسارون مین
ہے عجب سوزش دلچسپ ان انگارون مین

رات جھگڑون مین تو دن کٹتا ہے تکرارون مین
ڈر ہے مشہور نہ ہو جاؤ دل آزارون مین

مرکے دو ہی تو ملے یار وفادارون مین
یاس عزادار رہی حسرت میری غمخوارون مین

اٹھ جانی مین ہین بسمل جہان ہون قاتل
ڈھونڈہ حربہ بھی کرارہ کوئی ہتھیارون مین

قیس فرہاد بھی دیتے تو پھر کیا کرتے
رنج و غم سہنے کی طاقت نہ تھی بیچارون مین

رات بھر تیری پسینے نے بسائی اسے گل
بھینی بھینی سی ہے بو او ترے ہولے ہارون مین

تیری چتون ہی کہتی ہے کہ دیکھین مردم
شوخیان ضعف کی بدلی پھری بیمار وہین

نکتہ چیون جنہے وہ عشاق کے دفتر ہوے
ذکر الفت ہے کہ اب چھپتے ہین اخبار وہین

اونکی خدمت مین یہہ ٹوٹا ہوا دل کیا لیجائین
جنس ناقص کبہی کہپتی ہین سرکار وہین

آئے محفل مین وہ ماتھے پہ جو افشان چنکر
روشنی چاند مین پھر کہتی نہ چمک تار وہین

دیکھتے خاک پھر اوس پردہ نشین کا جلوہ
کوئی روزن ہی تو پاتے ہین دیوار وہین

ہو عجب سیر اگر سیر کو چلئے دم بھر
رنگ یوسف کا میٹے مصر کی بازار وہین

زاہد نکلے ہی تو در پردہ پڑا کفر گلے
دانے تسبیح کے ڈالے گئے زنار وہین

کوئی کہدیے وہ نہ صحبت مین ہمیں یاد کرین
اتنا تو ہو کہ جگہ پھر پاؤن گنہگار وہین

رفتہ رفتہ ہوئی گھٹ گھٹ کے شب وصل سحر
پر ترقی ہی رہی یاں پہ کیے انکار وہین

کرہی ڈالین دل پر مہر و وفا کا سودا
قدر دان کوئی جو ملجائے خریدار وہین

یہان تو اچھی کٹی اب وہانکی خدا جانے اوج
کی تمام عمر بسر شہر کے میخوار وہین

بحر متقارب مثمن مقبوض و اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

کبھی کسی سے تھی ربط باہم ہو کچھ شناسا ملا کے آنکھین
اوٹھاؤ آنکھین اوٹھاؤ آنکھین اوٹھاؤ آنکھین اوٹھا کے آنکھین

غضب ہے سرمی پہ آج عالم زمین پڑی چشم بد سے ہر دم
جو عاشقین پڑھ پڑھ کے دم کرین ہم اودہر پھیر جان نکلا کے آنکھین

یہ ہے بصارت فسون خود سر کی ہے نظارہ بلا زبون پر
نظر ور پر کسی کو اے گل تیرے چمن مین جا کے دکھا کے آنکھین

بنے ہو ظالم مین سیہ سیاہی چلے ہو کتنا کہ رنگ دے
نقاب سے کھلی ہین خوب [illegible] نشہ کے [illegible] ہوا کے آنکھین

کرو کچھ انصاف ملین جا وہ کون سی بات ہو سنانی
[illegible] یہ بس مین مہربانی نہ اب زیادہ دکھاؤ آنکھین

ضرور امشب کہین رہے تھے کہ رو نبائین ہیں بانکے
پھر آج تیور ہین چھپی چھپی اودہر تو دیکھو ملاؤ آنکھین

سحر سے تا بشام تکتے تکتے ہماری پتھرا گئی ہیں آنکھیں
ستم ہے یوں جل کیسا کا لیکے پھر اب ہیں انکار کیسے

اگر نہ مشتاق ایک طرف سے کبھی ہو ایجاں لڑو ہیں آنکھیں
نہ اس غلط ہے سے ساتھ ہے پیارے سے دھیرا دھیرا کر لڑا تو آنکھیں

فلک ہو اتوں ہی سخت یاور او بجھو اوٹھو جلد آؤ مضطر
وہ خود ہیں آئے قدم قدم پر بچھا دو آنکھیں بچھا دو آنکھیں

بحر مجتث طریقہ محذوف مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

خفای راز کو فقرہ یہہ ہے مفید ہمیں
خموشی قفل دہن ہے زبان کلید ہمیں

جو کی تلاش جہاں میں ستم رسید ہمیں
ملا نہ مجھسا بلای فراق دیدہ ہمیں

خلاصہ دہر میں ہیں انتخاب چیدہ ہمیں
ازل سے پیر مغاں کے ہیں یہاں مرید ہمیں

یہہ دل لگا ہی نہیں جل لگی خدا کے لئے
سمجھیے شیخ جی حضرت ہیں سن رسیدہ ہمیں

جہان سے یوں تو ہزاروں گزر گئے عاشق
بس ایک قیس تھا ہوں ایک ہیں رشید ہمیں

گلے لگاتے ہیں خنجر کو شاد ہو ہو کر
عجیب عید ہے آج آپ کے شہید ہمیں

شباب میں جو اکڑتے تھے تیر کی صورت
وہ اب کمان سے بھی بڑھ کر کے کچھ خمیدہ ہمیں

وہ سیر باغ میں ہیں آنکھ بند کر نرگس
یہہ شوخ چشمی ارے خاک تیرے دیدہ ہمیں

جمال یار پہ کیا فوق حسن یوسف کو
یہہ چشم دیدہ وہ اک بات ہے شنیدہ ہمیں

یہہ بد زبانیاں عاشق سے واہ وا کیا خوب
کوئی غلام ہے صاحب کے زر خرید ہمیں

کسیکے تیر مژہ کا ہدف ہوا کیونکر
الٰہی یہہ دل وحشی تو تہا رمیدہ ہمیں

کنار گور اسی حسرت سے ہم لگے صد حیف
گلے لگایا اونھوں نے کسی نہ عید ہمیں

اوٹھا کے لاکھوں ہی دنیا سے شاد کام اے چرخ
بر آئی تجھسے تو اپنی نہ اک امید ہمیں

بری ہے عاقبت تجرد سے قیس خانہ بدوش
اگر ہیں خانہ فراموش ہوں جریدہ ہمیں

خموشی اپنی مین حیا سے سخن نہین ہے اوج
مین لاکلام ہون گویا زبان بریدہ نہین

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

وہ اپنی کوچے سے غیر کو عبث کیون نکالتے ہین
اسیر درد والم کسی سے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

پتنگ آتش مین وہ کے ہاتھون جفائین سہتی ہین ٹالتے ہین
پہر اسپہ یہہ کہ گستہ دندان ہم اپنی پہلو مین پالتے ہین

کسی کا کہتے ہین شادمان ان کو کوئی حسرت نکالتے ہین
کہ یہہ ستمگر زمانہ کے عاشقو نکو فراق مین مار ڈالتے ہین

ہزار ڈر لاکھہ وسوسے ہین شباب کے دن ہین پالتے ہین
نکل ہی پڑتے ہین چہپتے مین نہ دیکہنے مین یہ بہاتے ہین

کیون ہون خصلت سے انکی نالان یہہ چال تہکی کیر سی سنبھالتے ہین
پہسلتا جاتا ہی اور نادان ہم اسکو جون جون سنبہالتے ہین

جو دہیان دلکو نکال وسے لگایا تو سارا کہین سے ابلتے ہین
جو یاد آتی ہی لعل لب کی تو لخت دل منہہ سے ڈالتے ہین

صنم کی صحبت مین سچ تو یون ہی بلا جمی اژدہا کہو سنکر
کیون نہ کر ہین بلا کے فقری قریب آ کے ٹالتے ہین

ملامت خبر سنتے سنتے ابد سے یار وہ انکا پک گیا دل
[illegible] کی زندگی ہی جا اوچہالتے ہین

تصور یار مہر وش مین سکوت حاصل ہے یا خموشی
ایک تصویر کا سا نقشہ نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

کہین اکیلا جو اونکو پاؤ تو اژدہ رنج تم ہی نہ ایک مانو
کچہہ انکی قول و قسم تو دے لو کہہ جہوٹے وعدہ جو ٹالتی ہین

بحر رمل مثمن مقصور مخبون ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

سر سے آفت شب تنہائی کی ٹل جای کہین
وہ تو آئینگے نہین دم ہی نکلجای کہین

دلکو اسواسطے پہلو مین لیے پہرتے ہین
ہے یہہ نادان کسیصورت تو بہل جای کہین

لامکان سی ہین سب عرش کے حال ہشیار
اپنے آہ شرر افشان سے سنبہل جاے کہین

دشمن کب ہے کیسا وہ مسیح آ پہونچا
کیون اڑی ہے مری بالین سے اجل جای کہین

نہ مشتاق شہادت کو خدا را محرم — ہاتھ اس سمت بھی قاتل کو نہ پہنچ جائے کہیں

ئے اتنا بھی تو جو حوصلہ نہیں رکھتا کوئی — لے وہ آتے ہیں میرا دل تو سنبھل جائے کہیں

ہے الم درد سے اپنا دل زار — ہو تو بہتر ہے کہ بدل لیں جو بدل جائے کہیں

ہی نہیں خبر مرگ اونہیں آئینگے ضرور — اے دل اچھا تو یہ فقرہ جو چل جائے کہیں

غرامی میں ہوئے شل یہ دیکھو دیکھو — دل نہ اپنا ہے کسی وارفتہ کا دل جائے کہیں

کر ترک ادب ہی نہ تڑپ اے تن زار — ہے تو قاتل ہے کمسن نہ دہل جائے کہیں

کا اس بت کے اک آئینہ بنائیں ہم بھی — آہ سوز الفت سے یہ پتھر جو پگھل جائے کہیں

کو چین ہے [illegible] اپنا دل کیا کیجئے — ہو جو بس میں تو کوئی لے کے نکل جائے کہیں

نے سب مطلب خاطر ابھی حاصل ہو جائیں — اونکی صحبت ہے جو غیروں کا خلل جائے کہیں

ل پر اوسکے مناسب ہی ستم ہی لینا — ایک بدعہد سے شاید نہ بدل جائے کہیں

نیے بے برگی پہ سرکشش شجر الفت ہے — گل تو کیا کیا نہ کھلا اپنے جو پھل جائے کہیں

دل کا ہمراہ تو رکھنا نہیں بہتر اے آوت

کیا کروگے یہہ بتاؤ تو جو پھسل جائے کہیں

بحر سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جان مشہوری پیچھی ہون غیر فرنگی بلا تمیں — کوئی عاشق [illegible]

ہی آئے اے دل فرق کیا ہی جان جانے میں — نہیں بچنے کی ہرگز صدمۂ فرقت [illegible]

کیو اسطے باز آؤ یہہ خصلت نہیں اچھی — تمہیں حاصل ہے کیا صاحب کسی کی دل دکھانے میں

ہو دو جہانمین ہائے اے فصل خزاں تیرا — نہ گلشن میں کوئی گل ہے نہ بلبل آشیانے میں

ب سے یا قسمت کوئی اتنا نہیں کہتا — ضرر صاحب کا کیا ہے اک نظر کے دیکھ جانے میں

امید و آرزو و یاس و اندوہ و غم و حسرت
عیادت تک کے لیئے عاشق کے وہ تکلیف لاتے ہین
چلو ترک محبت ہی ہی ہمیں یہان ڈھونڈ ہی لینگے
میری کام و زبان سے پوچھو تو جسنے اوٹھائے ہین
نہین ہٹتی کا ہیہا لسنے بے لیئے نقش قدم ہو ہین
نہین معشوق بے پروا نبایا اور ہمین عاشق
بپا ہوتا ہے محشر جب خرام ناز کرتے ہین

بھسم کیا کیا ہے جنس بے بہا کا
اید ہر وفقہ ستم گر ہی اپنے جان
طرحدار و حسین صاحب ہے لاکھون میں
قری خون جگر پینی ہین لحنت ملکے
اونہین کا وش عبث ہی خاکسار و نکو
کسیکو دخل کیا صاحب خدا کے کار
ہزار اوٹھتے ہین فتنے ایک دنکے

مگر ہے آج روپوشی دلیل اقرار عصیان پر
یہی ہتی مصلحت اپنی کفن سے منہ چھپانے مین

بحر رمل مثمن مقصور مخبون ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا ہون مین
روبہ اصلاح طبیبون سے بہلا کیا ہو مکین
تو اگر شمع شبستان ہے تو مین پروانہ ہون
کیا تہا عاشق کے عیادتکو جو آئے دم نزع
پھنک رہا ہو ن ہمہ تن سر چراغان ہوکر
ہرہ نہ ہی جاتے کی ہمنے بسر ساری عمر
سوز دلسے ہے خجل گرمی خورشید حشر
وہ نہ آئین جو منانے تو کرے موت پسند
بارِ نرد و رد ہی رکھے گا عنایت کی نظر

تو گرفتار بلا ہے کہ شب یلدا ہو
ہون وہ بیمار کہ عیسےٰ سے نہ اچھا ہو
تو جو گل ہے میری جان بلبل شیدا ہو
خیر یون دیکھ چکے جائے اچھا
اپنی جانبازی کا خود محو تماشا ہون
کیسے اب دہن تنگ کا پیاسا ہو
چشمۂ چشم کو دعوی ہے کہ دریا ہو
آج ان دو مین الٰہی تو کسیکا ہو
تمسے پیار انہین دل لیجئے دیتا

…غلام سے ایدہر آنیکا ہمارے سبب ہے
وا لشیفتہ چہرۂ زیبا ہون مین

…جان نا قسمت کا لکہا اے مسیحا کیا ہے
تم میرے واسطے بدنام ہو رسوا ہون مین

…ات میرے ہنسی کا تعجب کیا ہے
عاشق زار کسی آئینہ رو کا ہون مین

…سے اٹھوا انہین اپنی او نہین کیونکہ کا وشتے
کہہ دو مت جائونگا ہو نقش کف پا ہون مین

…ان حضوری مین تھی دوری کے نہ سمجھا جو پڑا
جب وہ آتے ہین کبھی آپ سے جاتا ہون مین

جلوہ حور نہیے کر جاتا ہے ان آنکھون سے
کسکا اے افسح حزین دیکھنے والا ہون مین

بحر دیگر

…ے یکسر قول و سنگے زلف کا دام بلا ہون مین
اشارہ ہے یہ ابرو کا کہ شمشیر قضا ہون مین

…یہ کامیاب صحبت محبوب کیا ہون مین
وہ شاہنشاہ ملک حسن و خوبی ہے گدا ہون مین

…ائی پڑی نہ بار طبع خویش و اقربا ہون مین
بسان نکہت گل ہمرکاب روش صبا ہون مین

…سے در چہوڑ سمت غیر کا کیون آشنا ہون مین
نہ منہ پھیرونگا ہرگز طایر قبلہ نما ہون مین

…ے ہونگا دیتا کیون عبث ہوتا ہی دامن سے
قیامت تک نہین چہٹنی کا قاتل با وفا ہون مین

…نہین کیون در سے اپنی مست ہو اٹہوا انہیں کا وشتے
کہو اوٹھ جاؤنگا تو مٹ کے نقش بوریا ہون مین

…ی پہونچا تو بزم شاہ خوبان تک نفس ہر نکو
طلبگار اعانت تجہسے اے بخت رسا ہون مین

…نیچہ دیکھین کیا لکھے ہین آزار محبت کا
کتاب عشق سمجہو یا ہی فال دعا ہون مین

…ہر گز آپکا شکوہ نہ غیرونکی شکایت ہے
دکھاتی ہے جو کچھ تقدیر اے جان دیکھتا ہون مین

…د کیو اسطے جانے ہی پیا و جب خطا بخشو
تمہین اقرار کیے لوہے ہو مطلب آشنا ہون مین

…ہوا رتب فرقت سے گھل گھل کر اجل کی بھی
نہ کام آیا تو آخر کس مرض کی پھر دوا ہون مین

عدم سے بھی ادہر آیا تو بھی گریہ رفاقت مین
اثر لیسے مستحق آفت و رنج و بلا ہون مین

ابھی سو ڈہنگ ادہر بھی یاد ہین ہمکو منانے کے
کسیکو بھی اپنے منہ سے یہ تو کہہ دیکھے خفا ہون مین

جو خلوت زاہد و لینے ہے تو صحبت بادہ خوار و لینے
سرو خاطرہ مقبول رند و پارسا ہون مین

کیا بوسہ طلب اسنے تو خواہان وصل کا یہہ ہے
دلِ بیتاب کی تقصیر سب ہے بے خطا ہون مین

تمنا ہے قفس سے مرغِ روح اے آوج جب چھوٹے
تو بس پروانۂ شمعِ مزارِ مرتضٰے ہون مین

بحر دیگر

زلفِ پرپیچ کا کس شوخ کے پیمان رکھتی ہین
دلپہ مدت سے ہجوم خفقان رکھتے ہین

دہیان چھوٹنے کا ہی خستہ جگران رکھتے ہین
پاؤن ہم پہونک کے رکھتے ہین جہان رکھتے ہین

دور کر چرکِ ریا دلق سے اپنے ورنہ
جامۂ تلبیس کا تن پر وہ گران رکھتے ہین

جگر و دل ہی تپ غم سے جلے سینہ مین
ساتھہ آہون کے سبب کیا جو دہوان رکھتے ہین

بزم سے کر تو چکے ہمکو نکلوا کے سبک
آپ بھی خاطرِ نازک وہ گران رکھتے ہین

کس سے کر لیتے ہین معشوق ہدف طایرِ دل
تیر رکھتے ہین یہہ ظالم نہ کمان رکھتے ہین

یہان تو ہاتھہ آیا یہ صاحب کے کمر کا مضمون
بس عدم جانیکا اب قصدِ میان رکھتے ہین

بات بیدہی نہ ہنسی تمسے سوای دشنام
منہ مین ہم بھی تو میرے جان زبان رکھتے ہین

اس بد اندیش نے رسوا کیا بدنام کیا
دل تو پہلو مین نہین دشمنِ جان رکھتے ہین

آنکھہ صحنِ درِ جانان سے لڑی رہتی ہے
اپنے ہم پیشِ نظر باغِ جنان رکھتے ہین

کر لین پہر عشقِ بتان سے دلِ ویران آباد
خالی نادان ہین مکین سے جو مکان رکھتے ہین

پھر گئی پیشِ نظر چاند سی صورت کسکی
دلکے سو ٹکڑے کرے جو مانندِ کتان رکھتے ہین

اٹھائی ہوئی رفتار تو اونٹنی دیکھو
پاؤن پڑتا ہے کہان اور کہان رکھتے ہین

ہمنے مانا کہ وہ ہین مثل لٹّانا زمین
نامہ پر اپنا بھی یہان حسب بیان کرتے ہین

عاشقانہ ہون نہ کیون نظم کے مضمون لے اوج
پیر خود ہین پہ طبیعت تو جوان رکھتے ہین

بحر دیگر

کچھ منحصر کسی حد و امکان پہ نہین
اے یار تیرے نور کا جلوہ کدھر نہین

انصاف سے تو ہائی مسیحان گذر نہین
ہے یہہ شب وصال عزیزان نکر نہین

کس سے کہین ہوا کا بھی وہان تک گذر نہین
یہان جان بلب ہین اور انہین مطلق خبر نہین

نکلین ہی سے قاتل عشاق بن گئے
کہتے بہت ہین جنکو خدا کا بھی ڈر نہین

زلفین یار کے رخ روشن کو گھیر کر
کیونکر یہہ رات ہے کہین شام و سحر نہین

کے نہ دلبر دیتے ... نیا ...
سیف زبان کی خلق مین پیدا اسپر نہین

اے روی یار لطف شب چاردہ کہان
اتنا ہے ... وہ شمع شبستان اگر نہین

سقف فلک کو پھونک ہی دیتے وہ ہین جلے
پر کیا کرین کہ آہ مین مطلق اثر نہین

داغ جہان مین تحمل محبت عجیب ہے
گل لاکھون ہین طرح کے کھلائے ثمر نہین

آزاد بھی کیا ہمین صیاد نے تو کیا
افسوس اپنے لائق پرواز پر نہین

دلبر پسند خاطر خوبان وہ ہے
آئینہ صرف عکس ایدھر ہی اودھر نہین

اب کیا شب فراق کے صدمے اٹھا سکین
وہ جسم نہین وہ قلب نہین وہ جگر نہین

پھر ہائی اونکے قول کا کیونکر ہو اعتبار
ہان ایکبار کر چکے ہین بار دگر نہین

کچھ اور سیر باغ جہان اوج کی پہ کیا

بے جان دیئے تو موت کے ہاتھون مفر نہین

بحر دیگر

وہ میکش ہین رہے ہے پیر مغان کے ہمنشین برسون | نہ شیشہ ہاتھ سے چھوٹا نہ منہ سے ساتگین برسون

برابر ہمنے برسے رسم و راہ کفر و دین برسون | جو چھوڑا دیر کعبہ کے رہے خلوت گزین برسون

کٹی عمر اپنی بے اندیشہ کب اس کی ہاتھ ہو لینے | رہا گرگ بغل مدت تو مار آستین برسون

نہ کیون چسکا زبان کو ہو لب انکے چوس کر ہمنے | اوٹھائی لذت قند و نبات و انگبین برسون

کسی صورت لکھا قسمت کا مٹ جاتا یہ حسرت تھی | جو ہمنے آستان یار پر رگڑی جبین برسون

نہ بستر اپنا اونکے سایۂ دیوار سے اوٹھا | رہی فردوس کے ہمسایہ جنت کے قرین برسون

انہین شغلون مین رہنے کی کٹی عمر اپنی واحسرت | نچوڑا دامن آنکھون پر رہا کی آستین برسون

ارے توبہ خدا حافظ ہے ایسے بدمزاجی کا | وہ رہتے ہین طبیعت سے خود اپنی خشمگین برسون

سوال وصل پر انکی اودھر نوبت کہان آئی | رہی ور ورزبان اونکے برابر اک نہین برسون

نظر کسکی لگی کیا ہو گئی یارب یہ حیرت ہے | گذرتے تھی نہین آنکھون سے اب ویسی حسین برسون

خمار بیخودی تک اونمین اب پایا نہین جاتا | جو تھے خمخانہ عشرت کے سرشار رنگین برسون

فراغت پائی درس عشق سے مجنون نے اپنے ساتھ | وہ صحرا کو سدہارا مین رہا زندان نشین برسون

نہ ہو مدفون دل بیتاب شامل میرے میت کے | رہیگی مبتلائے زلزلہ ہمسے زمین برسون

وہ سودا ہے کبھی جوش جنون مین لے جو وحشت کی | نشان وہم و گمان نے بھی نہ پایا پھر کہین برسون

اونہین ہاتھون سے اب پیٹتی ہین خاک اوڑاتے ہین | بلائین جن سے واحسرت کسی کی ہمنے لین برسون

شمیم زلف سا انکے کوئی نافہ نہ ہاتھ آیا | ختن ڈھونڈا بہت چھانا کئے صحرای چین برسون

میرے جیتے تو بیٹھے پاس وہ ہمسے نہ ہنسی بولے | جہان سے اپنے اوٹھنے پر رہے ماتم نشین برسون

بہت چھانا پہ ایسے راہ تذنکی جستجو مین ہی
نظیر اوُنکا نہ پایا گو بہر مہر مبین برسون

کسی صورت وہ بہنکے طبیعت راہ پر آئے
کہا کیا کیا نہ سنگ و بد سے اونکی دل نشین برسون

پہر انکہین چار کرتے غیر سے توبہ وہ کس صورت
رہے جب ہم سے لطف وصل ہی وہ شرمگین برسون

پسیجا بہی نہ دل اوس بت کا کیا حاصل ہی جانے دو
عبث اے اوج کہینچی تم نے آہ آتشین برسون

بحر دیگر

یہہ تابے سوزش خورشید محشر تیز کرتے ہین
مخجل طوفان کو اپنے دیدۂ خونریز کرتے ہین

فسان پہ نیمچے چڑہتے ہین خنجر تیز کرتے ہین
مرے جی کے ہلاکو جو ہی چنگیز کرتے ہین

زبان کہہ کے کرے دل پارہ چپ رہنے کا قطعہ ہے
کسی بیکس پہ جب ایسا بہی اے خونریز کرتے ہین

وحوش و طیر رم کرتے ہین دشت و در سے ٹہلکر
جو کہٹکا نالۂ جانسوز رشک وحشت خیز کرتے ہین

سبب ہے کیا یہ ہچکی نزع مین لینے کا ظاہر ہے
سمند روح کو سوی عدم مہمیز کرتے ہین

کئی جان جاٹتے ہی چاٹتی ہو تو وہ ایک بوسہ کے
یہہ شیرین لب شکر مین زہر بہی آمیز کرتے ہین

ارے دل چھوٹ جا نار ستم دستان کا یہی اے بت
یہہ دل اپنے ہین جو کڑیان تیری انگیز کرتے ہین

غزالان ختن کا خشک خون ہوتا ہے خجلت سے
وہ جس دن صبح دم وا زلف عنبر بیز کرتے ہین

فرشتہ ہو تو لوٹے سر کے بل چاہ محبت مین
تبارک اللہ وہ کیا تقریر دل آویز کرتے ہین

وہ ہی صدمۂ فرقت اوٹھائے سختیان جو جہیلین
کہ تحسین پہلوان خطۂ تبریز کرتے ہین

ہوا سودای عشق زلف پیچان جو طبیب اکثر
مسیح ستبر ہی مین مشک ختن آمیز کرتے ہین

اودہر ہو حق ہے حال و قال کی صحبت مین ادہر بہی
ایدہر سرکار ہی مین رند صحبت پرہیز کرتے ہین

زمانہ چہانکر مضمون نادر باندہ لائینگے
ہم اپنے ابلق طبع روان کو تیز کرتے ہین

یہان رامی مین مجکو لے اجل آنا مبارک ہو
مسیحی خود میرے بیمار سے پرہیز کرتے ہین

جو ہی جوش جنون لے اوس جا پاکی گر خدا چاہے
تو ابکی چلکے عرس وامق و پرویز کرتے ہین

بحر دیگر

وصف وہ تیرے ذات مین کیسی ہین جو کہ ہم نہین
کونسا فرق اوس کی رہ مین تیرے قدم نہین

گشت جہان سے خلق کے دور تو ایکدم نہین
کسپہ نہین تو مہربان کسپہ تیرا کرم نہین

اپنے تو جی سے آپ ہی ہمکو کچہہ اسکا غم نہین
اس سے تو بڑہ کے میری جان اور کوئی ستم نہین

اب شب تار ہجر یار دو مین ہیگا ایک ہی
کہتے ہین تجہسے صبح تک تو ہی ہے نہین یہ ہم نہین

جام و شراب و چنگ و دف نے ابر و ہوا بھی ہے مگر
صحبت غم ہی بزم عیش تو ہی جو ہم نشین نہین

شکر خدا کہ اپنی عمر کٹ گئی ایک طریق پر
جب شب خوشی کی تہی خوشی اب ہے مین غم کا غم نہین

نقص ہوا و آز سے پہلے تو قلب صاف کر
بڑہ کے اس آئینہ سے پھر قیمت جام جم نہین

کیا یہ شب فراق یار روز جزا سے جا ملے
زلف رسا کے طول سے دیکھا تو بیش و کم نہین

ایسے جنون کے جوش مین خط اونہین لکہ کر کیا لکہین
غور کیا تو حال دل صرف کن رقم نہین

ستے نگاہ شوخ نے بڑہ کے اجل سے ہی کیا
دیکھا جدہر نظر آوٹھا دم مین کسی کے دم نہین

رہ گئی دل مسوس کے جب کبھی یاد آگئی
اپنے وہ شوق و ولولے اوبکے وہ دم بدم نہین

سوز جگر نشاط دل سب تھے شباب کے رفیق
اب وہ کہان سرور قلب اونہو وہ چشم نم نہین

ایسے قرار وصل پر کسکو بہلا ہوا اعتبار
اوپری دل کے ہان کی ساتہہ قول ہی مین قسم نہین

پہلے تو تیاد ہے بہلا اوٹہہ کے کدہر کو جاؤ گے
غور کیا تو مدتون آپ مین آپ تھے ہم نہین

پابر کاب ہین سبھی ہان پہ طلب کی دیر ہے
کون ہوا ہے خلق مین راہ رو عدم نہین

گذرا وہ ایساکون دن جسمین ہوئی نہ کوئی چہیڑ — رات ایسی وہ کونسی جسمین نہ تہے ستم نہین

یہہ تو بتا کمینہ جو ہمکو مٹا کے کیا ملا — قبضہ مین جسکے ای فلک جاہ نہین حشم نہین

اولجہا تمہاری زلف کا پیچ مین آکے کیا چہٹے — کہتا ہے جسکا بال بال دامِ بلا مین جسم ہین

سمجھے ہین شیخ و برہمن دونون کا جب مکین ہی ایک — بیٹھہ نہ آؤ پہر وہان دیر ہے گو حرم نہین

بحر دیگر

ستم ہے آپکے انداز سے پری کیا دلکو بہائی ہین — جہگڑے دیکہنے مین ایسے کہ انسان کبہی آئے ہین

عجب رنگ آسمان نے عزت دم ہمکو دکہلائے ہین — کہ یہان آنکہون نے دم سے ادہر عیادت کو وہ آئے ہین

ذرا تک ہمارے واعظ کسنے نا حق ہم سے — انہین چشمون سے ہمنے خون کے دریا بہائے ہین

نہ کیون پہر اپنا سیر باغ جنت سے ہو دل پہیکا — میرے داغِ جگر لالے سے بڑہکر رنگ لائے ہین

محبت ہو تو لطفِ زندگی غیر و نسے حاصل ہے — نہ غمخواری کرین ایدل تو پہر اپنے پرائے ہین

نہ پہیلا پاؤن پہر شوا اونکا ایدل ہاتہہ آنا ہے — اری چل چلکو ہمین وہ ہم ایسون کو اڑائے ہین

میری جان گر گئی اپنی نگاہون سے دِرِ ابلق — مسی آلودہ دندان جب سے تیرے دیکہہ پائے ہین

بس اب وعدہ وصل اب نہ مانینگے نہ مانینگے — قسم سر کی تمہارے آج ہم پہلے ہی کہائے ہین

یہہ چشم تر ہماری پہر کوئی طوفان اوٹہائیگی — کہ دیکہہ ابر غم کچہہ بیطرح گہر گہر کے آئے ہین

لہو روتے ہین گلہے کہہ کفِ افسوس ملتے ہین — نگار آلودہ ہاتہہ اس گلکے جیسے دیکہہ پائے ہین

کوئی کہدے یہہ اونسی کوئی دم کو تم بہی چل بیٹہو — شہید ناز کی میت اوٹہانے لوگ آئے ہین

ابہی اوٹہہ بیٹہین غفلت جاہی طاقت آگئی صحت ہو — کوئی جہوٹون بہی کہہ دیکے کہ وہ تشریف لائے ہین

یہان ہی خارِ گلشن ایجاد کیا کیجے — نگہ سے سب گری وہ جیسے نظر اونسے سمائے ہین

وہ ہٹ کرتے ہین جانے پر ادہر یہ اپنی صورت ہے
جگر پکڑا کبھی دل دونو ہاتھون سے دبالیے ہین

غبار خاطر نازک ہین جوہر گویا نکلوا ؤ
کدہر جائین یہ کہدو آپکے ہاتو کہا لیے ہین

خدا چاہے تو اپنی نظم منظور سخندان ہو
کہ پہلو حسن بندش کے ہر اک مضمون نکالے ہین

کچہہ اونکی اسطرف تشریف لانیکی خبر سنکے
سر رہ اپنے فرط شوق سے آنکھین بچہائے ہین

چلو جلدی چلو اے اوج کچہہ نظارہ بازی ہو
بڑہانے طوق منت کے وہ لو درگاہ آئے ہین

بحر دیگر

کھائے ہین گل ایدہر بھی ہیں ریحان کھان کھان
دیکھینگے آپ سیر گلستان کھان کھان

پہونچا ہے سیل دیدۂ گریان کھان کھان
اوٹھان اپنی اکھون کے طوفان کھان کھان

جاؤگے ایگل آج خرامان کھان کھان
آنکھین بچہائے عاشق نالان کھان کھان

آج امتحان ہے تکتی ہوا یحان کھان کھان
دیکھین نہین نہین ہے کھان ہان کھان کھان

ولمین حرم مین کعبہ مین دیر و کنشت مین
جوئیان ہین تیرے گبر و مسلمان کھان کھان

والشمس ہے سیاہ وصف رخ بے نظیر ہے
صلی علی عیان ہے قرآن کھان کھان

تیغ زبان کے جوہر ذاتی تو دیکہہ لین
سنتا ہی کدہر کدہر ہین سخندان کھان کھان

بسمل النشاط کا ہمہ تن مین شہید ہون
دیکھو دہان زخم ہین خندان کھان کھان

ٹوٹا ہوا جو ہتا نہ کوئی مشتری ہوا
دل بیچتا پہرا یہ پریشان کھان کھان

پہونچا جنون ستون بہ تو صحراے نجد مین
اوڑا اوڑ کے دہجیان یہ گریبان کھان کھان

ولمین جگر مین سینہ مین پہلو مین قلب مین
حسرت کے داغ رکھتے ہین پنہان کھان کھان

تیر مژہ سے طایر دل تو اوڑا دیا
رکھتے ہو کس صفائی سے ایجان کھان کھان

بازآ اس اضطراب سے آہون سے درگذر
رسوا کیا تو لے دل نالان کہان کہان

بہولے وہ بن کے کہتے ہین ہم بہی تو دیکہہ لین
وہ جستجو مین کدہر ہین وہ ارمان کہان کہان

آباد نا یہ جنت فسادگی محل رہے
رہتے ہے روز سیر پریشان کہان کہان

مدفن سے گلرخان جہان کی کرو تو غور
زیر زمین کہلے مین گلستان کہان کہان

یارب تو مدعیون کو بچا لامکان کی خیر
پہونچے ہین اپنے نالہ کشوران کہان کہان

باہر نہ آپ سے ہو جنداراٹھ کہ سپہر
کیا قصد ہے ارے دل نادان کہان کہان

بقراط سے مسیح و ارسطو سے کیا ملے
ڈہونڈہی تو درد ہجر کی درمان کہان کہان

رویا ہون جنگلون مین پہاڑون مین قبر مین
یاد آئی مجہکو وقت زندان کہان کہان

یہان تک تو خیت تھی پہ اب ہے کو یا نصیب
لیجا لئے دیکہین گردش دوران کہان کہان

یاران رفتگان سے نہ حاصل ہوا نشان
دل صورت جرس رہا نالان کہان کہان

خوبان دہر قاتل عالم ہین جابجا
حیف ہے نذر کیجئے اک جان کہان کہان

اورلہا جو بیٹھے بیٹھے کبھی یاد زلف مین
کوسون نکل گیا مین پریشان کہان کہان

پریون کے جمگھٹے مین تو ہر بت حسین نکلے
عالم دکہا رہا ہے پرستان کہان کہان

کیا پا سکے کوئی حد تیرے صنعت کی انتہا
دیکھے کشمر کا دیدہ حیران کہان کہان

یون دعوی نغمہ سنجی کی بلبل کرے ہزار
پر محو خود او سے ہے گلستان کہان کہان

اوس مہ کا آجتک تو نہ دیکہا کوئی نظیر
ہے ڈہونڈہتا تو مہر درخشان کہان کہان

قطب و کمر تو تیغ تغافل سے چہن گئے
کس کس پہ تجہپہ طرف ہو دامان کہان کہان

قاتل جگر ہی پہلو بہی دل ہی گلو بہی ہے
پہیکے گا ایک خنجر مژگان کہان کہان

یہہ موسم بہار ہے اے اوج پی بہی لو

دابے پیرو گئے پہلو مین ایمان کہان کہان

بحر رمل ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کچھہ سواد خط ابھی رخسار جانان مین نہین
جلوہ گر معنی ہین گو تفسیر قرآن مین نہین

غل کا غل پاتے ہین نے شور سلاسل سے اثر
آج دیوانہ ہے شاید کہ زندان مین نہین

سیر ہی اپنی غرض گلشن سے تھی اے باغبان
دیکھئے جب جا کچھہ جیب و گریبان مین نہین

کب سنبھلتا ہے مریض ہجر بے معجون وصل
اسکے دربان وفہم بقراط و لقمان مین نہین

شوخی و ناز و ادا و اینڈ آر و حسن و دلبری
خوبیان اتنی بہم حور و پری جان مین نہین

ہو گئی جنبش سے ہر نوک مژہ سینہ کے پار
آبداری یہہ کبھی تیرون کے پیکان مین نہین

آجتک قبض کف پا سے ہمارے دیکھہ لو
خون کا دہبا ہے سر خار مغیلان مین نہین

جا کے پہر حال عدم حیرت ہے کس سے پوچھئے
جب نظیر خواب ہی گور غریبان مین نہین

آج جو حاصل ہی دیس ہے یہہ سے رخ گلرنگ کو
پہر تجلی نور کی مہر درخشان مین نہین

مثل اپنے باغ مین اون نالہ کش دیکھے ہزار
پر یہہ سوز درد مرغان خوش الحان مین نہین

بس اسی گردش مین تو لے آسیا سے چرخ رہ
کیا ملے پتھر نظیر اوس بت کا امکان مین نہین

ہمنے ابدال ہو سب سیر گلشن ایجاد کی
گلبن مہر و وفا پر اس گلستان مین نہین

جاؤ جاؤ اس غلافی قول کا کیا اعتبار
جلوہ گر خود آپ ہی صاحب کے ایمان مین نہین

کیا یہہ پیکان سا کھٹکتا ہے جگر مین دیکھنا
نوک تو ٹوٹی ہوئی نشتر کے شریان مین نہین

چھوڑ کر کوے صنم ہے خارج اکسیا کرین
اپنے دلچسپی کی صورت باغ رضوان مین نہین

یار کے دندان و لب سے انکی نسبت ہی کیا
یہہ چمک الماس مین سرخی یہہ مرجان مین نہین

اپنا پیراہن تو کیا اے وحشت جبا
تار تک باقی کوئی صحرا کے دامن مین نہین

زور حاصل ہی کسی صاحب کا نہ زر رکھتے ہین
یون تو کچھ کہہ سکتے ہین ہم بھی وہ کہہ رکھتے ہین
میہمان ہین کوی دم عزم سفر رکھتے ہین
کہہ ولیکن ستانے سے ہی باز آتین
ہے غفلت انہین مہمل مین سے کیونکر کٹنے
شب ہجر اپنے شب وقت کی درازی کیا ہو
کان تک وے کے سے نالۂ دل کیا پہونچے
گرم ہے صحبت مہ ناز و نیاز آپس مین
ور گذر تو بھی خدا کے لئے اے بت ملیا
ایسی صبح مین پہلے کیون نہین آتے کہدہ
اسقدر کھاتے ہین گل قلب و جگر پیہم
منتفی سوز درون ہو گیا خاک طبیب
جب سے خود بینی پہ مایل رہے طبیعت اونکی
نے مدہ بخت کے اونکو بھی نہ دیکھا خوش وقت
کیا فروغ اونکا ہمارے لب و دندان کے حضور
آجتک ہمکو نشان موی میان کا ملا

ہان شب وصل یہ ہر وقت نظر رکھتے ہین
پر میان یہ نہین کھلتا کہ کدہر رکھتے ہین
اپنی حالت صفت شمع سحر رکھتے ہین
نالے پر درد رسیدہ کے اثر رکھتے ہین
کچھ کچھ اس ہمت تو وزدیدہ نظر رکھتے ہین
شام ہجر کی جنبلے وہ سحر رکھتے ہین
زلفین کھولے ادہر اور ادہر رکھتے ہین
وہ بگڑتے ہین ادہر پانون پہ سر رکھتے ہین
منتظر صبح پہ ایسے بالی شمر رکھتے ہین
قتل عاشق وہ اگر یہ نظر رکھتے ہین
نالہ بلبل کا ایک ادہر ایک ادہر رکھتے ہین
ولیکن یہ ہمان صفت سنگ شرر رکھتے ہین
آئینہ پیش نظر آٹھ پہر رکھتے ہین
جو کہ علم و ادب و فضل و ہنر رکھتے ہین
لعل رکھتے ہین یہ وقت نہ گہر رکھتے ہین
اتنا سنتے ہین کہ محبوب کمر رکھتے ہین

او سکے کوچے نے گمان سے نکالی ہے بجھے یہ راہ
ہو فردوس مین اے اوج حذر رکھتے ہین

یار وہ مشق اپنا حقیقت میں جو کر رکھتے ہین
دل لئے عشق کے سودے کا جو سر رکھتے ہین

دیکھ لو حال بھی کچھ تو عدو کر رکھتے ہین
خوف [illegible] اوسکی خبر رکھتے ہین

کر دیئے فلک [illegible] کیا جائے
[illegible] کر رکھتے ہین

دیکھنا سلسلہ درازی میں [illegible]
زلف [illegible] ہم ادہر ادہر رکھتے ہین

ایسی کب تیری [illegible] چھلیا اٹھتے
دیکھ ہم [illegible] کر رکھتے ہین

چلبلا پن ہی طبیعت میں تو بھولی باتین
دیکھو کمسن ہین ابھی کچھ بھی خبر رکھتے ہین

قابل دید ہے آج اونکی بہت متوالی چال
پانون پڑتا ہے کدہر اور کدہر رکھتے ہین

تنگ [illegible] پارہ [illegible]
[illegible] جان [illegible] رکھتے ہین

خاک کرین ابھی [illegible]
آسمان تک [illegible] نالون [illegible] رکھتے ہین

[illegible] وصل [illegible] اور دن کو مبارک [illegible]
جہان [illegible] رکھتے ہین

ایک ساعت [illegible]
تو [illegible] کوئی [illegible] رکھتے ہین

ہے کسی تیغ محبت سے ذرا تا واعظ
[illegible] تو [illegible] رکھتے ہین

تجکو لازم ہے محبت مین تعلق اپنا
تو کسیکے ہون کہ اپنا کوئی کر رکھتے ہین

اوسکے کہنے نہ بلائین نہ بلائین ہرگز
ایسی صحبت سے تو ہم آپ حذر رکھتے ہین

[illegible] نام ہی جان کی خوشبو
[illegible] ہے مشک مقابل مین اگر رکھتے ہین

[illegible] عشق کی [illegible] جائیگی
[illegible] رکھتے ہین

[illegible] رکھتے ہین
[illegible] رکھتے ہین

نہ آئینگے لئی حیلے وہ کیون ہر بار کرتے ہین
چلو ثابت ہوا ملنے سے لیس انکار کرتے ہین

گذارے ہین برابر عیش کے صحبت مین وہ دو دن
ہین تسنہ اس صفائی کے پھر آنکھین چار کرتے ہین

ملی وہ شوکت حسن خدا داد ان حسینون کو
الٰہی سنگ کی بھی ٹھنڈی گرمی بازار کرتے ہین

سمجھائے ہمین کو نارسائی بخت کی اپنی لیکن
سمجھ شوق نالہ ہم او سے لیس دلدار کرتے ہین

نہین باقی ہوش جنون وہ رہ لو روز و شب ہو
الٰہی پھر اک اک دم پر چار کرتے ہین

نہین باری ادائون ہی تو دل عاشق کا چھل بیٹھے
اور اس پر قہر تو دیکھو کہ پھر انکار کرتے ہین

تم ہی پھر دل و نگاہ سے لو کو پہچانتے
سمجھ بین قسمت عشق کے طلب ار کرتے ہین

پہچان ایسی وہ کیا بات ہے تسخیر کر لینے ہو
تو اب لو خدا آشنا ہے انکو یاد کرتے ہین

وہ ڈھونڈتے ہین مشک لین اتری ہوئی بال انکی زلفو کے
وہ نادان ہین جو عزم تربت و تاتار کرتے ہین

عجب ایک باغ گل کھا کھا کے سینہ پر کھلایا ہے
کہ سیر گلشن رضوان سے ہم انکار کرتے ہین

کسی گوشہ مین اے دل بیٹھ کر اب بیقراری کر
یہ کیا اور ونکو بھی رسوا سر بازار کرتے ہین

پھر کس بیدرد سے ڈالا ہی اپنا سابقہ یارب
نکر ادبھتا ہے جب تجھ سا دل اظہار کرتے ہین

شہید ہو کسی ابرو کمان صف لپیٹ مژگان کا
انہین تیرون کو عاشق کے جگر سے پار کرتے ہین

اونہین ہم تک تو آیا رست سے توشا دیے
اے ایدل تجھے اس کام کا مختار کرتے ہین

سولا دے ایک رات او شوخ نے پردہ اکھایا ہین
سر ابلہ استوان الطالع بیدار کرتے ہین

نہین دیکھا اک نظر بین برزخ تک بھی گر چلے آؤ
نہین پھر قصد کعبہ عبادت کا لیس بیمار کرتے ہین

ہماری اب یہ صورت دیکھ کر ہر ایک کہتا ہے
سفر دنیا سے ایسے صاحب آزار کرتے ہین

مساوی اپنے مشرب مین ہے کعبہ دیر کا برتاوا
طواف کعبہ و گلشن دیر کی اکبار کرتے ہین

شریک راہ خلوت جب سے ہمنے دیکھا یا ہے
برابر احترام سجدہ و زنار کرتے ہین

کسی صورت حجاب نور سے جلوہ دکھاوے مجھے
حقیقت مین ہوا جب ایک ہی سلوب دو لوگا
بتیرے انکھونکی آہ گرم وحشت نالہ و افغان

کنارہ صبر سے ارباب دیدار کرتے ہین
تو شیخ و برہمن آپس مین کیون تکرار کرتے ہین
ستم ہی اپنی رسوائی بھی دو چار کرتے ہین

پھر بھی اوج گل کیو لسطے نقش و مصلے ہے
چلو رہین آج کے دن جبہ و دستار رکھتے ہین

کوئی یہہ کہدے جناب شیخ سے چلین چپ کہ مقام ہین
ہو گئے ہین بسم و قتین سبب نہ دیر پے کلام ہین
سے خدا یہہ تو جلد کیجے کیسے ہین خدمین یاد کرتے
یہہ کہو ساقی ابدی ہی دیدہ سے مستونکی سیر دیکھے
یہہ آج بن ٹہنکے جو بیٹھے کدہر کے ہین کئے ارادے
ہوا ایک غم درد و غم کے شامل وہ ہین گرفتار سخت مشکل
ستی یہہ صورت نہ ایسی دیکھی پری کی کیا خبر حور کیسی
یہہ چہرہ دلو عارض مین یا گل نہ یہہ دلو گیسوئے معنبر
کرو نہ ہند سیر بستان گر اسکا آنچل ڈھلکے دامان
وہ حسن صورت وہ شکل کامل یہ ناز و شوخی حیا کے شامل
کبھی نہ تین گے ہاتھ لوگ یہان ہین ہنر ہاج کہو
ہو گئے ہین سب جہد عالم سارے تم ہو یہہ مستو مین تمہارے
گئے ہین پایہ عشق ہی وہ ایسی تلف ہو گئے ہوس و منت دین

اب آکے دیکھین تو ہم نے کیا دیا وہ دیا جو گر اپنے نام پر ہین
ہماری ملنے کی طور ایک فقط پیام و سلام پر ہین
تمہارے آسائشونکے ہمارے تو سب محول غلام پر ہین
گر شمع مستو ارپت کے اپنے تو منہ سے ایک جام پر ہین
کہ ناصل نہو عاشقونکے تمہارے دیدار عام پر ہین
خدا ہی جانے یہہ حسرت دل بہت ہی ہے کس مقام پر ہین
اب ایسے مستو حسن و خوبی تو سب انکے نام پر ہین
یہ صبح صادق ہے وہ تو فوق رکھے سیاہ فام پر ہین
دلونکی پامالیان سرجان تمہارے حسن خرام پر ہین
تعریف انکی جو تم ابدل ہمارے ماہ تمام ہین
انہیں کا تو واعظ نہ ایسی مسجد کے طریق امام پر ہین
جو اس زمانہ مین قول آتا رہے ہم ادا ہی کلام پر ہین
ہمیشہ کرتے لعنت ہم اپنے اس عقل خام پر ہین

ہین وہی پا در رکاب جب فقط اعلیٰ کی بہین راہ کسے
ارادے ملک عدم کے اپنے نہ صبح ہین نہ شام رہین

خطا سے ہو کو الطاف سے آزاد کرتے ہین لی
بتون کے عشق سے شادان دل ناشاد کرتے ہین
ہی گر حضرت جوش جنون امداد کرتے ہین
ہم اپنی رخت تنکو اسلئے آزاد کرتے ہین
اگر کچھ توجہ وامق و فرہاد کرتے ہین
سی صورت تیری صورت کا خاک ہو نہین سکتا
جہان صاکتو نکو بوا بھنون کو نالا ہے
ر کاٹتے ہین خود نہ جنکم قتل ہوتا ہے
ہین کیا خاک اس وٹی سمجھ کو وا ای نادانی
جنون پھر انداون زور و شیری فصل بہار آئی
ہانسے لائے فولاد کا دل عشق کے سینے کو
شکایت ونکی کیا لکھا ہے اپنی اپنی قسمت کا
ربجسن مین حوران جنت کو پری کیا ہے
ی منصف ہی اے بت خدا کیواسطے کہدے
ادھر تیغ ہے گردن اور ادھر ہم اپنے قاتل کو
یا شہید لکار اوٹھتا ہے ہم بیکی طرح کو کو

نوجہ جوہر رو وستمگری پر ہمین بنیاد کرتے ہین
فی دسے پہر اس کعبہ کو ہم آباد کرتے ہین
نوا بلکی حسینکے ہوس وامق و فرہاد کرتے ہین
گریبان سے گلا گھٹتا ہے جب فریاد کرتے ہین
کہ باب عشق کی تقسیر ہم سے یاد کرتے ہین
غیبت خیالات کیون مانی و بہزاد کرتے ہین
مرا ہے جو کچھین ہمارے حسنین کیا ایجاد کرتے ہین
ستمگار تیغ ہین ورا و طلب جلاد کرتے ہین
کہ خود ہوتے ہین رسوا اور ہمین برباد کرتے ہین
نظام سلسلہ بندی ہیر ابتدا کرتے ہین
کہ ہر روز وہ اک تازہ ستم ایجاد کرتے ہین
کسیکا دل وہ لہاتے ہین کسیکو شاد کرتے ہین
ملک وہ کہ نہین سکتے جو آدم زاد کرتے ہین
بکے جاد فشانی کا خوش بیداد کرتے ہین
دعای خیر ریز خنجر فولاد کرتے ہین
کسی گلشن مین جب انکا آرد شمشاد کرتے ہین

دل میں اوسکی صحبت ایک گل سے سلیکی
اذان میں جیسے تو وہ ناقوس میں فریاد کرتے ہیں

تیرا جوش جنون سے پھر کے نار رنگ لائیگا
ارادہ خون کے لینے کا عبث قصد کرتے ہیں

پلٹ کر اونچ ابھی کیا جانب ملک عدم جائیں
میان پوری ہے اپنی عید کی میعاد کرتے ہیں

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل الجھ اوس سے تیری زلف دوتا سے کچھ ہو
ہوئی سودا کہ اجل آئی بلا سے کچھ ہو

اے طبیبو مرض الموت ہے آزار عشق
ہو دوا جسکو میسر نہ دوا سے کچھ ہو

انتظار اوسکے میں کھینچیں نفس چند افسوس
ہاے مہلت جو تقاضائی قضا سے کچھ ہو

قاتل شہر میں کیون نرچہ مرجان ڈھونڈے
ہم سری گر تیرے رنگ کف پا سے کچھ ہو

سچ ہے معشوقوں کی ہوتے نہیں جانبر عشاق
جان لے لیتے ہیں انداز و ادا سے کچھ ہو

تیرا احسان ہو سبک دوش کبھی ہوں القاتل
تم سے چھوٹیں جو تیرے تیغ جفا سے کچھ ہو

شک نہیں ہیں وہ بہشت کہیں واللہ یقین
بات پوری بھی شب وصل حیا سے کچھ ہو

چلیں کوچۂ الفت میں عدم کہہ ہیہات
آشنا ہی رہ مہر و وفا سے کچھ ہو

طاق ابرو سجدہ ہی عشاق سے تو بدلے بت
سرنگون تو ہی بھلا خوف خدا سے کچھ ہو

صحبت یاران مشکل ہے گذرنا اے دل
چاہیے ہمکو تخمین جو وہ بحث ریا سے کچھ ہو

ہو کے پیغام جو ہوی ہے کہا یت موقوف
اے پیام زبانی ہے صبا سے کچھ ہو

ظاہر اوس پیشانی نہیں ممکن ہے اے روح
ہاں مگر کچھ بھی تو تائید خدا سے

بحر ہزج مثمن مقصور ارکان مفعول مفاعیلن مفاعیلن

میخوار ہو یا کہ پارسا ہو حق بین ہو حقیقت آشنا ہو
ہم مشرب یار نے جفا ہو کیا لطف ہو مطلب آشنا ہو

دیوانہ ہو شورش بلا ہو سودائی کسی زلف کا ہو
پیمانہ پر ہو تو ہو کب سمجھتا غیبی [illegible] کیا ہو

بیہودہ لیا جہاں کسی بولے دیکھو تو کوئی نہ دیکھتا ہو
آہستہ کہو [illegible] سخن رہا ہو

پیمائی کی ہوس کرے وہ جسکا پیمانہ عمر بھر چکا ہو
[illegible] خطا ہو

صانع کا نہیں ہوں بندہ آپ کا فر ہو جو منکر خدا ہو
اوس [illegible] باد نسیم چل رہا ہو

گر قطع ہو کسی رشتۂ الفت زنار کو توڑ پارسا ہو
ہی صدق کہ [illegible] اوج ساقی [illegible] ہو

بحر رمل مثمن مخبون [illegible] فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

[illegible] پھر و چلتا ہے بنا کر چپ [illegible] کو
[illegible] ہی پھر کس کس روش [illegible] پامال کو

[illegible] کیا اک شعلۂ آہ و دل [illegible]
اثر اشخاص کہتے ہیں [illegible] سوال کو

[illegible] باتوں پہ عبث اوس بت کو [illegible] کر دیا
تو نہ [illegible] سرخ [illegible] چال کو

[illegible] اس مجنوں کی وحشت [illegible] میں
منزلوں سے آئی [illegible] قیس استقبال کو

[illegible] پر کرین دیوانہ پن کی ہوس
[illegible] سنگ اس [illegible] اطفال کو

نقش [illegible] صانع قدرت نے یکتا ہی کیا
زلف و رخ کو چشم کو دندان لب کو خال کو

[illegible] خندگان خاک [illegible] کیا حشر کے
[illegible] پا کر نہ اسے [illegible] غلغال کو

[illegible] زبان [illegible] شعر کے [illegible]
[illegible] کو

بحر ہزج اخرب [illegible] مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

شادان وہ او رخود سرور اپنے دل ہو — خون اپنا اگر وقف تیغ دم قاتل ہو

ہم نالہ ہو گر بلبل خفت ابھی حاصل ہو — واں غنچۂ داغ پر خون سے کیا لالہ مقابل ہو

دیوانے ہو جدا و ہشیار ہو غافل ہو — ہو فصل بہار آئی تیار سلاسل ہو

حسن رخ مہرویاں کافور ابھی ہو جاوے — گر نالہ نہ عارض پر صورت فلفل ہو

اب پوچھ یہ نا منصف و شام دے کیا کیا — ہے شکر کہ ہر بات سے کچھ دل میں تو غافل ہو

قاتل میرا کمسن ہے ہی خوف نہ ڈر جاوے — شاباش تین سنتے ہر للہ نہ بسمل ہو

انسان تو ہے کیا منہ کی کھاتے ہیں فرشتے یاں — وہ چاہ ذقن ہے تمہیں جنکے چہ بابل ہو

آنکھوں سے تیرے یہاں مجنون مشتاق زیارت ہیں — اے رشک ہے لیلے وا پردۂ محمل ہو

کیا دیر ہے اوٹھ اے دل چل پوچھ بیابان کو — جنت ہی کہ جیتے جی فردوس میں داخل ہو

رکھتے ہیں تن بیجان پشتارہ گناہون کا — دیکھون ہے [illegible] رب کیونکر [illegible] کو کی منزل ہو

کیون قصہ یوسف پڑھ واعظ یہ کہانی ہے — وصف رخ زیبا ہی جب ہو تو کا قائل ہو

ہے اسم علی یارو کیا نام خدا دیکھو — حل ہوتی ہو لیا [illegible] سے گو کیسی ہی مشکل ہو

صبح [illegible] قبر اپنے ہی لکھ دینا — [illegible] وفا [illegible] نہ مائل ہو

[illegible] سہلا تو کیا تاب [illegible] — [illegible] اگر دیکھیں تو مقابل ہو

مشہور [illegible] اوج [illegible] — یاں ہم ہی [illegible] بتلون میں داخل ہو

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

نور حق صاف ہی باطل سے عیان دیکھو تو — شان خالق ہے کوئی حسن بتان دیکھو

[illegible] غیر [illegible] جتاتے ہو کہ یاں دیکھو تو — ہم ہی کیا کرتے ہیں ایجان جہان دیکھو

کیون اوڑلے نہ ہو عبث دامن پہ لگے پر تیرے
آک ذرا بیت بہ تعرض زبان دیکھو تو

لا مکان کو طپش درد جگر سے پہونچا
آہ سوزان کی کسے جا سے کہان دیکھو تو

یہ کوئی بات ہے زندہ ہو عاشق پس مرگ
ٹھوکری ٹھوکر تو لگا کر اسے ہان دیکھو تو

نوبت کوس رحیل آئی پہ کھٹکا ہی نہیں
غافلو ہیچو سے خواب گران دیکھو تو

شکوۂ خاطر سے فراموش ہو گیا امکان
نظر لطف سے پہونچون ہے یہ جان دیکھو تو

آگیا عالم پیری نے ہی آ لیتی شباب
سیل طوفان ہی ہے بس عمر دوان دیکھو تو

یون کف خاک پہ کیون [illegible]
آنکھ اوٹھا کر ادھر [illegible] شان دیکھو تو

آج پہلو ہی مین ہو [illegible] دل [illegible]
[illegible] گمان دیکھو تو

بحر [illegible]

ایک نظر پہر ادا ہین ایجان حسن [illegible] دیکھین تو
[illegible] دیکھین تو

کیسی کیسی ہین تہ خاک نگین [illegible] دیکھین تو
[illegible] دیکھین تو

[illegible] مانا [illegible]
[illegible] دیکھین تو

[illegible] جگر تھام کے ہرگز [illegible]
[illegible] دیکھین تو

[illegible]
[illegible] دیکھین تو

[illegible] مین ہی [illegible]
[illegible] دیکھین تو

[illegible] چڑہ جاتی ہین [illegible]
[illegible] دیکھین تو

[illegible] لے کان ملاحت [illegible]
[illegible] کلام [illegible] دیکھین تو

[illegible] خاک مین سامان تکلف ہی ہی [illegible]
[illegible] دیکھین تو

ہے سحر و ستانے سے نہ باز آئنگے
ہان چلی جاتی ہی کتنک یہہ ہمین دیکہین تو

اونکو اوٹہہ جانیکی پہلو سے ابہی فرصت نہین
منتقل تجکو کہے قلب بستر ین دیکہین تو

جسکے سو رہے اشارونسے ابہارین ہم بہی
استطرفت ہاسے وہ محفل مین کہین دیکہین تو

کوچہ یار سے تو یہ اوسے کیا نسبت ہے
کہد و رضوان سے ابہی خلد برین دیکہین تو

آورج جہگڑا ابہی دو باتون مین فیصل ہو جائے
پر در صلح سے کچہہ اونکو فسرین دیکہین تو

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیکہتے اک نظر لطف سے گر تم مجہکو
یون نہ آنکہون سے گراتے کبہی مردم مجہکو

جہگڑا آپسمین ہے آپ کا فیصل ہو تو خوب
تمکو سمجہاؤن مین معقول کرو تم مجہکو

آج رندونمین ہی شہرت مرے میخواری کی
کیسا ساغر کبہی کافی نہ ہوا خم مجہکو

کیا کرین سجہا گل اندام جو پہلو مین نہ ہو
بستر خار ہے فرش خز و قاقم مجہکو

فرض ہے جو سر ابروے لیلے کا طواف
خاک مجنون پہ مناسب ہے تیمم مجہکو

گریہ طوفان ہے اوٹہانے یہ خدا خیر کرے
کشتی تن کا نہ لے ڈوبے تلاطم مجہکو

تہے ہمین اک نظر قہر کے حقدار و نہین
تمنے ایکروز نہ دیکہا بہ تبسم مجہکو

جہان خود اپنا نہین پاتے ہین نشان وہ دل
آستہ یاد نہ ہا جبکے لیا گم مجہکو

داغ کہایا ہے فقط تیری محرومی پہ
ہین بہت سنگران دیدہ انجم مجہکو

پہر ہر آتی ہی جو ہر بار طبیعت اسے آورج
کسکا یاد آ گیا انداز تبسم مجہکو

بحر ہزج سالم ارکانش در ہر مصرع چار بار مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

یہہ کہہ سکتا ہیں عشق میں پیدا کر ہمکو
کہ تیری اور کی اور کی یہہ لو بھی ہی خبر ہمکو

کرین سو سو فدا الک ایک تار زلف پر اونکے
کہین ہون نافہ مشک ختن ممکن اگر ہمکو

بہی دریا عالم اپنی ہی اسجان بار یابی ہو
نہ ہکو خوف رسوائی نہ غیبت سے خطر ہمکو

یہان ہاتھ آئے یہہ تو غیر ممکن ہی میان لیکن
عدم پہونچائیگی نالاش مضمون کمر ہمکو

نہ آیا کیا تخم الفت فشر عشاق نے بوئے
نظر آیا نہ کوئی نخل اسکا بار ور ہمکو

مشرف جلوہ محبوب سے یہان کبھی تو ہین لیکن
نظر وہان طور پر ہوسے کو آئی بام پر ہمکو

مطلع

ہکو پیوست قاتل سے ہو ممکن کیا مفر ہمکو
نہ اسکو خوف خالق کا نہ یہان مرنیسے ڈر ہمکو

پہہ اپنی نے پری سے پاگل ہون سر دکا ہین
ندامت نے ہتھی دستی کے کاڑا تا کمر ہمکو

عدم مین بیخبر ہی دور کی کیا یہہ تپش سے
کرہ اگر ملک ہستی مین نہ آیا کچھہ نظر ہمکو

ڈرایا ہے کبھی شیخ [illegible] ہی اے اعدا
یہان کافی ہے روز حشر توبہ کی سپر ہمکو

وہ [illegible] دل [illegible] ہی ہو [illegible] آنکھ
دیکھا اپنی کشش کچھہ آج پر آہ اثر ہمکو

کیا بند آنکھہ کو انظار نگار عالم سے
کچھہ ایسی بھا گئی نیشتر داغ جگر ہمکو

زہے قدرت ہو کل زیر قدم انکھین بچھاتے
ہی ہین چشم پوشی آج کرتے دیکھکر ہمکو

نہ ہرگز اوج سوئے عالم ایجاد رخ کرتے
پہ کیا کرتے نہ تھی انجام کی مطلق خبر ہمکو

بحر ہزج سالم ارکان مثمن ہر مصرع چہار بار مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

میسر یہان سبھی ہی پھر کیون پوچھتا سارا جہان ہمکو
نہین ہاتھ آئے تقدیر سے اب قدردان ہمکو

رہا گو اتفاق سیر گلزار جہان ہمکو
نظر آیا نہ گل سا کوئی بھی غنچہ دہان ہمکو

لحد مین جب نظر آئی نہین ملتی امان ہمکو
نہ دیکھا چین کیا زیر زمین بھی آسمان ہمکو

طلب دل کر کے ہو کیا آزماتے مہربان ہمکو
یہہ کیا ہے جب عزیز اپنی نہین صاحب جان ہمکو

دکھا کیفیت اک سیر بوستان ہمکو
کوئی پھر لے گئی اے صیاد یاد آشیان ہمکو

ہوا اب آپ کہان تصویر مین اپنی گوشہ گیری ہے
کہو والے نے بنایا ہے مشکل آسمان ہمکو

ارے سارا جہان چھانا ہے روز و شب کے گردش مین
دکھایا پھر فلک اولسا کو کوئی نوجوان ہمکو

وہ آج اس شوخ و فرامشی مین شاید یاد کرتے ہین
بتا آنے مین کیسے ہم خود دیکھ چکا یان ہمکو

لگی ہی تھی نگاہ نے تیری کچھ و شوق سے کھائی
عزیز آخر سگ جانان نے کب ہین استخوان ہمکو

کھائی اپنی دردمندی تربت اونکو سنو لے
سنیہ تا جو کوئی قصہ جوان خوش بیان ہمکو

لحد مین چین سے سوینگی کیسے پاؤن پھیلا کر
دکھانے کا ہے محشر کی یہ خواب گران ہمکو

طبیبو بس تشخیص مرض مین درد سر کھینچو
یہ ہے سودائی عشق کا کل عنبر فشان ہمکو

خیال غیر کی اس مین گنجائش کہان صاحب
تصور آپکا کافی ہے بس اے مہربان ہمکو

جو پانی پانی ہو کر آج بحر چشم مین ڈوبے
نظر آئے جو اونکی چشم آب روان ہمکو

ستم یار نے پہلے موت ہی آنا مناسب ہے
اوٹھا ایکون بار فرقت یہہ کہان تاب و توان ہمکو

تو اس خاک مین خاک اپنی ملجانے کی حسرت ہے
نہ تھا الکو نام کی خواہش [illegible] آشیان ہمکو

پھرین کیون شمع بسمل کی طرح لوٹا پین
کہ ہے سو بار روح اے یاد رفتگان ہمکو

بحر ہزج مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہا ایسا کہ جسکے فہم مین سامع کو دقت ہو
وہ مضمون نظم کرنا چاہیے جنمین فصاحت ہو

اسطرف ہو کوئی اوسکی اجازت ہو
کسیکے درد دل سننے کی ٹھہری کچھ سخاوت ہو

الٰہی ہم رہیں سودا ہو جان و تن میں فرقت ہو
تم اک قاتل ہو طالب ہو جو عرض ہو بہت ہو
وفا ہم میں ہیا جو حرکت ہیں آپس و سر سر کہ
نہیں آتے نہ آئیں وہ کہاں تک ہم رہیں تڑپا
پھر اصحاب الجراد و کہیں رکھ رسوائی عالم کر
ظالم اب خود اپنے ہاتھ سے بہت پہنچی ہے
تکلف جانے دینے میں ہم یہاں اے اہل کو سکو
غنیمت جانتے ہیں ٹھوکریں کہاں تیری در کی
پھر البتہ ہم یہاں خاک پر سر الغرض کب تک
پھر دل جاتا ہے اب صاحب غنچہ مندی میں دیکھیے
الٰہی واج مشتاقوں کو ہے نقاب المط
عمل میں لا ہمیشہ خلق و احسان و مروت کو
چھپا دے سر ساقی و غنچہ کی صحبت میں جا کر
پھر اشتیاق بلا لے خود وہ اور تیری نسیم میں بکرے
نہ ایسا ازار کر مجھ ناتوان کو اے شب فرقت
تیری چہروں میں اک صورت ہے صورت ہی ہیا و اسط
طبیبوں کہو لے سو دیکھ نسخہ نویسی سے تو
تو دور آتش سے زاہد یہاں بھی ہیں اعتقاد اپنا
ہے کہ دوزخ میں یا فردوس میں ہم کو جگہ بخشے

نہ بندہ پر کوئی ایسا گرفتار محبت ہو
بلا سے جان مشتاقان ہو فتنہ ہو قیامت ہو
وہی اک تم ہو جو غیر نشے و ہر شب گرم صحبت ہو
الٰہی موت ہی آجائے جھگڑا جائے فرصت ہو
گوارا سب ہے ہم اے عشق جو تیرے بدولت ہو
یہ کیا مرنے پہ پھر قاتل کا کیوں ہم یوں منت ہو
عیادت کو وہ بالیں پر تو آئیں اتنی مہلت ہو
جنہیں ہو ہم نصیب اس کو جسے پروائے جنت ہو
لگے ہی ٹھکانے اس کے کوچہ میں جو تربت ہو
تمہیں تجویز کر لو ہم یہاں جو اس کی قیمت ہو
نہیں زیبا متاع حسن گرفتاروں کی دولت ہو
برا ہے تو نہ کر اے ہمیں جو سیرت ہو
عیاں کچھ اہل تقویٰ پر نہ رندوں کی کرامت ہو
کہیں کچھ چلیے چلتے راز دل ممکن جو خلوت ہو
کہ مر سکے پر سلک کوئی قسم سے اک ندامت ہو
جو ہو ان ناز و ادا اس کے بھی ادا کی اس کی شرارت ہو
میری جان یقیں تن سے نکل جائے تو رحمت ہو
جو ہم کیا جو اس کا ہوش پھر دریائے رحمت ہو
گنہگاروں کو کیا ہے قدر جو اس کی مشیت ہو

کفیل حال بندہ کا وہ رزاقِ مطلق ہے

زندگی اپنی بہت نقصد بچہ یہ

ابرو ون کا اوسکے شیدائی ہوئین

نالۂ پُرسوز سے سر ہونے کو ہے

خود چلے آئین ابہی دیوانہ وار

فصلِ گل آئی جنون زور پہ پہر ہے

سائلِ بوسہ ہے دل کچھہ مین نہین

صلحِ اقرارِ زبانی پر نہین

آج ملکِ حسن پر قابض ہین آپ

رہتے پہر شوق سے ایمہربان

جز کفن کچھہ ساتھہ جائیگا نہین

کیون شہادت نامہ رکھین کیا حصول

کیمیا کی فکر چھوڑ اے بوالہوس

سلم آخر بھی تو قاتل لیکے چل

آگے در تک کیون نہ پہر جائے وہ شوخ

بیکس کا خون اڑے دامن سے دہو

دیکھہ پہر چھیڑین مری کرنے لگے

آج یارہ بادہ فنا ہاتھہ آگیا

ردیف ہاے ہوز

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہو کے اوس سیماب وش کا عکس بردار آئینہ	قطرۂ حیرت سے بنا ہے نقش دیوار آئینہ
الغرض رکھے نہ پیش نرگس زار آئینہ	ہے خلاف مصلحت دیکھے جو بیمار آئینہ
خود وہ ہی پرتو فگن قلب مصفی چاہیے	صاف منہ دیکھے جو رکھتا ہو نہ زنگار آئینہ
باعث خود بینی عالم سمجھتا گر اسے	کرتا کیوں ایجاد اسکندر سا ہشیار آئینہ
کب بھلے کدورت سے دل نازک ہو صاف	چھائیاں ہوں جسمیں المشفق ہی بیکار آئینہ
الکن اٹھے نہ اور جائے یہ دیر تک ہے ہمیں	دیکھو اوس خود بین کے منہ چڑھتا ہے بار بار آئینہ
اوس پری پیکر کی عکس زلف مشکیں فام سے	صاف دکھلاتا ہے سیہ بلک تار آئینہ
اڑ لیا اوسکے رفیق بزم خلوت میں یہ چار	تیغ خوں آشام شانہ زلف خمدار آئینہ
کیوں نہ جھکوں روبرو اوس صحن رخسار کی	ہے مگر طوطی کو کرتا چپ یہ گفتار آئینہ
دیکھا ہے گر صفا اوس روی عالمتاب کے	منہ کسیکو اپنا دکھلائی نہ زنہار آئینہ
اپنی آہ گرم سے پگھلا وہ سنگین دل حیف	کسطرح پتھر سے کر لیتے ہیں تیار آئینہ

اوج پھر کیوں مشتری وہ خود پسند اپنا ہو
حسن کے کرتا ہے جب گرم بازار آئینہ

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

رحم کر رحم خدایا رب میرے کردار کو دیکھ	عفو کر عفو نہ عصیان گنہگار کو دیکھ
دور کر جلد سے بس قلب کے زنگار کو دیکھ	دل کے آئینہ میں پھر عکس رخ یار کو دیکھ

ولہ

یہ کہا ای اوج اب درد کا ...
ہاں جو ممکن وصل کی تدبیر ...
چاہیے گردن نہ شمشیر ...
کھینچ کے ہشیار ...
آہ میں اپنے اگر تاثیر ...
سلسلہ بندی کی ہاں زنجیر ...
جو کہ مجسم ہے اوسے تقدیر ...
قول مفصل ابتدا تحریر ...
ایک بوسہ اپنی بھی جاگیر ...
پہلے ثابت تو کوئی تقصیر ...
عاقلو کیوں در پے تعمیر ...
بس کہ تن میں یار کی تصویر ...
خاک ہو جا سلکہ تو خود اکسیر ...
قتل میں مجرم کے کیوں تاخیر ...
جبکہ برگشتہ مری تقدیر ...
ڈر کوئی شاید گریبان گیر ...
یا ابھی لکھتے تھے کیوں دلگیر ...
ہم نہ کہتے تھے کہ خوش تقدیر ...

نا امیدی سے نہ کیوں قبر میں پھیلاؤں پاؤں
ہاتھ کھینچے جو مسیحا مِرے آزار کو دیکھ

سینہ ہے پالتو نہ الٹ پڑا کیا مقصد ہے
آو غلط فہم ذرا غور نے لے گفتار کو دیکھ

چشمِ راحت سرِ بیدار سے ہے گلشن میں
آنکھ اوٹھا کر تو کبھی نرگسِ بیمار کو دیکھ

دلِ پُر داغ کا نظارہ کرا کے رشکِ چمن
سیرِ گلشن کو نہ کیفیتِ گلزار کو دیکھ

یاوہ گوئی پہ زبان کھول نہ للہ واعظ
کر نظر حق پہ بہلا جبّہ و دستار کو دیکھ

حسن کے جلوں کے خواہاں جو ہوئے ناز تِرا
نرخ چڑھتا گیا آئینہ خریدار کو دیکھ

شکوۂ ظلم و ستم اوج کرے کیا لیکن
ہے ستانا کسی ہمّے دلِ افگار کو دیکھ

بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دل میں چبھتے ہوئے نوکِ سرِ خار کو دیکھ
آنکھ اوٹھا کر یہ نہ جا تشنۂ یار کو دیکھ

کبک خود چال کو بھولی کسی رفتار کو دیکھ
سرو گڑ گڑ گئے گلشن میں قدِ یار کو دیکھ

عازمِ منزلِ مقصود اگر ہے بخدا
ناصحا پھیلے درِ خانۂ خمّار کو دیکھ

گرمیاں آتشِ دوزخ کی سہی ہونگی ای شیخ
بارشِ ابرِ ترِ دیدۂ خونبار کو دیکھ

ہو گیا مصر میں یوسف کا بھی سودا ٹھنڈا
او شہِ حسن تِری گرمیِ بازار کو دیکھ

مخلصی پائیں جو ہو محوِ تماشا صیاد
ذبح کر کے کوئی کھٹکے کسی دوچار کو دیکھ

کل جو آئینہ میں خود ہو گئے تماشائی زلف
محوِ ہیبت تھے طلب میں جدا تار کو دیکھ

دل میں حسرت تو ہے پاؤں ہی الجھتا [illegible]
اوج ہم سے چلے فرازِ شہ ابرار کو دیکھ

بحرِ رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

وہ ہے دلکی لگاوٹ اور سینہ خود کے ساتھ
لب اوٹھے ہیں درد کو پاکر جو بیٹھے کر کے ساتھ
دشمن جان بھی رہے سب کی دنیا ہی دنی
ایک جا ہے ساشب قیمت کب یہ ناتوان
ساتھ اپنی ہی اوٹھی سب راہ و رسم مسکینی
ہے قاتل تو پوچھا اوسکا بھی منہ پھیر گیا
خستہ سپاہی کیپہ تیر کو کیا ظالم نے فتح
رشتہ پانی سے بھی بہتر ہے دنیا میں لہو
زہر بخشی بھی تیرے الفت کا دم بھرتے ہیں
ہاتھ تو لے کے عرق اور سپہرہ گلرنگ کا
گو رہین لیکے چلے عشق تمہاں تیغ و سپند
بل نہ نکلا کبھی زلفوں کا تو بانسے بھی دو
خو رحیق اپنے تیغ و طاقت و عقل تمیز
اک قضا ہے نگینہ کی دوسرا قاتل گواہ
ملکے آوت شیرینی جنت پہر جدا ہوتا ہے کیا
لگ گیا تعلیم دل تاراج کرکے اک نفس
عین نقصان ہی ملکے ہیں تنہائی کی دوستی

ربط شیشی کا ضرر سے ہم موقوف کے ساتھ
عجب ہے مزہ فرقت میں ہم ترے دل مضطر کے ساتھ
دوستی کی اتنک اس مجہ نے کشش ہر کے ساتھ
آہ کی جھونکو سے اوڑتا رہی ہر الستر کے ساتھ
دفن پا گئم ہوا میں شیشہ و ساغر کے ساتھ
اپنی گردن نے لگاوٹ کی بہت خنجر کے ساتھ
کیا سلوک اب دیکھئے کرتا ہے نامہ بر کے ساتھ
جس نے وا کر وار دے چھوڑا نہ دم گھر کے ساتھ
قتل واثق ہے وہ مر دو لگا جو اس کے ساتھ
ایک قطرہ کبھی برلین ہے پ گوہر کے ساتھ
ہے نے بھی کیا اس نے سنگ کا دیا مر کے ساتھ
پیچ اوٹھا دے گئے الجھ کر نہ سب سر کے ساتھ
چھوڑ بیٹھا کے عشق کی منزل میں سب ڈر کے ساتھ
دو پہر عادل بس ہین اپنی خون کی محضر کے ساتھ
کر بھم وہ ربط جو ہے ہیئت کر شکر کے ساتھ
ہے جو ڈالی اپنی آہ و نالہ کی لشکر کے ساتھ
اور ج لوح قلم کہ لو نقش آب زر کے ساتھ

بحر رمل مثمن محذوف مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل لگا شوق سے اوس بار یہ صد ناز کے ساتھ
یوں ہی دوری میں بھی ہے قربت قدم ناز کے ساتھ
شوخ آ گئے کبھی طبیعت ہی یہ انداز کے ساتھ
مجلس صحبت سے چھوڑ کے نہ وہی بجا نالہ یارب
زندہ ہو جاتے ہیں اب بھی قتیل نگہ ناز سے
منہ چھپا کے ہیں سنا چرخ کی اور شکستگی
لوٹ کا شیخ کا بھی جادۂ تقوی سے قدم
اسلئے سینہ زنی کرتے ہیں نالوں کو شریک
اک قوی دست کے بس میں ہیں نہ کیوں کر ہوتے ہیں
لب جو ہولے سے نکلتے ہیں اک ایسے ہوں
مرغ جان اس قفس جسم سے ہووی تو رہا
وٹھنا کسنی سکھایا ہی بگڑنا کیسا
… چلتے ہیں کیا پاؤں کی آہٹ سن کر
… ہیں ناقہ لیلی نہ اوڑاتا ہے گرد
… باتیں تیرے فرقت میں رہا کرتے ہیں
… تیرے گھر کا منت تو کیا ہے لیکن
… کا موتی کی چھلنی سے نکلنا تو نہ تھا
… ڈے آپ کے سب سیکھنے ہیں قصور
… دی ہیں مجمع احباب نے کس سامان

فکر انجام کی کیا چاہیے آغاز کے ساتھ
جسطرح سایۂ طایر اوڑے پرواز کے ساتھ
یوں وہ کب گھر سے نکل آتی تھی آواز کے ساتھ
ساتھ بھی تو اتنا کسی ہمساز کے ساتھ
وہ تھے ہیں یوں اور آواز ہیں آغاز کے ساتھ
تیری کشتی کو چلا ہیں کسی اعجاز کے ساتھ
پھر پڑا قافلہ بیمار کے جو آواز کے ساتھ
لطف اوس سوز کا پھر کیا نہ ہو ساز کے ساتھ
کام کنجشک کا اقتصر ہو باز کے ساتھ
کبھی دیکھا ہی تو دیکھا کسی غماز کے ساتھ
جا ہی پہونچے گا حرم ایک ہی پرواز کے ساتھ
لطف لازم ہے تمہیں عاشق جانباز کے ساتھ
کان کرتے ہیں کھڑے گل تری آواز کے ساتھ
قیس پیش آتا جو جبال سے کچھ ناز کے ساتھ
مشورے ہیں ہیں شب اسی ہمراز کے ساتھ
اپنے چلتے ہیں اک اک قدم اعجاز کے ساتھ
اسد … تازی کا نظارہ کیوں … کے ساتھ
ولکوا … کے کسی شعبدہ پرداز کے ساتھ
وہ جنازہ مرا دیکھ لئے ہیں اعجاز کے ساتھ

کیا بیان ہو کہ شب وصل میں ہم لوٹے اوس
ایک بوسہ تو دیا اوسنے بہ سو ناز کے ساتھ

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بھٹکتا دشت میں جون قیس آ گیا تھا دیوانہ
اوٹھا کر گرد دل سے میں گم گشتہ کا شانہ

کریگا ہم سے میخوارون کی تسکین خاک پیمانہ
گھٹا اوٹھی ہے بند ہے پلکے توڑ و قفل میخانہ

تھے اک جھپکی لگاتی ہے جو ہر دم یاد آتی ہے
وہ باتین وصل کی شب کی وہ کیفی مست جانانہ

زبان کو ورد ہے نام صنم یا تیرا دے لکو
گھسے ہیں عشق نے شیخ و برہمن دونو بت خانہ

تھے اپنی جیب اپنی آستین کی شمع پروانہ
اگر سوز جگر سے ہی تو کچھ محرم پروانہ

کسی کو منہ لگایا اوسنے یہان تو نہ پوچھ قسم آیا
ہوئے چاک دل غم سے جو اوسکے سر پہ شانہ

چمن پر پھر سے جوبن آ گیا فصل بہار آئی
ہٹا او دوستی صیاد سے گلچین سے یارانہ

سہے کیا کیا کچھ فرقت کے صدمے اوٹھائے ہیں
لیا ہے ضبط نے کیا اپنے دل سے کار مردانہ

کیا خاک لحد نے خاک اونکو جو اٹھا جینے
کلاہ زر فشان دیکھا کئے پوشاک شاہانہ

ہوا ہون بس کہ صحرا میں دوست آبادی سے نفرت ہے
پھرا ان روزون پسند خاطر وحشی ہے ویرانہ

پتا اوس یوسف ثانی کا سوجھے الٰہی مبارک ہو
متاع جان ہے قیمت نقد دل کھوا اوسے بیعانہ

بس مردن میری یہہ مشہور تھے ملکے زندون
و دا سے وحشت رزم تھا اوج ہو مدفون نہی ہے

بحر رمل مثمن مجنون مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فاعلن

فتح ظاہر ہوئی جب منہ سے کہا بسم اللہ
ہے کلید در مقصود سجا بسم اللہ

قتل عاشق سے جو منظور ہے تو آ بسم اللہ
یہان بھی موجود ہیں راضی برضا بسم اللہ

لڑکھڑایا جو وہ سرشار شراب ہی حسن — شیشہ و جام سے خود اٹھ کے صدا بسم اللہ

طاق پر شیشہ دانش کو مسلم نے رکھا — ناز و انداز سے جب اوسنے کہا بسم اللہ

کیا ہوا آج ہمت جو منانے آئے — ذکر گل کا ہے کہ غنچہ ملے تھے جا بسم اللہ

کیون فلک اوٹھہ نہ سکا بار محبت تجھسے — سر پہ یہ کوہ گران ہمنے رکھا بسم اللہ

کھینچے قاتل بحقیقت ایسے انجام تحیر — تیغ اودھر سے ہوئی یہان سنکے کہا بسم اللہ

رنج فرقت سہے رسوا ہوئے دشنام سنے — عوض ان سبکا جو ٹھہری ہی جفا بسم اللہ

جب سنو ترک ملاقات پہ دہمکاتے ہین — یون ہین مرضی ہے تو بہتر سحر بسم اللہ

دو لقوا بر یہ نہین لوح جبین پر اسکو — ہے مکرر یہ قدر لکا لکھا بسم اللہ

دیکے دل تجھسے جفا پیشہ کو ہم ہو گا کھایا — ہوئی سلسلے کی [illegible] بسم اللہ

ہے یقین ہوگا مقرر یہ شوق آئے آج — اگر تو ان سوئے فلک تیر دعا بسم اللہ

بحر متقارب مثمن ارکان فعولن فعولن فعولن فعولن

کیا آہ تو نے اثر رفتہ رفتہ — ہوئی اونکی بد نظر رفتہ رفتہ

بنے رشک کا فور اک موی مشکین — ہوئی شب یہہ آخر سحر رفتہ رفتہ

جلایا میرے آہ نے امکان کو — گئی آسمان تک شرر رفتہ رفتہ

بہت ناز نہیں اہل دولت نہ کیا کیا — ہوئے کامگار سفر رفتہ رفتہ

کیا بیقراری نے آخر کو رسوا — ہوا حال دل مشتہر رفتہ رفتہ

ہتو کیا ہے اب عزت و دین و ایمان — ہو نفا جسکے پیشتر رفتہ رفتہ

چھٹے اسکے حقوق ان قتیل و قال جہان سے — گذارے ہوئے شب سحر رفتہ رفتہ

اوٹھی غم و درد و حسرت نے دلمین
شدامد ہوئی اپنے کوہی صنم سے
ازبسکہ الفت کا اتنا تو دیکھا
اشکون سے اپنی اوٹھا ایک طوفان
ہوئی زیر بام آپ کے جان بلب ہے
اب آج ہو درد و [illegible]

بحر مضارع اخرب مثمن مکفوف [illegible]

کچھ گفتگو ہے اونکی دہن مین کمر مین کچھ
وقعہ نہین جہان بھی جہان سے سفر مین کچھ
پیدا تو کی جگہ دل پیدا دگر مین کچھ
یارب ہوا ہے ہو خط پر شوق کا اسیر
اتنا رہی چلنے کا دعوی عنبر کے
اس کیا جلا کے دل خاکسار کو
یارب یہ کسکے تیر نظر کا ہدف ہوا
سودا ہے گا و لگا کہ اہل غرض کا ہی
دے کر ایک ایک سے ای ترک حیا
اوس لگے بوسہ لب شیرین کے سامنے
نقشہ تیرے مریض کا ابتدا ہی سے

ہوا ہے بیتاب تم پہ ہے گھر رفتہ رفتہ

ہوا خانہ میں ہی گذر رفتہ رفتہ

وہ آنے لگے بام پر رفتہ رفتہ

یہہ جوش ان ہوئی چشم تر رفتہ رفتہ

یہہ پہنچی تو ادن تک خبر رفتہ رفتہ
قمر آ رہی جا تیکا پہ رفتہ رفتہ

...ت محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

عقدے سے غضب کے ہیں نہ کھلی عمر بھر میں کچھ

گھر جلنے پہ دیر ابھی ہے سحر میں کچھ

بیشک اثر ہے اپنی دعا سے سحر میں کچھ

آتا تو ہے نظر کسی نامہ بر میں کچھ

پھر کیا زبان پہ کچھ ہے دل کینہ ور میں کچھ

ایسے نہ ٹھہرے ہاں ہی تمہارے نظر میں کچھ

تو بے طرح خلش ہے جو ہے جگر میں کچھ

تو کچھ چلو سنبھلے جو تمہارے نظر میں کچھ

باقی رہے نہ جوہر تیغ و تبر میں کچھ

لذت نہ قند میں نہ حلاوت شکر میں کچھ

صورت گھڑی میں پھیر دو تو جانے سحر میں کچھ

لیا او نہ سکین رہا بھی قفس سے ہوی تو کیا
صیاد جب ہو سکتے ہے نہین بال و پر مین کچھ

آتے ہی ایک دو نگی چھپکی کے کچھ نہ تھا
جو جھگڑے ہین سب کہ نہین ہی تیر مین کچھ

وہ دو تو نہ تھے کے لایق تشبیہ رو مٹی یلہ
کچھ نقص ہی شش مین پایا قمر مین کچھ

آتے ہی گھر پہ صاف زبانکو پلٹ دیا
وہ قول ہی مین یاد جو تھے رہگذر مین کچھ

نے سوچے یہ بات سنا نہ سمجھ کے
غنیمت ہین آپ کچھ ہین سخن سجان نظر مین کچھ

ساتھ اپنا فرح نقد بشر و اندوہ لیجیے
تھا زاد رہ نہ ملک عدم کی سفر مین کچھ

بحر رمل مخبون مقصور مثمن ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

غیر سے چھپ کر لپٹتے ہو دل ناشاد کے ساتھ
بھول جاتے ہین زمانے کو تیرے یاد کے ساتھ

دو سرے رکھتے ہین الفت نہ پری زاد کے ساتھ
دل سے او بھا کسی ترک ستم ایجاد کے ساتھ

کیون نہ پیش آتے وہ ہر گز کسی بیداد کے ساتھ
کچھ بھی تاثیر جو ہوتی میری فریاد کے ساتھ

عشوہ و ناز و ادا شرم نزاکت چہلبل
بس یہ سب ہین تیرے اک حسن خداداد کے ساتھ

چھیڑ ہر دم کی دل کی دکھانے والی
سابقہ تا ہی پڑا کس ستم ایجاد کے ساتھ

ہم سبق مدرسۂ عشق مین تھے یارون کے
مجنین قیس سب جلیسے رہے فرہاد کے ساتھ

اپنے دیوانے کو خود آکے سلسل وہ کرین
کھد و فرزند امین پہلے آئین نہ حداد کے ساتھ

ہمنشین وہ کلی ہے سٹر نہ گلون کی صحبت
اپنو وحدت سے بسر کرتے ہین صیاد کے ساتھ

رگ جان چھٹ گئی حسرت عوض کسکا لیا
کوئی ہمکو تو عداوت نہ تھی فصاد کے ساتھ

ہمکھان نے سبب آنا ہمین ایل کیا
کچھ تو جہہ او نہین شاید ہی میری یاد کے ساتھ

حق کا علم الہی ہے کہ نسبت ہو جائے
آج خوش خوش چلے آتے ہین وہ جلاد کے ساتھ

...نالون مین تباؤ جو اثر مجھہ سے بھی نہین — کیون پکڑ لیتے ہین دل میرے فریاد کے ساتھہ

...ے ہمکو پہہ نہ خاک رہائی کی امید — روز محشر بھی سنا ہے میری میعاد کے ساتھہ

...کا پایا سا تو نقشہ کسیصورت نہ کھینچا — پر تو ن دیکھا ہے مانی و بہزاد کے ساتھہ

...بستو تیرے ظلم سے برباد رہے — یون نہ پیش آنا کسی خانہ برباد کے ساتھہ

...نا عیدین سے بڑھکر ہو یہہ عید القاتل — آج ملتے ہین گلے خنجر فولاد کے ساتھہ

...یہ بام کا ہوی پر نہ بھی چھوٹا واللہ — دام ہے ساتھہ گیا مین دل ناشاد کے ساتھہ

...ا نشتر ہو سہی ہم ہین وہی تا بہ جگر — اپنا سا کاٹ کے رکھدین تیرے ارشاد کے ساتھہ

کچھہ نہ بگڑے ہوئے بنتے پہ صحیفہ لسے اوج
نہ ہے شکوہ ہے تقدیر سے استاد کے ساتھہ

ردیف یای تحتانی

بحر مضارع اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

...اله رو کا عزم گلگشت اگر چمن ہے — سبزہ پیک کے خاطر فرش زمردین ہے

...تہ بالون پہ وہ زلف عنبرین ہے — پیچ جس سے سنبل شرمندہ مشکین ہے

...صبح مذہب لامذہبی ہے اپنا — کہتے ہین کفر کسکو کیا کہو تو دین ہے

...کیسی شوخی کیا گل سے اوسکو نسبت — ہان آفتاب محشر وہ روی آتشین ہے

...اک تیر اس دلمین کیا ہانے — ہے دام عنبر کی کب وقت یہہ وہ نگین ہے

...اپنے دلکو چھوڑا نہ یاس کے قابو — تھا لکہ کرگ پہلو یہہ مار آستین ہے

ہے مصرعہ کا افسر ادیں گل رخ تابان
[illegible] آتشِ [illegible] چمن ہے

وصلت کی شادمانی کب ہے الم سے خالی
ہان نیش کا نشان ہی [illegible] انگبین ہے

محبوب باحلاوت ملتا ہے کسکو اے دل
یہ بات ہے مسلم پر ان کہین ہے

ہے عندلیب اسکی پرسوز جون سمندر
بلبل شیدا جانان گلزار آتشین ہے

پہر اس دل حزین مین عشقِ صنم کو جا دو
پہر کہہ [illegible] حقیقی [illegible] لئے نگین ہے

اس خط کو دیجے قاصد کہدیجو زبانی
دوری سے آپکے وہ اب گور کے قرین ہے

وعدہ پہ وصل کے کیوں صاحب اب جاتے ہو
اس [illegible] کے لئے یہ اوصاف اسکی ہین ہے

عشقِ بتان مین تو کی برباد زندگانی
اے [illegible] خوش مین [illegible] نگین ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ بے رحم اک نہ اک حیلہ سے اکثر پھر جاتا ہے
کوئی اتنا کہے کیون عہد وہ لکھا دل دکھاتا ہے

گر انکا کیجئے شکوہ مزا الفت کا جاتا ہے
جو چپ بیٹھے تو کٹ کٹ کے کلیجہ منہ کو آتا ہے

فراقِ نامہ و پیغام تو وہ بند کر بیٹھے
مگر یک تصورِ اپنا اکثر آتا جاتا ہے

ہمارے خستہ حالی پر یہ شبنم اشک ریزان ہے
مری بربادیون پر یہ بگولا خاک اڑاتا ہے

نہین شکوہ حسینو تمکا ستالین جتنا جی چاہے
سزا اپنے کئے کی یہ دلِ خودکام پاتا ہے

سبب تم بن جو جہیلی کیا کچھ صدمے قیامت کے
غم ہجر و فراق اب [illegible] کیا دن دکہاتا ہے

جگایا پانون کی آہٹ نے خوابِ مرگ سے ہمکو
یہ ایسا قسمت پر بیدار طالع کون آتا ہے

پہر حیران بہت ہے کوئی دم تو چلین لیتے
ستم ہے الفلک کیون دل ستانون کو ستاتا ہے

دیکھا وہ اگر [illegible] دیدار [illegible] لیتے
یہ شیدائی جہان سے آپکا ناشاد جاتا ہے

نگاہوں میں بھی ٹھہروں اوج اعتبار یار سے جا | نہ کی اوس نے عیادت فاتحہ کو کون آتا ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تری لگتا ہے گلشن میں صبا تجھکو بھاتا ہے | خیال روے رنگین دیکھیے کیا رنگ لاتا ہے

یہ لو مہندی لگا کر قتل کو وہ شوخ آتا ہے | حنار انگوں بجا جلاد ہاتھوں ہاتھ لاتا ہے

جلاتے ہم باطن اس سے مروت تو نہیں سیکھی | یہ ارشاد ہی اپنے ٹھوکر سے جلاتا ہے

یہ سمجھے تقصیر اپنا ہے تو الفت کی لیکن | ملا دیتا ہی پہلے تو قیامت کر دکھاتا ہے

خدا شاہد ہے اوس بت سو پری یا حور و غلمان ہوں | سوا اس کے کوئی کب اپنی آنکھوں میں سماتا ہے

ترے بستر سبا ساں کہ نہ ہووے گل سنبل اور ال | وہ آتا ہے وہ آتا ہے وہ آتا ہے وہ آتا ہے

جگر سے دل میں لے آنکھوں میں آنکھوں سے دامان میں | چھپا کر سوچکے اک بار طفل اشک آتا ہے

بہا بھولی بھولی باتیں عاقلوں کے ہوش کھوتی ہیں | وہ پیارا پیار اک گھر اعاشقوں کے دل لبھاتا ہے

وہ دیکھیے بیتا ہے سو سو شکل ہے اے اوج کیا کہئے
ستاتا ہے کڑھاتا ہے رولاتا ہے ہنساتا ہے ١

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن ہشت بار

مری تربت پہ لوح قسم ابروی جانان ہی | عزیزو غیرت نظم ہلالی اپنا دیوان ہے

مریض ہجر جانان ہوں سدا غم کا شش جان ہی | ہمیں سے دور فرقت کی شب بیدار درمان ہے

سواد دیدہ و دل سبزہ رخسار جانان ہی | نسخہ دست قدرت کا خط ریحانی قرآن ہی

سحر سے شام تک لے کا ہلالی آہ سوزان ہی | جو دن گزرا تو ہر رات کو اشکوں کا طوفان ہی

غضب ہے تیری دیوانی کا ہوا اک دشمن جان ہی | ہجوم یاس اک سمت اک طرف غوغاے طفلان ہی

نہ اوٹھا دل بلا ہی ناگہانی سر پہ آ پڑی
ہرا ہجران اوس کافر کا عشق زلف پیچان ہے

نگہ آتش دیکھا ہے تیرے کر دست حنائی کو
ہوا ہے تیرے ہجران میں غریق بحر عمان ہے

جگہ دین نا اثہ دلمین نہ کیونکر عشق خوبان کو
گلین سے تیرے مکان خالی ہے ایسا صحیح ویران ہے

نہ لیجیل آرزو ہی خوبان لے بہشت مین
ہر اک نہال پا شائق خار مغیلان ہے

ہوا کشتہ ہون کس رنگ چمن کے تیغ ابرو کا
چمن میں گل ہر اک اپنا دہان زخم خندان ہے

کیا اک گردش ابرو سے دو ٹکڑے دل عاشق
ستمگر چرخ کیا تیرے شمشیر ان ہے

شب فرقت میں روشن ہیں چراغ داغ دل کیسے
تن لاغر ہمارا شعلۂ سر چراغان ہے

مجھے کھینچے لئے جاتی ہے وحشت جانب صحرا
شروع فصل گل ہے بہت جنون اپنا گریبان ہے

وہی ہے پھر ہوشیار اس میکدہ مین بزم میں غافل
رہا ہوا ہی اور ہچ سر شاری سید رد عرفان ہے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیا غسل و ہنکے کاکل عنبر فشان کا ہے
باد صبا میں رنگ نسیم جنان کا ہے

کھینچی ہے جب سے تیغ یہ قصہ کہان کا ہے
اے ترک چہرہ ہاتھ یہ قصد امتحان کا ہے

آوے نہ اس میں ایک وہ خورشید نا [illegible]
ہے جائے غور فرق زمین آسمان کا ہے

لازم ہے بہر شکر کیلئے ہمت اضرور
اپنا ہی قصہ بیت یہ میان کا ہے

چھوٹا چمن بدی سے مقدر کے یا الغیب
گلچین کا شکوہ ہے نہ گلہ باغبان کا ہے

ممکن نہیں جو تا سحر ختم ہو تمام
القصہ یہ طول میری داستان کا ہے

سمجھے جب نغمہ سرائی میں عندلیب
بھولا ہوا وہ سبق بوستان کا ہے

کیا لکھیے یار کی کمر کا العدم کا وصف
نے بلکہ ہیچ [illegible] کا نہ تصرف گمان کا ہے

بغلوں مین اپنی سیہ دل نالۂ [illegible] ہین مگر
نا قوس دیر کا بھی [illegible] کا روان کا ہے

شبنم کی بوسے لینے پہ بگڑے ہیہ کیا غضب
یا نے بھی واجبی یہہ جھگڑا گیان کا ہے

مین نے زبان کہان کہان شکوہ حضور کا
[illegible] گذشتہ ہوا یہہ کسی مہربان کا ہے

کیا جسے ہاتھ انکا صیاد چھوڑ دے
انگشت پر سے سلسلہ جنبا استخوان کا ہے

کہتے ہین سب کھینچی تیر ابرو کو دیکھ کر
باقی ہی جوڑ مین تیر اس کمان کا ہے

اے اہل کام ضبط سے گر لین تو کیا کرین
اندیشہ پردہ داری راز نہان کا ہے

اپنی تو اس زمین سے بھی جا ملا ہے غبار
شکوہ فقط زبان پہ نہین آسمان کا ہے

تیری مین بھی یہہ اوج جوانی کے ولے
تا یار ابھی خمار اوسی خواب گران کا ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

علی حامی ہین اے دل خوف کیا چرخ ستمگر سے
توقع خیر کی رکھ بادشاہ دادگستر سے

کسی صورت نکلتا ہے نہین خورشید خاور سے
شب فرقت الہی جا ملی کیا روز محشر سے

مقام حیرت ہے اوس گل کا شیدائی ہو نہین سبکا
فرشتہ نام لے دھو کر زبان کو آب کوثر سے

فراق یار تازہ جب ہوا انتظار سبکو
نہیت رو یا مین خط کو باندہ کر بال کبوتر سے

مقید البتہ ہوتا کاکل مشکین کے سودیکو
کسی ڈھب ہاتھ آجاتا اگر کچھ عطر عنبر سے

در شہوار کی کیا قدر آگے اوسکے دانتونکے
ہمیشہ کلیان کرتا ہے جواب گوہر سے

کبھی اوس نونہال حسن کو دیکھے تو پھر ہرگز
کرے بلبل نہ گل سے عشق نے قمری صنوبر سے

اجل اک قاتل دو گواہ ہستے ہین
مفر ممکن نہین ظالم ہمارے خون کے محضر سے

[illegible] دامن کو ہم لفتہ جگر ہرگز نہ چھوڑینگی
نہین بجھنے کی جبتک پیاس قاتل تیرے خنجر سے

یہ کیون ہو سر بزانو جو کہو کسکا لہو ترسے
اوکھو کیہہ منہ سے بولو اوجو کیا بیٹھے ہو ششدر سے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کیا اونسے تقرب کا جو حاصل یار سکے در سے
تو جون نقش پا ہم بہ نہ سر سے اوٹھے بستر سے

تجارت اکیلے ہم کی کسنے پائی عشق فتنہ پرور سے
بہت جن وہ ہنسا کر اور نہ ہی جینے جی کبھی سر سے

ستاون نام علی ہے ہی یا جیسے زور قوی دیکو
تنفس باد مخالف ہی اسی کشتی کے لنگر سے

چہپی افشان کی مستی جمال کھنہ بنین لرتسین
ستم پیشو انکا ہی کہو کا تیری آرایش کے لشکر سے

کہین کیست گلی سے کہ اترسے بال دو بلکی کوئی دانا
تو تجہ دیکر بدل لیتے ابھی ہم مشک اذفر سے

کسی آئینہ پیکر کو جو صحرا رو کے وقت مین
تجلی آن پر بہاری ہی ہمارے دیدہ تر سے

صفت ہونٹون کی کرتے اوترتے نہین پیالی
ہوئے لب بند قند و بات قند مکرر سے

شریک دور اول ہو کے ہم ہرگز نہ جہلکین کے
وہ ہین کم ظرف اے ساقی جو جہلکین ایک ساغر سے

یہہ پر کر تو کہو جو سب جہان اسے یار کیا کہنا
سبد اگر دون سے جہلکین بہت سے اوقات بار وہ سے

کہیں اپنی اوج جنون سا کا سہکا جو صحرا مین
طریق عشق کیون پوچھے نہ اگر جیسے رہبر سے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

جو دیکہیں آپ خط اونکے گورے گورے گالون نے
حقیقت صاف کہلجائے ابھی یوسف جمالون کی

نہین کیا کل جہان باغ دہر آشفتہ حالون کی
ثمر بھی طوبے سے بہی شاخ غزالان تو نہالون کی

لباس فقر مین چہپتی ہے وقعت دہکالون کی
اگر ہو جوہری ہی قدر گودڑی کے لعلون کی

شمع مریج کا رکھتے ہین اوس سفاک کی ابرو
بہائے خون نہ اک عالم کا یارب دو پیالون کی

ہوا ایک نے موسی میان یار کا عقیدہ
چکار بندونکو ساقی وعظ کے مجلس مین بیٹھے
ہی ایسی کہ جو حاصل کرے رتبہ بلندی کا
و دل کی جو ملے ثمرہ حوالی کے ہوے جنت
ایسا غالب سبب ذوق دیمیری صحبت کو
ان دان کو اپنے اسلئے بہلائی ہوتے ہین
دو ہوا ایسی کہ جو رشید قیامت ہی ایمان باتے
سرخ گلشن چشم زمین پر کیا عجب اسکا
گلہ لین نفس مکر و عصر و نقش بہتان کو
کشن ہی ہو توصیف ایسے روی روشن کی
سر عجب گنتی ہین ڈالا دل کے سودی
بنے نعمت صبر و قناعت خوان احسان ہے
ہو مروت شرم غیرت اوس بت کا حصہ ہے
عمر کی صحبت ہین ہو آ کہا مانو
ی سر ہے اثر سینہ ہی صحرا ہی

عدم تک لیگئی وہ سیم سا نازک خیالون کی
کرامت کچھ تو زاہد پر کہلے صاحب کمالونکی
ملکیت عرش اعظم ہے رتبہ پایمالونکی
نہین ہے یو لیسے یاد اب خواہین اگلے خیالونکی
ہوی حل ہو کر عجون سہم اونکی او گالون کی
عیان نازک مزاجی سب ہے نازک پالون کی
سمندر ہو چشم کہا ما میسر ہو نہ پیالونکی
ہے تک ہی رعد کی سینہ پر ہلی اپنے نالون کی
شیفون کیلئے ہو کس شان صحبت نزالون کی
ضیای چشم مردم ہے سیاہی جنکے خالون کی
وہ بال جان ہوئے یاد اونکے گھونگھر والے بالونکی
سنو سعا ولیسے ہو لذت فزون ان دو نوالونکی
رنگینی ہے تکی اتی خوبیان اکہین غزالون کی
ہی تشخیص کی باتین ہین ہی شکلین ملالونکی
آری ای اعجب جلا جنسان غنا کی کمالونکی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ب جو ولای شہ مردان مین رہینگے
ردن بلا کیون غم ہجران مین رہینگے

قتا کہ ہی رقیب رضوان مین رہینگے
ہم صورت دل چھلو بی زبان ہین رہینگے

وحشی مضمون ہی سفر پرو دیوان تو
ممکن ہے کہ ہم عالم امکان میں رہیں

سرسبزی گلزار جہان صرف خزان ہے
پتے بھی پتے کو نہ گلستان میں رہیں

ہر چند وہ بھلا جوش جنون دیکھ ہی لیتا
صد تار تو باقی نہ گریبان میں رہیں

مشہور تو ہو حسن لب و دندان کا ہمارے
گوہر بھی نہ یاقوت بدخشان میں رہیں

منظور ہیں لینے لب جان بخش کے بوسے
ہم بن کے دہان یار کے قلیان میں رہیں

رہ بخیہ جنون ہون ہے سبک خون کف پا کے
بھی سر خار مغیلان میں رہیں

کھلین نکلین بسکہ کاکل و خط سے دل عشاق
وحشی بہ سبب سنبل و ریحان میں رہیں

پور چھپے اگی آج سے کل سنبل
جل نکلو قفس اب کو وہ ویانان میں رہیں

بحر مضارع اخرب مکفوف اخرم مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

کیسے دل وہ بسکہ کلبۂ احزان میں رہینگے
یا حشر اسی حسرت و ارمان میں رہینگے

پھینکنگے نہ گلشن میں نہ زندان میں رہینگے
دیوانے ترے دشت کے دامان میں رہینگے

کب تک ترک عشق کے سامان میں رہینگے
قصر آج ہیں کل گور غریبان میں رہینگے

ان آہون کو تو کرنے ہیں گریہ سے مبدل
سنگ کی بہت اب بارش باران میں رہینگے

توصیف خط و خال صنم فرض ہے واعظ
ہم صرف بیان معنی قرآن میں رہینگے

تشبیہ و بیر کوکتے ہیں اوسکا وہ صنم کو
جھگڑے بھی ہر گبر و مسلمان میں رہینگے

قاتل اثر حدت خون سے ہے تیغ کے سر
چھالے ترے تیغ شرر افشان میں رہینگے

اٹھ جاتے ہیں جوش جنون میں قدم اپنے
چھالے ترے وحشت کے بیابان میں رہینگے

ہمدوش وہ ہین قاتل تیرے ہر تیر مژہ کے
پیوستہ عاشق کی رگ جان میں رہینگے

دی بستر مین یہان تہمت فردوس ہی واعظ | دیوانہ صورت اپنی پریشان ہی بنا ...
اِن قبلی رہتے ہین طفلان سر تپلک | محب جو گریبان سے کے لو وہ اان ہین ...

فرد

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلن

دوم اٹھنے کی تو شورش کہین فریاد کی ہے
ستم پارینہ یہہ اس گلشن ایجاد کی ہے

... نگہیں ہم ہین گلی تیغ ہی جلاد کی ہے
دیر لب ہی تو فقط آپ کے ارشاد کی ہے

کے چہرے پہ ستم وجہ نہ کسلہ سے ہین
طبع وارفتہ تو خوگر ستم بیداد کی ہے

ہوان حسین حضرت یوسف ہی کو لی کیا جانے
آج شہرت تری حسن خداداد کی ہے

کوئی صورت نہیں ہوتا ہے پدیو اسکا نقش
دل اور پہ گرفتگی کوئی فولاد کی ہے

جب کہو مطلب دل کہے تو یہہ فرماتے ہین
ہوش سو دیکا ہے حاجت نہیں فصاد کی ہے

سرنگون فلک ہین صیاد سے کھلتا نہیں ہے
صبح کا وقت ہے کہ عرضی ستم ازاد کی ہے

کہتے مرجاؤ چلو جنت کو لے سر پہ ...
صاف تقلید یہہ شیرین کی وہ فرہاد کی ہے

تشنہ رہتا ہی گیا ستم کے بدلے اونکا
اونچی تاثیر الہی سے فریاد کی ہے

رشک الٹا ہے تمہی ہین طلب سی گرباؤن
گردش ایسی ہے یہہ چرخ ستم ایجاد کی ہے

شمت جانو نکو بھی تمان خانہ تو اک دن اتی مر
کتنی دیکھین تو یہ ہے نخرہ بیداد کی ہے

سب مرقد کو وہ مسکرا کے یہہ فرماتے ہین
حیف شاید یہہ نشانی کسی ناشاد کی ہے

زیست مین ہای رہائی کی تو فکر کیا ہو
سخت تقدیر تو مدت مری صیاد کی ہے

قیدی زلف مسلسل تو یہہ مجنون خود ہے
کیسی زنجیر طلب کس لئے حداد کی ہے

ایک جاپہ کبھی رہ سکتا نہیں ... پاہ ...
کیا یہہ خصلت فلک تفرقہ بنیاد کی ہے

روح کیا بندش مضمون کا سلیقہ ہو تمہیں ۔ ایک مدت لکھی حاجت تمہیں اوستاد کی

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن کاہی فاعلا

حیف کیا خفت دل نالاں میں باقی رہ گئی
جان مضطر فرقت جاناں میں باقی رہ گئی

چل بسے فرہاد و قیس و وامق و عذرا و نل
اک مری جان دشت کے داماں میں باقی رہ گئی

غرق جب اپنی ہی گریہ نے کیا سارا جہاں
بات پھر کیا نوح کے طوفاں میں باقی رہ گئی

کیا تیری دست حنائی دیکھ پائی اسد شوخ
پھیکی رنگت پنجہ مرجاں میں باقی رہ گئی

قصر تک جوش گریہ نے ڈبایا ہی عجب
یہ عمارت کثرت باراں میں باقی رہ گئی

شب کو اپنے خورشید کے فرقت حسن سے
روشنی کم مہ تاباں میں باقی رہ گئی

خاص کی بہار پائی جنت بہشتی سے ملے
جب نہ کچھ طاقت مری زنداں میں باقی رہ گئی

سادہ رخسار ہی کا اوس کے ہے یہ مضمون صاف صاف
کچھ نہ کچھ تفسیر کی قرآں میں باقی رہ گئی

خار کی صورت کھٹکتا ہی جو لے فصاد کچھ
نیشتر کی نوک کیا شریانیں میں باقی رہ گئی

نقش و نازو ادا خالق نے سب بخشے تمہیں
کون خوبی فرقہ خوباں میں باقی رہ گئی

گر میاں خورشید محشر کی کریں گے سر و سم
کچھ بھی گر حدت دل سوزاں میں باقی رہ گئی

یار کی صحبت کا قطع ہے تو خیر و تلک ہی روک
عرض اتنی خدمت درباں میں باقی رہ گئی

وصل کے بدلے ہوا صد حیف اپنا ہی وصال
رات تھوڑی جب شب ہجراں میں باقی رہ گئی

شکل شیطاں تا قیامت خود رہا زندہ تو کیا
جب مروت ہی نہ اک انساں میں باقی رہ گئی

مجکو حسرت ہی گندا سینہ سوزاں کے پار
آبلہ و پے ناوک مژگاں میں باقی رہ گئی

موت بھی آزار الفت کا نتیجہ ہو رہا سے
کون سی کوشش مری درماں میں باقی رہ گئی

ی وقت اطہر ہوا نہ سیاہ عید کا چاند — گذری مدت کئی ماہ رمضان دیکھے

رنگ عشاق رو کھا ہی تبسم سے حیات — نسبت ہیری ہے جسے لعل لبان دیکھے

لطف کچھ صحبت نو روی کے اہم انہیں — مدتوان صحبت پیر و جوان دیکھے

کے دل پھوٹے ... زبان آئی ... — ابھو ... سینہ ... زبان دیکھے

بحر ۔ رامثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہم بھی آپ کی فرقت میں نہ دلشاد رہے — گشتے پہ ہمکو تیرے فراموش کیا یاد رہے

بدخواہان نیت سے غیبت ہے شمشاد رہے — الفت چمن شیفتہ و ارفتہ پریزاد رہے

ظلم و بدعت سے پشیمان ستم ایجاد رہے — سینہ دوزی نہ بلا ناوک بیداد رہے

ان گذرہای میری توبہ نہ دل سے قاتل — مہر نگاروں شرم سے کیون مانی و بہزاد رہے

ہوا کھینچی نہ اوس شکر پری کی ... — سروبسان اس چمن دہر میں آزاد رہے

کیون گلرو تجھے نگہت اتفاق نہ کیا — فصل گل آئی نہ غافل کوئی جلاد رہے

... بیمار ہوا ایکی کوئی ... — ہم تڑپتے ہی تہ خنجر فولاد رہے

... ہم بھی نہ ہوئی ایک عنایت کی نظر — سے نہ کام پر اپنے کھو فصاد رہے

... جنون سے ہی رگوان کو ... — وہ سے فقیروں کو ترا میکدہ آباد رہے

جام اک مست بلورین سے تو بھر کر ساقی — سینہ زن خوب میری لاش پہ جلاد رہے

گل اندامون سے کیا لطف اوٹھایا یارب — واہ ... تیرا گلشن ایجاد رہے

... مجنون ہو آدمی ایک نئے جانِ شیرین — خسرو یار دل میں کیا ... فرہاد رہے

... محبوب کے اپنی نہ اوٹھی مرکے بھی خاک — تجھے ... جو سدا ... برباد رہے

سنو کا نا ہیر اپنے منہ کو کاٹا | واہ کس درجہ مروت بھری جلادین

یا علی اک نظر لطف سوی او بھی ہے
بہتری خلق کی مولا تری امداد مین ہے

کشتی کی اپنے شکل بنی ماہ عید کی
گھر بیٹھی اوسکے آئینہ دلمین دیکھی
مصحف چشم کا روی کتابی سے یا نہین
بازار عشق مین بیسر اسودا تو دیکھلو
ملتی ہے آنکھ تیغ کی قبضہ پہ رکھا ہاتھ
خصلت یہہ لاجواب ہے لیلہ سیکھ لئے
یہہ کہہ تو تیرے دو رہین اپنے خو غرض
سمجھا نہ حسن و عشق کے جھگڑے کا ناصحا
رندو نسی شیخ جی وہ تنفر بھلا یہہ کیا
وہ جامہ زیب عیب کے ہاتھون دو لتین بنا
طالب ہو جاہ کا تو قناعت شعار ہو
اول متاع حسن ہو اوصل جب نصیب

مجمع ہے سابقون کا تو شہرت
ہمنے عبث تلاش قریب و بعید
زاہد تجھے قسم ہے کلام مجید
دے نقد جان کو جنس محبت خرید
نوبت کب آئی ترک سی گفتار
مست ہو رہے غلام نوازی عید
بر آئی از رہ بھی کسی نا امید
تو اب کھلا یہہ ہو بیاہین وارد
رندی ستکیل وہم مین جو آلی
اپنے کفن کی یاد و ن نقش
شاگرد یہہ اوسکے فیض
تو لب اب

وہ دن بھی تو تھے لطف خدا سے اوج
قاصد لانے دو خط

ی اوٹ کر اپنے گھر سے
ک عشق زلف سیہ سے
ے چار سو دیوار و در سے
ھینگی خاک اپنی اونکے در سے
ی بھولے اسکلو ایدہر سے
کھیم محبت کشت دلبین
ی تا شام دو دریا برابر
ے گیا آفتاب رو محشر
سبب اپنا اگر بھی ہو جائے
کوئو کر سنگ سوجاتا ہے پانی
ی ارمان نہ اپنے دل کا نکلا
اونکے حسن روز افزون کا ہے قول
ن اپنی گرفتاری سے صیاد
نا دل کا کس ملتے ہیں ہے خوب
ی ہو خون پہ عاشق کے کیا ہے
ی آپ کرنے میں ہا لی
ی ہو نہ جو گھر کا سبب لطف
مکن کہ وہ بھی چین پائیں
کھیو عین نادانی سے غافل

اوسنے ایسے کیا کیا نہ برسے
یہ سودا مرنے بھی نکلا نہ سر سے
مسافر رکھیو ہم زاد سفر سے
کرائیو جنس عاشق کو نظر سے
سکھت مشتاق تیرے بولنے پر ترسے
کسی نے پھل نہ پایا اس شجر سے
کبھی بیٹھی ہو پرسنے کو سحر سے
ہمارے سوزش داغ جگر سے
الٰہی پہ سکین تو وہ تیری نظر سے
ستمگر تو بچا ہے شیشہ گر سے
غضب الفت ہے اس ویران نگر سے
ابھی شایق ہیں آنکھوں دان تو تر سے
لیکا لیا تجھے اک مشت پر سے
کوئی پوچھے تو اس بیداد گر سے
لے بیٹھو یہ بچے کھولو کمر سے
یہہ آئی جاتی ہے کس رہگذر سے
یہہ کافر پڑھ چلے اونکی کمر سے
یہہ تا لے جائینگے بہالی اثر سے
امید قدردانی نے ہنر سے

لگا مسجد سے سوی دیر لیجاتا ہے زاہد کو | ہوا ہی دینکا دشمن اہی بت کافر خدا ...
اوٹھایا ہاتھ ہو کر تنگ بقراط و ارسطو نے | مرض فرقت کا جب پایا تو درد لا دوا ...
ہوئے با صد تمنا سبھی وہ عابد و زاہد | خم ابروی جانان کو جو سجدہ ادا ...
غلط ہی بو ہوا اوسکے شمیم زلف سے نسبت | نہ باندھا عنبر و مشک ختن بلکہ خطا ...
کیا ہی خوب اے کیا تیرا امتحان ہمنے | وہ نادان ہی جو تجھکو سمجھے اہل وفا ...
حیات ابدی حاصل ہی اوسکے بوسۂ لب سے | دہان یار کو سمجھے چشمۂ آب بقا ...
لگایا گلرخان دہر سے کیون غافلو دلکو | بہار گلشن ہستی ہی تھے تمنے لقا ...
تقیر مرزا کو کہین اہی اوج رفعت ہی شاہون پر | ملکم جام جمشید ہی سے کشکول ...

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

سنگدل ہوتے ہین اطوار بتان دیکھ کے | خوب ہی سیر بتان جہان دیکھ ...
ترش گوئی سے تو ٹکڑے کیا عاشق کا جگر | بس کرو تیزی شمشیر زبان دیکھ ...
ان گلون دامون مین مطلق نہین بوی الفت | خوب کیفیت بستان جہان دیکھ ...
فاتحہ پڑھ چکے لوگو غریبان سے چلو | نے نشانون کا میری جان ...
مدتون کوئی صنم مین رہا اپنا بستر | ہم تو سمجھا ہی مین گلزار جنان دیکھ ...
ہوگیا تیر مژہ سے دل عاشق سوراخ | اور تیری خم ابرو کا تو حسن کمان دیکھ ...
گی جو حیرت شب فرقت کی کدو لگی او بجہن | ہای کیا کیا نہ ہمیان خفقان دیکھ ...
کیون نہ مشہور ہو تیرے حسن کا یوسف سے فزون | وہ شنیدہ ہی تجھے تو دیدہ کلان ...
بیٹھ اسیان بت بنانے سے بھلا کیا حاصل | شیخ بیتین صاحب کو خدا ...

مانع مے کشی و ترک بتان سے واعظ
کسکو یہان وسوسہ روز شمار آتا ہے

خونکا مینہ دیدہ گریان سے برسے جانے دو
دل اومنڈتا صفت ابر بہار آتا ہے

بن ہی نطق نہ سے سامنے کہدے تو زبان
چہچہے بلبل شیدا کو ہزار آتا ہے

صبح کرتا ہون سر شام سے رو کر یہ خیال
زلف و رخ کا تیرے ہر لیل و نہار آتا ہے

دل پسا جاتا ہے انداز قدم پر ہر گام
کون وارفتہ سر لوح مزار آتا ہے

اب تو لازم ہے کرو توبہ و تقوی ای اوج
نشۂ بادۂ شبابی کا خمار آتا ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمین تو نے محبت اوپنے سے پیر کم کردی
ہمارے جذب الفت نے مگر تاثیر کم کردی

شرح روشن نے مہر و ماہ کی تنویر کم کردی
تمہارے لال لب نے لعل کی توقیر کم کردی

کبھی اوٹھے بگڑ کر گاہ در پہ کس حیلہ سے
ترقی پر جو تھی صحبت بہت تدبیر کم کردی

رگ جان رہ گئی اسطرح کرتی ہی اپنا تل
تو پھر کیون ہمین کہکر تہ شمشیر کم کردی

نہ پایا ہی فقط آتا ہے شکوہ ہجران کا
شب فرقت نہ کیون الوای چرخ پیر کم کردی

بنی صیاد کو تھا کشتنی مین جسم نالہ پر
جو دیکھا ناتوان صیاد نے تقدیر کم کردی

کمان ابرو یہ فن کر تیر مژگان سے دل عاشق
عبث سفاک مشق ناوک نے تیر کم کردی

بہت ای اوج مضمون چند شعرون تو بھی لکھ سکتا
سبب کیا اس جگہ طول سخن تحریر کم کردی

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

خیر ہو ہیب خبر آمد وحشت آئی
فصل گل آئی غضب آیا قیامت آئی

[illegible]

سوز جگر سے پھونک دل بیتاب [illegible] کو

سیہ کچھ نوبت سے دور ہین اپنے خود غرض

یار ونکی ایکدن کہین اون تک گذر تو ہیون

ہو یہ آنکھ اوس بت خود بین سے چپ رہی

منتولے پن ہین بہی در جانا ان پہ نے کرا

[illegible] بہار مین سینہ کے گل کھلے

اب دیر کیا ہے [illegible] رقم کرو

اٹھ اوڑا کے لے ہی گیا کوی را تک

جہان تک [illegible] بیٹھ ہی جا [illegible]

[illegible] در ون سے کرا جو [illegible] مین

پہنچین جو سقف عرش برین پر عجب نہین

[illegible] داغ گلون کو دو داد [illegible]

[illegible] مقصد صحبت اغیار کا نہین

لالچ دی وا [illegible] کو بہشت کا

آواز دوست کے تو پہنچ جای کان تک

[illegible] فرش بر ہین کے قدم پھونک پھونک کر

[illegible] معتکف ہے مرقد فرہاد و قیس پر

[illegible] لیون بلائین پنجہ مرجان سے دور کر

[illegible]

اکسیر کرتے آگ سے پارہ کو مار کے

ارمان ہی نکلے ہین کسی امیدوار کے

لے آئین وہ ہی فقرون مین اونکو اوبہار کے

مارے ہوے ہین گردش لیل و نہار کے

دیوانے ہین اس [illegible] ہوشیار کے

[illegible] ہاتھی ہوئی دامن [illegible] کے

مضمون تو ہین نکلتے خط غبار کے

[illegible] آہ کیا صبا سی [illegible] غبار کے

[illegible] قدم [illegible] سینہ اوبھار کے

[illegible] اوچھل [illegible] تب و تاب

انگیختہ غبار مین کس شہسوار کے

نالون سے ہوش کہو ہین ہم ہین ہزار کے

[illegible] کیا سبب کہ آپ کو نکلے سوار کے

یہان وحشت [illegible] عقد ہین مجھ بادہ خوار کے

کہہ دی کوئی کہ فاتحہ پڑھے پکار کے

برباد ہین کدورت [illegible] خاکسار کے

عاشق ہوا ور اب ہون ہمارے [illegible] کے

مہندی سے سرخ دیکھ کے ہاتھ اوس نگار کے

تیغ نگاہ کے دل پہ نہ تھی ضرب سپر سے
قربان تیرے آہوئے چشم شکار کے

چھوٹیگی وہان تو یا غمین تیاریان ہوئیں
سامان رفتہ رفتہ بتنگ آ گئے آشنا کے

آخر ترے کے وقت بیابان مین بیانوں کی
صدمے جگر اوٹھا نہ سکا انتظار کے

کافی ہے حب آل رسول انام آج
اندیشہ کیا ہین پرسش روز شمار کے

منہ سے جو نقاب اوسکے سر کی
زائل ہوئی روشنی قمر کی

مجنون نے تو سیر دشت در کی
ہم نے در یار پر بسر کی

خلعت چہوٹی نہ شور و شر کی
یون صلح تو آپ نے بیشتر کی

دشمن ہی تو چہوٹ پہوٹ روئے
بپھری پہ جب میرے نظر کی

مرتا ہے تڑپ تڑپ کے کوئی
اتنی بہی ندا نے جا خبر کی

باتین کیا کیا بنا بنا کر
اوس نے شب وصل ہی سحر کی

کل بزم مین کسنے پاؤن رکہے
بہولے سے نہ اس طرف نظر کی

ستگین کر زانوی قناعت
ہان خاک نہ چہان در بدر کی

ہے نیک عمل سے رستگاری
ہوئی نہ بچائیگی پدر کی

اغلب ہے سنین وہ کچھ زبانی
تقریر ہے سحر نامہ بر کی

یون دل نہ کسی کا پہر ستانا
مجبور ہو تم ہمنے در گذر کی

بار احباب اجل نے کوس رحلت
نوبت بھی بجی نہ تھی گجر کی

قسمت ستم شعار نکلا
الفت تو تھی دیکھ بھال کر کی

سنو ملتی ہی سپہر سے ستم وہی افرح ہی جو بہت ستم رکھیں اب لطف و کرم کہ ہوا غریب دیار ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

اوڑا لے خاک تربت پر مرے بعد فنا آئے
ملا کر خاک کوہی مین جو لے بھی تو کیا آئے

لہو ن پر جان زار عاشق بید مشک و پا آئے
نہ وقت نزع بھی بالین پر تو اے بیوفا آئے

مین جاؤن جی سے یا وہ بانی جور و جفا آئے
الٰہی دو مین ایک محبوب جائے یا قضا آئے

سلامت کیا کوئی سودائی تیرے زلف کا آئے
کوئی نالے سے ملتی ہی اگر سر پر بلا آئے

وہ دیکھ ای بادشاہ حسن تیرے شمع محفل پر
تصدق کیلئے پروانے بن بن کر ہما آئے

اوٹھا بار کفن تک بھی نہ ہرگز مال دنیا سے
فقط لیکر قبائے تن بہ نقش بوریا آئے

کوئی کھدی تصدق کیلئے اوس سرو گلشن پہ
طبق بوئے گل تر کیلئے باد صبا آئے

پھرے بالوین ولٹی دیکھ اس بیمار فرقت کو
طبیب آ کے سر بالین پہ جو پھیر دوا آئے

نکسے کیونکر نہ سنگ غم سے دل اس سوختہ تن کا
تمہاری یاد الصیاحب جو چشم سر سا آئے

ملین پھر کیون نہ غم سیت تاسف ای پری کے
مصاحب تیرے ہاتھون ہاتھ جب رنگ حنا آئے

تمنا ہے الٰہی افرح کی مشکل کشائی کو
بوقت نزع ابن عم ختم الانبیا آئے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

جیسی جاتا ہون نہ فرقت مین نہ یار آتا ہے
نہ اجل آئی ہے نہ دلکو قرار آتا ہے

ای صبا کوچۂ دلدار مین پہونچا دے اسے
خانہ برباد ہون کا یہان اوڑکے غبار آتا ہے

ہم نشینو شب فرقت مین تڑپنے دو مجھے
بیقراری ہی سے کچھ دلکو قرار آتا ہے

لکھو میری نسخہ مین کوئی قول کا ثبت
مجمول جفا اہل وفا ہو اللہ وشیدا

بیماری کی عشق کی دوا کیا نہین کرتے
اب ہم سا کوئی وہ سر اپنا نہین کرتے

بس آج قدم کوچۂ الفت سے نکالو
دیکھو یہہ بری بات ہے ایسا نہین کرتے

پاس وحشت جو ہیں تصویر عشق کے آزاد مین بھی
خاک مین قیس ہے کس بیچ وقصہ فرہاد مین ہے

کاٹ جو ابروی قاتل کی ستم ایجاد مین ہے
یہہ برش تیغ مین نہ خنجر فولاد مین ہے

پھنسی جو تیری اسی بت نہ پری زاد مین بھی
آج جو بات تیرے حسن خداداد مین ہے

کیا ہو قید غم فرقت سے رہائی کی امید
روز محشر بھی تو داخل میرے میعاد مین ہے

آکے کھنچین تیری تصویر بہزاد کہین
کتنی قدرت قلم مانی و بہزاد مین ہے

دل مین چبھہ جاتی ہے کیون ہائی تیری چتون
لطف مین کب ہی جو لذت تیری بیداد مین ہے

ہم بھی دین زلف قد یار سے تشبیہ مگر
خوبی سنبل مین ادا کون ہی شمشاد مین ہے

نالۂ بلبل ناشاد پہ گل ہنستی ہیں
یہ طریقہ تر رسم یہہ اس گلشن ایجاد مین ہے

وعدۂ وصل تمہارا تو نہین پینے کا
زیست عاشق کی فقط آپ کے ارشاد مین ہے

آپنے اس جز سے بھی نہ پہول اے بلبل
کچہہ بہی ہو درد کی طاقت تیرے فریاد مین ہے

ہر قدم خاک کے ذرہ بھی چپکا اٹھتے ہین
پرتو مہر درخشان تیری ہمزاد مین ہے

نہ عیادت کیلئے فاتحہ شاید آجائین
یہہ ہوس پر بھی تمنا دل ناشاد مین ہے

چھٹ سے ڈر سے نہ سو دیکھو تری ہوبھی
قتل خون لینی کا کیون خاطر قصاد مین ہے

عشق خود کام نے کتنون کو مٹا کر چھوڑا
کیا بری خاصیت اس خانہ برباد مین ہے

زاہد ابادہ پرستی پہ طبیعت آئی
بیقراری لئے جام مئے الفت آئی

آج کے وقت کی بارش سے قاتل نے
آنکھہ شرما کے جھکالی جو مروت آئی

دفن کے بعد جب کوئی پھر آکوئی مگر
خاک اوڑاتی ہوئی حسرت سر تربت آئی

اوس طرف قصد عبادت میں سے عیسیٰ نے کیا
اسطرف لب کے مسیحا مژدہ صحت آئی

قید ہستی سے سر شام رہائی پا لی
شب فرقت کے اسیری کی نوبت آئی

نزع تک بھی نہ کیا وعدہ فراموش نے یاد
کوئی ہچکی بھی نہ ہمکو دم رحلت آئی

آج بھی شکل کتان چاک گریبان میں ہے
یا کہیں لگ گئی تجھے چاند سی صورت آئی

صاحب ستم و جور تو کیا کیا نہیں کرتے
اک ہم ہین کہ شکوہ کبھی اصلا نہین کرتے

یہان کب شب تنہائی مین تڑپا نہین کرتے
احباب سے شکوہ وہ جب لیں کبھی اتنا نہین کرتے

اک بوسہ پہ اللہ یہ ہٹ ہے اور یہ انکار
اچھا نہیں کرتے ہو تو اچھا نہین کرتے

ہاتھ آئے جو وہ نقد دل و جان تو لیں
اور مفت بھی یوسف کا تو سودا نہین کرتے

دے زیر مکان اوسکے جگہہ قبر کو یارب
تجھسے طلب سایہ طوبی نہین کرتے

جاسوز جگر کو قفس جسم مین کیا دین
عاقل ہوس و آتش کبھی یکجا نہین کرتے

سمجھے کہ قیامت ہے یہ اٹکھیلی کی رفتار
آئے ہو تو محشر ابھی برپا نہین کرتے

گل داغون سے سینہ مین کھلی ہیں مری کیا کیا
اس گلشن تازہ کا تماشا نہین کرتے

تحقیر نہ کر رند مشارب کی سن اے شیخ
[illegible] کے دیدار کی چرچا نہین کرتے

منہ لگتا ہے اپنے دل دیوانہ کی بیجا
پیارے کہیں سودائی سے الجھا نہین کرتے

قفس میں یہ کیا صیاد نے ہم کو گرفتار
اگر ثابت یہ ہوتا جیسے کہ رہتے گلشن میں
کہاں موجود ہیں ہے کسی جس وقت کہ چھوٹے
مقام بیکسی ہی پاس ہے جیسے کہ تنگ تن
پھڑک کر جان نکلا دیا سینہ ہی اور رہا اسکے

چمن میں اب کہاں حسرت باقی یہاں قفس پہ اپنی
نصیب میں تھی کہ ہوگی آہ و نالے میں بسر اپنی
حقیقت سنکر رو رہے ہیں سارے جگر اپنی
وہ عاجز ہیں نہیں تدبیر کوئی کارگر اپنی
قفس میں کیا لگا طائر نے بال و پر اپنے

ہماری بدگمانی عیب سے لے اوج بیجا ہے
گر ان اپنی راہ سے بے نظر اپنی

کہیں کہ ہجر میں جان بلب ہوا اشتیاق ہے
یہ ہجران دیکھو تو سینہ پر یہ کیسا اور بیقرار
کوئی جا کے اونسی ذرا کہو میری غم میں ان کے شریک ہو
گذر اونکا غم کم ہو وہ آتے نہیں سب ہو
چلو بس یادہ کرو نہ کہ شراب اونکی کی خبر ہے
نہ سینہ میں تھی یہاں تو جگر ہی جلا کے اٹھا ہو
ہیں کہ تیرے یہی دیکھو نہیں ملتے کسی بات کو
چلو سونکا ہی عبث یہاں بھلا اسکو نہیں دیکھا
رہی یاد فا ہی ہو ہم چھٹے آستانہ ایک ہم
نہ نکالے نگہ یہاں نہیں ایک بیقرار
مرنے عیب کیوں حسد ہی جی جلا ہی ہے آجکل

ذرا دیکھو تو بھی کہ عشق ہم دل رومند کے پارہ ہے
مجھے ڈر ہے نکلو نہ یہ ترک کہ شروع فصل بہار ہے
چلو دیکھو اپنی مرض کو کہ اوسی ہونے کا شمار ہے
میری بیقراری کو دیکھو ہی اگر تو اسپہ قرار ہے
میری جان دیکھو چشم بد سے جب انکھڑیوں میں خمار ہے
ہو مثال ابر ہی سایبان یہ ہمارے دل کا نگار ہے
ہے عجب کہ اسپہ یہ کھٹی ہو نہیں دل میں اپنی غبار ہے
جو یہاں سنا ہیں نشہ کا سب کے اوتار ہے
ہم چلا کہ تنگ دل ہم وہ بہار تنگ غبار ہے
[illegible]
[illegible]

وہ کافر خود غرض نکلا نہ آئی آج
سے جسے لینا تھا ہمکو بہشت سے

حیف صد حیف نہ ظاہر کبھی تاثیر ہوئی
غم ہماری صرف نالۂ شبگیر ہوئی

ہمکو پہلے سے کیا ہوں لکھتا کہ گلہ
اپنی قسمت خدا کیلئے تقصیر ہوئی

بس بیان رات کو جو کچھ ہوئی تو کہیں ہم
پہر تو او لٹی میری کچھ خواب کی تعبیر ہوئی

آخر اس عالم امکان سے ہوا اپنا وصال
وصل کی یار کے ممکن جو نہ تدبیر ہوئی

آپکی زلف جو بگڑی تو ہو زلفیں ہی ہیں
تو خدا کیلئے یہ بھی میری تقدیر ہوئی

پہر صدا اپنی کہ چھری میری گلے پر آیا
نیت ذبح غریبان ہی تکبیر ہوئی

ہم اسے ترک بیت قدر اندازی کی
پاؤں میں بس صف نے زر یا بار تیر ہوئی

جب سے پہر نہ کبھی یار سے ملکر چہوٹے
دیکھی اپنی مثال شکر و شیر ہوئی

جب کے کشتوں سے مجھے خبر کو لایا صبا
ہم قفس سے مجھے چہٹنے گلگیر ہوئی

چین تنگ کا اوس گل کے سمجھ نہ کھلا
نہ رہا اس تپش میں لبالفوں کی تقریر ہوئی

عشم کس جرم پہ ہوتا ہے نظر بندی کا
اپنی اب تک نہ ثابت کوئی تقصیر ہوئی

عشق نے نجد دیا قیس کو فرہاد کو کوہ
پشت وحشت کی غایت ہمیں جاگیر ہوئی

چہوڑ یاروں نے طبیعت پہ کچھ آزاری کو
کارگر جب نہ ادنکے کبھی تدبیر ہوئی

اونکی صحبت سے نکالے گئے قناعت سے
قدر شیدائی کی عاشق کی یہ توقیر ہوئی

اور کہتا ہے کیا شوق شہادت اپنی آج
اپنی جبتک کہ نہ گردن تہ شمشیر ہوئی

مخمس

جسم پر و لالے لگانے کی یہ تقدیر ہوئی
یہاں سے عاشق کو تیرے زلف گرہ گیر ہوئی

پھل اسکا لیکن موافق کوئی تدبیر ہوئی
پھر گئی وہ میری برگشتہ جو تقدیر ہوئی

تھی جو سینہ پہ رکھی زیر کفن کام آئی
لکھی ہے شہادت تیری تصویر ہوئی

اگر دعور تو دونو نے پکارا اسکو
دیر میں سنکے بتجا کعبہ میں تکبیر ہوئی

رنگ کیا کیا نہ پہ غم نے دکھانے ہمکو
ورد و لیکن اوٹھا سکتا نہ تاثیر ہوئی

اب سمجھو والشمس کے معنی روشن
خط نہیں مصحف رخ کی تیری تفسیر ہوئی

عرش سے بڑھکے ہے ایک نیا بلند
پھری طبع جوان اے فلک پیر ہوئی

ای پری کفر کے بندے ہیں کہا تمکا اسلام
اپنا زنار گلے کی تیرے زنجیر ہوئی

لکھو خط دیکے پیام اتنا زبانی قاصد
جان ہی جائیگی اے دل میں جو تاخیر ہوئی

ای بتو کعبہ و لکھو تو نہ ڈہا و للہ
دست قدرت سے الہی کی یہ تعمیر ہوئی

بدلی یارہ کے محو س دل بیتاب کو یار
خاک ایسی یہ بھلا کب اکسیر ہوئی

دل تو اسے اوج دیا او نکو یہہ جوہر کے ساتھ
ہنسیں کیا ہیں کہ کسی ہمان بندہ سے تحریر ہوئی

جو رو بہ لگے شانے سے زلفیں بولے
سب حسن کو چلے دل اے بہار کے

ابرو کے خم سے کہ کاٹے ندان یار کے
ہارے ہوئے ہیں ہم تو انہیں ہیں چار کے

پھیلیں پھولا کہنا وہ ہوں مشک تتار کے
اک موی زلف پہ تیرے صدقے ہار کے

سینہ کے گل کہاں ہیں کسی سیر کی ہوس
گھر بیٹھے دیکھتے ہیں تماشے بہار کے

قید ہستی سے نہ کی آج رہائی اے اوج
قفس ہی میں ہم تا آنکہ صیاد رہے

نہ ضائع عمر کر بہر تلاش سیم و زر اپنی — تجھے لازم ہے رکھنا فضل خالق پر نظر اپنی
سبھی ہیں گریہ و زاری اگر شام و سحر اپنی — یقیں ہے دو دو عالم کو ڈبو دے چشم تر اپنی
نہ اشک گرم آنکھوں میں نہ ہی سوز جگر باقی — دکھائے آہ کیا تاثیر آہ بے اثر اپنی
مقابل اس سراپا نور کے کیا ہو سکی ہستی ہے — ذرا دیکھیں تو شکل آئینہ میں شمس و قمر اپنی
ہماری پرسش اعمال کرنا عبث کیا ہے — حساب روز محشر سے ذرا خود بے خبر اپنی
بہت پر اضطراب و قلق ہوں خاک اڑاتا رہا ہوں بجا ہے — اگر ہو داد بیداد کی سناؤں نامہ بر اپنی
بھلا اسکو بیاں ہیں گوش تیرے پند ترا ناصح — وہ سنتے ہیں نہیں مطلق خبر وہ وہ بسر اپنی
نہ ہے طالع ہمیں ہم خلوت جاناں نہیں ہستی ہیں — پسند خاطر اونکے ہیں صلاحیں شیشہ گر اپنی
ہمیں جن سایہ دیوار جاناں سب سے بہتر ہے — وصیت ہے نہ ہو لیے قبر بھی زیر شجر اپنی
کیا اسکو جلا کر شمع رو نے اپنا دل ہم نے — لکھی اپنی حقیقت جس پر پروانہ پر اپنی
تصدق کرتے وہ لوگ لب دندان جاناں پر — جو اک گر کچھ نہ دیتے اپنے لعل و گہر اپنی

چھپے ہم اوج نا حق خاک ڈال در بدر ہر سو
لے کے گئی ہمیں [illegible] در بسر اپنی

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کتاب وقت گر بیٹھے سحر تو ہم گرانی — یقیں ہے سامعیں مطلب کریں [illegible]
صبا سے ہے بیاں چمن گر کہہ سنا اپنی — پھنسے دام بلا میں آ کے ہے جان پر اپنی

اوج شبدیز قلم کی باگ روکا چاہئے
اب تو کم وسعت ہے دیوان مین باقی رہگئی

کچھہ دنوں مین اگر دو کہہ پائیگی
یہہ طبیعت ہی اچی یہہ جاپائیگی

ایکدن باتین تمہین یہہ سنوائیگی
ایسی غفلت یار منہ کی کھائیگی

خوب لوٹی دولت حسن اونکی دیکھہ
اے ہوس بس کر نہین پچتائیگی

اونکے ورد سے تہالو سندل لگا
دیکھنا کس کس کے ہاتہ جائیگی

کوشش بیفائدہ سے کیا حصول
ہے جو پیشانی وہی پیش آئیگی

لو مین باز آیا تمہاری دوستی
حشر مین بندہ کو کیا بخشائیگی

جاون کیا منہ لیکے اونکے سامنے
تجکو شرمائیگی جب شرم آئیگی

نیر بہتر ہے نہ منہ سے بولئے
بات کہنی کو فقط رہ جائیگی

اوس پری کا عشق ثابت ہو نہ اوج
خلق دیوانہ تمہین ٹھہرائیگی

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

رخ انور سے تیرے معنی شمس الضحی سمجھے
صنم زلفون سے مطلب سورۃ واللیل کا سمجھے

بتا اوج زلف و عارض جانان کو کیا سمجھے
مہ و خورشید سمجھی سنبل و دام بلا سمجھے

جو وہ روی کتابی مصحف رب العلی سمجھے
تو بیشک ابروون کو بیت آیات خدا سمجھے

بری احوال ہے جب تو ہی غافل ہو تو پہر کیونکر
توقع زیست کی یہہ عاشق بیدست و پا سمجھے

دل بغم نہ کیون رشک مسیحا ہے تیرے فرقت مین
غذا لخت جگر اپنی تو خون دل دوا سمجھے

کیا صنعت صنع حق ہوا آج
قدرت کی ہے کیسی بشر کی

کون چھوٹا اس بلا سے چلین زندانمین کیسے
کسی موت آئی جنازہ اٹھی زندانمین کیسے
شوق سے آئی تجہ پشت اور اُلٹو ہتھیان
جیل مین انہین فرقت کو کیون بجا دیجئے
جب تشنہ ہوتا ہے اجل کے ہاتھ آیا مین زار
آئے مین لیلیٰ اور واسطے کو سر اپنا چپ گر
طالع ناسازگار ہوا اپنا ہے دیکھا چاہئے
کیون شکر نہ سوچو مصحف تمنا کو
اب تو شناسی خدا ہے تو بتا اب پہچان
عرض جتا ... کشش کے بیدار کی ہے
آستان دوش ... ہم بھی حاضر شیر کی
خاک کر دیا ... دہان کو ای کہد
ادب ... آئی آنکھون کو کوئی کھپتا نہین
اگر ... دیکھین لب ... ہا
کون ... شیر ... کہو

فارغ البالی ہے عشق زلف پیچان مین کیسے
چھوٹ سنا صبا دیکھتا ہے گلستان مین کیسے
آشیان مین عذر ہے کسکو گریبان مین کیسے
فائدہ ونید کی ہے عشرت کے سامان مین کیسے
بیڑیان پہنا کے بھوا دو گے زندان مین کیسے
کیون سلیقہ ہی تپ فرقت کے ہجران مین کیسے
شادمان کسکو ہے کہ تقدیر ایران مین کیسے
ہے کلام آتش کہتی تکریم قرآن مین کیسے
راہ بھی بھولے اسے زلف پریشان مین کیسے
چھوٹتا ہے دیکھین مرغان جوش بیجان مین کیسے
نقش دیکھین گری تقدیر ... مین کیسے
تو رکھے کی ... داما مین کیسے
کیجئے نظارہ بہشت کا گرستان مین کیسے
تان حسن ہی لعل مین کس کسکو ہے جان مین کیسے
جنبش تھا پہلے تمہارے ... مین کیسے

لاکھ طالب ہوں پہ ہو جب ہوا مطلوب ایک
جب نہ قیصر سکندر دی یہ عزت سے زندا

عشق حجاب نے ملت گیسو مسلمانین کے
دیکھو لالی سے ہے قضا گور غریبان میں سے

آوے جو عشق سحر تاریکی سے ہی گت کر کے
نیند آ سکی شب تاریک ہجرانین سے

دیگر

جہاں سے گذرے تو اسباب کی تہہ اوٹھا بیٹھے
سنا ہے اک بت کافر سے دل لگا بیٹھے

اوٹھے جو غفلت وہ پہلو میں آپ آ بیٹھے
اگر رقیب پہ میرا ناوک دعا بیٹھے

نہ پار رقیب بھی ویران رہا مصلحت ہیں
اوٹھا جہان سے وہ معشوق یار جا بیٹھے

سفر ضرور جب اس عاقبت سرا سے ہے
لپٹ کو جا کے سے آمادہ قضا بیٹھے

اوٹھی نہ خاطر نازک سے اون کی گرد ملال
بعث ہم آپ کو تو خاک میں ملا بیٹھے

ثانی

یہ ہے اوسکے واسطے اوٹھائین ہی ہم کیوں کر
قسم وہ ملنے کی پہلے ہی ہم میں کھا بیٹھے

اوٹھا لے گئے مست ہی کہہ کے گلی کو خاک نشین
مثال نقش قدم اپنے خنجر آ بیٹھے

نہ رقیب کر عاشق کو غیبان چھوڑا
وہ ایک ہاتھ نہ کیوں قد کے پھر لگا بیٹھے

بہت انہوں نے انداز چھوڑا کے میں
جب اوٹھے پہلو سے وہ کچھ نہ کچھ سنا بیٹھے

[illegible] کے اس آستان کو ہائیں کر سو
لیے اپنے آپ کے امیدوار کہا بیٹھے

ابھی اوٹھیں طمع حرص کے قدم سر پست
جو ہر تو صبر و قناعت کے میں دبا بیٹھے

[illegible] ایسا [illegible] ہم
ہزار فتنے اوٹھے وہ کہیں جو آ بیٹھے

جسو کی جنس کوئی یا اب ہر بھی ایسا ہی
فقیر بند بھی امیدوار آ بیٹھے

[illegible] جان میں گیا ہزار افسوس
نشے میں کیوں اوسے احوال دل سنا بیٹھے

اسی گمان پہ کہ سہوا نہ فاتحہ پڑہ لون
جو اونکو جانے سے مانع ہوئے تو یون بولے

نشان وہ قبر کا پہلے ہمین سے مٹا بیٹھے
اوٹھا جو پاس تو پہر کیون نہ میری بلا بیٹھے

بہت شباب مین رندی کی داد دی اے اوج
ہوئے ضعیف تو اب بنکے پارسا بیٹھے

بحث رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بخت ناکام ولاکام تجہے ایسا کرتے
دلمین اوس کافر ہرجائی کی ہم جا کرتے

شکوہ کس منہ سے کیے تیرا اوبت رعنا کرتے
خود تو بدنام ہے اب کیا تجہے رسوا کرتے

رندی و عشق صنم توبہ و تقوی ای شیخ
عمر یکروزہ مین کیدہر ہی تو ہم کیا کیا کرتے

لطف اسکا تہا اگر کار نمایان ازل
تجہکو محبوب بنا کر تجہے شیدا کرتے

سر بسر توشۂ عقبیٰ ہی دانائی ہے
تجہ سے دنیا مین طمع حشمت دنیا کرتے

یون تو صاحب کے کہنے کے ہزارون عاشق
کوئی ہمسا تو ہم چاہنے والا کرتے

تجہکو الفت ہی یوسف جو سمجہتے ہمسر
چاہ تیری نہ کبہی مثل زلیخا کرتے

شکوہ سنگدلی اوس سے عبث ہی اے دل
ہین کہین بت بہی بہلا خوف خدا کا کرتے

ضبط جاتا جو سنبہالنے سے حسرت ہی سہی
دلکو سو بار نثار رخ زیبا کرتے

دم ہی در دم فرقت سے نکل جاتا کاش
کیون پہر اسطرح تیری ہجر مین تڑپا کرتے

مرکے اوٹھتے تیری کوچہ سے بہی لیکن اے عہد
ہمتو بیٹہتے نہین کیون خواہش صحرا کرتے

بیوفا تجہکو جو پہلے سے سمجہتے تو بہ
کہوتے دامون ہی ظالم تیرا سودا کرتے

دولت عمر کو کہو بیٹھے گرہ سے اے اوج
تہا یہ زاد سفر عشق مبارک تے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

دل پر درد اسکی سوز رقت سے ٹپکتا ہے
یہ وہ پھوڑا ہے یارب پھوٹتا ہے اور نہ پکتا ہے

تبسم میں تیرے دانتوں کی ضو پڑتی ہے زلفوں پر
دیا ہے گرد مہ ابر سیہ کوندا لپکتا ہے

موکدیر کے عشق یار دستے توشی کاہی واعظ
اگر ہے پند بیجا کیوں عبث بیہودہ بکتا ہے

نکلتا ہے دھواں منہ سے جو ہر دم آہ سوزاں کے
کلیجہ سینہ میں لو شاید سلگتا ہے

مدد اے آنسوؤ جام چشم میں سے مہر کے ستا ہوں
یہ طفل اشک گہوارہ سے رو رو کر سرکتا ہے

فراق یار میں جی کھو کے رونے دے او ظالم
گلے میں نالۂ جانسوز کیوں آکر اٹکتا ہے

نہیں کشتہ کی چشم نیم وا سے صاف روشن ہے
کسی کے دید کا شائق تھا جو حسرت سے تکتا ہے

لگائی ہے گرہ کاکل میں اوس کافر نے یا شاید
دل عاشق او لپٹ کر زلف بیچاں میں لٹکتا ہے

شرارت دیکھ تو ایسا لگا دیں نم سے منہ اپنا
رہے یہ دور تیرا اون کو لی میخوار جھکتا ہے

مجھے عشق مژہ جینے نہ دیگا اے کمان ابرو
چھپا وہ خار غم دل میں کہ ہر ساعت کھٹکتا ہے

یہ شب ارمان بیماری ہے تیرے بیمار فرقت پے
کہ جو بھی شام سے بالین پہ سر دیدی پٹکتا ہے

ہوا ہوں جب سے میں تیر نگاہ یار کا گھایل
دل مجروح کیسا صورت بسمل پھڑکتا ہے

الٰہی زہر فرقت نے کیا شاید کہ کام اپنا
جگر خون ہو کے ہر نوک مژہ سے لو ٹپکتا ہے

حباب سا ہوں پابند ہوا سے اوج میں ورنہ
سبو سا عمر کا لبریز دم میں چھلکتا ہے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ابر باران بیدریغ برا رہی ہے
برق آتش اثر سوز جگر اور ہی ہے

باغبان گلشن ہستی کے بہت پھل ہیں مگر
نخل امید جو لائے وہ ثمر اور ہی ہے

لاکھوں کرتے ہیں تسکین مری پر تو سی
صاف ظاہر ہے کہ کچھ مد نظر اور ہی ہے

یہ جہان منزل فانی ہی سمجھ اے غافل
جس مین وہ ام تجھے رہنا ہے وہ گھر اور ہی ہے

ایک عالم کو ہی جسکے رخ روشن سے فروغ
اوفلک برج شرف مین وہ قمر اور ہی ہے

دل کی ہین سینے سے آگہ گریبان صد چاک
ایسے کیونکر [illegible] مین [illegible] اور ہی ہے

ہم لگے دیا اوس بت سنگین دل کو
آہ سوزان کا جو دیکھا تو اثر اور ہی ہے

دم بخود ہو شب وصل صنم مین للہ
تجھسے [illegible] کا جس مین [illegible] سحر اور ہی ہے

ہے یہ تحقیق کہین رشتہ جان لینے کو باریک
کھینچ کے دیکھا تار نظر ہوی کمر اور ہی ہے

صلوات اوسکے تصور مین زبان پر ہے آج
جسکے خدام ملک مین وہ بشر اور ہی ہے

بحر کامل مثمن ارکان متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

غم ہجر بت نے الصنم یہ نحیف و زار کیا مجھے
کہ دلا نہ فرش حریر مین بھی [illegible] ہی قضا مجھے

یہ سن اے طبیب کو سکتا ہی تو علاج جسے [illegible]
تب عشق جل ہی گیا جگر ہے بلا بخاک ہوی شفا مجھے

نہ کچھ اوسکی بو بھی ملا اثر پھری [illegible]
ہے سیر یار رفتہ کی [illegible] لا دے باد صبا مجھے

تیری [illegible] اسیر
[illegible] سفر سے اپنا [illegible] عدم [illegible] مشکل [illegible] مجھے

[illegible]
[illegible] کالب لقا مجھے

[illegible]
تیری زلف [illegible] مبتلا ہی بلا مجھے

کبھی آ گئے تجھے [illegible] وصل [illegible]
[illegible] مجھے

جو دیا [illegible]
عرش عشق [illegible] رکھا مجھے

جو شباب مین [illegible] دل
[illegible] دل گرے قتل [illegible]

رہی حمد اوسکی سر زباں کہ جو کل کا رب قدیر ہے
وہ منیع ہے وہ رفیع ہے وہ سمیع ہے وہ بصیر ہے

وہ قدیم ہے وہ کریم ہے وہ حلیم ہے وہ حکیم ہے
وہ رحیم ہے وہ عظیم ہے وہ نعیم ہے وہ نصیر ہے

وہ جلیل ہے وہ جمیل ہے وہ وکیل ہے وہ کفیل ہے
وہ مقیل ہے وہ منیل ہے وہ دلیل ہے وہ نظیر ہے

یہ صدای رعد فلک نہیں سری شور سے یہ حقیر ہے
جو ہے آہ برق شرر نہیں تو یہ چشم ابر مطیر ہے

کہیں آج چہرہ یار ہے جو بنا شرار اگلا ان عبیر ہے
لکھی رفعت شفق سرخ پر صبا کی لکیر ہے

کہیں وصف ہیں تیرے جمال میں وہ جو عشق میں ہیں اسیر ہے
یہ الفضال بلال ہیں تو وہ رشک ماہ منیر ہے

کوئی راست سیرت پاک ہے کوئی کج نہاد تباہ ہے
کوئی اہل بیت جاہ ہے کوئی بے نوا و فقیر ہے

کوئی رنج و عیش میں پاک ہے کوئی فکر و درد سے پاک ہے
کوئی فرش پر خاک ہے کوئی زیب بخش سریر ہے

جو نظر کیا تو شہ و گدا سے جہان سوسے نہیں سر ملا
یہ ہوا وسکی سنہری پہ شہنا اسکا فرش حصیر ہے

کروں خاک حالت دل بیاں کہ وہ جلا سینہ میں تپ تپ کے
ملا آہ لالہ خون جگر سے داغ دل کی نظیر ہے

غم و درد میں نفس کی چہرہ کو کیا تحمل
سبب یار ہے اور یہ دل بیا انکسار و شرر ہے

نہیں جا ہے عدل کی داد کو یہ مقام عفو ہے رحم کر
تو علیم ہے تو یہ کہ بشر ہے و خطا کی خمیر ہے

کبھی ڈھونڈ ہا ہی تو حجر اور کعبہ میں دیار [illegible]
وہ رگ گلو سے ہے قریب تر اسے دیکھ لے جو بصیر ہے

ہوا عشق کامل جنہیں بھی جیکو نہیں شانہ میں
ایسی عمر کی غم میں یہ کسی بلا کا اسیر ہے

کبھی لکھتی ہے یہ شعر وہی اپنے عنوان کرم سے
اے تارچ تو نعمت حق تجھے یہی فخر زباں شعیر ہے

بحر کامل ... ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

معمول [illegible] چلا ہستی کی اوسکی دھوم تھی نہیں [illegible]
ایسی تو کس میں یاری یاری و گفتگو بھی نہیں ہاں گیا

[illegible] کیا کہا نکلی [illegible] ہستی کی [illegible]
تم ہی کہتی ہو تو لے عزت کہیو ولی سبیں کی ہے

تجھے حسد ہی پہ محتسب کیا گمان الفت کا ہم پہ کیسا
نگاہ حسرت تلک اپنی اصلا کسی سے بھی نہین گی ہے

اوٹھایا لطف انکی صحبتونکا کہے نہ کیا کیا گل تمنا
لذت ہوی ابھی وہان پہ جسیا نسیم تو بھی نہین گی ہے

ہمیشہ صحرا سے بیقراری مجھے لے آئی ہے سوی گلشن
ہوا ہون ہم گشتہ خود یا ہوں کہ گلی جستجو بھی نہین گی ہے

جلا ہون سوز جگر سے کیسا کہ تسکین ہو دلکو جو نکہ
جلا ابھی تا بہ آب خنجر کہ گلو بھی نہین گی ہے

یہ عشق خوبان ہے جی کی زحمت کرو بس اب جلد ترک الفت
ابھی تلک آئی اوج ہی غنیمت کہ آبرو بھی نہین گی ہے

بحر متقارب مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بہلو ہی بھی تمہاری الفت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے
یہ کیسی صاحب کی ہے محبت کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

ابھی تو تہا لا کہ جان سے قربان جو دیکھا پہر یا دشمن جان
ادھر سے تہا کیش ہم مروت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

ہوی سنبھالو تو مجکو یارو عزیزو جاتی ہے جان آؤ
کبھی یہ کہتو ہو دیر فرصت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

تمہاری بیمار کی ہے رخصت بس اب ہے ہنگام کوس رحلت
یہ ہچکی نے مریض سے نوبت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

کبھی تو بالین پہ سر ہے ہمتا کبھی غشی ہے تو گاہ سکتا
مریض فرقت کی تیری حالت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

ہلال تو دیکھ اپنا ابدل قریب ہوتا ہے بدر کامل
تیرے قیاس میں خدا کی قدرت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

ابھی تو کہتی تھے ہم سے چلتے زبان پہ سو پہر زبان بدلے
یہ کیسی صاحب خوب عادت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

ہماری سوز جگر کو یارو کہو اندلو سے فروغ دیکھو
تجلی نور داغ حسرت کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

کبھی ہے درد و الم سے فرصت کبھی ہوے مبتلای محنت
تو اہم ہے بنیاد رنج و عشرت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

کبھی ہے صد کرب و ذلت ہم کبھی تخت و تاج و حشمت
غرور دولت زوال عزت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

کبھی ہے بستر ہی بالش پر کبھی جو دیکھا اوٹھا کے بستر
سدا ہی دوران عیش و عشرت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

نہ ہوش گوی ہے دل ہی کہنا تو شور انگیز یان ہے کیا کیا
تیری ہی بدبات پر جلاوت کہین کچھ ہی کہین کچھ ہے

جو مری سی دل جلایا تو دیکھو ہنسکر کبھی رولایا
اوس آتش افروز کی شرارت کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہے

اب خط کا ہی ہوش کسکو زبانی پیغام بر سے کہیو
کہ اوسکا احوال فی الحقیقت کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہے

جو ہی ہیں نہ جھوٹی کہا و تنگ کے باتین اب بنا و
تمہاری ناصیت طبیعت کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہے

اوٹھایا ظلم و ستم نہ کیا کیا فلک کی گردش نے خوب پیسا
دیکھائے کیا احمد لطف جوش کبھی ہیں کچھ ہی کبھی ہیں کچھ ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہم جو گریہ میان شب ہجران کرتے
چشمہ چشم رواں نوح کا طوفان کرتے

وہ جو آرائش لعل لب خندان کرتے
تھا یقین قصد شہیدون سی پان کرتے

گر عاشق پہ قدم رنجہ مسیحان کرتے
گذر اکبار سوے گور غریبان کرتے

ہی یہ حسرت دل ناشاد کو شادان کرتے
مہمان ہوکے ہمین مورد احسان کرتے

دسترس ہوتی جنون پر ہمین اپنا ورنہ
لگے پرزے عوض چاک گریبان کرتے

بلبلا لطف ہی ہے زمزمہ پردازی سے
دیکھے باغ مین کیا مرغ خوش الحان کرتے

نہ اگر لگتے تو مسیحا کا دعوی [illegible]
بخدا یون نہ کبھی عیسی دوران کرتے

یار اسد کوچہ دلدار ہی ہے بار اسکا
کس لئے پہر ہوس روضہ رضوان کرتے

ہین لگاتا ہی شعلہ [illegible] جہانے اے دل
چلکے وقت سر خار مغیلان کرتے

[illegible] گرتے [illegible] ہیں پہر سجادہ
دیر کو کعبہ زکعبہ کو مسلمان کرتے

طول ہے فرقت تو نہین عرض کے قابل ہی اوج
عمر گذری ہی یونہین نالہ و افغان کرتے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

پری وش کل ہتا سا ہم انجان کرتے
ہم بھی آئینہ دیکھ کر تیرا حیران کرتے

کیون ہوس باغ کی اے سرو خرامان کرتے
خار تہا نے دیئے کیا سر گلستان کرتے

آتش عشق کو کیا سینہ مین پنہان کرتے
سوز دل کیونکہ چھپے اپنے شہیدان کرتے

آب حیات ابدی قالب بیجان کرتے
تجھ سے بھی جنبش جو ہتا یہ [illegible] ان کرتے

نفس جسم مین ہے طایر دل کیا چھپتا
آپ جسکو یہ فتنا دکیا ترجمان کرتے

دیر ہے مصحف رخسار کی تو عبارت اے شیخ
حفظ کو ہم نہین اک سورہ قرآن کرتے

ایک اسے رشک چمن باغ مین مشتاقو کے
گل ابھی سے ہیں پر گوشہ دامان کرتے

ماسلسلہ کا لبس قطع ہتا مجنون کے بعد
ہے یہ آباد اگر خانہ زندان کرتے

وعدہ وصل پر نور ہے اسنے ایکبار
سہر طلب آج تو اے شاہ خراسان کرتے

بحر ہزج المسدس والمحذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن

گیا اوس گل پہ کیا مایل جفا کی
دل ناداں یہ تونے کیا کیا کی

تمنا کیا ہے بجز خواہش کیمیا کی
اوٹھا لی خاک اسکے نقش پا کی

ستم ہے دلبن اوس کا فخر حیا کی
بنائے دیر کعبہ مین بنا کی

[illegible] مین بھی کی فکر ہے کفن کی
ہوس تکی یاد کی اسکے فنا کی

[illegible] اولین ہے کربالین تربت
اوڑا لی خاک ابر رحمت رسا کی

بلا کی بوسہ زلف یار ہم تک
شکایت کیون نہ باد صبا کی

[illegible] مین زندہ نکلے ہی نوشی [illegible]
کرے تشویش [illegible] کی

[illegible] ہے تو حنا کا ہے جگر خون
نہ دیکھا لی کسی نے رنگت حنا کی

شب اونکے وصل سے دیکھو جو ہون غیر
سحر تک شمع محفل بھی جلا کی

حسینون کو ہے لاف لن ترانی
بتون کا دور ہے قدرت خدا کی

مثال زلف دی مشک ختن سے
سراسر ہو بہو دیکھو خطا کی

نہیں پہنچے گی واعظ تجھسے ہرگز
حدیث عشاق رند و پارسا کی

دعا ہے بس مجھے ایکبار اے فحج
میسر ہو زیارت .. کربلا کی

بحر ہزج المسدس مع المحذوف و ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

زبان خوگر رہی شکر خدا کی
یہ پابندی ہے تسلیم و رضا کی

ارے دل دوستی اوس نے کیا کی
ہمسے کی دشمنی خلق خدا کی

نہ تاثیر اوسکی دلمین اک ذرا کی
بہت نالے کئے آہ و بکا کی

نہیں صیاد سے ہر فصل گل مین
توقع ہے رہائی کی رہا کی

رہے گا ہے نگاہ مہربانی
ابھی کچھ جلد ہی ہے جور و جفا کی

بہت گیسو مین اولجھا کر طبیعت
بہلی پھنسگی گرفتار بلا کی

یہین پہنچا ہے کی کچہ تک اوسکے
محبت کھینچکر زلف رسا کی

لبون تک لیکے جان زار افسوس
بہت کچھ انتظار اوسکا کیا کی

ستم ہے نقد دل لاتا بتون نے
دوا ہی ہے دوا ہی سے خدا کی

بلا کر نہ ہر صفت سکو مارا
مریض عشق کی اچھی دوا کی

نہیں ہے مسند شاہانہ ہمسر
جہان مین بوریائے بے ریا کی

جسے دیکھا وہ سنگین دل ہے واللہ
بتون کی آزمائش بارہا کی

مآلِ ہر بشر دو گز کفن ہے | حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

جو دوڑو بادیۂ الفت اے افج
سزا ہے اس دلِ ناآشنا کی

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جان بلب دردِ جگر سے بستر آزاری ہی
اے مسیحائی زمان وقت مددگاری ہی

طالع خفتہ مرا مائل بیداری ہے
وہ ستمگار خود آمادہ غمخواری ہے

رد بہ اصلاح ہو گا کسی تدبیر طبیب
موت سے جسکی ہی صحت یہ وہ بیماری ہے

ستم پہلے سے ہی ظالم نہ مجھے کرتے یاد
اب تو قابو نہیں کیا کیجئے ناچاری ہے

پاؤں پھیلا کے یہ ہیہات کریں کیونکر خواب
کسکو آرام تہِ خیمہ زرنگاری ہے

شورِ ہنگامی میں ہشیار پڑے بیٹھے ہیں
اپنے اک قتل کی اللہ یہ طیاری ہے

سچ الہی ہو آلودگیِ زیست سے دم آوے
یہاں خود اس زیست سے حاصل ہمیں بیزاری ہے

دل نہیں رہتا کیونکر اسے سمجھائے کوئی
سخت مشکل ہے عجب طور کی دشواری ہے

کس لئے ہم ہیں پئے سیرِ چمن کی خواہش
کشتِ داغ سے خود سینہ میں گلکاری ہے

کب تجھے ایسا کہ قاصد وہ پڑھے حرف بحرف
کاتبہ شوق نہیں فرصت طوماری ہے

سنتے ہی نالہ ہمارا کہیں رہتا اک
دل تو مدت سے پڑا الفت و ستاری ہے

راہ پر اشک فشانی سے خونبار ہے کیوں
ہے مگر مسلکِ ترسان ہی دینداری ہے

دوستو خود اسے حیرت ہے کرے خاک علاج
دردِ فرقت سے اور طبیبی سے عاری ہے

ہم نہ چھیڑیں تیری اک زلف کو کیا کیا لکھئے
مشک طینت ہی وہ یا غمزہ تاتاری ہے

نالۂ الفت کا سینہ جگر کو جراح
اب تو سنکار غم کے زنگاری ہے

ہوئے الفت دنیا سے ہشیار اے آتش
یاد حق سے ہو نہ غافل یہی ہشیاری ہے

بحر مجتث مخبون ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

نہ دل میں ہے کسی خواہش کی آرزو باقی
رہینگے ہم نہ رہے گا [illegible] باقی

تڑپ تڑپ کے ہوا کیا میں سخت جان باقی
نہ چھوڑیو [illegible] گلو باقی

رکھے چمن میں نہ کیوں آنکھ اپنی وا نرگس
کہ [illegible] کی ابتک ہے آرزو باقی

چھکا دے بادۂ گلگون سے ساقیا [illegible]
[illegible] ساغر و سبو باقی

یہ جانتے [illegible] کس طرح [illegible]
کہ [illegible] ابھی [illegible] باقی

تلاش میں [illegible]
غبار کو بھی ہماری ہے جستجو باقی

رکھی تیری لب و دندان نے [illegible]
نہ قدر لعل نہ گوہر کی آبرو باقی

ہر ایک کو [illegible]
یہ اپنی عشق کی شہرت ہے [illegible] باقی

لگا نہ دل کو تم [illegible]
نہیں ہے [illegible] وفا کی [illegible] باقی

بحر مجتث [illegible] ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

ملال [illegible] وفا کے چلے
[illegible] ہم [illegible] کے چلے

وہ اپنے پانچے ہاتھوں پہ چن اٹھا کے چلے
تو جا کہاں [illegible] افتادگان بلا کے چلے

حسین [illegible] سے روش [illegible] کی پا کے چلے
تمہارے چال [illegible]

تمام شب صفت شمع اسکی محفل میں
[illegible] جگر [illegible] کے چلے

یہ اہل دین ابھی اسلام [illegible] سلام
[illegible] خدا کے چلے

نہ [illegible] ادا [illegible]
[illegible] فلک میری [illegible] چلے

ہوا اگر کبھی اونکا ہمارا راہ مین سامنا — تو ہنسکے چھپ گئے ضد سے قدم اوٹھا کے چلے

کیا ہے دل نے میرے قصد کوئی قاتل کا — تو اپنے پاؤن سے خود مقتل مین ہم اوٹھا کے چلے

بھلا پلا تو کوئی جام ساقیا ایسا — کہ آج توبہ استوار ہم گھبرا کے چلے

امیر ظلم نے بہت کچھ مراکیے بیمار ہا — بھوڑ پر کسی شامن نے دیکھ کے چلے

پسند خاطر خالق نہین ہے کبر و غرور — ہوئی وہ رو بہ گریبان جو سر اوٹھا کے چلے

ہم آج لیکے بہت سبزہ رنگ کا بوسہ — ستم ہے دیدہ و دانستہ زہر کھا کے چلے

عقیل ہی تو نہ کر سہو دیکھ راہ صواب — بہک گئے بہت لینے مین غافل رہِ خطا کی چلے

ہر گھانہ تم جگر پر تو ہم تسکین — نہ تھا لالی عبادت کو دل دکھا کے چلے

ایسے ہی زخم بدن مثل گل ہوئے خندان — وہ بھی دیکھتے جب لاش سکر لے کے چلے

امید بخشوائی کی جسکی ہی اسے اوج
وہ اپنے قبر کو ٹھوکر ناک لگا کے چلے

بحر مجتث مثمن ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

کیونکہ سینہ مین عاشق کے تیر سے ہم اٹکے — قفس مین مرغ ہے آہون سے تھم کہتی ہے سب

ستم ہوئے کہ ہمیانک وہ یک بیک پہنچے — ہوئی ہے جو دلمین اندیشہ کہ لگا وہ

خیال نیند مین ہین قصد کیا جب ہم نے گھٹنے کے — سفر مین سے اٹھلی رقیب ہی سب

ہیانتک آپ تب وقت سو بار کے جھٹکے — کہ وقت جلتے ہی لے پڑے کروٹ کے

ہم تو ان کرم سے کرا پہنچے اسے وہ — گدا الدہر سے توکہنے کا در رہا ہوئے

زوال ہین عشق بادہ کا ل سے — بلال الست و خم بنگلہ مین ہاتھ کے

شرہ یار کی پڑتے ہو — الٰہی دلمین نہی غبار اٹھا کے

بگڑ رہی ہے جو صحبت دہر کے عیاں سے
بھلا ابھی ہیں کہیں ڈھنگ ہی بناوٹ کے

گیا ہے آج وہ تیغ زباں لے کے اپنے کام
اڑے ہیں بزم میں سے رقیب کٹ کٹ کے

بگڑ گیا وہ بت دلربا کے سر جھکا نہ کبھی
نثار ہونے کے وقت پا کی تہ سے اٹکا کے

نہ خواب ناز سے بیدار ہو وہ رشک چمن
کھلو غنچے سے آہستہ باغ میں چٹکے

دل اس کے کاکل پرپیچ میں ہوا الجھا
پڑے ہیں پھندے بہت اے اوج بچیو آپ اٹکے

بحر مجتث محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

چمن چمن ہی جو نرگس کو آرزو تیری
تو باغ باغ ہی بلبل کو جستجو تیری

وہ کون گل ہے کہ جس میں نہیں ہے بو تیری
نہیں وہ دل کہ رکھے جو نہ آرزو تیری

ہو جانتے ہی جو رو جفا سے جو تیری
تو کر لی یاد نہ بھولے سے ہم کبھو تیری

نثار ہونے کو آتے ہیں شکل پروانہ
لگی ہے لو کس و ناکس کو شمع رو تیری

ابھی تو نطق ہو بند اپنے چپکے بیٹھے ہیں
نہیں جو مرغ خوش الحان یہ گفتگو تیری

ہزار ہیں جو پریشاں تو لاکھ سودائی
وبال جان ہی پڑی زلف مشکبو تیری

اڑھایا رنگ ابھی سے داغ دل لے لے
اڑا دیا گل یاسمن سے بو تیری

نہیں یہ جنبش ابرو مگر اشارہ کو
حلال کرتی ہے شمشیر کینہ جو تیری

مقابل اس کے نہ ڈالنے کے ہیں درکنوں
نہ ڈوب جائے یہ شرمندگی سے آبرو تیری

چھپے ہیں نہ یہ خورشید کیوں چراغ نکو
ہر ایک کو ہے شب و روز جستجو تیری

ہے بادہ کشوں کو دے بتا ساقی
پڑی ہی شیشہ میں یا سرخی گلو تیری

نہیں ہے حضرت یوسف کی گرم بازاری
بسا ہے جس کو وہی شہرت چار سو تیری

طاقتِ عجز کو ہرگز نہ چھوڑیو اے اوج
اگر کرے بھی سکایت کوئی عدو تیری

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

حالِ زارِ عاشقِ خستہ جگر کو دیکھ لے
اک نظر پھر مڑ کے او قاتل ادھر کو دیکھ لے

خوابِ غفلت سی اوٹھا کر بے خبر کو دیکھ لے
جلوۂ جانانہ ہر سو ہے جدھر کو دیکھ لے

بھول جائے آفتابِ حشر اپنی گرمیان
گر ہمارے سوزشِ داغِ جگر کو دیکھ لے

وقتِ فرصت ہی ہے ہم کر توشۂ اعمالِ نیک
کوچ ہے کل آج ہے زادِ سفر کو دیکھ لے

ہی حیثیت کسکو نسبت ہین رخِ دلدار سے
دو نو داغی ہین والشمس و قمر کو دیکھ لے

ہے ہم روزِ ازل سی ربطِ کاہ و کہربا
آج غافل عشقِ صادق کی اثر کو دیکھ لے

پیچ ہین زلفونکے روشن ہی رخِ پر نورِ یار
ہی عجب اک وقت ہر شام و سحر کو دیکھ لے

اہلِ عزت پر نگہ مت کر حقارت سے نظر
ہے یہ لازم چشمِ عبرت سے بشر کو دیکھ لے

آتشِ دوزخ سے کسکو ہے ڈراتا بار بار
واعظا پہلے ہماری چشمِ تر کو دیکھ لے

چھوڑ دے حاصل نہ ہوگا کچھ ندامت کے سوا
خوب ای صیاد تو اس ہشت پر کو دیکھ لے

کیا بھروسہ ہی اجل آئندہ مہلت دے نہ دے
آج چلکر روضۂ خیر البشر کو دیکھ لے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

جان لبون پر اوٹھ ضبط سے آجاتی ہے
کیا کہین حال دلِ زار کہ شرم آتی

اوسکے جانب تو نہین آپ سی جاتا یارو
ہے کوئی شے کہ اودھر کھینچے لیجاتی

کسکو یہان اپنے سر و پا کی خبر ہے لیکن
خود فراموشی مین جانان تیری یاد آتی

قفس و خانۂ صیاد تو دیکھا اے چرخ
آگے کیا دیکھئے قسمت ہمین دکھلاتی

منہ خدا کیلئے نظارۂ گلرو سے موڑ
خانۂ آگہی گشت مجھے بہلاتی

صاف گرجاتی ہے انکھون سی جھڑی ساون کی — چشم تر نے ہون شب فرقت مین جو برسائی ہے

کیون فلک تو نے سکھا صحبت گلسی محروم — ہم قفس مین ہین اور ہم فصل بہار آئی ہے

بیت بیکار ہے پہلو مین جو محبوب نہین — یہ حیات ابدی ہو تو کسے بھائی ہے

کیا ہوا ہجر مین گر جان کو کھویا ہے اوج
سچ ہے تقدیر مین ہونی ہو سو ہو جاتی ہے

بحر مجتث محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

فتادہ اپنا ازبسکہ غبار راہ مین ہے — مثال نقش قدم خاکسار راہ مین ہے

کشادہ زلف معنبر اپنی ہے نکلا کون — نسیم صبح عجب مشکبار راہ مین ہے

کلون کے بدلے پہلا تیوری ہی چڑہاتا چل ... — شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

کٹی گہای یہ کیونکر عدم کی منزل سخت ... — نہ توشہ پاس نہ جائے قرار راہ مین ہے

ہر ایک سو ترے کشتی کی دید کا ہے شور ... — ہجوم عام صغار و کبار راہ مین ہے

شگون بد ہے نظر اکیلئے نہ گریاں ہو ... — پیام پر مرے پرا اسے چشم زار راہ مین ہے

مرے جنازہ کو آہستہ لیچلو ... یارو — بڑھے ہے نہ جاؤ عزیزو کہ یار راہ مین ہے

غبار پہنچے گا کوچہ تک اوسکے اپنا خاک . — جہان صبا کو بھی وقت سی بار راہ مین ہے

نہ چھوڑ سایہ صفت یار کے قدم اپدل — قرار وصل کا دار و مدار راہ مین ہے

لگا کے کون اوس ابرو کمان کو لائے اوج
کہ اپنے کوئی تازہ شکار راہ مین ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کشش نالونکی اپنے اب اوسے آگے اسمان کھینچے — بہت آفت کے دن ہم نے سکڑ کر ایڑیان گھسیے

ہے وقت خواب ناز اوسے صحن گلشن میں — کدھر ہے گلچین کہ گلہ و برگ گلکا سائبان کھینچے

اٹھے ہیں آجکلے آپ ہی او وعدہ فراموش آ — ستم ہو انتظار آخر کہاں تک نیچان کھینچے

شکست جب تڑپے جمع کیا شہسوار اوسیر — کہیں منھ زور تو سہی آ سکتے ہیں لا کہہ اونکی عنان کھینچے

نہ ہوا اب عالم میں اوسے موج حوادث نے — قضا نے نقش او کیا کیا سب آب رواں کھینچے

نشان پایا جو مجھ لاغر کا شاخ بید مجنون میں — سیہ روزوں سے یاروں نے بمشکل استخوان کھینچے

پھنسا روز ازل سے یار کے زلف مسلسل میں — پہ ہم دیوانے ہیں سدا اپنے زندگی بہر زبان کھینچے

ہماری چشم تر یا ضر ہے [illegible] کیا خشک سالی کا — دم گرم اب کوئی کہدے نہ ہرگز مہربان کھینچے

کہانی حال درد دلکو [illegible] بیغم سمجھا ہی — کہاں تک طول افسانہ کا اپنے قصہ خوان کھینچے

کبھی تو دولت وصل اوسکی اے صبح دلی لوٹی — ہوس کیا رات [illegible] تشنگی مشتاقان کھینچے

ہو نگاہیں [illegible] کے [illegible] لی کر — سیری پاپوش یا [illegible] پیر مغان کھینچے

بہت چاہا ملامت گر نہ وہ ابرو کمان جھک کر — ہنوز کیا کیا پڑھے گوشہ نشین پہلے و ایمان [illegible]

یہ سب تحریر تیری سے فی الحقیقت آج بیجا ہے
خطا اصلاح گر اسراج کوئی مہربان ہو پہنچے

بحر رمل مثمن [illegible] فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

چشم میگون اوسکی ہر اک ساغر پر نور ہے — ہر دو گرد ان یا گلو سے شیشہ بلور ہے

[illegible] میں کیف عشق دیدہ مخمور ہے — آبلہ سینہ کا ہر اک دانۂ انگور ہے

کو بنا گلشن ہوا آخر نہ پامال خزان — بیوفا حسن [illegible] ذرہ ذرہ پر عبث مغرور ہے

چمن گیا [illegible] سے تیر مژگان کی تیری ابرو کمان — دل نہیں پہلو میں اپنے خانۂ زنبور ہے

[illegible] سنگین دلی عشاق سے [illegible] — ای بت [illegible] شیرین [illegible] کیا مشہور ہے

صبح نو روز ہے صبح شب وصل صنم | لطف کہ اللہ اکبر یہاں صدا سے صوبہ ہے

تو وہ آفت ہے کبھی بار نہیں کہتا ہے کیا | یہ تو قاصد عقل کے نزدیک کوسوں دور ہے

دیکھ سینے میں سدا اشک مسلسل ہوتے پھوٹ | چشم تر چشمہ ہے یا دریا ہی یا ناسور ہے

سر اٹھو نئی دل صد پارہ ٹھنڈا کیجیے | اپنے گھائل کو تلاش مرہم کافور ہے

وفا او سینے لگا یہ مہر ذرہ کچھ پھیر لی | ہے ستم اسے گردش ایام کہ امنہ بلور ہے

جلوہ دکھلاؤ نہیں ہے یہ لن ترانی کا محل | تم نہ خالق ہو نہ ہم موسےٰ نہ کوہ طور ہے

دل ہمارا فرقت غم سے ہوا مثل حباب
آہ جو ہے سنگ حوادث سے شیشہ چور ہے

بحر ہزج سالم ارکان آن مفاعیلن ہشت بار

بعد المہیران کب ہے بیت سے یہ دلوا لیے | کہ پہنچا ہے حقیقی تک مجھے عشق مجازی سے

یہ دیکھو شان معبودی مسلمان کافران ہو کر | خدا او بت کو کہتے ہیں دلیل بے نیازی سے

کیا کشتہ ادا کا پر ابھی ابرو کشیدہ ہیں | شہید ناز کا جو رنگ ہی تیغ حجازی سے

نہ تھم مقصد میں اپنی شب تاریک ہجران کو | ملا دینگے ہم اونکے زلف شب گوں کے درازی سے

گذر یار راہ ناہموار سے سیدھا نہیں ممکن | او لجھتا ہوں میں اس عالم کی پستی و فرازی سے

نے جب حلقہ حلقہ زلف اپنا مرغ دل پکڑا | پہنسے دام محبت میں تمہارے جلسازی سے

نہ تھا سبزہ خط کے تلے چاہ زنخدان ہے | ہیں وہ پاس دل نافہم کرنے امتیازی سے

کیا ہی تنگ ناصح روز کے پند و ملامت نے | کر انگیا یار کو جور و ستم کے ناسازی سے

کہا جب جلوہ آ[illegible]ن یہاں ای امیر نظر دین گے
نہ باز آئیں یہ آنکھیں ہم تیرے دیدبازی سے

بحر ہزج سالم ارکان اس کے مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کئی ہیں حلق کتنے صاحب خاتم سلیمانی
فقیرا ولی بستر ہو گئے فغفور و خاقانی

مجھے مجبور رکھ دیدار صبح عزم جانانے
الٰہی دے امان کر شب تاریک ہجرانی

مسی آلودہ دندان اور وہ لب تھی پانی
ڈرا ابلق سے یاقوت ہیں وہ لعل بدخشانی

ہلی یہ عشق خونبار یکایک مجھکو ہجر جانانے
سحاب چرخ کو نسبت نہیں کچھ چشم گریان سے

بھی بھی لیتے ہیں فاتحہ مرقد پہ آقا کی
صدا کانو نہیں آتی ہے بھی گو غیب دانانے

رہا ہی عشق کے دیوان میں مجنون ہم سبق میرا
وہ صحرا کو گیا میں اپنے کوچہ میں دبستانی

نکلی روح اپنی جسم خاکی سے نہیں شاید
محبت ہو گئی مجبور دیرینہ کو زندانے

زبانی حال وہ اس نامہ بر پوچھے تو کیا نیلا
کہ خلوت در پہلو ہی صحبت یاس حرمانے

بہار آئی جنون ہی کا اب تو حضرت کو وہ صحرا کی
کریں سر سنگ سے گلنار پا خار مغیلانے

تصور بندہ گیا کیا جانے کسکی زلف پیچاں کا
پریشان خاطری یکسر ہی سنبلستانے

بہت مجنون ہوں اپنی جوش جنوں صد چاک تو دے
کیا آزاد کیا ہم دردہ کس سبب دستانے

ہوں وہ جانسوز عالم ہوں کہ جوں خورشید محشر کو
نمایاں ہو گا داغ دل میرے چاک گریبانے

گوہر بندہ پا گیا رائی کا آج ہوں جو مجھکو جنت میں
لیتے گئے جام بہر صبح مئی بیدر دعا فانے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دیدہ ہی وہ آنکھ میں نرگس کو دکھا نیوالے
گیسو سنبل کو بھی ہیں پیچ میں لا نیوالے

کچھ نہیں دنرات کے آنیوالے
کیا ہوئے ہیں جو محبت کے نبھا نیوالے

دیکھے کیا ہے ہیں کس حسرت میں جا نیوالے
کیا نشان دیں تمہیں ... کا نیوالے

تھا وہ محو کہ مرتے پہ اوٹھا کر میری خاک
لیگئے سب جشن ماتم کے بنانیوالے

اونکی مرقد پہ نہیں سینہ زنی کی آواز
تھے جو نقارہ و نوبت کے بجانیوالے

نغمہ پرداز جو بلبل ہیں تو گل ہیں خندان
سیر گلشن کو وہ شاید کہیں آنیوالے

پھولوں موسم گل اتنے دنوں اپکی ہم بھی
دل کے داغوں کو ہیں لالے سے لڑانیوالے

سیدھی باتوں پہ اولٹ پڑتے ہیں سنا کیا چھے
بازیچا تو نہیں یار اوٹھانیوالے

قیس سنتے ہیں کہ صحرا ہی میں بھٹکا اک عمر
نہ ملے ہیسے مگر راہ بتانیوالے

سچ ہی جو چھوٹوں کوئی کہتا نہیں بے تسکین
کیوں ہو لیے جاتے ہو وہ آپ ہیں آنیوالے

درد فرقت سے اگر اپکی نہ بچے یہاں حسنین
عشق بازی کی قسم ہیں یہ کہانیوالے

یاد رکھہ جان ہی جاویگی یہ تیرے یہ ہیں آ
اسے بیتے عہد مکر سکے بھلانیوالے

وہ نشیق آپ ہی سر قبر ہیں پروانہ و شمع
ہیں دلسوز بھی ہیں اشک بہانیوالے

جیتے جی آئین عیادت کو سری کب ہو امید
وہ نہیں قبر کو ٹھوکر بھی لگانیوالے

شیوہ دلشکنی ہی تو بجا ہے اے بت
ہاں مسلمان تو ہیں کعبہ کے ڈھانیوالے

پلٹے آئی ہی یہی گور غریبان سے صدا
آ گیا سر قبرہ صد سالہ بلانیوالے

جو ملا ہمکو وہ اک آفت جان تھا اے اوج
کسنے دیکھی کہ مسیحی ہو دغا بتانیوالے

بحر متقارب مقبوض اثلم فعولن فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن

عبث ہیں پرو سہ حرم ہیں حیران کشتہ کو بہیں حجو
بھولا یا شاید کہ پڑھ کے قرآن وہ غنچہ لب ایک گا تو ہے

جو ذرہ وہ ہیں چمکتا گلو ہیں یا برنگ بو ہے
جہات امکان پہ منحصر کیا جو ہر کیا غیر ہو تو ہے

کیا کیا ... فسوں نگر کیوں ہیں یہ وفا سی جا کر
اکہ وہ بہار ... بلبلو تمہارے ...

ہیں جتنے اوصاف اس پری کی عقل و فہم بحر و بر سے — ہمیں ہیں معدوم یکسر کہ جن میں ان کچھ جا ہی گفتگو ہے

ہمیں ہیں عشرت کے سارے ساماں عیش و نیزہ و ابر و لبنان — تیری ہی چالی ہی جا بجا یہاں شراب و ساقی یہی ہی صبو ہے

جو ہیں جھکانے میں پارسا جو سر محراب تیغ ابرو — اونہوں کا سجدہ ادا نہیں ہے جھکے جو لینے جنہیں وضو ہے

ہوں گے جو صاف صفا یہاں کہ فہم عاجز ہے عقل حیران — عیاں جو ہوتی ہی سرخی پان کا دی مینا ہی یا گلو ہے

یہ گلعذاران باغ عالم میں بوی مہر و وفا سے خالی — یہاں کوئی مطلب آشنا ہے کوئی ستمگار و فتنہ جو ہے

بھلا جو یہ کاکل تمہارے ہیں نافہ مشک ختن کا باری — کچھ اپنے سے کچھ ہو پیاری یہ عقدہ سربستہ ہو گیا ہے

تمہارے دندان و لب سے نسبت بھلا ہو گستور ہی یہ حیرت — تمہی پہ لعل یمن یہ رنگت سے یہ ہیں بیتاب و آبرو ہے

ہے ساتھ لیک بہت ہے لگا جاہل ہیں تو جانتے یار کو دل
یہ کیسی دانش ہی آج غافل خبر اوسکو [illegible] ہے

بحر دیگر

سینہ میں نہاں ہم درد کا تا نہیں رکھتے — اس معدن گنجینہ میں ہم کیا نہیں رکھتے

کون عشق تمہارے سے زلف دو تا کا نہیں رکھتے — وہ بھی کوئی سر ہیں کہ یہ سودا نہیں رکھتے

صد حیف یہ عالم کی نگاہ سے لئے گرتے ہیں ہم — غیر از عدم نشان سے سوا عنقا نہیں رکھتے

ہم وہ ہیں کہ جان اتنے کے قاتل کو دم قتل — سر پہ کبھی احسان کسی کا نہیں رکھتے

یہ چشمت دل آپ میں لاتے ہیں کیونکر — ہستی میں قدم بادیہ پیما نہیں رکھتے

کیا کتنے لطافت جب عارض یہ خط آیا — قرآن تو تلاوت کا تمنا نہیں رکھتے

فرقت دل وارستہ کی بہتر ہے جگر سے — وہ خصم کو غافل کبھی یکجا نہیں رکھتے

یہ سو نہیں ہم چین سے مرقد میں لیں پا پر — ہم عیش و دوران بھی تو پروا نہیں رکھتے

کیا ہر ہیں وہ آئینہ شکن روم و حلب میں — یہ کیا ہے جو یکتائی کا دعویٰ نہیں رکھتے

[illegible] سے ملکر دل ناداں — ایکدم تو کبھی [illegible] وہ بھلا نہیں رکھتے

پہنا ہے کفن یاد بتِ تنگ قبا مین
تشبیہ اون آنکھون سے نہ دیا بادام کو دیکھو
طاری ہو نہ ہر اک کو غشی صورتِ موسیٰ
الفت جو نہین چھوڑتے ہی کھو دیتے تسکین

مر گیا دل صد چاک کا پردہ نہین رکھتے
بینائی گل نرگسِ شہلا نہین رکھتے
نے پردہ وہ اس سے رخ زیبا نہین رکھتے
کیا شدہ ہی کہا سچ ہے کہ اصلا نہین رکھتے

ہم آج سدا اخوانِ توکل کے ہین مہمان
فکر آج کی اندیشۂ فردا نہین رکھتے

بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

لشکر کیا ہی فرشتی کی طبیعت آہی جاتی ہی
شب پیری مین چلا جنس حسن عاشق لعد جاتی ہی
نہ بگڑے کام عاشق گلا مت پہیر کرنا تو
چھپا سینے کہین جیتی ہین ماوات لعل گوہر کے
یہ کیا امکان ہی کتنا ہی اگر انسان کا تھے رو
کسی شب آنکی سلطے سے پہر پاتے ہین وہ لوٹے
نہ تڑپا و زیادہ حسرت سے دیکھ لیجیے باتو مین
یہ اک عقدہ کرتے ہین گرین ترک خشقیا زلکو
وہ غیر دنگ سے گلے پیٹین نہ کانین ہم گلا کیونکر
ہم اونکے وصل کی کیا عزت سے لوٹین پہ کیا کیجے
ہوا ہے پہان نہین کیونکر کہتے خاک اوڑانے کو
ہوا پیغمبری باعث افشائی راز دل
نہ نکلے سخن بہ اثر کی شب فرقتین دم لیکن

عتاب آتا نہین اک سر آفت آہی جاتی ہے
یہ شے ہاین بازارِ محبت آہی جاتی ہی
نگہ جب چار ہوتی ہی مروت آہی جاتی ہے
چھپے کیسے ہو نیہی ہی بوی امانت آہی جاتی ہی
بظاہر ہو وہ حیوان آدمیت آہی جاتی ہی
پری کو بھی انگوٹھی سہر خلوت آہی جاتی ہی
زبان پر وسے گھٹ گھٹ کر شکایت آہی جاتی ہی
بتون کے سر دھری سی حرارت آہی جاتی ہی
یہ وہ جا ہی کہ نامرد و نکو غیرت آہی جاتی ہے
شب وصلت مین بے لیلی کی نوبت آہی جاتی ہے
صبا اکثر سرِ بالین تربت آہی جاتی ہے
مقام ضبط ہی ہر چند رقت آہی جاتی ہے
زبان پر بہوت و اللہ لذت آہی جاتی ہے

توکل سے طرح آستان کو بس خوانِ عنایت پر
سحر سے شام تک آئی لگی نعمت ہی جاتی ہے

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیا کیا اوٹھا رہا ہے دلا یار ناز کے
صدقے میں اپنے خالق بندہ نواز کے

ثابت ہوا کہ عقدے ہیں آرام ناز کے
آئی ہیں شمار مردمک نیم واز کے

شکر دل و زبان سے کیسے اوڑاون تو ہی بجا
باعث یہی ہیں ہونے کے افشای راز کے

جیتے ہیں تیرے رخ روشن جمال کے
ہر شب فسانے ہیں تیری زلف دراز کے

کٹ کٹ گئی ہیں ترک ترے باشتاب کر
ہم بھی ہیں کشتے تیغ بہانہ ساز کے

کس در پہ یار کلامی واعظ سے تنگ ہون
آیا کہ ذکر جیسے گئی تھی وہ حجاز کے

نالون کے ساتھ سینہ زنی بھی ہے پر ضرور
تان سوز خوشگلو ارے ہمراہ ساز کے

سجدہ گہ ہوا گر یہ ترے طرف روی آرزو
کعبہ ہو گھر ترا تو ہون تارک نماز کے

آیا ل کہیں نہ چاہ زنخدان میں گر پڑے
پہلو تو دیکھنے دے نشیب و فراز کے

حیرت ہے کیون کیا نہ سنگدل کو نرم
شہرے تھے اپنی نالہ جان گداز کے

چاہ ذقن پہ خط نو رس نہیں مگر
زمزم کے گرد جمع ہیں پیاسے حجاز کے

کیسی ہوا کی چہرے پہ لو مبتلا ہوا
قائل ہیں دانش دل نہ امتیاز کے

سہتر نہ عشق کا کل پہچان کے ہی خطر
پھندے ہیں جا بجا یہ [illegible] کے

ارکتہ جو سر پہ رکھا ہے یہ کھلا
حامل ہے تیغ [illegible] راز کے

باتو کین اوسنے آج شب وصل کی سحر
نغموں میں آگئے ہیں مست جب ساز کے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکانش فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ادسکی دزدیدہ نظر ہائی جدہر جاتی ہیں
ایک برچھی ہی کہ سینہ سے گذر جاتی ہے

تردبازی کا وہ اغیار سے جب کرتے ہیں قصد
جان یہ کھیلیں ہے اپنے مرے لیں ٹھہر جاتی ہے

باعث طول شب ہجر جو سمجھا ہم پہ کھلا
زور محشر کی یہ لینے کو خبر جاتی ہے

ہو لبولب ہیں کہیں اوسکے دہن کے آگے
یہ صبا کانٹین ہر غنچہ سے بھر جاتی ہے

متا و افسردگی طبع سے نالاں ہوں میں
لا کہہ پہ سرو نہیں پھرتی یہ جدہر جاتی ہے

صبح تک کچھ تو فضل ہی ہے جو ہیگا اے دل
ہم ہی گذرے کہ شب ہجر گذر جاتی ہے

دربدر گردش قسمت سے پھرے خوب اے اوج
لیک اب دیکھئے تقدیر کدہر جاتی ہے

بحر دیگر

تو اپنے ہی کا طپش دلسی ملا ہے
اندازہ بیان یار کے محفل سے ملا ہے

پہنچا جو سر دار تو منصور پکارا
جادۂ رہ حق کا اسی منزل سے ملا ہے

جلتا رہا تا حشر گدا جیا ہ ذوق کا
اسکا تو مزا اُف چہ بابل سے ملا ہے

لب شکوہ یہ بولا سمجھے تڑپا کے وہ قاتل
کچھ لطف تو بتا نے بسمل سے ملا ہے

اکی عشق وہ دریا کہ کسی شخص کا بیڑا
اس بحر میں گم کر وہ ساحل سے ملا ہے

جوس ترک پہ تیر اجو دل اے ہی سبک
پہلو کا دشمن ہی یہ سر اقاتل ہی ملا ہے

آمے اوسمیں عزت ہو کہیں غیر سے آکر
حق سمجھی یہ تبا ہو کہیں باطل سے ملا ہے

ہمت سر آیا ہوں ہی زندان سے اے مجنوں
ہم دم کو نشان شو ریہ سلاسل سی ملا ہے

کیونکر نہ میرا نالہ شکیر ہو یہ درد
اک جذبہ یہ اواز عنادل سے ملا ہے

شیفتہ ہو کر نہ دلا ہاتھ سے جانا	اکبار تو کھو کر بڑی مشکل سے ملا ہے

جو خلعت الفت سے مشرف ہے سپاہی آج
بیارث اونہیں اس مرشد کامل سے ملا ہے

بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ی نخوت کی سرشاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے	اونہیں عاشق سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
و دل دیتے ہیں اپنی ہم ابھی جان بیچکر لیوین	امید ہے ہاں خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
دہ قاتل کی غضب کی وہ چالاکی وہ بیباکی	وہ سفاکی وہ خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
مین دلمین جگہ پیاری یہ منہ دیکھے کی الفت ہے	تمہین منصف ہو دلداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
ی وہ دیکھا آنیوکی چل نکلے شباب آیا	بہلا ملنے مین دشواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
یادت کو جو آئے یک بیک منہ پھیر کر بولے	اسی ہو تھو وہ بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

معاذ اللہ عمر ختم ہوئی اے اوج تو بھی کر
وہ خود کامی وہ مکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چاک داماں خون جگر سے پرزے گریبان کیجیے	فصل گل آئی جنون سیر بیابان کیجیے
آج اٹھا یہ سجائی نمایان کیجیے	پاؤں قدم رنجہ سوی گور غریبان کیجیے
میں نظارہ لالہ سے دل ہوتا ہے داغ	دم اودیکھتا ہے جو سیر گلستان کیجیے
چلے آئیں تو ہوں وصل کے مژدہ ہی شاد	ایسے پورا کسی پر گرچہ احسان کیجیے
میں خون جگر پیتا تو ہے جامی شراب	دل گزک کو آتش حسرت سے بریان کیجیے
نی دل ہو سبک جا ہی اسکی گردش سے امید	ہی عیش [illegible] کیجیے

اوج گو ترتیب دیوان آج ممکن ہے مگر
جمع کیونکر دفتر طبع پریشاں کیجیے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اے مسیحا کہیں للہ خبر یاروں کی
ابھی جانا نہ سحر تک ہے بیماروں کی

ضبط ممکن تو رہائی ہے گرفتاروں کی
بس فقط ہے تو ہے امید گنہگاروں کی

ہے ترقی پہ صنم گرمی بازار حسن
بولی بڑھتی چلی جاتی ہے خریداروں کی

بخدا ہم نہیں جانتے کہ حرم کو کہ بت
ٹکریں سجدے کی کھاتا ہے دیواروں کی

فیض خوں کف پا سے ترے صحرا تک ہے
سرخ یکسر نظر آتی ہے زباں خاروں کی

مرحبا اک نگہ لطف ادھر بھی صیاد
غیر حالت ہے ستمگارہ گرفتاروں کی

ہے تجمل چہرہ نور سے بدر کامل
قد رکھو ہی ستے افشاں نئی پریاروں کی

یاد داروں کو بھی تیری عشق میں یاں ہے سجدا
پھینک کر سبحہ تمنا ہوئی زناروں کی

زخم کھا کھا کے تڑپتے ہیں بسمل قاتل
جب کہ گرا و ٹھہرتے ہیں جھنکار پہ تلواروں کی

خار ہی ڈالنے کہ صیاد رہائی دی اوج
ہو کسی طور خلاصی تو گرفتاروں کی

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

باغ میں جا کر لب نازک گل افشاں کیجیے
بند نطق بلبل شیراز و صفہان کیجیے

مسکرا کر گوہر دنداں کو تاباں کیجیے
بحر غیرت میں در غلطاں کو غلطاں کیجیے

فیض گریہ سے کیا سرسبز گر صحرا تو کیا
خون پا سے خنجر و خار مغیلاں کیجیے

آج محفل میں الٹ کر روی روشن سے نقاب
انجمن کو صورت آئینہ حیراں کیجیے

ہاتھ نہ کہنا گلے لگ جائیے تو ہو سکی
بس شکایت کو لقب طاق نسیان کیجیے

نیستی سمجھے اب یہ غنیمت ہے کہ اک عالم کا غم
ہو جو ممکن اس سرای دل میں مہمان کیجیے

تنگ رکھتے ہیں حقیقت میں لب و منقار یار
وصف گل کیا ہے صفت لعل بدخشان کیجیے

شیشہ سے صاحب کی نہیں پھٹا ور کچھ شیشی نہیں
ہاں مناسب ہے کبھی بھولے سے بھی ہاں کیجیے

دے نقاب ابکر فرہ ہو کر بام پر رونق پذیر
اپنے مشتاقوں کو بھی ممنون احسان کیجیے

پھر کعبہ کیا ہے قبلہ طاق ابروی صنم
نقل کفر ہے اصلا نہ تقلید مسلمان کیجیے

منت اک بوسہ کی سایل ہی نیاز نیاپے ...
بس ہو ہمت عالی کی شایان کیجیے

درد فرقت سے شب ہجران و آلام ہے آج
کچھ مرض ہے جس کی از م ہی درمان کیجیے

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

زمین وار فنا ہی گذر یہ جنگاہ کو سے نشان ہی
نہ نام کو اب ہی نام باقی نہ کوئی بوسیدہ استخوان ہے

نکال کیا ہی نحیف نالان تپش میں جو پہ آسمان ہے
بہری ترجمان پہ سیاں چھپا نہ تو یا دہ پنہان ہے

ہیں عیان ہی چھپا ہی یار و فلک کیا لا کون ہے کچھ
نہ سوچا شفق کی ہے جو کہ خون ہے جسم عاشقان ہے

شب ہو پیا حال مضطریان ہو فتنہ ہو اٹھے کیونکر
یہ کچھ تو تابہ ہی کچھ تو بولی وہ اپنی داستان ہے

ادھر سے ہو اسمان کیا تجسس اپنا کرے جہان کیا
کسے نشان تو نہ ہی نشان جو بھی ہوا کہ نہ کا جادان ہے

نہ جیب ہے میں غش کیا لیا نہ واغط ہو رہیدا
قناعت نہ یاد حلم تقوی یہ سب ستان امکان ہے

سپہر یان و کیا ہو داغ عرش بریں پہ جیسے
وہ کیوں میں پر کیا میں نہ قدم کو کہ تا ہے سیال امکان ہے

یہ عارض بلا ہیں گیسو ستم کرشمہ نگاہ جادو
کمان ہی ابرو کی [illegible] یہ کمان ہے

وہ صیاد بیع جیسے بتائے نظر کیا آج اسکا پائے
عبث ہو جو ہیں لوگ نے فضول گرد نشانہ ہمان ہے

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

لے وہ ایام شادمانی بشاشت تو تیرا کہاں ہے
جہاں میں ایسا ہی دل ہی کوئی کہ آج مسرور شادمان ہے

میں فصل گلچین ہو [illegible] سب آمادہ باغبان ہے
وہ شاخ کرتا ہی قطع ظالم جو خاص جا میں آشیان ہے

یہ لطف حاصل کہاں [illegible] سیر گلشن کہاں جا میں
گلو گلو سینہ کی میری کچھیں کہ یہ عجب جانہ بوستان ہے

کیا ہوئی زیر تیغ [illegible]
تو کیسو پاہی ثبات محکم کہ آج عاشق کا امتحان ہے

[illegible] ہے
نسیم عصیان چمن چمن ہی خوشی میں ہر ایک باغبان ہے

[illegible] نظارا
نہیں سہرا یہ جیتنا گوارا یہ دل وہ کمبخت بدگمان ہے

[illegible]
غرور کیسو سمجھ رہے جان یہ حسن عجب گنج شایگان ہے

[illegible] امکان کو
دیوان یہ آپ کا اپنے سمجھو جو صورت ارمغان ہے

[illegible]
ہے کشتہ یہ ایسے کے شعر جن سی یہ طور یکسان ہے

[illegible]
اب ان کی در پر جھانک دیکھے نہ کوئی حاجب پاسبان ہے

[illegible]
شہر بیتابین میں ہے رہ کو کھلا تو کلام اللہ درمیان ہے

[illegible] سب ہم اٹھے
یہ آج [illegible] لیوں [illegible] کو دریا کا روان ہے

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

ہی محبت [illegible]
حسن آج چاہے رنگ بہار دکھلائے

[illegible] دکھلائے
صفا ہی کوئی در آبدار دکھلائے

چمن میں [illegible]
ترانہ سنجیان بلبل ہزار دکھلائے

دل شکستہ ہمارا مقابل ہوا
عجب انکو شگفتہ و شہر و بار دکھلائے

ہو یہ بدر کہ منہ دھو کے آبِ شبنم سے
ستم ہے ہو گئے جو برہم وہ سیہ لیں آنکھیں
میں جان بلب ہوں کوئی جا کے اسطرح سے کہی

کبھی تو آو مجکو بھلا ایکبار دکھلا دے
خدا نہ گردشِ لیل و نہار دکھلائے
کہ اب نہ راہ وہ غفلت شعار دکھلائے

مکین کو شکستِ ایوانِ خسروی تھی جو اوج
وہ بخت اجل وہین کنجِ مزار دکھلائے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

کتنی کعبہ میں بہت دیر میں حیران رہے
آپکے ہجر میں کس طور ہم ایجان رہے
قیدِ ہستی سے سرِ شام رہائی پائی
شکرِ نعمت ہو بھلا کس سے ادا ای وہاب
بارِ ہستی سے ہوا ہوں دہ تنگ القائل
شام سے کیوں نہ سیہ پوش ہو ماتم میں پیہ
سایۂ نرگسِ شہلا ہو مری تربت پر
فرقتِ یار نے اسد مجھ رولایا کہ مدام
ہم تو اقرار کو تار نسبت بناھینگے مگر
طعنہ و کشمکشِ شیخ و برہمن سے چھٹے
زحمتِ بخیہ اوٹھالی نہ رفو کی تکلیف
حسرتِ وصل ہی میں حیف ہوا اپنا وصال

سب تجسس میں ترے کب مسلمان رہے
تجھ عشق یا صرف نالہ و افغان رہے
ہم نہ محبوس بلا سے شبِ ہجران رہے
ہم سرِ خوانِ کرم کے ترے مہمان رہے
ہوں سبکدوش تو سر زیرِ احسان رہے
صبحِ غم جیب سدا چاک گریبان رہے
کشتۂ چشمِ فسون گر ہوں نہ پنہان رہے
زحمتِ نوح کے سر پر ترے طوفان رہے
قول کا اپنے ہی صاحب کو نہ ایمان رہے
کیوں ہم ترے شرمندۂ احسان رہے
شکلِ گل ہم بھی سدا چاک گریبان رہے
دل میں کیا کیا ترے پانے کے ارمان رہے

خوب رسوا ہوئے ہیں سدا ہمنے بسر کی اوقات

اوج جبتک جیے ما بین پریشان رہے

بحر ہزج المسدس المحذوف ارکان مفاعیلن مفاعیلن فعولن

جو تم نے ترک کی الفت تو کیا ہے | چلو صاحب ہمارا بھی خدا ہے
نہین سر کو جو سودا زلف کا ہے | یہ دل کیون خود بخود الجھا ہوا ہے
تمہین جو صدمۂ فرقت سہا ہے | ہمارے دل لگانے کی سزا ہے
دلا جسکا تو زار و مبتلا ہے | وہ بت خود کار و مطلب آشنا ہے
خدا کے واسطے کر رحم اے بت | ستم کی بھی کچھ آخر انتہا ہے
گل نرگس چمن مین تربت پہ میری | شہید چشم میگون کا پتا ہے
عبث ہولی ہو رعنائی پہ مغرور | یہ حسن عارضی دو روزہ کا ہے
نشانہ اپنے تیرون کا کرا دے ترک | یہی شیدای مژگان کی سزا ہے
میرے احوال درد دل کو سنکر | یہ بولے قصہ حیرت فزا ہے
اوٹھاو ہاتھ عاشق سے طبیبو | مرض الفت کا درد لا دوا ہے
لیا بوسہ تو یون بولے جھجک کر | اجی دیکھو تو کوئی دیکھتا ہے
بظاہر رند مشرب دل تو لیکن | یہ کافر ایک مدت کا پارسا ہے
پلا دے بادہ گلگون کا اک جام | ہوا ابر و سبزہ ساقیا ہے
سر میت اک گواہ خون ہمارا | میرے جلاد کا رنگ حنا ہے
تو جب مراد دل کی خو مین محرم | فضول اپنا بیان مدعا ہے

مال عشق کو سمجھو بلی سے اوج
خبر جسکی نہین وہ مبتدا ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

مجھے منظور ہی شب ہو وصال پانیکے لئے
ہاں یہ ... مدعا سنیکے لئے

امتحان اپنے کو سارے یار نیکے لئے
ہم سا پایا نہ کوئی ناز اوٹھانیکے لئے

دیکھ مسمار نکر خانۂ دلکو ای بت
سنگ ہی نالق نہ نہین کعبہ کے بنانیکے لئے

جسکی فرقت میں چھپا سینہ اوٹھی وہ قمری
آ گئے چھپ کے کبھی ماہ منانیکے لئے

ہے سبب دل مقصود کو سمجھے پاتی
ہم ہیں گلی کی بہت شوق ہین کہانیکے لئے

تو نکرتا ہی جفا مین وہ ستمگر اے باد
دل ہی تازہ ہو نیا اثر ہوئی تیرانیکے لئے

اپنے بیچا ہے دل اللہ سے کا گمان
کٹ سنیا عالم چند ... چہانیکے لئے

شیدا ہیں عشق حسینان بحد کو چلے ہیں
طرف قلب پہ ہی تجھ سی نہ ... یانیکے لئے

جان بابت منہ دوری کی ہی ان کتبے لوگ
شوق وہ آئے سینہ فرہاد اوٹھانیکے لئے

کیونکہ ہیرا نال ہنوز ان سے گلا گھونٹا ہے
آہ کیا کم تھی دل زار ستانیکے لئے

ہوتا ہی ہے ہمین کہنا وہ کیسا شب وصل
ہم کو بیٹھے جو کرے قصہ سنانیکے لئے

اونکے دانتونکی چمک کرتی ہے دلکو سوراخ
ایسی سیری کی کسی چاہیے کہانیکے لئے

ہنستے بلبل کا ہمیرا باعث خاموشی ہے
کل کا ہنسنا یہاں کا فی ہے رلانیکے لئے

حال دل رو کے گذارش جو کیا اون لوگے
ہم سلامت رہو چاہیے کے بتانیکے لئے

ہم جیا ای کشش شوق بیرا گیا کہنا
جو جفا تجھے وہی آئے ہیں نبھانیکے لئے

لیکے جہان چہانکے عمدہ شوق
ہم بھی آئے ہی ہین ولا نہال اوٹھانیکے لئے

دن بھی اپنے بھی الایسے ... ای آج
گردش ایسی ہو جو قائم ہے زمانکے لئے

بحر رمل مثمن محذوف الارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل وابستہ مجھ سے بلا ہونے کو ہے
عشق زلفوں کا [illegible] پیدا ہونے کو ہے

[illegible] میری [illegible] سوا ہونے کو ہے
کعبہ [illegible] کا پیشوا ہونے کو ہے

ہم صلا صبر و قناعت کا [illegible] ہونے کو ہے
[illegible] پیشانی پہ [illegible] ہونے کو ہے

روی تابان سے [illegible] کا [illegible]
[illegible] کا [illegible] نام خدا ہونے کو ہے

گل ہیں [illegible] بلبل [illegible]
کون [illegible] ہونے کو ہے

[illegible]
رات گذری [illegible] ہونے کو ہے

[illegible]
خون عشاق [illegible] ہونے کو ہے

جان و دل [illegible] ہیں
انقلاب [illegible] ہونے کو ہے

شیشہ [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] جدا ہونے کو ہے

آکے دیتا ہے بشارت [illegible]
جسم [illegible] ہونے کو ہے

تیری حالت دیکھ کر کہتی ہیں [illegible]
اس [illegible] ہونے کو ہے

آج نکلے گا کبھی رشک مسیحا اس طرف
درد فرقت سے [illegible] ہونے کو ہے

[illegible]
[illegible] ہونے کو ہے

[illegible]
[illegible] ہونے کو ہے

اس طرح دلگیر [illegible]
عشق [illegible] ہونے کو ہے

سجدہ اب لازم ہے قاتل کی [illegible] تیغ
[illegible] ہونے کو ہے

خانہ تاریک ہیں جیسے [illegible] کی رات
کیا [illegible] ہونے کو ہے

[illegible]
[illegible] ہونے کو ہے

بحر رمل مثمن محذوف و ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

چاہیے اوسے ای بندہ پرور چاہیے
ایک الفت دونو جانب سے برابر چاہیے

ن نسیم گل سبک اوٹھ جای لاغر چاہیے
سیر آتا ہوت الفلاک وش صبا پر چاہیے

ل کی شب تیغ عریان رکھکے کھتا ہی وہ شوخ
آج بیشک درمیان سد سکندر چاہیے

ن والی کیلئے اسباب بناوٹ ہی فضول
ماہ کامل کو نہ آرایش نہ زیور چاہیے

سیر گلگشت چمن وہ نازنین رکھتا ہی آج
ہر روش پر فرش گل بہتر سے بہتر چاہیے

رو چند ار وہ مژگان قتل عاشق کو ہین بس
احتیاج تیغ بران سے نہ خنجر چاہیے

قیس ا صحرای محبت مین نہ سرگردان ہو کیون
ایسے گم گشتہ کے خاطر ہمسارہ سبز پاہی

تجھ ادای سے تیری نامہربان ہوتا ہی کیا
ایک فلک کسید یا فقط اپنا مقدر چاہیے

بادہ نوش جام وحدت ہون مین رند پاکباز
ایسے سرشار و نکو کیا مینا و ساغر چاہیے

کیا اونہین لگتے بہلا شوق وصال حور سے
آج ہو عمر خضر اور ایک دختر چاہیے

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

عبث ستاتا ہی غیر کے دل کوئی یہ پیدا نہین ہے
خدا کا گر خوف کچھ تو تو قتل شیر طہر و وفا نہین ہے

اگرچہ خود کام ہی سمجھے پر اوس ہی دلکو لگا کے بیٹھے
[illegible] تمہاری اطلوع خطا

یہ بخت مین ہے بدولت شب غم اندوز روز فرقت
ہمارے حصہ مین وای قسمت اجل ہی کمبخت کیا نہین ہے

خیال عہد جو اتو کیا وہ رکھا باطل مین ہی سمجھا
کہ قتل شیدای خستہ دلکا کسطرح خون بہا نہین ہے

برائی امید کیسکی رہی تمنای جیسے جی سکے
مقام آرام و جای شادی غرض یہ دار فنا نہین ہے

مین آج ہر طور چاہو جیتا لگا اونکو بسی محتسب مولا

یہ بھاری نے لیس ہیں سب کچھ کہ اپنی قسمت سیاہ ہیں

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

یا ور میں ہو کے گو خطا یہ عیاں نہیں ہے
ہی فروغ سے اشکال اشتباہ ہم و گمان نہیں ہے

ین بنا کے کو دیکھیں حق تک نگاں تو ہی [illegible]
تنہا تکا قصد میں دیکھو کو اگرچہ کوئی بیان نہیں ہے

اہل علم نے کیا کیا قباد و نوشیروان و دارا
مٹا یا دو ولایت ایسا کہ نام کو بھی نشان نہیں ہے

لیں ہیں و لکھے شعر میں دیوان کے نظر [illegible]
پیتا بجا تا ہی سینہ پر چیز [illegible] گراں نہیں ہے

اگر کچھ و سکے حال [illegible] وہ بحر حسن ہو لا
[illegible] قصیدہ [illegible] بیان نہیں ہے

تا ہی شان [illegible] دیکھو سایہ گستر
دیوان [illegible] آسمان ہی نہیں ہے

ہو سکے جو کہ [illegible] اہل بزم [illegible] کی جاہت [illegible]
شباب [illegible] رواں ہی اتنا [illegible] تو ہو جواں نہیں ہے

بحر متقارب مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

[illegible] سیہ کا سود اول پریشان کو ہو سوا ہی
کچھ آپ ہی آپ [illegible] جا [illegible] کیا ہی

ہو یا وہ کی انکی رخ کی رونق [illegible] صبح رنگ [illegible]
[illegible] کی [illegible] سینہ پہ لوٹتا ہے

ہی [illegible] سماعت اپنا تماشہ [illegible] ہی میلا
[illegible] جان [illegible] قاتل [illegible]

[illegible] جو بلا ہو ستم ہو غمزہ ہو [illegible]
[illegible] اتنا [illegible] زبان تو کیا ہے

[illegible] اول [illegible] ہو دو بہت عمل کیا [illegible]
[illegible] عرب [illegible]

رخ منور کو بدر کامل [illegible] کیا [illegible] کہتے وہ داعی
[illegible] شیریں [illegible] ختن [illegible]

[illegible] حسن و دل و کیا [illegible] حال [illegible]
نہیں [illegible] خود وہ لاتے [illegible] کیا ہے

بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

عدو بھی ہو غیر [illegible] تم اپنا [illegible]

[illegible]

ہمیشہ واعظ یہ کہا ہی کرتا تقاضا ترک شراب کا کیا

بنا کے [illegible] کا کمال ہو آپ کہتا ہی [illegible] قاتل

اگرچہ ہم ہیں [illegible]

[illegible] پری [illegible]

[illegible] جان [illegible]

[illegible]

[illegible]

بحر کامل ارکان متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

کبھی ہو [illegible] دل [illegible]

کبھی [illegible] کیا [illegible]

[illegible] کیسا یہ بیچ کیا [illegible]

[illegible]

کبھی [illegible]

کئے ظلم تم ہی [illegible]

[illegible]

[illegible] ارکان فاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

[illegible] سے کیا جہان کوئی
عدم کا ملک ہے یا گلشن جہان کوئی

[illegible] جو ہنستا [illegible]
[illegible] شاخ زعفران کوئی

[illegible]
نہیں ہے [illegible] کوئی

[illegible]
کوئی ہوا [illegible] آشیان کوئی

[illegible] دل [illegible]
[illegible] باغبان کوئی

[illegible]
دل شکستہ سے بہتر نہیں مکان کوئی

[illegible]
[illegible] باعث پاسبان کوئی

ہیں رہ سپردان عالم کی [illegible]
نہیں [illegible] گرد کاروان کوئی

بحر دیگر

[illegible] جگر و قلب سنبھلنے نہیں دیتے
[illegible] لینے نہیں دیتے

[illegible] پاؤن پہ آنکھیں [illegible] ملنے نہیں دیتے
[illegible] نکلنے نہیں دیتے

[illegible] ملنے نہیں [illegible]
[illegible] ملنے نہیں دیتے

[illegible] دل [illegible]
[illegible] چلنے نہیں دیتے

نہیں اگر [illegible] سے کوئی
[illegible] سنبھلنے نہیں دیتے

[illegible] برابر [illegible] نادان
[illegible] نہیں دیتے

[illegible]
[illegible] نہیں دیتے

[illegible] ہیں کثرت [illegible] بھی [illegible]

بیان دل کسی خوب کام کو دیتے نہیں ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

جا بجا جان کے پہونچے او سے جاؤ تو سہی
پہلے پہر عاشق بیدل کو بتاؤ تو سہی

زلفیں بیچ ہیں یہ شام پہ آؤ تو سہی
اپنا دیوانہ پری کو بھی بناؤ تو سہی

چاند سی شکل سے رخسار دکھاؤ تو سہی
جان جاتی ہے خدا کے لئے آؤ تو سہی

تجاہلی طاہر ہے لگی ہے یہ سلا کیسا امکان
زلف پر پیچ کے پھندے کو بچھاؤ تو سہی

ہے وہ بلا کی کہ یقین ہے یہ تیری لیکن
دل کھنا ہے کوئی بات بناؤ تو سہی

تب ہوئی وصل کے طالب تو یہ بولے گیا ہو
مدعا ہے ابھی کچھ روز اٹھاؤ تو سہی

چشم مسکین کا یہ ہے ستمگر انگاہ
تاب ... گل رعنا نہ لاؤ تو سہی

یوں نہ ہو کا کسی ... تیری روشن
آج ہی پہلے تسلیم جھکاؤ تو سہی

بحر دیگر

سیر کی جس کی یہ کہا کہ یہ ہمیں آج اک کا کہ
پاؤں شیوں کہو پری خدا چین ہی یہ ہے کہو کیا کر

عشق کی درد لوٹا ہے کہ اول تا عشق دکھایا کو کیا
کبھی تو کبھی تو پہر تماشا ہو تو یہ بوسے دے کے خدا کر

پہر کی عار رہیں کیا کبھی مرکے کسی بولیں ان کا
چمن میں باغ کے اہل غار کی کو کسی یو دکھا کر

کیچ ہی تو طلب کیا ہوں کسی غنچہ سا پہرا آخرین
دل دست کیے قفس سا ہی میں جان کبھی کی کہیں تجکو پا کر

دل تا عشق ہے ساہر ل ہیں اپنے ہیں لکی کیے گل
پہر الیسی ہو کسی کا ہے کون محل ہے تجھے آ کے پاکر

نہ کر اسکی طلب ... کے کسی ... کی ... وا
ابھی ... کبھی دو جگہ ... کر

نہ کہو اس ... شامل ...
... تو پہر ... ہی پلٹ کے جدا کر

یہ سنکے بیستنے روح رسول زمان کی تحسین اوج عزیز کو امان
سب اعتراض کرنے سے بچاؤ کہاں جو تو رحمت و لطف عطا کرے

بحر کامل مثمن سالم ارکان متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

نہ وصال یار ہوا کبھی نہ تو رہ عدو کی دوا ہوئی
اگر اہل غیر بدن جو بستر ہوئی کبھی تو کیا ہوئی

وہی حق تھا تھی جو جیب کبھی اُدھر اُسکا ملے نگاہ کیا بھلا
ہوا غصہ جو وہ دیر تک تھا خفگی ہوئی سو بجا ہوئی

پر اولیہ آہ ہے یہ بسر کہ بیستا تو چھپا نہ [illegible]
تیری زلف اوپٹ ہے بسر [illegible] دام بلا ہوئی

جو ملا بھی رہ مین کبھی کبھی تو شب [illegible] کہ اجنبی
وہ محبت اگلی جو دل مین تھی ہی عجب کہو تو کہ کیا ہوئی

کبھی بیٹھے بزم مین جب اگر [illegible] فتنہ اپنا ہو بکا اوٹھا
جو سے اضطرار کبھی کیا تو قیامت ایک بپا ہوئی

ابھی عدم مین جب تو یہ تھا گمان کہ مقام وید ہے یہ جہان
پہنسی جبکہ آکے الم مین جان تو یہ سمجھی ہائے دغا ہوئی

یہ سنکے سے وہ کر علی پڑی کہ تڑپ کے ہجر مین جان دی
مگر آہ دل کی لگانے کی تمہین اوج خوب سزا ہوئی

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف ارکان آن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

صد شکر پھر ہوئے گل جسم زار کے
مژدہ ہوا کہ جنون کہ دن آ گئے بہار کے

رزو ہی یہ خاکسار ہین کس شہسوار کے
گردون پہ ہین دماغ جو مشت غبار کے

کیا ہاتھ آئیگا کسی بیکس کو مار کے
کیون خود بخود اکڑتی ہو زلفین سنوار کے

اور لاکھ صفون کو ناوک مژگان سے مار کے
قربان تیری آہوے ضیغم شکار کے

کیا سوال بوسہ وصل ای لو [illegible]
یہ سب قصور ہین دل بے اضطرار کے

واجب ہے چشم مست سے [illegible]
چڑھتے ہین کبھی نہ منہ پہ کسی بادہ خوار کے

پچھلا وہ [illegible] آنکھ پھرتے ہی سب پھر گئے
مارے ہوئے ہین گردش لیل و نہار کے

جنگل ہرے کیے میری سیلاب اشک نے | یا سب یہ فیض ہین انہی ابر بہار کے
دشت نصیب کی نہ گئی بعد مرگ بھی | اوٹھتے ہین اب تک بگولے ہمارے غبار کے
کیا چال بن پڑی میری قسمت تو دیکھیے | جیتی ہین بازی عشق کی دل و دین ہار کے
ناقوس پھونکا دیر مین کعبہ مین دی اذان | اللہ تک گئے تیری طالب پکار کے
اب شب فراق بھی واللہ کم نہین | قصے سنے ہوئے ہین لحد کی فشار کے

ناز و ادا و غمزہ و صد عشوہ نگار کے
مارے ہوئے ہین اوج انہین دو تین چار کے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان آن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہی فلک کیسی یہ رسم و راہ کیا انداز ہے | ہم گرے اونکی نظر سے غیر کا اعزاز ہے
یا فقط حسن گلوسوز اونکا خالق ساز ہے | چشم مین جادو لب جان بخش مین اعجاز ہے
یا یہی طرز گفتگو کیا شرم کیا انداز ہے | ای پری حور جنان بھی تیری محو ناز ہے
حقیقت عاشق بیدل کی یہی سن لیجیے | مختصر یہ ہان حرف مطلب کا فقط ابراز ہے
اب کوئی نہین اپنا شریک و غمگسار | درد پہلو ہان فراق یار مین دمساز ہے
پھر دن حیف ای عنقای حسن آیا تو کیا | مرغ روح اپنا قفس سے مائل پرواز ہے
ہوا مین ہی طیبوسم قاتل کا اثر | تنگو پیشانی [illegible] ارا جل ساز ہے
آتش دل داونکی تو کر حال پریشان کو میرے | تو بھی ای زلف معنبر یہ کی ہمراز ہے
ہمین رسوا ہی کہرنا شہر بھر گذرا ایسے | یہ دل [illegible] ہے
جل بھینگی ہم بھی شکل شمع محفل تا سحر | [illegible] ہے
ہر سے نالے سنکے فرماتے ہین کوئی یکہنا | دل دو کہنا [illegible] ہے

چہچہے سے بند ہوتا ہے شیر النطق سفیر
طوطئ ہندوستان یا بلبل شیراز ہے

یہ تماشا خیز خود اپنی شمر پر پیچ ہے
ہے یہ پیدا اغ یا طاؤس آتشباز ہے

ذات عالی پر تیری کیا سبع فیض بیچون
جو ہے وابستہ تیری سرکار مین ممتاز ہے

اس قدم پیشے سے ہم کہین شکیا کیا چتین
کیا فلک سے امتیاز و تفرقہ انداز ہے

حضرت [illegible] انجام نیک
دیکھو جو ہوش مین آغاز ہی آغاز ہے

آج دیکھو اونکی تقصیر و غمین نہ آجانا کہین
قدر ان کا [illegible] جیسے مجھ سے ہوا اک دمساز ہے

بحر رمل [illegible] ارکان اس کے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

چاہیے [illegible] انشا [illegible] ہوش کرے
گوش کی حلقت ہی صدائے قفس کو گوش کرے

مست صہبائی تب ساقی کو [illegible]
ساغر مے کی تمنا میری پاپوش کرے

عشق لعل لب رنگین سے اقائم ہوگا
کہدو مجنون عقیق یمنی نوش کرے

جسم خاکی کو یہان چھوڑ کے کرتے ہین سفر
فرض اپنے کو ہی رہرو سبکدوش کرے

حال دل خوب سمجھ لیتا ہے یہ [illegible]
لاکھ جنبش نہ ہمارا لب خاموش کرے

ضبط گریہ سے میرا [illegible] ایمان کا [illegible]
چشم سے طوفان ہوا اگر جوش کرے

بادہ حسن ہی اک [illegible] حسن بادہ
ہی نشہ دو پہر انہ کیونکر او نہین بیہوش کرے

[illegible] چاہ ذقن مین کرتے
کہدو اسکو خط نواس سے نہ خس پوش کرے

دل [illegible]
صرصر موت چراغ عمر کا خاموش کرے

[illegible] سیری مین [illegible] آج لگاتا ہی کون
ہان یہ ممکن ہے کہ اب گور ہم آغوش کرے

بحر ہزج سالم مثمن ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہوئے ہیں جان بلب ظالم تیری اقرار محمل سے
نہ کل پائی کوئی دم آج تک ہر روز کی کل سے

الٰہی شکوہ کس سے ہو ہیں مہربان کل سے
ہماری اشک گلگون یہ پہنچے ہیں اپنی آنچل سے

نہیں رفتار سرو کی جی اوسکے یہ کیا قیامت ہے
مسیحا جان قم باذنی کی صدا آئی ہے جہاں گل سے

تیری سودائی کو زندان و قید و بند کیا حاصل
تو سمجھ بس ہے اس دیوانہ کو زلف مسلسل سے

بھلا نسبت ہے کوئی یوں تیرا سر گریبان کریں
دو شالی سے ہیں رتبہ میں زیادہ فقر کی کمل سے

اوٹھایا بار کوہ عشق پیدا ہی بہا لگ متحمل تھا
مقابل [illegible] ہیں مقدار خردل سے

تیری ترچھی نگہ عشاق کی کرتی ہے دو ٹکڑے
[illegible] ہیکل سے

تکلیں خشک وے ترہم نالہ چھو جھونکے رہتے ہیں
[illegible] جنگل سے

بنا پر تو تو خورشید درخشان روی روشن کا
[illegible] کا جل سے

کیا سودا فزون خاک در جانان کی سجدوں نے
یہ [illegible] صندل سے

تمہیں بھی چاہیے گر حفظ راز دل کی خواہش ہے
امانت کا بیان ہوتا نہیں ہے باب مقفل سے

تمہاری حسن روز افزون سے یوں عالم کو رونق ہے
چمک [illegible] مشعل سے

کیا کشتوں پہ کار جان کنی کیا سہل اے قاتل
بلند آوازہ ہے [illegible] مقتل سے

مظفر فوج غم کی کشور دل پر چڑھائی ہے
[illegible] دل سے

نہ کہا ہو کا تونگی اس خود آرائی پہ اے نادان
سوائے تلخ کامی اور کیا حاصل ہے حنظل سے

جگر کے ٹکڑوں نے لو سینہ پہ کیا کیا گل کھلائے ہیں
[illegible] سے

کدورت قلب سے کیا عکس روی یار دیکھے گا
صفا ہے [illegible] صیقل سے

ہوں اپنے عشق کی فریاد و قیس و نل بھی قائل ہیں
[illegible] سے

کھٹکتی ہے [illegible] قلب کو اک خار ہوتا ہے
[illegible] سے

ہلکی ہی طبیعت کو اک آزار ہوتا ہے ‏ الف پالوٹ سے قائم سے سبب تحمل ہے

لیس ہم ہی اوٹھو اسے آج کچھ پیشوائی کو
چلا ہے کوہ سے فرہاد قیس آتا ہے جنگل سے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کچھ تو ہی الفت شمشاد کرنی چاہیے ‏ یار کی موزونی قد یاد کرنی چاہیے
غم زدوں پر بس ہی بیداد کرنی چاہیے ‏ ایسی بدعت کیوں ستم ایجاد کرنی چاہیے
ہم صفیر و کلفت سے ہے شکایت عندلیب کی ‏ شکوۂ گلچین بدست صیاد کرنی چاہیے
وصل نا ممکن ہوا اب ایسی کیا تدبیر ہے ‏ کچھ تو تسکین دل ناشاد کرنی چاہیے
خدا ہی بھیجو کو تشریف گر لاتے ہیں ‏ ہنستے ہو لو کبھی تو یاد کرنی چاہیے
ورنہ صیاد پھر کاٹا ہے شاد کیجئے ‏ قیدی اہل درد کو آزاد کرنی چاہیے
کون سنتا ہے عشق کے مقابل میں ‏ کیا کریں کس سے ستم کی فریاد کرنی چاہیے
اوس نے ویرانہ جو حال درد دل پیش کیا ‏ قتل ناحق ابھی ہی بھر ارشاد کرنی چاہیے
جان نثاری فرض ہے حسب مری فراق میں ‏ بس وہی سنت فرہاد کرنی چاہیے
دیکھیں ہم اس کے ہاتھ سے ہوتا ہے قتل ‏ شیر دستی عجب اس جلاد کرنی چاہیے

کچھ تو کر اپنا ہمیں رکھنا اپنا ہی سر تسلیم خم
آج تقلید آب و اجداد کرنی چاہیے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ذکر خالق سے طبیعت شاد کرنی چاہیے ‏ عہد پیری ہے خدا کی یاد کرنی چاہیے
ہو گیا عاشق تو کیسے ستمگر پر ہا نہیں ‏ یوں ہی غفلت اے ستم ایجاد کرنی چاہیے

کیسے یہ حجّم در دولت پہ حاضر ہو کبھو
بات کچھ جنھین ہے یہ ارشاد کرلی چاہیے

کیا ستم ہے یہ سنا کر آج کہتا ہے وہ شوخ
ابتو پھر رنجش کوئی ایجاد کرلی چاہیے

اشکِ گلگون چشمِ گریان سے کمی کرنے لگی
جان پہ پھر اسوز جگر امداد کرلی چاہیے

جیتے جی پوچھا نہ مردے پر بھی آنا کیا ضرور
قبر جیا مٹی میری برباد کرلی چاہیے

جوشِ وحشت پھر اس مجنون کو لو آئی بہار
فکر زنجیر و غل و حدّاد کرلی چاہیے

جان بلب ہین ان بتون کی سرد مہری سے کمال
نالۂ سوزان کی پھر بنیاد کرلی چاہیے

خون فاسد خود نکل جائیگا بنکر سیل اشک
ہے عبث کیون منت فصّاد کرلی چاہیے

اوج پھر وہ عشق خوبان کو دل ویران میں جا
بستی یہ اجڑی ہوئی آباد کرلی چاہیے

بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

قوسِ ابرو نہین تیغ صفاہان ہی تو یہ ہے
تیر مژگان کہین ای ترکشان ہی تو یہ ہے

تیرے وحدت یہ ہوئی کثرتِ مخلوق دلیل
سب یہ ظاہر تو یہ ظاہر جو نہان ہی تو یہ ہے

تابِ نظارہ کسے جبکہ نہ لائے موسیٰ
تو جو مخلوق کی آنکھون سے نہان ہی تو یہ ہے

[illegible] گیا شوخی و مغروری نفرت کا سبب
حسن خوبی مین وہ مثل [illegible] ہی تو یہ ہے

[illegible] ادائی تو ہے ابرو کرین قتل کو غور
تا ابد [illegible] وہ مکان ہی تو یہ ہے

مژگان کا یہان ہو کہ کس ابرو کا ہے تیر
واہ [illegible] گمان ہی تو یہ ہے

دل وفائی و غرور اب اجل تو وہ خاک
[illegible] نشان ہی تو یہ ہے

عشق کا بوجھ بہت [illegible] نے اٹھا
کوہ الم [illegible] بار گران ہے تو یہ ہے

صدر [illegible] تاڑ لیا [illegible] کیون
[illegible] ہی تو یہ ہے

[illegible]گان ہو جتنے کہ ہے دل نادان دیوا
اپنے پہلو میں اگر دشمن جان ہے تو یہ ہے

[illegible] کو دکھلا کے تہہ چرخ کہن ہنستے ہیں
دیکھیے پیر فلک اک تازہ جوان ہی تو یہ ہے

دیکھے وہ ہوگا اسے پہ آج پلہ ہم سمجھے
ملیں صاحب کے اگر راز نہان ہے تو یہ ہے

[illegible] یہ ہی عشق کا سودا ہوا
جنس بازار محبت کی گران ہی تو یہ ہے

شوق نظارۂ [illegible] آنکھیں [illegible]
تیر گشتہ ہو حیرت نگران ہی تو یہ ہے

[illegible]
کیا پری ہوگی اگر حور جنان ہی تو یہ ہے

[illegible]
آج اس ہند میں رشک ہمدان ہی تو یہ ہے

[illegible]
دل پہ رو رو کے جو پہلو میں طپان ہی تو یہ ہے

[illegible]
ربط کیا ربط ہے واللہ زبان ہی تو یہ ہے

[illegible] جوش طبیعت میں پہ آج
کیا [illegible] ساتھ [illegible] ہی تو یہ ہے

بحر ہزج اخرب ارکان مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

[illegible] کیا دیر لگائی ہے
ہاں موت نہ دی فرصت کیا دیر لگائی ہے

[illegible]
رکتے ہی ہیں وہ عزت کیا دیر لگائی ہے

[illegible]
دکھلا وہمیں صورت کیا دیر لگائی ہے

[illegible]
آئی نالے پہ شہرت کیا دیر لگائی ہے

[illegible] ساقی [illegible]
ہاں گرم ہو صحبت کیا دیر لگائی ہے

[illegible] قاتل [illegible]
[illegible] کیا دیر لگائی ہے

[illegible] پہلو سے [illegible] اجل تو یہ
دیکھو تو [illegible] قیامت کیا دیر لگائی ہے

آنکھوں میں دم آیا ہے ہمارا غم فرقت نے ای عیسیٰ با شوکت کیا دیر لگائی ہے

اب جواب خط ہی ہی نہ اجل آ لی ان دونوں نے یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

حاصل ہے فراہم کچھہ توشہ عقبیٰ کو کافی یہ سمجھ مہلت کیا دیر لگائی ہے

پہنچ گئے فورا صیاد نے کچھہ چھوڑی چہات میری نوبت کیا دیر لگائی ہے

روضہ پہ شہ دین کے پہر اوج پھونچنے پر
تقدیر لئے واسطے کیا دیر لگائی ہے

بحر مجتث مخبون و ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

آج ندا میں شوخ ستمگرن سی چھوٹی مگر کھوٹائی کی خصلت کسی چلن سی چھوٹی

چہپ کر دور البشہ خوبان یہ آفتاب درخشان کہین گہن سی چھوٹی

پہنچ پہ آئی نکلکے گلشن مین روان دوان رہے برباد جب وطن سی چھوٹی

نہ کشش خلق سے رکھا معذور عتاب شیخ سے تصدیع برہمن سے چھوٹی

یا بین آئی اجل الٰہی شکر رہائی درد و الم سے بلی محن سی چھوٹی

ہوں گردش دوران سی قفس گلبن تباہ ق ستم اوٹھائے لٹا آشیان چمن سی چھوٹی

ہاتھہ سے صیاد بدنہاد کے ہائے ملا دو سر اجب یک رازن سی چھوٹی

جی پہ پھر حال دیکھئے کیا ہو وہ جو زاغ سے گنجہ رعین سی چھوٹی

پھر دیش بھی مشتاق کامیابی ہے الٰہی کچھہ نہ ابھی دست تیغ زن سی چھوٹی

شب فراق میں دیکھئے زہر کھا کے جان ای آوج
چلو بھلا کیا تشنیع مردوزن سی چھوٹی

بحر مجتث مخبون و ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن مفاعلن

پس فنا بھی نہ ایذای سپہر سے چھٹے
کفن نہ ہمسے چھٹا اور نہ ہم کفن سے چھٹے

یہ دخل کیا کہ وہ ترک اپنی بانکپن سے چھٹے
کہیں سُنا ہے کہ بل شاخ گر گلبن سے چھٹے

نکلے منہ سے رہی خوار گو حسد مندان
وقار سب گیا جب در جگت وطن سے چھٹے

ملک ہی سلسلۂ زلف یار کا ہو اسیر
عزیز مصر نہ قید چہ ذقن سے چھٹے

نکلے کوچہ دلبر کیا جسے عاشق
ستم ہے بلبل نالان اگر چمن سے چھٹے

کیا ہے صورت احباب کا خیال بھی سہو
ہزار حیف کہ مدت ہوئی وطن سے چھٹے

یکسہ حال ہے سب اپنے ہم نشین
رفیق قیس ہوا ہم جو کوہکن سے چھٹے

رفیق آج ہے لاریب حضرت عمر یا لی
سبب سبھی خاک ہی ہو جنس کیا بدن سے چھٹے

بحر مجتث ارکان آن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

بیان جو حال دل بیقرار کیا کیجے
تو سننے کہتے ہیں سودا ہوا دوا کیجے

وہ سب سہینگے ستم کیجے یا جفا کیجے
کبھی یہ دوست کی مرضی تو اسمیں کیا کیجے

شمیم زلف کو ہمسر کے ابو مشک ختن
تمہیں کچھ عمر اسکے لیے خطا کیجے

زبان پلٹتے ہو کہکر یہ کیا یہ کیا صاحب
کبھی تو کیجو لیے پاس اپنے قول کا کیجے

خدا کو مان رکھہ آئینہ ہاتھ سے ای بت
زبون ہی غیر کو کیون صورت آشنا کیجے

جنون کے جوش میں فصل بہار آئی ہے
قبا ہی تنگ کو غنچہ صفت قبا کیجے

بجا ہی گفتگو ہی عنبرین کلام سعید
خود آپ چھوٹکے کیون اپنا فیصلہ کیجے

اوسکی ذات ہے حاجت روای مخلوق
یہ کیا ہے غیر سے کیون عرض مدعا کیجے

اذان ہو کعبہ میں دیر میں آپ ہی شیخ
بلند ہو صدای ناقوس کی صدا کیجے

کسی حسینہ کا لب لب بخاد یا رہا ہے تجھے	ہوا ل [illegible] ہندی [illegible]
خیال خام یہ کیا ہے آج [illegible]	
امید وصل [illegible] سے خدا [illegible] کیجیے	

بحر متقارب [illegible] فعول فعولن فعول فعولن فعول فعولن فعولن فعلن

چمن میں شفقت [illegible] بہشت و شوق کے لباس [illegible] بدن ہے

[illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کفن ہے

ہے آمد موسم بہاری نسیم چلتی ہے پیاری پیاری

ایسے میں بلبل کو [illegible] ساری [illegible] ہی

کہیں پہ بلبل [illegible] چمن میں [illegible]

دل عنادل میں [illegible] اشتیاق [illegible] چمن ہے

[illegible] تیغ [illegible] قتل [illegible]

[illegible] ہمارے قاتل کا بانکپن ہے

کبھی تو گلشن کی سیر کر لے [illegible] گذر کیجے

[illegible] نشیمن [illegible] چمن ہے

[illegible] سینہ [illegible] شغل [illegible]

[illegible] یاران ہم وطن ہے

کمال حسرت [illegible] کیا کریں ہم [illegible]

[illegible] ہے

جو [illegible] ساز و سامان [illegible] تو کچھ [illegible]

اپنا غم و اندوہ دل سے ہے شمع گریبان تو جسے نہ ساقی نہ انجمن ہے

ہمارا ہر ایک قدر دان طریق و شستہ بیان معانی ہے

رفیق مجنون نہ مہربان ہے شفیق و غمخوار کوہکن ہے

اسکو سے گرم کار دیکھا اسکے دلمین غبار دیکھا

جب آپ کو مطلب کا یار دیکھا عجب دل کا کچھ چلن ہے

غضب ہے گستاخ و بے سر کیا نشان ہے ہم آپ کچھ تو غور کر سکے

کر ہم کبھی جو سیہ بیان تھے وہی تو پیدا اوج سخن ہے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہاتھ کیوں ہیں ان خود مطلب نکو رد [illegible]	جان نہ بچ جائیگی اگر اونکی کسی دستور سے
سے بیماری کی ہیں خود نشان عشق کی ہم	واہ رے سوزش دل مجروح کی انگور سے
قصہ رہا ہاے تیر ون نے نگاہ یار کی	صاف لپٹ ہی جگر کو خانۂ زنبور سے
نہ عاشق سے جو چھپتے ہو تو کچھ پرواہ نہیں	دیکھ ہی لینگے کبھی ہم بھی [illegible]
انتقام ایسے کا ہے [illegible] ناممکن ہوا	عمر سے خون [illegible] کا [illegible] ناسور سے
آفتاب اونکی رخ روشن کو کہتا ہے گناہ	یا [illegible] معاذ اللہ حد اپنی سے [illegible]
یا غلط فہمی ہی تھی [illegible] سکا دار پر منصور	بس وہی حق تھا جو کچھ ظاہر ہوا منصور سے
تھا ہما اونکے خال عارض سے نکلا	دانہ فلفل ہے [illegible] ہیں سب کافور سے
ایسی ہی جلوہ طور تھا دیکھو جو آیا نظر	اسکو اونکے نام سے موسیٰ کو کوہ طور سے
[illegible] میں ہیں حسرت حیف [illegible]	آہ نکلا [illegible] دل مجبور سے
ہم ہے زندان غم میں قیس [illegible]	اہل [illegible] کی گریبان [illegible] دور سے

پلک نہ عاشق کو ای بیرحم کیوں پہچان لیا | اس نے اتنا ہی نہ پوچھا اور بت مغرور نے
صاف صاف اتنا کہے دیتے ہیں ہم انہیں نہیں | بار ازار اٹھو صاحب کسی مغرور سے

رات سب گذری نہ آیا اور نہ آئیگا وہ شوخ
آج بستر پر چلو بیٹھے ہو کیوں مجبور سے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ری جوانی آہ میں تاثیر ایسی چاہیے | تیر نے کھسر نے وہ خود تقدیر ایسی چاہیے
زہ پر لائے انہیں تقدیر ایسی چاہیے | خود چلے آئیں کوئی تدبیر ایسی چاہیے
سب یہ کہتے ہیں خط رخسار جاناں دیکھکر | مصحف ناطق کی ہاں تفسیر ایسی چاہیے
پاس بیٹھا تو کیا تم بات بھی کرتے نہیں | عاشق ناشاد کی توقیر ایسی چاہیے
ہاتھ چبکر کیوں رکا قاتل چھری شہرگ پہ ہے | جان بلب کیو اسطے تاخیر ایسی چاہیے
کیجئے منہ پھیر یاں بوسے پہ بوسہ کیجئے | دل یہ کہتا ہے کوئی [illegible] ایسی چاہیے
کر دیا اک جنبش ابرو نے کام اپنا تمام | دل کے دو ٹکڑے کیا شمشیر ایسی چاہیے
ناز برداری کا ما مصحف عوض جور و جفا | [illegible] ایسی چاہیے
قیدی زلف خم اندر خم دل وحشی ہوا | ایسے مجنوں کے لئے زنجیر ایسی چاہیے
زینت دیوار و در کیا خانۂ عقبیٰ سنوار | تا ابد قایم [illegible] ہو تعمیر ایسی چاہیے
کیا ہی صنعت دست نقاش ازل کی میں فدا | نطق کا زیور ہی تصویر ایسی چاہیے
وائی ناکامی غم فرقت نے مارا جان سے | سخت ہے بیگم عشق کی تقدیر ایسی چاہیے
شکوہ قصہ جا لکر دیکھتے میں سب پڑھیں وہ حال | [illegible] کوئی تحریر ایسی چاہیے

آج کیسی مہربانی ہے یاں وہ برہم ہی کیں

انہوں سے پھر لی کوئی تقصیر ایسی چاہئے

بحر دیگر

ہوئیں پریشان زاری تپ و تمنا یارونکی
ہوئے تو ہی جسے ہو دو غرض الفت کے یارونکی

کسی چہلیو تمہیں سے اوچہلا اپنا سے پہلکر
وہ دلکی پوچھتے ہیں کیا یہ سمجھے اشارونکی

ہم ہی تو ہین بد دلوں کے خاطر خاک کا بستر
گدا کا بوریا ہوگا نہ مسند شہریارون کی

ملکیا اسکے میں زاہد و واعظ کو سیا تو یہ
خدا ایسے صبح ہی مستون کو صحبت ہوشیارونکی

نکالو تاہی کہ سر الہی ایام گذشت سمیں
جیا اسکا قدم کیا یہ بہشتی شہسوارونکی

ہمین پیچھو کی حشم سینہ کہف النخل
نتیجہ کہ گذشتہ نے سبھی بدبیا ہو لونگی یارونکی

جو دیکھا اسمحبہ اونکا کہ ہیں یکزبان بولے
ہی اکاون نے ہی ایسی ہی صورت ہو تمہارونکی

یہ کیا فرمایا کی ہی اسکے بیچ ہیں پر مطلق نہیں پرچا
سوئی ہے فضل کرنا ہمکساری ہی انکسارونکی

نگہوں ہی عسر و فی قسمت خدا دادا ایک دو تیری
ہمین فعل سے تی ہی طبیعت بالدارونکی

کیا یہ تو ہوتا انکے واسطے خون الف پاکو
تیری شکوہ ہے ہر اک زبان صحرا کے غبارونکی

اجی یہ نو طرف تمنا زالیق اسنے اپنے ہی
آیا پر تسلیم اور صبر موقر والی جان نثارونکی

گوکل حسرت سے لالی زبان کو لی ہی سل کو لی کیا یہ
وفا کی ہی یہ پیارے عالم میں ہوا ان بدشعارونکی

جگر کے انہون نہیں ہی کو بدلا کہ ان کی لہبین
ہوئی قیمت بر جگر کے کوہ طور سے خاکسارونکی

ابھی نہ سمجھا ہی اور دیکھا ایسا کہ گہرت
اسی کا پچکیں رکھی ہی جمن میں شمارونکی

بحر دیگر

گرچہ ان سنگی بھی متقاضی ہیں شام
ابھی اب سے جسے انہین کلام ابھی کام

ساقی سے کچھ غرض نہیں لا لا ئے جام سے
ہو ان مست ہیں شراب محبت کے جام سے

جس بات پر جمے سو ہٹے مانتے نہیں
بگڑی ہوئی ہے آپ کی عادت مدام سے

رندو نے دست بوسی پیر مغان ہنوز
ہے [illegible] عقیدت کو چاہیے بیعت امام سے

ہے آپ میں یا ہی ایک ہیں کعبہ ہو یا کنشت
ہے ان کی طرف ہیں دیر بیت الحرام سے

مرضی جو قول کی ہے تو اچھا یونہی سہی
جانا مری سر تیغ کو لیجے نیام سے

اے جان یہ بدزبانیاں شاباش مرحبا
کیا کیا جھڑے ہیں پھول ترے ہر کلام سے

جو چاہو وہ سزا عوض ایک بوسہ کے مگر
ہے [illegible] تو پیش [illegible] انتقام سے

سینہ زنی ہے طبل علم آہ فوج یاس
جاتے ہیں ہم صبر قیس پہ [illegible] نام سے

کیا کیا نہ ساتھ ہجر میں اے چشم تر دیا
کر دی [illegible] دور [illegible] آئینہ شام سے

کس کیونکر اتنی عمر بسر لے وصال یار
یہ پوچھنا ہے خضر علیہ السلام سے

جوں نقش پا زمین پہ براحت ہیں خاکسار
بیٹھے ہوئے نہ اٹھے ہیں [illegible] مقام سے

نے امتحان دل ایک ستمگر کو دید یا
[illegible] اس [illegible] ناتمام سے

کیا ذکر غیر آپ سے وہ بدگمان ہو ہیں
[illegible] ہوئی نہ زبان ان کی نام سے

کرتے ہیں صبر یار کی [illegible] آج
کیا ہو سکے جو بس نہ [illegible] بدلگام سے

بحر دیگر

کرتیں یوں لاکھ عالم ہم پہ کوئی [illegible] لائی ہے
[illegible] وقت [illegible] وہ [illegible] الٹائی ہے

کوئی ہو [illegible] نہیں پھر کس لئے [illegible] ترائی ہے
ہم عاشق ہیں نقاب [illegible] اگر [illegible] دکھائی ہے

خموشی کی سبب سے گر اک یان بر قصہ خوان ہو
برابر سو زبان کے ایک اپنی کم زبانی ہے

غضب چتون ستم عشوہ قیامت کی روان ہو
الٰہی چشم بد دور اونکے جوبن پر جوانی ہے

ادہر نے التفاتی یار کی ہمکو ملال ہے
اودہر اونکو ہنسنا تا اپنا رنگ زعفرانی ہے

یہ دیکھو قہر افشان حسن کے وہ خلعین آ بیٹھے
الٰہی خیر ہو کس کسکے ماتھے آج جانی ہے

پریجان و سلیمن ہیں عذر کچھ باقی رہا دیکھو
ہر یکسے قول کا ہیچا ہو اچھلہ نشانی ہے

رسائی اونکے در تک وای حسرت کس طرح ہوگی
ہر یکسے وہ کو سون دور جنکو پاسبانی ہے

یہ کیسا قہر ہے اس عرصہ آزار میں تو یار آ
خدا کو بھی تو آخر اپنی صورت دکھانی ہے

یہ دل جل بجھ گئے ہی ابدال اگر کاتا تو کیا کھاتا
ابھی آمنت شب ہجر انکی سے سیر آئی ہے

وہ اک مدت سے ہی ترک نامہ و پیغام کر بیٹھے
کسی سے پوچھ لینا ہی غرید مہربانی ہے

مبادا ہو ضرر اہل زمین کو در گذر یہ ہیں
کہ آہ و درد مندان اک بلای آسمانی ہے

یہ کچھ لعل و گہر اونکے لب و دندان کو لیا نسبت
اجی تو یہ حقیقت مین یہ پتھر وہ پانی ہے

کبھی ہم حسرت نظارہ و سب ہمین وحشت
بیمار کا جیسا آنکھون سے اپنی بدگمانی ہے

تہ دامن یہ بش وحشت قصہ ہے ہی ترا پانسا
لیپٹے قبر پر جنون کی منت ہمّی مالی ہے

ہمی الفت ہی عاشق سی تو پہر ہی ابھی ہر جا
چلو بھی کیا زمانے میں حسینوں کی گرانی ہے

وہ نعمت ہی غنیمت سمجھیں ایام شباب اسکو
نشاط خاطر عمر عزیز عہد جوانی ہے

نکلوایا ہے حسرت ہی تو او سے یار یا لیکن
چھپلوا تیج حسن میں پھر اکی قسمت آزمانی ہے

دو پہر ایک ہی باقی ہی یہ پانین ہی پھر بات
بہار و دلی کچھ اک دور کی صاحب سلامت ہے

اور آتا ہی کن کن بدانکی شوخی صحبت ہے
اگر ہو دید ہی ان کو وہ ستم دیکھ یا بو حسرت ہے

جسے چاہا دیا ناصح تجھے کیا ہمیں محبت ہے
بگڑنے کا تو کیا مذکور اک ترچھی نظر آونکی
ہمیں پیہم لپٹے انکو آپ میں ہونا امتحان باہم
عطا کیں دس حسین کو خوبیاں کیا کیا نہ صانع نے
توانائی نہ کیوں بخشے اوگال اونکے گلوری کا
بھلا تو کوچہ جاناں کی ناصح قدر کیا جانے
الٰہی شکر ان روزوں کچھ اپنے حال پر اونکی
تیری ٹھوکر سے جی اوٹھتے ہیں مردے اسکو کیا کہئے
نہ دیتی دل قیامت تک جو ایسا جانتی پہلے
بھلا میں اور تمہارا شکوہ ای توبہ ذرا سمجھو
حسین یوسف بھی تھے سنتے ہیں لیکن کوئی کیا جانے
[illegible] کے واسطے ایدل کہیں باز آ اس الفت میں
بنا اس پیت کا ہو ہم کو فرقت میں نہ موت آئی

مزاج اپنا خوشی اپنی دل اپنا آپ [illegible]
[illegible]
[illegible] آپ میں [illegible]
اداے یار تری چال ہی شوخی ہے شرارت ہے
[illegible] کوئی بھی ہوں [illegible]
[illegible] جاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تمہارے حسن کا [illegible]
[illegible] پریشانی ہے رسوائی ہے ذلت ہے
[illegible] سے یار [illegible]

نہ چھو کو اوج چھپے مال دل ناشاد گدر [illegible]
تمہیں تم ہو [illegible] شوخی کی [illegible] حلاوت ہے

بحر دیگر

عشق کے روز ازل سے ہیں وہ فن یاد مجھے
حیف وہ دن بھی نہ قسمت نے کیا شاد مجھے
نے قفس ہی میں پڑا رہنے دے صیاد مجھے

[illegible] ناشاد مجھے
[illegible] کی کرتے ہوئے فریاد مجھے
[illegible] خدا را نہ کرا آزاد مجھے

کشش عشق ہے جہاں [illegible] تو پھر بھی
لے ہی آئے طرف عالم ایجاد مجھے

سخت [illegible] جہاں [illegible]
کیوں دکھاتے ہو عبث خنجر فولاد مجھے

منت [illegible] کیا قید میں ہاتھ انکا
خون بجرم نہ کر چھوڑ دے صیاد مجھے

خوب [illegible] ہیں دشنام [illegible]
خوش تر الطاف سے ہے یار کی بیداد مجھے

ٹھہر [illegible] جاؤ جاؤ
اب ہو کیوں روکتے کافی ہے وہ ارشاد مجھے

کیا سبب ہے [illegible] ہچکیاں [illegible]
شاید اوسنے کہیں بھولے سے کیا یاد مجھے

تو شباب آیا [illegible] ہوا سبزہ آغاز
کوئی توشہ تو ہوا انعام میں امداد مجھے

اپنی ثابت قدمی [illegible]
آج مقتل میں لے آیا تو ہے جلاد مجھے

لیکے خون [illegible] کیا حال اصلاح
خوش ہوا صرف جنوں دیکھ کے فصاد مجھے

دل بگھلنے [illegible]
ہاتھ آیا کوئی اس ڈھب کا نہ اوستاد مجھے

[illegible]
یاد آیا جو وہ قد غیرت شمشاد مجھے

دیکھے [illegible]
کچھ نہ ثابت ہوئی اس قید کی میعاد مجھے

آٹھ پہر [illegible] شغل ہے اپنا ای اوج
آہ [illegible] یاد آگئی فریاد مجھے

دیگر

[illegible] تیار کے
گدا شاہ ہیں تیرے سرکار کے

[illegible] کے
شناسا ہوئے تیرے اسرار کے

[illegible] نار کے
معطر ہوئے زلف کے تار کے

[illegible] آج
[illegible] کے [illegible] مار کے

محبت کا انجام کیا خاک ہے ۔ سنبھلتے نہ دیکھے اس آزار کے
عجب پیچ دکھاتے ہیں سرشار حسن ۔ نتھے لٹکے پیچ دستار کے
ٹپکتے ہیں غمزے دریا ہوئے آب آب ۔ ہیں سنگ الم دل پہ کہسار کے
نہتے ہیں عشق میں دیکھیں کامل ہے کون ۔ ابھی امتحان ہو تو دو چار کے
کبھی راز دل کو نہ منہ سے نکال ۔ سنے کان ہوتے ہیں دیوار کے
ہو گذرا نہیں دل سے قاتل کا تیر ۔ یہ سرخی ہے کیوں منہ پہ سوفار کے
نگہ سے سمندر کا طوفان گرا ۔ فدا ہو شمشیر خونبار کے
طالب کیمیا کی نہ رکھ بو الہوس ۔ ہو اکسیر سو آپ کو ہار کے
خدارا نہ ای قبر داب فشار ۔ لپٹتے ہیں بیان پیچ دیوار کے

سخا ور رخشندہ تھے اونکے ہوئے
نہ قابل ہے اوج ایسے دربار کے

بحر دیگر

پھولاہیں اونکا ہی ہشیاروں کی جھیلنے کیلئے ۔ چلتی باتیں ہیں کسی دل کے پھسلنے کیلئے
سب جھپٹے ہیں اجی ساتھ نہ چلنے کیلئے ۔ کون مانع ہے کہو گھر سے نکلنے کیلئے
جھپٹیں عشرت سے ہمیں لگی ملنے کیلئے ۔ لٹتے ہیں ہنٹ کہ میری چھاتی پہ دلنے کیلئے
حسن میں سیکڑوں لیکر تیرا ہمارا دیکھا ۔ [illegible] کیلئے
عشق کا گل ہیں کہو جان سنجالی کیونکر ۔ [illegible] کیلئے
سمجھ کیا کھلا اونکے یہ سارا حوال ۔ اپنا دل [illegible] کیلئے
اونکے گھونگھٹ سے کسی جا پہ لیکے ہی نکلے ۔ پاؤں پھیلائے ہیں [illegible] کیلئے
ہم نے نرگس شہلا کی جیسی آنکھیں ۔ گرتے ہیں گلشن میں ... کیلئے

یہان نظر پر تو کسکا دل ہی ٹھہر جاتا ہی
ہمتو موجود ہین کچھ دیکھ کے بدلنے کیلئے

شمع الفت کا ہوا صرف خزان کیا کیجے
ہمنے رکھا تھا ایسی پھول لئے پہلنے کیلئے

ہین تیری کیونکر کف افسوس ملین ہم الشوق
ہاتھہ ہو عنبر کے حنائی ترے ملنے کیلئے

وہ عیادت کو جو آجائے تو کیا ہوجاتا
پاؤن عاجز تھے نہ دو گام کے چلنے کیلئے

کسکا اوس کی نظرون سے کہ پروان چڑہا
طفل اشک آئے تو آغوش مین پلنے کیلئے

اسقدر اپنا گریبان سے نکلا کرتا ہے
آہ بھی اب تو ترستی ہے نکلنے کیلئے

تنگ ہی یہ تو ہوا شاد کہ جب [illegible]
آکے اس در پہ تو بیٹھے ہین ٹلنے کیلئے

اسلئے ہجر مین نالون پہ [illegible] ہین
چاہیئے شغل کوئی دل کے بہلنے کیلئے

[illegible] کے ہاتھون عبث آج پڑے گھلتے ہو
[illegible] سینہ مین ال دم کے نکلنے کیلئے

بحر دیگر

متصل اوٹھتے ہین طوفان [illegible] صبح و شام آنکھون نے
ہجر مین لیتے ہین رونیکا ہی کام آنکھون نے

اون سے [illegible] اوٹھانے کی [illegible]
بے تکلف جنہین لینے مین سلام آنکھون نے

چشم فتان کے اشارت کوئی سمجھیا [illegible]
صاف کر جاتے ہین مطلب کے کلام آنکھون نے

[illegible]
پھر کبھی ہمکو دکھا دے وہ مقام آنکھون نے

اونکا [illegible]
لیک اوس شوخ کا دیکھے تو خرام آنکھون نے

[illegible]
اپنی ہی دل کی شکایت کے کلام آنکھون نے

اک نظر اپنے دیکھا [illegible]
[illegible] آنکھون نے

دیکھ لیں اپنی وہ صحبت میں ملا کے کبھی — پاؤں سے چلنے میں سبب اور غلام انکھوں لینے

کھڑی پھینک کے یہاں تار نظر مثل کمند — جا بجا ہے ستم لیتے میں وہ شوخ کا نام انکھوں لینے

آج کی رات کا وعدہ ہے ستم ایسا لینے — پر دکھائے کہیں تقدیر تو شام انکھوں لینے

وہ بھی دن آئیں کہیں حیف کرم سے یارب — رند شیشے کو لیں ویسے تو جام انکھوں لینے

ایک پل کی بھی نہ رہنے سے کبھی مہلت ہی

آج شکوہ بھی رہا ہے سو دوام انکھوں لینے

بحر متقارب مقبوض واثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

جام ابرو نگاہ جادو بلا ہے زلف دوتا کسی کی — عجب ہے یہاں آنکھوں میں پھنسی ناز ادا کسی کی

قدم قدم دل کو پیستی ہے روش وہ ناز خدا کسی کی — ستم ہے چتون وہ ترچھی ترچھی وہ بانکی بانکی ادا کسی کی

ہمارے نالوں کو سنکے آخر وہ شوخ نازک دماغ بولا — کدھر سے شیشہ و آئی ہے دل ہو وہ کمال صدا کسی کی

ترقی ہوئی حد سے بیقراری ستم سا دل کو گرا کے ٹوٹے — جو وصل کی شب کی یاد آئی وہ ہائے شرم و حیا کسی کی

ہمارے جوش جنوں کو ہرگز طبیبو ممکن نہیں افاقہ — یہاں اگر ہوئی زلف شکن سے نکلے ناز صبا کسی کی

شب میں کے نہیں کسی شب خمار نیند کا ہی تو ٹوٹے — بلا ہے [illegible] سا قبا کسی کی

ستم انہی میں یہ اثر ہے کہ [illegible] تو نہیں — نہیں وہ دیکھا تو ہم [illegible] وفا کسی کی

ہے گلزار و ابر و ساقی شراب و چنگ و بار و ہے بجے — یہ خاک حاصل ہوا لطف صحبت [illegible] خالی ہے جا کسی کی

ہے قیامت کہو کہ کیونکر نہ حرص خواب عدم سے چونکیں — کہیں [illegible] پامال پا کسی کی

سر اپنا کھائی میں گیسو وہ کشتہ ہے تیغ ابرو — الٰہی [illegible] قضا کسی کی

[illegible] — [illegible] کسی کی

[illegible] — [illegible] کسی کی

ازل سے الفت کی وا قسمت ہوا افسانہ کیسی کی — تمنائے دیا اوٹھا کے حقہ میں ہونٹوں پر آکے ہنسی کی

دم میں لطف کرم ہے جس پہ آج پھر [illegible] کہ سر — مقام [illegible] ستا کر نہ یوں لگائے خدا کسی کی

[illegible] تا بہ محشر [illegible] نے ناز و نیاز کے بین — [illegible] کسی کی برباد کر گیا عالم جفا کسی کی وفا کسی کی

[illegible] سے جان بلب ہو [illegible] اسباب [illegible] — [illegible] تکلف جو ہونٹوں آئے قضا کسی کی

پھر کوئی کیا [illegible] کبھی اوٹھا کر نہ آنکھ دیکھیں
کچھ ایسی اے اوج بھا گئی ہے ہمارے دل کو ادا کسی کی

بحر ہزج مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بلا آئی ہے شاید آسمان سے ہی برستی ہے — گزرتا بد [illegible] ہیں ولولوں پر جوش مستی ہے

تغافل [illegible] کے آنے اور جانے کا — گزر [illegible] ترے [illegible] بھی اپنی ہستی ہے

[illegible] نے دیکھو [illegible] خیال ان میں اپنے [illegible] کا — [illegible] الاماں وہم و تصور سے [illegible] ہے

بہار [illegible] قد [illegible] ہے وہ کہتے ہیں — [illegible] ایسا ہے جسکے [illegible] ہے

سنبھل کر پانوں [illegible] آیا [illegible] — کھلانے تم کو ہیں یہاں کی بلندی اور پستی ہے

نہ صرف امتحان میں گرم بازار اجل بھی ہے — لگا دو ولقد یہاں جنس شہادت آج سستی ہے

[illegible] ساقی دیکھے دور و جام چمکا دو — اوٹھا ابر سیہ [illegible] کا ذوق [illegible] ہے

ہوا ہی اندہو وہ خستگی حاصل طبیعت کو — ذرا سی [illegible] میں سیلاب کی صورت نکستی ہے

ابھی آج اپنی بام سے جلوہ دکھا دیجئے — تمہارے دیکھنے کو آنکھ مدت سے ترستی ہے

[illegible] عالم دکھاتا ہے — [illegible] میں دم ایک ساتھ [illegible] ہے

[illegible] کسی خوشبو [illegible] ہو — [illegible] زلف سے اوس گلی بستی ہے

[illegible] اوج یہاں [illegible]

کہ مرنے پر تو ہمت ٹھوکر پر بار کستی ہے

ابھی ہم بھی اوسکے دیدکے مشتاق ہین
ستارہ زیر زمین شہب خموشان کوئی بستی ہے

ابھی ہم شہر چھپا ابرو کے تیغ سے پہلے جاتے
کہ قدرت سے بنی طبیعت درد کے خاطر پرستی ہے

کنشت و کعبہ دونون مین رسائی آج کہتی ہین
یہان طوف حرم ہر روز ہے وہان بت پرستی ہے

عدم سے آکے جب بغض و حسد ہی نہ کچھہ پایا
وہ خلقت کون ہے یارب جو اس ہستی پہ ہنستی ہے

پر پرواز ہے اگر تو نے طبع رسا اپنی
نہ پہونچے اوج مضمون تک تو پہر ہمت کی پستی ہے

اوڑالی تو نے اک ہاتھہ مین وہ سخن قاتل
جنازک الف کیا چالاکیان کیا تیز دستی ہے

سحر تسلیم ہم ای اوج دیکھا اہل دولت کا
مگر زور رونی ابان نے زرونکی فاقہ مستی ہے

بحر رمل مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

طول پر اسد جب اپنی بیقراری ہوگئی
کوس رحلت بجنے کی نوبت ہماری ہوگئی

دل ستانا اوسکے بند و بکار و ار گر نہ تھا
کب سے تم مین اسکے تصویر ہم ہماری ہوگئی

راز ایسا تھا کہ ڈھونڈھا اور نظر آیا نہ مین
موت بھی بالین پہ آکر کتنی باری ہوگئی

لے آئے پہر سے غیر کے بھکا نیسی وہ
دفعتاً برگشتہ یہ قسمت ہماری ہوگئی

شغل سے خالی نہ رکھا اونکے فرقت نے ہمین
آہ کی ہستی ہے سیل اشک جاری ہوگئی

[illegible] سے ہمکو نکلوایا جو تونے سنگدل
اس سبب ہونے سے ہمکو بیان ہماری ہوگئی

پاؤن پھیلائے ہین فرقت کے مرض نے بیقدر
اونکے [illegible] طاری ہوگئی

[illegible] تو کیا جب مین پہچانتے اپنے قریب
[illegible] ہماری ہوگئی

[illegible] ہمکون دیکھا او ہتک کی ہیرے اثر
[illegible] ہوشیاری ہوگئی

اب ہماری قسمت میں فرقت ہے بہم ذوق در | بس ہوا ثابت وہ اُنکی پاسداری ہوگئی

آج کس سے اونہ جان تنکا ہی وقتِ وداع
وہ شب جاتی رہی وہ بیقراری ہوگئی

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ہیں سب رنگ جو پہلے تھے ہوا انکے بدلے
دیکھتے دیکھتے یہ رنگ جہان کے بدلے

مضمون کاتب نے انسان سے ادا ہو کیا شکر
دے اگر ہمدمِ ہو کام زبان کے بدلے

راندن کے مجھے اوس چمن سے چھوڑا یا صیاد نے کر
ہم بلبل کی جنون کرنے خفقان کے بدلے

ڈھونڈھتے ہیں کسی پہلو سے جو اٹھتا جاتی
دین ابھی تارِ نفس موی میان کے بدلے

کھینچتے تیرِ مژہ سے دل وحشی کا شکار
قوسِ ابرو تو ہے قبضہ مین کمان کے بدلے

اوسکے پھر عہد کا ایدل ہے یہ کیونکر یقین
جسنے سو بہ سو گئے قول اپنے زبان کے بدلے

اوس سے محشر مین کھینچی کہ لی لے وہ تاب
ہمسکو کوئی صنم اس باغ جنان کے بدلے

جسکے لب شیرین وہ سب ولیسے تری بیچ ہمنشین
ہوتا دشمن کوئی اس ترشِ زبان کے بدلے

اوسکے وقت مین جو اسکے تشنہ سبیل یہ شاب
ہمنے رومال لئے اب دہان کے بدلے

اوسکی قدرت ہی کے پیری مین ہوئی طبع جوان
آپنے گلشن مین بہار آئی خزان کے بدلے

سامنے اسکے پری کی تو حقیقت کیا ہے
لین نہ یہان حور بھی اوس جانِ جہان کے بدلے

محسن ان نظم ورستے جو ہمین ہاتھ آئے
ہفت اقلیم نہ لین اک ہمہ دان کے بدلے

اپنے لشکر کی بھی تاب افکن کر لائی اوسکی
بار کاکل سے بہت رنگ میان کے بدلے

جلوہ گر ہوا بھی آئینہ دل مین اسے شیخ
گر تو یا قوس مین عبیر یا واذان کے بدلے

دُرِ عرفان بار ہوا ہے تن لاغر جنبش
اپنے خود حال پہ ہنستا ہون فغان کے بدلے

اوسکو ہاتھ سے کھو بیٹھے کیونکہ اپنا دل
چھٹ گئے دوست ہون جس شخص کے حال بدلے

اے صنم تجھکو تو شفقت ہے پشیمانی کا
چرخ پر رنگ بہت کاہکشان کے بدلے

ہم نے غفلت ہی مین سب عمر بسر کی افسوس
کیون نہ آئی اجل اس خواب گران کے بدلے

مار رکھتے ہین وہ عشاق کو شیدا ہو کے
تیغ کے سقف زبان تیر و سنان کے بدلے

دیکھتے ہین سے فقیرون کو بھی کچھ دیکے کہو
آہ تیور مین غضب تیر سنان کے بدلے

الامان الامان اف اف کہین چھوڑا ہی تب حسب
آب جلا اور دلکو تجھے سوختہ جان کے بدلے

در و دیوار وہ سے پائی نہ امان جیتے جی
تجھ غضب ہم لوٹ پڑا سارے جہان کے بدلے

فصل گل ہی مین لکھا کنج قفس تھا صیاد
ہم گرفتار ہوئے دل جو خزان کے بدلے

کوچۂ الفت سے قدم انکو کیا لوا سے آنچ
خوب رسوا تو ہوئے نام و نشان کے بدلے

بحر خفیف

آپ سے دل نہین لگا بیٹھے
اک زمانے سے ہاتھ اوٹھا بیٹھے

در سے تو حرم مین آ بیٹھے
آپ کرینگے خدا خدا بیٹھے

بار فرقت اوٹھا نہ کیا کرتے
سخت عاجز ہے زہر کھا بیٹھے

لی ہی لیوین جو مفت کی ملجائے
تجھ سے قسم تو نہین ہین کھا بیٹھے

وعدۂ وصل ہو کہ صاف جواب
کوئی پہلو تو بات کا بیٹھے

نیم بسمل ہے یہ قتیل رہا
یون نہ اک ہاتھ اور لگا بیٹھے

جب کہا آئے کرم کیجے
ہنس کے بولے میری بلا بیٹھے

ہمدم بالین پہ خود وہ آئے تہین
ملک الموت اک ذرا بیٹھے

عہد پیری نے سب شادی و عیش — رند سے بن کے پارسا بیٹھے

اور دوزخ کے لینگے گرم سہو — پاؤن کچھ یہان نہین کٹا بیٹھے

کہیل ہے جب ایپر اودھر سے آئے — نے سبب سب گنہ بنا بیٹھے

تمکو اسکا لحاظ ہو کہ سہو — اب تو ہم آپ کے کھٹا بیٹھے

اوٹھ کھڑے ہو ہوئے بہت بگڑے — کوئی ایسون کے پاس کیا بیٹھے

مفت بر ہین وہ دل نہ کیجے کیا ناک — جسکے ہتھے چڑھا دیا بیٹھے

کہدو عاشق کی میّت اوٹھوائین — سب ہین احباب و اقربا بیٹھے

ہین تو پہلا اون بت وہ بٹھائین — کچھ کیونکر نہ پہر گلا بیٹھے

گہر کے اوٹھوانے کی یہ گہاتین ہین — غیر کے خود بغل مین جا بیٹھے

دلکا کرلیتے ہین طواف مدام — آپ کعبہ الگ بنا بیٹھے

ہوگیا چور گر کے شیشۂ دل — جو کوئی بیٹھے دیکھتا بیٹھے

واہ واہ اوج تک لگے نہ لگے
ہمتو لے پر کے اک اوڑا بیٹھے

بحر رمل مقصور ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

یہان کب اس غمکدۂ دہر سے شادان نکلے — دم تو نکلا پہ نہ دل سے مرے ارمان نکلے

اسطرح چہوڑ کے ہم کوچۂ جانان نکلے — خستہ دل خاک بسر چاک گریبان نکلے

الامان منہ سے فرشتونکی ہی پران نکلے — اپنے سینہ سے جو آہ شرر افشان نکلے

آئے دم ہونٹھونپہ بیتاب ہین جان نکلے — یاد پر اوسکی نہ ملے کسی عنوان نکلے

مہربان تو ہی بتا دے کوئی ایسی صورت — وصل کی اوسکے جو مشکل ہی ملا آسان نکلے

اب سمجھنے لگے یوسف لقب مجھکو [illegible]
ہی تمنا ہے کہ [illegible] ایک ہمیں [illegible]
[illegible] کو [illegible] واقف [illegible]
ہی جب اپنی جگہ سے کو دیکھا [illegible]
صفیران چمن اڑ گئے جو [illegible]
پیر اپنے [illegible] دل سے [illegible] رفتار کے ساتھ
[illegible] وہ پہونچا کہ یقین [illegible]
[illegible] شاباش
[illegible]
[illegible] شوق
[illegible]
[illegible] گلستان میں ہزار
دل [illegible] کسی بات پہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا [illegible]
[illegible]

[illegible] ارمان نکلے
آشنا ارمان [illegible] سے کبھی [illegible] نکلے
[illegible] ساتھ طفلان دبستان نکلے
سخت مشکل ہے تیرے ہو کے پشیمان نکلے
[illegible] قد کے شایان نکلے
[illegible] دامان نکلے
[illegible] سے تو بریان نکلے
[illegible] ایک نوح کا طوفان نکلے
گلشن [illegible] ہم بہار کے دامان سے نکلے
[illegible] میں زندان سے نکلے
[illegible] رخشان سے نکلے
[illegible] مرغان خوش الحان سے نکلے
[illegible] خزان نکلے
[illegible] نکلے
[illegible] کیا لعل بدخشان سے نکلے
[illegible] سامان نکلے
[illegible] نکلے

غمگسار اپنا [illegible]
جتنے نکلے وہ [illegible] جان کے [illegible] نکلے

بحر دیگر

الفت نے مار اوتار الفت یہ ہی تو ہے
ابرو سے ہیں قاتل کب پناہ تو یہ
صورتگر ازل نے کھینچا ہے [illegible]
زلف و قامت میں پھنسکر دل اپنا خاک پھنسا
وقت کے عشق چھوٹین کسکو قضا ہی نہ اٹھا
آخر کلیجہ پکڑے دوڑے بہے نہ آئے
خواہش میں تمہارے کیوں نہ اچھا نہ ہی
جسم عاشق کا ہمیں ثابت تو ہی [illegible]
عارض کے خط کو اونکے کہتے ہیں [illegible]
پروانہ جیسے گذرا صحبت جو شمع کی
قصد اونکا ہی عبادت دی موت اسی مہلت
دیر و حرم میں نالے کرتے ہیں جاکے اپنے
[illegible] بغل رہتا ہو [illegible] وصل اونکا
آپ ہی پر اِس مشکل نادان کہو کہ جب اول
تو یہ جواب آیا پھر خط کبھی نہ لکھنا
عاشق کے آج دلکو آتش کا [illegible] لیں
[illegible]

سوز نہان یار اما را تو ہے ہی تو یہ ہے
شمع شعلہ کر دیا دل بشر ہی تو یہ ہے
از رنگ و بو میں آتش تصویر ہی تو یہ ہے
[illegible] شمشیر ہی تو یہ ہے
[illegible] الیمین [illegible] تو یہ ہے
[illegible] تو یہ ہے
[illegible] تو یہ ہے
[illegible] تو یہ ہے
[illegible] تفسیر ہی تو یہ ہے
دیکھا [illegible] وقت [illegible] ہی تو یہ ہے
[illegible] تعبیر ہی تو یہ ہے
ناقوس کی صدا ہی تکبیر ہی تو یہ ہے
اس خواب کی ہمارے تعبیر ہی تو یہ ہے
[illegible] دیا دل تقصیر ہی تو یہ ہے
[illegible] تحریر تو یہ ہے
[illegible] تو یہ ہے
[illegible] تو یہ ہے

اگر ہے آج او نکے دیکھنے کی تدبیر تو یہ ہے

اسیر دام صیاد اندوہ و رنج تو کیا ہے
وہ دوست چاہئے ہر حالمین عدو کیا ہے

دد و وحش ہین یہ عالم کے چار سو کیا ہے
صبا تجھے ہی ہماری سی جستجو کیا ہے

پسیج تو ہی تیری ای خود غرض بلا جانے
کسیکی حسرت دل کیسی آرزو کیا ہے

مقابل آپکے دندان و لب کے ہون کیا خاک
وہ لعل کیا در مکنون کی آبرو کیا ہے

عیان ہی چشمۂ آب بقا کی پنہانی
دہن مین یار کے پھر جا ہی گفتگو کیا ہے

پیتے ہیں شہید کو خون دل و جگر ہی ضرور
جو ہم نے پانی سے کر ہی لیا وضو کیا ہے

پہنسا ہوا ہو دام بلا کا کیا چھوٹے
بلو نسے یار تیری زلف مشکبو کیا ہے

تو ذبح کر مجھے قاتل مگر ادب کے ساتھ
سمجھ سمجھکے قریب رگ گلو کیا ہے

قرین بدر دکھاتا ہے شان ہالے کی
ستم ہے یہ طوق تیری زینت گلو کیا ہے

یہ نونہال گلستان حسن کیا جانین
گل داؤد کا کیسا ہے رنگ و بو کیا ہے

زکوٰۃ ہی پڑتے ہو سر بار سید ہی باتون پر
چلو چلو تمہین منصف ہی یہ خو کیا ہے

مزاج مگڑا جو ہم چھون کبھی بناؤ کیا
خدا گواہ کہ پیالکا تیرا لہو کیا ہے

ابتدا ہی جنون ہی کہ عشق کا آزار
طبیب نبض میری ہاتھ سی تو چھو کیا ہے

ہم آج بد چلنی مین جو انتخاب نہین
یہ کسکے چرچے ہین شہر یہ چار سو کیا ہے

دیا ہے ہم دل جو کسیکو آج قسم لے لو
خدا کیواسطے پنہان یہ دو بدو کیا ہے

عجیب خلعت زیبا ہے رخت عریانی
کہ جسکو حاجت بخیہ نہین رفو کیا ہے

ہسی ہم زار کئے تجھے گھسیٹی کیا ہی چھڑی
یہ آج شیخ کے محفل مین ہاؤ ہو کیا ہے

[illegible] انگل ترے سینی کی
وہ نسترن نہین یاسمن کی بو کیا ہے

جہان مین آوج ہی وہ بادہ خوار و دریانوش
کہ خم کے خم جسے کافی نہین سبو کیا ہے

بحر دیگر

بہت کچھ ممکن ہو جانا کو ہی جانا نہین کیسے
آج حاصل ہی رسائی باغ رضوان مین کیسے

نمتے آزادی ہے جنون طبع انسانمین کسی
اب ابد او الجھانے ہو دام زلف پیچانمین کیسے

مل گیا مضمون شامی زلف جانانمین کیسے
دور کی سوجھی ہی اس تار رگ زندانمین کیسے

کہتے تھے عبرت سے لبر ہون اسکندر سے خلق
دیکھو لائی ہی اجل گور غریبانمین کیسے

ہنتی ہی گر مصحف رخ کے کئی بوسے لئے
ہے کلام الشیخ تو تفسیر قرآن مین کیسے

اسکی حیرت ہی سبب ہے جو نہو نکے سرخی کے عضو
پیش کیجے لعل مین یاقوت و مرجانمین کیسے

جوش وحشت در دل طوق و سلاسل کے سوا
اور ہم کرتے شریک حال زندانمین کیسے

اپنے نالوں کی طرح دلکش نہ یہ سوز و گداز
ذوق تھا پھر ہم سے مرغان خوش الحانمین کیسے

پنجہ وحشت کے ہاتھون خرقہ تن ہی تار تار
کیجے بخیہ دامن و جیب و گریبانمین کیسے

آئین لغت کیا [illegible] الیمن پر مگر
وہان سلیقہ ہی تپ فرقت کے دوران مین کیسے

جسکو دیکھا ہی گرفتار اپنے اپنے حال کا
ہم پکارین ہائی پھر شہر خموشانمین کیسے

پھر تو روشن ہی کہ [illegible] سودا
شمع رو کی آہ آہ آنسو شبستانمین کیسے

آنکھ سے کمری [illegible] گویا لعل اشک
پالتے آغوش مین پھر کسکو دامانمین کیسے

فصل گل مین باغبان [illegible] پہنچا چاہئے
رکھتے اوج آشیان رہتے گلستانمین کیسے

[illegible] و س
ہے امان آزار گرگ تیز دندانمین کیسے

دلکو صیاد جفا جو کا ہے اندیشہ یہ آج
باغبان پھر لا لایا ہے گلستانمین کیسے

مسرلو نفس جو جب اسکندر لوے پھوٹی ہوا
پھیجیا احمد تلاش آب حیوانین کسے

جبکہ حوران جنان خود مجور روست ہوئیاں
حیف عیش پھیر دیکھے جا کر رشا تمن کسے

شیخ سے کعبہ نہین چھٹتا ہمن سے کنشت
کسکو ناقص کہئے کامل دین و ایمان مین کسے

باغمین جب اگر گل و بلبل کی سنے گفتگو
پھر مین سبقت ہی دلیل و حجت و برہان کسے

لعل ان ہونٹھون سے لال الشیح ممکن ہی نہین
پھر تلے ہے کسکو مین یاین اور بدخشان مین کسے

پھر پکارے یا علی یہ الحج حضرت کے سوا
فتح کے وحشت مین کرب و بلا میں عرفان مین کسے

بحر دیگر

جب سو لو پھر کوئی طوفان عیان ہونیکو ہے
اپنا دل و دیدۂ گریان روان ہونیکو ہے

سویداے عشق جانان داستان ہونیکو ہی
اپنا حال زار صرف ہر زبان ہونیکو ہے

دور باغ دہر سے جور خزان ہونیکو ہی
رشک گلزار جنان ہر بوستان ہونیکو ہے

کیون نہو جوبن ترقی پر جہان ہونیکو ہے
اینو یوسف کا پھر سے سودا گران ہونیکو ہے

کوف کے بہتے ہین دم عشق بتان ہونیکو ہے
پھیب سے تم پیری مین جوان ہونیکو ہے

کیا عجب کیا نہ مین آئے بہار مدعا
کچھ تو بجلون سے موافق ساربان ہونیکو ہے

اپنے آہ نکا دہوان پہونچا دماغ عرش تک
فلک سو نمین ہی صداے الامان ہونیکو ہے

چھپے ہین بید خواہان چمن کی چار سو
پھر اک بلبل کا آباد آشیان ہونیکو ہے

نے سبب کہتی ہین کو ٹھے پر نہ چڑھ جایا کرو
یہ ہوا بھی ہی طبیعت بدگمان ہونیکو ہے

عشق خوبان خود بخود کرتا ہے کچھ دل مین جگہ
شاید آباد اس پہ پھر وسعت المکان ہونیکو ہے

تو جو ابھو سہ کشی بہتر نہین جھک کر چلو
پھیر دیتا تو قامت کمان ہونیکو ہے

وہ عیادت کو نہیں آتے اجل جلدی نہ کر
قول و فیصل اونکے اپنے درمیان ہونیکو ہے

یا الٰہی رکھ مجھے میدان میں ثابت قدم
آج اونکے عاشقوں کا امتحان ہونیکو ہے

سوزش فرقت سے شاید جل گئے قلب و جگر
اب تو بہہ اساتھہ آنسونکے رواں ہونیکو ہے

اسقدر گلزار دہر جاودان زا میں نہ پھول
یہ بہار عارضی اک دن خزان ہونیکو ہے

خاک میں ہمکو ملا دو پھر اگر چشمیں رکھے
اس سے بڑھکر بھی تجھے کیا ای آسمان ہونیکو ہے

حسن کامل حسن لیا ہوگا یہ دیکھیں شائقین
وہ ہلال عید بدر آسمان ہونیکو ہے

اس سرای فتنہ زا میں ہوشیاری چاہیے
دور پر تجھسے یہ کب خواب گران ہونیکو ہے

غیر یون ہنسکھیں گلوری کھپاؤ تو سہی
اس سے بڑھکر لبون پر رنگ پان ہونیکو ہے

غافلو ہشیار کہتا ہے یہ چاوش اجل
ہان کمر باندھو روانہ کاروان ہونیکو ہے

افوہ کون آتا ہے شب بھر مفت کھینچا انتظار
منہ لپیٹو پڑ رہو چپکے اذان ہونیکو ہے

بحر دیگر

سمندر ہے دل ویران نہیں سینہ وہ مقتل ہے
کہ جسکے سامنے گل چرخ چارم کی بہی مشعل ہے

قیامت ہے پریرو بیٹھتے ہیں جسکے جی بیکل ہے
سمند ناز میں کیا شوخیاں ہیں کیا ہی چنچل ہے

فوران آنسوؤنکا اپنے یہ نہیں گنگا پہ بادل ہے
جھڑی ساونکی کہئے یار کا اشک مسلسل ہے

ہوس ای فصل گل بہت سیہ اور انکا دل ہے
جسے دیکھو بغل میں دلکو چالاک بوتل ہے

چمن آکیو واسطے سمجھ کہ یہ کل کبھی گل ہے
کہیں یاں ہر روز کی کل کل سے اپنی جان بیکل ہے

ٹپکتی ہے یا جو ساعت تیرا ای ذکر یہ پل ہے
اجل کا سامنا ہے تو نہیں آنکھوں سے اوجھل ہے

شہیدوں کے جگر کے جیسے میں نکلی یا الہی کو
بتا قاتل یہ کیسی ابر خشاں کی کہ مقتل ہے

رہے آباد یارب لکھنؤ روز قیامت تک
حسینوں کا بھی مسکن اور ظہر جدار وتا جنگل ہے

ہزاروں پس گئے دل جسطرف کو اک نظر دیکھا
یہ سحر سامری ہی یا ترے آنکھوں میں کاجل ہے

یہاں ہوئی مروت ہی نہ کچھ پاس آشنائی کا
چلو انکا بھی بہتر ایسی آبادی سے جنگل ہے

عبث کرتے ہیں ٹھنڈی ہی گرمیاں پشمینہ پوشی سے
فقیروں کا بھی وصل یار سے گرم آج کمل ہے

اوٹھا کر اپنے سینہ سے دیکھا دینگے فرشتوں کو
دوپٹے کا ترے جائی شہادت نامہ آنچل ہے

کسی سنگیں قلب یاقوت الماس گہر دندان
دہن اوس گل کہے یا کوئی درج مکمل ہے

میں وہ مجرم ہوں سودائی کسکے زلف پیچاں کا
مناسب جسکے بہا ایسی کسیلئے تجویز کو سنبل ہے

عطا کی جب سے خدمت یار نے آئینہ داری کی
بہر صورت نصیب اپنا سکندر سے بھی افضل ہے

ملی کیا نہ راحت ایسے صحرا نوردی میں
کہ ہمکو بستر خار مغیلان فرش مخمل ہے

ہوا ہے کسقدر بیباک شانہ موشگافی میں
تمہارے سر چڑہانے سے ہوا یہ بھی صندل ہے

تبسم بر کلام کی جھنکار سنکر جی اوٹھے مردے
کہ کہتے صور کا حکم آپکے پانوں کی چھاگل ہے

کہو کس شغل میں گذری یہ شب ہم بھی سنیں جب تھا
کہ چتون ہے چھپی چھپی رنگ چہرہ کا مبدل ہے

قیامت ہیں ترے ناز و ادا ای یار کیا کہنا
جو یہ ہے سب سے بہتر ہی تو وہ اول سے اول ہے

نمایاں ہو کسی محبوب کے سیب زنخدان کا
یہی خوش رنگ میوہ عاشقوں کی قسمت حنظل ہے

بہر عشق کا دم آج چلکر جان پر بیلو
نہ ٹھہرے امتحاں میں گر تو دعوے بیت مہمل ہے

بحر دیگر

وعدہ وصل کسی دن پہ مقرر ہوجائے
کچھ تو تسکین دل خستہ مضطر ہوجائے

جسمیں نالہ سوزاں جو کوئی سر ہوجائے
لامکاں جلکے ابھی خاک کا بستر ہوجائے

دلکی خواہش تو ہے وصل اونکا میسر ہو جای
اور تقدیر ہے کہتی کہ یہ کیونکر ہو جاے

نالہ اپنے نفس گرم سے اخگر ہو جاے
جا کے سر طاق نہ ہو تو ہکوں تو سمندر ہو جاے

لاکھہ فتنے اوٹھین دم بہر کو جو وہ اٹھین
گر خراماں ہو تو برپا ابھی محشر ہو جاے

اوس سے جان اپنی بچا کر کوئی بہ بچا کہہ
موت ہی آ کے جو ہو دیا نون کا لنگر ہو جاے

اونسے یون بگڑے کہ سب کچھہ تو کیا پر نہ بنے
کیا پہرین دن کہ جو برگشتہ مقدر ہو جاے

مفلسی وہ ہی کہ رستم کو پچہاڑے دم مین
کیا چلے زور بہر انسان کا جو نے زر ہو جاے

تو بلای ہے شب ہجران نہ دکہانا یارب
جو کہ ہو لی ہو سر شام ہی مجھ پر ہو جاے

دلکو دشمن کے بہی تو رکہہ نہ غبار آلودہ
فیض کیا اوس سے جو آئینہ مکدر ہو جاے

اپنے جنبر خونی قسمت سے بہ کیا کہیے
چہوڑ کر شیوہ وفا کا وہ ستمگر ہو جاے

سختیاں جہیلنی لکہدین جو تو نکی لوح نے
موم سے دل ہی الٰہی ابھی پتھر ہو جاے

لجہ عشق سے پہر غرق دل کیا نکلا
یہ وہ کشتی نہین ساحل پہ جو لنگر ہو جاے

حق نے وہ حسن دیا اوس رشک پری کو بخشا
پہلا اتنی ہین جو کرے حور تو ششدر ہو جاے

قبح تو کر یہ سپہر خون کے سرات کے سبب
ڈر ہے قاتل کہین نہ آپ یہ خنجر ہو جاے

وہ تو اے اوج نہ آئینگے کبہی
جان ہی تن سے نکلجای تو بہتر ہو جاے

بحر دیگر

کیون آپ سے باہر ہے یہ بیمار دری کیون ہے
ابر آیا ہے پہر پیا کیا یہ نوحہ گری کیون ہے

ان چشم کے کاموں مین یہ در گذری کیون ہے
رکھتا ہی تو بس دے چل ہمت سے بری کیون ہے

ہے وصل کی شب ظالم شوریدہ سری کیون ہے
تو دشمن جان اپنا مرغ سحری کیون ہے

کہت میرے وحشت کی کسیجا پہ نہین کچہ بہی
اونکو میرے جانب سے پہر بیخبری کیون ہی

گر عشق کا بیت لے بیٹھے دل پر نہین کیا بیٹھے
رو رو کے بہلا وہتا ہے درد جگری کیون ہی

تو در پہ سیہ دونکی لا رہے کہ سنتا ہے
یارب یہ سیہ زلفونمین یہ بے اثری کیون ہی

ناحق کے بگڑنے کا کہلتا نہین کچہ باعث
عاشق کے رواحق مین بیدادگری کیون ہی

وہ سب گردن ہی مرنیکی ہی الغافل
دیکہا آئینہ دلمین یہ بے بصری کیون ہی

جا غور کی ہی دیکہو انجام کفن جب ہو
پہر تن پہ زری پوشاک زری کیون ہے

ہے بخیہ وحشت کا قول اپنے گریبان سے
مطلب ہی رفو سے کیا بخیہ گری کیون ہی

سو تیر فرقت سے یہ نخل بدن سوکہا
اک شاخ دل نالان ہی ہری کیون ہے

یارب یہ گلستان مین کس شوخ کی ہی آمد
شمشاد بہی ہی پہولی باد سحری کیون ہے

جب تن مین نہ کچہ طاقت پیغام اجل آیا
طیار ہو چلنے پر یہ بیخبری کیون ہے

کیون آج یہ دل دونو ہاتہو ں سے مسوستے ہو
لب خشک ہین چہرہ فق آنکہونمین تری کیون ہے

بحر دیگر

نہ اوسکے وقت مین صورت کچہ ایسی
بجی کوس رحلت ہے نوبت کچہ ایسی

ملے کوئی بخشش سے محروم لوٹا
نہین مہربان تیری رحمت کچہ ایسی

غلط ہیں اثر پڑہ کے نادیر روئے
رقم کی ہتی اپنی حقیقت کچہ ایسی

اطاعت سے خالی نہین کوئی مضمون
امید ہے خدا کی عنایت کچہ ایسی

نہین بیٹھنے اوٹھنے دیتا ہی کسیجے
عنایت ہو بندہ کو خدمت کچہ ایسی

بیان کا غم و درد سب دلمین ہے لیکن
کرین کیا نہین اسمین وسعت کچہ ایسی

نہیں درد وقت سے بنتے کا ہرگز ۔ ترقی ہے ساعت بساعت کچھ ایسی

وہ بیتاب ہو خود بخود سے کہ ہین آئین ۔ دکھاوے کشش جذب الفت کچھ ایسی

جو دیکھین نہ اونکو نہیں مانتا دل ۔ نہیں کیا کہ بگڑی ہے خصلت کچھ ایسی

نہیں بیٹھتے اوٹھتے عزو نہین پکھین ۔ نہیں مقتضی اپنی عزت کچھ ایسی

دکھا اونکے کوچہ کو رضوانے پوچھین ۔ یہان کرکہ ہے تیری جنت کچھ ایسی

جو اونسے کہا دل یہ حاضر ہے لیلو ۔ تو بولے نہیں یہان ضرورت کچھ ایسی

لبون سے تیرے ہے مزہ ای رشک شیرین ۔ نہیں انگبین مین عذوبت کچھ ایسی

سب ہانسے پائی کہ بگڑی طبیعت ۔ ہوئی اونکو ناشستہ صحبت کچھ ایسی

ہوین زندہ بیمار جسم محبت ۔ ہے پیر مسیحا مین کرامت کچھ ایسی

وہ صل لعت مشتاق جلوہ گری کا ۔ حقیقت مین ہی حسن دولت کچھ ایسی

لبے یار کے بین نہ کیون منہ جائین ۔ زبان نے اوٹھائی ہے لذت کچھ ایسی

ہین مرگ ہم پاؤن پھیلا کے سوتے ۔ ملی ورد فرقت سے مہلت کچھ ایسی

کبھی ہم بیابان مین کبھی دشمن بیابان ۔ ہمیشہ سے ہے اونکی عادت کچھ ایسی

تو ازل ہو ہم ہر کو دل بیٹھا جاتا ہے ۔ ہوئی عشق کے کھانے سے رغبت کچھ ایسی

جگر کھٹ گئے مرتے ہو کیون زہر کھالو ۔ نہیں جان دینے مین دقت کچھ ایسی

نہیں مرتے ہم دیکھ آنکھ اوٹھا کے ۔ ملی ہمکو امروت مہلت کچھ ایسی

نہیں وے نکے ہو دلمین پیار ہی ہے ۔ نہیں ایک بوسہ سخاوت کچھ ایسی

جی لگاتے ہین ... لئے ہے ۔ روش سے پیا ہی قیامت کچھ ایسی

اونکو ہے ... خود بخود بیٹھے بیٹھے ۔ ہوئی ہمسے برگشتہ قسمت کچھ ایسی

شب غم کی گریان تو لین جھیل اے دل | ارے ہے مرحبا بازوے ہمت تجھہ ایسی

چلے آج ہم منہ چھپا کر کفن سے
گنا ہو لیے ہے اپنی خفت تجھہ سے ایسی

بحر دیگر

گردش مین وہ رکھا کہ پتنگ آئے فنا اپنی | نالان عبث عبث تو نہین آسمان سے
کو یہان بھی جان دیتے ہین کس آن بان سے | بسمل کے دیکھئے سر تو پھر لو نہ میا لئے
آلشوخ کیا لگا کے کرے اپنے کا لئے | لعل لب یمن جھل ہی تیرے رنگ پا لئے
رکھا عذاب سخت مین چھوڑا ہو جا لئے | بیدرد کم ہو شوخ تھین تیر کمان سے
وحدہ لگا ہو ظہور عجب عظم وشا لئے | پردہ اگر دوئی کا اوٹھے درمیا لئے
ہی کامیاب پر تجھے پرہیز چاہئے | آہ ضعیف و زار سے تیغ جوا لئے
حاضر یہ دل لو ہم مگر اتنا رہے لحاظ | رکھتے تھے ہم عزیز اسے اپنے کو جا لئے
وہ بار زلف دوش پہ کیونکر اوٹھا سکین | نادم نہ تھا ابھی تو ہین خود بان پا لئے
خارج ہی بند و بست سے نکلا ہوا سخن | ہم سر نہین وہ تیر جو گذرا کما لئے
عقل ہی نہ دین ہی قسمین کھائین یقین نہین | یارب نہ سابقہ ہو کسی بد گما لئے
کیا لطف اوٹھایا آ کے عدم سے ادہر بتا | اتنا ہے پوچھنا ہمین اس مہما لئے
مریخ کے جھکتے ہین تیور تیری پناہ | پردے نہ سامنا کسی تنکی جوا لئے
مضمون کمر کا اونکے میان کس طرح بندھے | باتین وہ ور ترجیے قسم دگما لئے
ہارا ہوا بھی قول پلٹنا یہ کیا کہا | اسکو نباہتے ہین کہا جو زبا لئے
نشتر وہ ما کو دیکھ کے سکتے اگر نہ تو | نکلین سکے کہتے تیغ بدہ کما لئے

رو رو کے حال دل جو کیا عرض یہ کہا
خنجر کمر مین دست بقبضہ کمان بدوش
بس بس نہ حیلے کیجیے نہ باتین بنائیے
ویران بلکہ اس سے یہ دل ناشاد مان رہا
رزاق اس سے بڑھ کے تو ہرگز طلب نہین
بدلا وفا کا کیا ستم و جور ظلم ہے
ای عندلیب آمد فصل بہار ہے
دکھلایا وا اتنا اوسنے یہ اللہ رے جگر
ہر جا ہی عوز نے سے کیون بدگمان ہون

سمجھے نہ کیا عرض ہمی پھر اس وفا نے
مقتل مین لو وہ آئے ہین کس آن بان سے
ثابت تو جھوٹ ہے خود ہی بہانے بنا لئے
حاصل ہوا نہ کچھ بھی اس شہر سے مکا لئے
بس ہی جو کچھ ملے تو غنیمت کے نو لئے
پہلے ہی پوچھنا تھا کسی مہرباں لئے
وسنگ آشتی کے چاہی کچھ باغبا لئے
مطلق قدم ڈگا نہ خط امتحان سے
ہر بار منہ لگاتا ہے کیون اونکے گا لئے

اوسکے طلب مین اوج نہ چہانو چہانی خاک
نقشہ اوتار و آئینہ دلمین دکہا لئے

بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمین نے یار تمکین باوہ خواری کا مزا اوٹھے
وہ کیا تھا جو زبان تو تیغ کا سنے مین آیا ہے
ہوئے رسی نہ اوٹھی نالہ بیخ اوسکے کوچہ سے
قیامت ہو گئی برپا حشر اوٹھا زبان سے
دکھا یو سے [illegible] سکو کیا حاجت اوٹھانے کی
بہ جگر ہو نہار [illegible] مین وہ رو دیتا
وہ لوٹے پانون جو راہ طلب مین یہ سالکت ہو

بہار آئی تو کیا آلی جو ابر اوٹھے تو کیا اوٹھے
ہمارے دیدہ گریان سے طوفان بارہا اوٹھے
جو اوٹھی ہی تو ہٹ کر مثال نقش پا اوٹھے
کبھی بیٹھے جو اک ساعت تو فتنے جا بجا اوٹھے
وہ دست با کرم جو خاطر ہو و سخا اوٹھے
ہمین بیٹھے جو پہلو سے کبھی ہو کر خفا اوٹھے
الٰہی ہاتھ وہ شل ہو جو تجھ سے بے [illegible] اوٹھے

حقیقت مین کہین بہتر تھی دنیا کی علم سے
تن عریان پہ جب ہم لیے لقمن لو یار اوٹھے

کبھی ہی وجد کا موقع تڑپ لوٹن پای تن نے سر
لیے قاتل کو بھی ہان لطف کچھ تو دیدہ کا اوٹھے

غرض وقت کا تھا کچھ پانہ بقراط و ارسطو نے
تیری بالین سی سب کیا کیا کچھ کر کے دوا اوٹھے

قرین وہ ون ہی کہتے ہین ای سفاک حسن لینا
کہ اپنی خون کا محضر لیے ہم روز جزا اوٹھے

یہ کیا تھا وقتا تھکے جو بجلی عین بارش مین
مگر رونے پہ عاشق کی وہ شاید مسکرا اوٹھے

نہ لے امداد غیر اوٹھنے دیا اس ضعف پیری نے
کبھی اوٹھے تو ای آہ جو اکالیکر عصا اوٹھے

بحر خفیف المسدس المحذوف ارکان فاعلاتن مفاعلن فعلن

کیون نہ شاکی ہون اپنی قسمت کے
غیر شامل ہین اونکی صحبت کے

دیدہ بازی سے بار رہتے ہین
دیکھنے والے اچھی صورت کے

نجد سے قیس بھی نکل بھاگا
شوق تھے شہر ہماری وحشت کے

سب بجا ہین جو دیجئے الزام
ہم ہین شایان اسی عنایت کے

زلف پر پیچ کو مین سلجھاؤن
تم نہ حاصل ہوا اس مشقت کے

ان بتون سے عیان ہے شان خدا
کیا کرشمے ہین تیری قدرت کے

ہم تو لیتے ہو سے تم نہ منہ پھیرو
دیکھین کتنی دہنی ہو ہمت کے

سب وہ زیبا ہے جو دیکھا العشق
یہان ہین قابل تیری کرامت کے

مر وسے شوکر سے جی اوٹھے اسی جان
واہ کیا ہین قدم قیامت کے

بس ہین تلقین جاہمین بخدا
اونکے دو وقت تیرہ محبت کے

[illegible] سے آثار [illegible] ت کے

اتنا بھر میں ہی لخت جگر — خونِ دل سے ہو گھونٹ شربت کے

خاک سمجھے نہ آج یاروں نے
کھولے دفتر بہت نصیحت کے

بحر خفیف المسدس المحذوف ارکان فاعلاتن مفاعلن فعلن

ذر سے ہجر میں کسی گت کے — واہ قربان میں اس محبت کے
وہ خود آئیں جو وقت رحلت کے — رنگ مٹ جائیں سب کدورت کے
ای قسمت نہ ہم کو پہچانا — وہ ملے بھی جو بعد مدت کے
ے دل سے بڑھ کے یوسف ہیں — کیا فرشتہ تھا سوا نبوت کے
ہاتھ للہ نہ روکیو قاتل — یہاں بھی مشتاق ہیں شہادت کے
شمع روشن کوئی نہ چادر گل — دیں نشان خاک اپنی تربت کے
تک خود کریں قسم رنجش — اتنے پابند ہوں وصیت کے
سر پہ پاکوبن کرے شوخ — اب بھی دن تو ہیں قیامت کے
بھر کے دن گئے تو رات آئی — ہم بھی بیٹھے ہیں کتنے مدت کے
ہی صاحب لٹا دو دولت حسن — دیکھو کیا نام ہیں سخاوت کے
نہ آئیں ہمیں کو بلوا لیں — ہمیں کیا ڈھنگ ہیں قباحت کے

منہ لپیٹا کفن سے مضطر آج
ہاں نہ کھولا سبب ندامت کے

بحر ہزج سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

طلب بیقراری میں بھی عاشق کی نوبت پہنچتے تنہائی رنگیلہ وعدہ وفا سے

نہ رکھ کچھ بحث دل خون جگر سے انکو غربت
حقیقت مین حباب عشق کی جون بر غنایت ہے

نئی ہی خفتگان خاک پر کیسی یہ آفت ہے
قیامت سے اٹھ کر سے غرور کی جی اوٹھی یہ کیا قیامت ہے

نہ الہی صف یوسف جسنے حماقت ہے
خم ابروی جانان عین محراب عبادت ہے

زبانی حال کچھ پوچھی تو یہ کہہ بھیجو قاصد
کہ فرقت سے دم ہونٹھون پہ ہے ہنگام رحلت ہے

نہین غم کل دنیا سے تو کیا رکھتے ہین ہم عاشق
گریبان ایکدل ہاتھون مین ہو وہ بہی امانت ہے

نہ موقع ہی آجائے کہ مٹکو دیکھہ ہی لیوین
اجل ہے جانجان دو ال نفس کی او مہلت ہے

انکی لیڈیان رگڑین بلا سے دم اکل جائی
حقیقت مین یہی آرام خاطر یہی صحبت ہے

تری دیوار کا سایہ تیرا کوچہ ہی مسکن ہو
کسے خواہش ہے جلوے کی کسی پروای جنت ہے

تصور کسکی ہی آئینہ خاطر مین صحبت کا
یہ نقشہ مو بکا پیش نظر ہے اب صورت ہے

ہمیشہ اوج یہان طالب ہین نقد قدردانی کی
ان آنکھونمین تو جچتی ہی نہین کیا مال دولت ہے

بحر ہزج سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

یہ غمگین ہی نادان کیون گرفتار مصیبت ہے
بہت ہے دولت کونین گر حاصل قناعت ہے

شہنشاہان عالم سے ہے عاشق کی شوکت ہے
علم ہی آہ کا سینہ زنی یہان طبل و نوبت ہے

زلیخا عشق جب یوسف کی الفت ہی صورت ہے
مسیحا ماہ مین ہین ناز و شوخی ہی شرارت ہے

نہ چھوڑی کسنی زلفونکو چھوا یہ سر نقش کیا ہی
چلو یون ہی سہی مجرم ہی بندہ کیا قباحت ہے

ہے اسکی بہلا اوقات گذرا نمین کیا البت
یہان درد والم ہی اور دو سر گرم صحبت ہے

نہ رکھی ہی جو مثل دنیا و مشجر پر
اونہین سب کہا لیا خاک لحد نے جا کے تربت

کل ایسا تو نہین دشوار اے قاتل
تو جہہ شمر جلیو اک ہاتھ مین حاصل فراغت ہے

نہ ہی در وقت ہمت نے حقیر و ناتوان ایسا | جو آیا لے کے توشہ ہی اجل سے اک زد اہٹ ہے
تمام تنگ مستغنی کا ہے سایل کی محرومی | کوئی پیمبر لے جو دو ہوا ی سخاوت ہے
شہید ناز کی گردن کے کوچہ مین اجازت ہو | یہ کہہ دو دیر سے حاضر در دولت پہ بیٹھے ہے

اسد ایسے کی مقدر ہی رکھتا اوج بیجا ہے
وہ تنہا ہم ہو [illegible] ایک سے [illegible]

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

گرفتار مصیبت صبح یا آزاد ہوتا ہے | ہمارے باب مین کچھ کیا ارشاد ہوتا ہے
بتا نہ ظلم کیسا اے ستم ایجاد ہوتا ہے | ہمین دشنام بوسہ عوض کو امداد ہوتا ہے
وہ آمادہ ہین سب سے ہی یہ قاتل یاد ہوتا ہے | ہمارے خون سے رنگین جو فولاد ہوتا ہے
تیرے مجنون کی پابندی کا غل ہر چار جانب ہے | چلی آتی ہین زنجیرین طلب حداد ہوتا ہے
دل ویران مین ہم جا الفت خوبان کو دیتے ہین | کھنڈر سے بستی اپنا لو آباد ہوتا ہے
نہین آتے جنازے پر تم آتین اسکا کیا شکوہ | چھپا نہین کون کس کا اپنے دل ناشاد ہوتا ہے
بہت برہم ہین وہ چھیڑ چل کس کسکی آئی ہے | فغان ہجر سے پیدا ہی خنجر یاد ہوتا ہے
جو سنبل زلف ہو نادم تو نرگس چشم میگون سے | خجل قد سے تمہارے قامت شمشاد ہوتا ہے
تمہارا حسن کامل دیکھ کے چھپتے ہین پریوش | زہی شان حسن ایسا ہی آدم زاد ہوتا ہے
تو نامی عشق تو اندوہ اس دنیای فانی مین | کسی کو درد و غم حاصل ہی کوئی شاد ہوتا ہے
تیرے تصویر کا خاکا ہی ہرگز ہو نہین سکتا | رہا بہزاد و مانی کوشش بہزاد ہوتا ہے
وہی ہین خود جو آرائش پہلایا تو کیا پیدا | کوئی ہی تنہا مین ملا کوئی برباد ہوتا ہے
اسد پیدا ہی تارے خون کے لیئے | فغان جوش جنون کچھ ولای فصائی
ہمارے ہی غزالی فرقہ عشاق مین گھر گھر | نہ ہے مجنون کا غم لیلی کا غم فرہاد ہوتا ہے

نہیں ثابت جب اپنی چلو بانکو جانے دو | عبث گریہ سے نالہ کس لیئے بیتاب ہوتا ہے

اگر شاگرد عشق میں زرک وچ سبھی نام کاری ہے
وہی کہتا ہے سند کی جو بڑا استاد ہوتا ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تصور یعنی ہمارے در گذر اے یار جانے دو | نہ جستہ دلونکے درپئے آزار جانے دو

نہیں رہنے پاسوا ای زلف یار جانے دو | سر دشت اب تو اس مجنون کو تا کہسار جانے دو

لپٹ بہالی سے منہ دو گذر تکرار جانے دو | نہ ہوگا بہہ کبھی کچھ ہوا ای یار جانے دو

یقین ہم ہو نکل یا نگاہ اوٹھتے ہی پہلو سے | عند لیکو اسلئے کہتے ہو کیا ہے بار جانے دو

نقش ماشوق بیرحم سے کچھ ہاتھ اٹھکا | نہ لب رکھ ایستمگر ہاتھ سے تلوار جانے دو

نہ چھانی میں عشق زلف میں اسواسطے اے دل | بلا کے دام میں عاشق کو کیا ہشیار جانے دو

نہیں مرتبہ میں دو شمشیر ہی کیا ہاتھ مل | نہ روکے اب اللہ والے دیں کا خونبار جانے دو

کھٹکتے ہیں کہ فرقت میں ہماری جان جاتی | تو فرما دیتے ہیں جو لانے ہمیں سرکار جانے دو

تیغ پرچم سودا اگر جانے ہے صورت ہو | کوئی یوسف کو مہینے تا سر بازار جانے دو

ہمیں تو کچھ ابد منتظری جیت کرا ای جہان لیئے | جگر میں ناوک مژگان کو تا سوفار جانے دو

یہی حاصل شفا ہو تاکی یہان ہیچ ہیا ہے | مسیحا تک مجھے گر شدت آزار جانے دو

عجب عمدہ شگون ہے سنگ ارا ای ... | خیال بچھیں سنگر سے سم زنگار جانے دو

نصیبوں میری ایدل نقد جان تک نہ ... | ہمیں تیناب سودا عشق کا ای یار جانے دو

کہ غم سنکے حنا ... العالمین وصلے پر
رہین ... کو ابھی جبہ و دستار جانے دے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تھوکر تا وہ اکدن محفل سے بیت سر سے نکلے
کبھی ارمان نہ اپنے خوبی تقدیر سے نکلے

غرض صد حیف قاتل شمع کی گلگیر سے نکلے
نہ مقصد پر ہمارا کچھ تیری شمشیر سے نکلے

چھوڑایا کاکل پر پیچ سے عشق زندان نے
کنوین مین گر پڑی گر حلقہ زنجیر سے نکلے

فصیحون کی زبان ہی بند اسے وصل علے دیکھو
بھلا بھاؤ مین کیا گیا یار کی تقریر سے نکلے

غلش نوک مژہ کی دلسے جاے غیر ممکن ہے
یہ وہ کانٹا نہین جو سوزن تدبیر سے نکلے

رفیق اپنے ہی سمجھے فرہاد و مجنون قید الفت مین
پتنگ اک ہمارے نالہ شبگیر سے نکلے

کھلا مضمون حسن آیا جو خط روے کتابی پر
مطالب ناظرین کے کتنی اس تفسیر سے نکلے

بہت نزدیک ہی ملک عدم دنیای فانی سے
ملی یکدم مین وہ منزل جب سن تیر سے نکلے

یہ کیا ممکن جو نقشہ ایک ہی انداز کا مانے
مقابل حسن خوبی مین تیری تصویر سے نکلے

تمنا خاک کوی یار کی ہمکو ہوس ہے
نہ جویا زر کے ہین نے خواہش اکسیر سے نکلے

نفاق البتہ دوستون مین ہونا غیر ممکن ہے
شکر کو ہم نے دیکھا ہے کہ ملک شیر سے نکلے

ہولی الفظ وصال انکو تو منظور اب یہ حسرت ہے
عجب مطلب لذت وصل جنکے تیر سے نکلے

یہ کیا گردش ہے ان انکھونے دیکھا خاک اڑا اسکو
جوان کیا کیا نہ ظلم و جور چرخ پیر سے نکلے

وصال یار نے پردہ اٹھا دیا تمنا سے
مرادین دل کی اوج ہو یا سپہر سے نکلے

بحر کامل ارکان متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

ہوئے بیت سر سے کہ مبتلا دل و دین سے ہاتھ اٹھا چکے
طلبیت آل الہ مین ہم سب مین دو جہان سے جا چکے

سنو حال زار مین کیا کہون کہ شہید غمزدۂ جفا کشین ہون

وہ جو ایک دل کہ ہوا تھا خون اوسے چشم تر سے بہا چکے

ملے جام شراب صاف کا کوئی جام ہمکو بھی ساقیا

یہ فقیر رند شکستہ پا یہان تک تو دیکھ کہ آ چکے

یہ جگر تھا اپنے کہ سہین کبھی ہان سے وانہ کہا نہین

مگر اور خوب کرو یقین یہ تمھارے ناز اوٹھا چکے

ہے اوٹھانہ ہمکو گھٹی ہی کوٹھی بھی ہین تو جیکہ بڑی بڑی

جو فقیر مست اوٹھے اڑے بیٹھے آستان ہی تو جا چکے

ہے عجب عدون کے کہے پیا کوئی وہ پیا اونکے لئے خدا

کہ جو یہان کی خاک اوڑاتا تھا اوسے خاک مین تو ملا چکے

یہ زبان شیب ہے کس لئے تو اب آ دہچ ہوا اس مین

چلو بس شباب کے حوصلے تھے نہین سارے کھیل کھلا چکے

بحر خفیف المسدس الصحیح ارکان فاعلاتن مفاعلن فعلن

فصل گل آئی جوش وحشت ہے — اپنے اہل وطن سے رخصت ہے

اب یہی ہی یہ اب یہ نوبت ہے — دم ہے ہونٹھون پہ درد فرقت ہے

زینت عریانی اپنا خلعت ہے — حضرت عشق کی عنایت ہے

اوس بت خود پسند سے خدا — کیا ہی شوخی ہے کیا شرارت ہے

لے تڑپتے ہین آپ سے باہر — کبھی نسبت چمن اونکی الفت ہے

تو دیکھا ہو کہین جمال اپنا — لن ترانی کی کیسی حجت ہے

کون کرتا ہے ایک شکوہ اپنی تقدیر کی شکایت ہے

دوستو صاف صاف کہتی ہین آگئی دل مین کچھ کدورت ہے

وہ نہین کھاتے ہین قسم سو بار گالیون مین یہ اونکے لذت ہے

جان جاتی رہو ت آتی ہے کیا مصیبت ہے کیا مصیبت ہے

اب نکلتے ہین رخصت اے زندان جوش وحشت ہے جوش وحشت ہے

جسکو کہتے ہین کوچہ جانان باغ جنت ہے باغ جنت ہے

سیدھی باتون پہ ہو الٹ پڑتے کیا بری ست ہے کیا بری ست ہے

اوس پہ مغرور کیون نہو وہ صنم حسن دولت ہے حسن دولت ہے

بحر خفیف المسدس مخبون محذوف فاعلاتن مفاعلن فعلن

اونکی غیرون سے گرم صحبت ہے ہمسے آیا وہ کج کلفت ہے

اونکی رفتار ہی کہ آفت ہے وہ ستم ظلم ہے قیامت ہے

اوسکی قابل ہین جو کہا اے عشق سب کرامت ہے سب کرامت ہے

دل تو حاضر ہین وہ اگر چاہین کیا حقیقت ہے کیا حقیقت ہے

حور سے بھی کیا بشر کو حسین تیری قدرت ہے تیری قدرت ہے

تمنے مردے جلائے ٹھوکر سے کیا قیامت ہے کیا قیامت ہے

آگہ ہو تم نہ ہم ہی فرقت مین عجب حالت ہے عجب حالت ہے

آج تنہا ہین صاحب افسر جای عبرت ہے جای عبرت ہے

خواب عدم سے نہ چونکے کیسی غفلت ہے کیسی غفلت ہے

چلئے ہی گھر سواد سفر اتنی عزلت ہے اتنی مہلت ہے

تجھے جانے نہیں دیتے نہ موئے اک ندامت ہی کی ندامت ہے

یہی تھے ہیں وقت کوچ رہائی کا اب یہ نوبت اب یہ نوبت ہے

دونوں ہیں پہلو بہ سر دیکھیں تو کتنی ہمت ہے کیسی ہمت ہے

ہمکو ور کر سکا کیوں چھپائیں پھر تمھے الفت ہے ہمسے الفت ہے

بدمزاجی نہیں شعار بشر خلق یاں شطر آدمیت ہے

سیر اشعار ملا دو غربت میں تیرہ بیلے ہے جای خلوت ہے

تیرہ قابت میں کوئی دل نہ لگای اپنی یہ آخری وصیت ہے

بار کیا آئین دل لگانے سے یہ تو غفلت ہے یہ تو غفلت ہے

فرش گل تھا یہ کس پہ کیا ترکت ہے کیا ترکت ہے

اب نکلتے ہیں رخصت ای زندان عشق ہے جوش وحشت ہے

شب بیکھڑی میں اپنے دم نکلے پھر فراغت ہے پھر فراغت ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نکل جاتے مقرر فصل گل میں اپنی زندانسے
نہ پھرتے ہیں بیاباں بالو کہن گرتا گریبانسے

یہ لوح و شناسی مصحف رخسار جانان سے
لکھا تقدیر کا فرمودے ہم حفظ و قرآنسے

بہوچا ہوں سر دکروں جا و یہ اشک کی طوفانسے
شب ہجر فراق ہو طلعن فلک کو آہ سوزانسے

بہت اکتا ہی سے جیب یا نہیں جاتی ہوئی ساتھ
عجب پکڑیں یہاں پھر گردوں گردانسے

لیا ہے بدمزہ اپنا دل بریاں ہی لب کھولو
کوئی دشنام شور افگن بر آمد ہو نمکدانسے

کمال ضبط دیکھو شمع ساں گو جل رہی لیکن
ہوئے گو شعلہ زباں محرم نہ اپنے راز پنہانسے

نہ [illegible] عشق کے [illegible] پاؤں [illegible]
گریبان [illegible] دست کش [illegible] دامانسے

الم تفہیم بیجا ہا سمجھا ہے سم خوب واقف ہین
جسد امجد نے چھوڑا خلد کو اغوا ہی شیطان لئے

تھی تفسیر خط عارض جانان نسے ثابت ہے
تلاوت ایکصورت کی ہی کافی الیف آہ لئے

یقین ہو اس فرا وصل کا کیا خاک عاشق کو
عیان ہین صاف سو سیپارہ نہین کچھ اس شے کے لئے

ہوئے پر بھی نہ اوٹھے گی بیت کو جو سونا کی
ہو آدم ہی ہے جنتی ہی جو ہو تنہا باغ رضوان لئے

نہ الفت جانکی سب کو نقش ابارہ سے واسبب
یکتا یا جیسے یوسف کو گرگ تقدیر و بند لئے

یہ الم سوز ولسیا انفعال دشت ایمن ہے
جمال کے تیئن سے گریا قدم سر و چراغان لئے

پڑی ہونگے کیسے پھول ہی نخل تمنا کے
سدا یارے بھی ہوتا ہی آئینہ گر اس تمکنت لئے

آدائے دین سے ای آج مضر بکیر لولی وصت
کروا بشکر قاتل ہر وہان زخم خندان لئے

بحر ہزج اشتر ارکان فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن

تو نہ جب ہو پہلو مین ہیچ زندگانی ہے
مثل خضر اگر حاصل عمر جاودانی ہے

یاد گل مین ای صیاد ترک آب و دانہ پانی ہے
ایکدن قفس ہی مین موت اپنی آنی ہے

ولیسی چشم غم اشک کی روانی ہے
عشق کی نگہ سے عین مہربانی ہے

آج جسکی نبض ہولن کبھو دور دور کرتے ہو
کل اوسی خدا کو کل سے تو دیکھانی ہے

مرگ کی تو قتل مین دیر یہ کیا ہوگا
دست تیغ ناز کی اپنی سخت جانی ہے

کس بہانے اونہین پایمال ہو گیا ہے
اوسے کچھ نہ کہئیے یہ سنی کہانی ہے

دل ادا سے وہ شوق کو دور دیکھتے ہین
خوب پاسداری کیا ہی قدردانی ہے

سینہ پر چھپین ہو گر حسن جوش نکلے
ہم تو جانتے ہی عالم جوانی ہے

الفت سر انہین ایدل دیکھتے ہین ہم کسدن
ہمکو اپنی آنکھ سے اب دیکھانی ہے

خوب سارے عالم کو ہمنے چہانکر دیکہا
جنس حسن کی لیکن ہر جگہہ گرانی ہے

طبع پر تلون کا کر نہ اعتبار اے دل
گو وہ اندنو ہمپر صرف مہربانی ہے

دو قدم نہین چلتے ہاتہ سے عصا دے آہ
اندنو یہ زوروں پر اتنی ناتوانی ہے

جو لکہا ہو قسمت کا وہ کہین ہی مٹتا ہے
ہائے دلکا آنا ہی مرگ ناگہانی ہے

اولتی ہی صفائی کی گفتگو سے دل لیکن
ڈر یہ ہے کہ بد اندیش اپنا درمیانی ہے

نکلے سیکڑوں سو بار اوسکی بزم سے لیکن
آج پہر ہمین قسمت اپنی آزمانی ہے

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

حرارت کیجئے ظاہر جو آہ شعلہ گستر کی
ابہی ہو جائے خاکستر بنا سد سکندر کی

ہوئی حاصل گدائی جب بشر کو یار کے در کی
تو پہر سمجہا حقیقت پادشاہ ہفت کشور کی

مقام غور و عبرت ہی جفا چرخ ستمگر کی
وہ سر ہین ٹہوکروں مین زلف تہی جن پہ افسر کی

سند اقبال یاور پاسبان تہا جنکے ڈیوڑہی کا
وہ اس دور فلک مین پہانکتے ہین خاک در در کی

فراق اسکا مقرر تجہکو کانٹوں مین گہسیٹے گا
محبت دور کر خاطر [illegible] کی

کسی صورت نہ باز آئے طبیعت بت پرستی سے
زیارت جا کے کیجئے [illegible] کی

ہمارے قتل کے ہوتے ہین سامان [illegible]
صفائی ہی [illegible] کی

ہین [illegible] درد فرقت سی ہوں وہ اب [illegible] جاتے ہین
ابہی کیا [illegible] کی

اجل ہے تیغ ہی دامان ہی خون آلودہ قاتل کا
[illegible] کی

دکہاتا دست قاتل سے ہلا کیا بسمل [illegible]
[illegible]

جدا فرزند ہو اسمت [illegible]
[illegible] کی

اجل ہو بار اگر پہلی پہلو سے قاتل کی
یہ تا حشر اوسکے لئے ہے تیغ ہلین اللہ اکبر کی

جفا بھی با عنایت ہی چلو بس اسکا کہنا کیا
جو گذری ہم پہ وہ گذری جو کچھ ہے کی نہ منہ کی

قسم قند لبوں کی ہے لب شیریں کے بوسے نے
حلاوت محو کی ویسی نبات و قند و شکر کی

مسیحا رنگ پر پھسلیں گے ہم بھی آج کہتے ہیں
کل آ ویسی نقد دل ہارے تو بازی بدلے کی

جو ہر ٹھوکر سے اوسکی مردہ صد سالہ بھی اوٹھے
عجب کیا قسم پانی سے صدا خالی لب کی

رکھا کچھ عشق میں پر اوٹھائے فیض کرڈالا
لو اوسکا قند کیا تو قند کی سب سے [illegible] کی

نزاکت لب کی ہیں جو مست ہوان دشت [illegible]
صبا لو لالی شاید یار کے زلفِ معنبر کی

زلال تاب لب کین آتش غیرت سے اوٹھا ئے
غرض مجھکو اگر سایہ ابھی نقاب منظر کی

صفائی دلکا دیکھا آج جب آب لطافت [illegible]
آس آئینہ پہ سے کھینچی لی تصویر پیکر کی

بحر ہزج مثمن سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہکیوں ہو بانع نظارہ ضو رخسار دلبر کی
خط نور س کرن ہی آفتاب روز محشر کی

نصیب طوفان اے چشم کر نوک مژگان اشک سے تر کی
مکان لامکان پھولنا ہوا آتشین [illegible] کی

مقدم تیری ہمسری ای بت خود کا سب [illegible]
جو نکلی بات جھوٹوں بھی زبان سے ہم [illegible] کی

شکوہ ہیں سدا شب ای ہست جوان [illegible]
[illegible] کانٹوں پہ بھی راحت ہمیں پھولوں کی بستر کی

[illegible]
[illegible] کی یاد [illegible] اس کا لب [illegible] کی

[illegible]
صفائی خاک کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible]
[illegible] تو نے [illegible] کی

جواز و باجواز یکی جب تلک قصے سنے واعظ
حدیث اکدن تو وصف زبان بدنا ساغر کی

لحد کا سامیانہ ابر رحمت کو سدا سمجھے
کبھی اٹکی تو ہمنے جانا نہ تربت کھینچے چادر کی

پڑے جو حلقہ گرداب بحر عشق مین ڈوبے
نہ پہلے ساحل کا منہ دیکھا نہ کشتی اپنی لنگر کی

اثر دیکھو یہ جو انتظار یار کے خون کا
کھلی آنکھیں رہینگی حشر تک خنجر کے جوہر کی

چھکا رندونکو فصل گل ہے ساقی غم نہین مطلق
سپر تو یہ ہے شمشیر عذاب روز محشر کی

عرق لبن عارض دلدار کے رنگ طلا ٹپکا
ہوس چھوڑین ہوس روغن گو گرد احمر کی

بھلا کچھ خوب ہو لینے ہی لو اسکے سب کو پاکر کر
تدبیت ہی کی اسے واعظ بہت بالا منبر کے

ہوا بیت چھپکے غیرونسے جلا دو خبر پہنچے
وہ کھلجائیگا ہنس ہنس جو تہ فردای محشر کی

کیا الہ جو خود بینی کا پیدا اگی خط ہو کا
جلا آئینہ دلکی نہ کیون تو نے سکندر کی

کہا رونے مین وہ بجلی ہنسکے اشکونکی جھڑی پہان
ہماری اونکی پہرون بحث رہتی ہے برابر کی

جیتے سر سودروین سے کردیا یاقوت رنگ اسکو
نصب کی بہی جو سب نے لوح مرقد سنگ مرمر کی

ارے ظالم جگایا حیف خواب مرگ سے مجکو
بپا یہ کیا قیامت تونے اے شوغلے محشر کی

کہیں سند کی نہ کھاو اوج کہتے ہیں سنبھل بیٹھو
لیا کرتا ہے اکثر ابلق ایام ٹھوکر کی

بحر مجتث ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

ہوس چمن کی ہے نے شوق لالہ زار مجھے
گلوں نے سبزہ کی دکھلائی کیا بہار مجھے

بلا ہی جان ہوا اسکا انتظار مجھے
کہ بیقراری دل ہے بس اضطرار مجھے

شروع عشق مین بیٹھے بٹھائے آلام کیا
لگانا دل کا ہوا اے ستمگار مجھے

ملا نہ موت کو ڈھونڈا ہزار بستر پر
مرض نے ہجر کے ایسا کیا نزار مجھے

کبھی نہ شاد ہوا اپنا یہ دل غمگین — ملا رفیق بھی قسمت سے سوگوار مجھے

ادھر کے در پہ پڑا ہوں جنوں کی حالت میں — شری کھیگا بھلا کوئی ہوشیار مجھے

اٹھ جو تیر مژہ کا کیا نگاہ کے ساتھ — وہ دل میں سمجھے مگر مفت کا شکار مجھے

آستان تو نہ چھوڑے گا نہ ڈو اپنے — ملا دے خاک میں دلکا تب سے غبار مجھے

خدا یا نزع تک اوس بیوفا کے دیکھی راہ
اب آج موت کا لازم ہے انتظار مجھے

بحر رمل مسدس مقصور فعلاتن فعلاتن فعلن

آنکھ رونے پہ ادھار رہتی ہے — ایک ساون کی جھڑی رہتی ہے

موت کا کیا ہے بھروسا غافل — موت آگے ہی کھڑی رہتی ہے

انکے در تک ہو رسائی کیونکر — دیکھ بھال اتنو بڑی رہتی ہے

نفرتوں سے قلبونکو نجات — الک نہ ایک بات جڑی رہتی ہے

پردوں میں چھپو کیا ہوگا — آپ ہی آنکھ لڑی رہتی ہے

پردے سے کہاں بنتی ہے نباہ — چوٹ پہ چوٹ کڑی رہتی ہے

ان ہو بات کہ بوٹ کے قدمون — جہاں لگا ہوں میں پڑی رہتی ہے

کیا پان نے یہ دیکھو اندھیر — انتو مسی کی دھڑی رہتی ہے

کل کوئی کھلا ہے گی ضرور — پاس پھولوں کی چھڑی رہتی ہے

ہی نہ رہے او لپٹتا ہی جو دل — اب پہ آفت ہی پڑی رہتی ہے

کے قاتل سے پلک کیا معنی — آنکھ سے آنکھ لڑی رہتی ہے

نے کام جھیلہ بروقت — [illegible] مہلت کی گھڑی رہتی ہے

کیا ہی گھبراتے ہیں مسلسل الفنو — ہو تو کی ہی لٹری رہتی ہے
کسکی کہتے اجی کسکی سینے — ہمسکو اپنی ہی پڑی رہتی ہے
جان لیگی کسی جوشا کی کھٹک — واسطین برچھی سی گڑی رہتی ہے
بیچ مین لائیگی چنچلی لپیٹ — تیتر پیچے ہی پڑی رہتی ہے
کیا ہو الفت کا نتیجہ دیکھین — ہم یا لی تو بڑی رہتی ہے

یا دو مشکل مین کرے جنالی کو
کسکی ای آج اڑی رہتی ہے

بحر رمل مثمن محذوف و مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کھینچ سکتے نہیں تیری تصویر دکھانے والے — آج اس رنگ کا ہین رنگ مٹانے والے
ہم ہین مضمون کمر باندھ کے لانیوالے — یہان عدم تک بھی پہونچ جائینگے جانیوالے
یون تو کتنی تیری صحبت سے آنیوالے — وہ بھی ہیں سے نہ ملے ناز اوٹھانے والے
مست پیر مغان کب ہین اٹھانیوالے — تجھ پہ سہراے کی کے نجف مین ہین بلانیوالے
کیا کہینگے یہ بتا تجھکو زمانے والے — حیف مست یہ بھی عاشق کہے نہ آنیوالے
بنت موت کے طالب بخدا القاتل — اشک سے ہین پیاس بجھانے والے
تیرے خیر وہ نہ کرین کوی صنم ترک الشیخ — اور ہین گلشن فردوس کے جانے والے
دخل کر ملک قناعت پہ کہ مستغنی ہو — ال کیا ال [illegible] انیوالے
ہم نہ نکلیگا تڑپنے کو کوئی اور بھی [illegible] — ہم چل [illegible] جانیوالے
جوش و شدت کہ ترقی ہی نوا کی ہم ہی — [illegible] اٹھانیوالے
کسب [illegible] ہین سیر قندار ان [illegible] — [illegible] راہ بتانے والے

لیتے ہیں وصل کے تقاضے نہ کیا کیا باعث
آپنے نالے تو تجھے تا شب فرقت کہانیوالے

کیا گذرتی ہی فنا ہو کے یہ کرتے تحقیق
نہ ملے ملک عدم سے ادہر آنے والے

ٹالتے وعدۂ فردا پہ نہ اے بندہ نواز
ایسے مضطر ہیں کوئی اور ہیں آنیوالے

لعل لب کے تو تصور میں لہو ڈال چکے
ہیں اباد و دندان یہیں ہیں کہانیوالے

ایسی گاڑہی ہے یہیں سہیت شراب الفت
روز محشر بھی نہیں آپ میں آنے والے

مرض عشق میں ہی آب و غذا سے پرہیز
آنسو پیتے ہیں غم ہجر کے کھانیوالے

آنکھیان غور سے دیکھے ہے جو بیمار تکو
مہر سے روکے ہیں پہلی داغ لگانیوالے

پہونکے دیتے ہیں شرر عالم امکان ہشیار
آہ سے آکے تاثیر مٹانیوالے

شرم آلودہ نظر دیکھتے ہیں فتنے اوہر
ہے جو اک قدم اٹھو نکے بچہانیوالے

ساکن کعبۂ دل جبکہ ہو مطلوب اپنا
خود غلط ہیں حرم و دیر کے جانیوالے

مجھکو پیچھا نکی نسبت اجازت دیجے
دیر سے بیٹھے ہیں ہیبت کے اوٹھانیوالے

کند و اظہارہ کریں حضرت موسیٰ سے اگر
بام پر آج وہ تشریف ہیں لانے والے

یہان نہیں اپنے فقیروں میں تیرے جان کبھی
جہوٹے خود دام و دغا باز پہسلانے والے

شکوۂ غیر سو کیا کر حقیقت پوچھو
تیر اٹھا کے لیے اونکو ستانے والے

سنتے ہیں ان مرد ملک چشم کو ای بت بخدا
ہیں کہلوتے دل ناداں کے لبہانیوالے

ایک بھی نکلا نہ اوس شوخ کے آگے تو یہ
آج باتین تو بہت تم تھے بنانے والے

غزل دیگر

کیا زلف کشادہ پری بام پہ آئی
آغشتہ خوشبو جو نسیم سحر آئی

کچھ اپنی طبیعت تو بھلا راہ پہ آئی	اسم تیرا لو او ہمسری کا مزا آئی
بالوں کی سپیدی بھی دیتی خبر آئی	ہشیار ہو غافل سحر آئی
عمر اپنی بسر کبھی ہے کٹتی ہائے جوانی	کیا شے ہے کہ جب جا کے نہ یارو پھر آئی
کہتے ہیں کوئی نقطہ دہن میں خضر ہو سے	وہ قدرت حق رشک پری بام پر آئی
کیا خوبی و زشتی ہے حسب کیا و نسب کیا	ناصح یہ طبیعت ہے لب آئی جدھر آئی
تو سمجھتا وہ دم نزع یہاں ہی سمجھ پر	آئی بھی تو کیا آئی جو وقت سفر آئی
رشتی سے خدمت میں صنم آئینہ ہو کر	ایسی ہی کوئی ہم کو تصویر نظر آئی
تو کشتی عالم کو بچا غرق سے یا رب	پھر شمع [illegible] ہوش پر آئی
رو بیٹھے وہ ہنسیں ہیں ہی بیا لاکھ ہو نفرت	کیا راز غلط کی ہے اجل لو ابر سر آئی
عاشق کا نہ سر سبز ہوا نخل تمنا	ہیبت نہ شگوفہ کی نہ بار ثمر آئی
گو کام لیا ہو زنین رنگ سے ہر چند	پھر اس لذت مژگان کے نہ [illegible] پھر آئی
اللہ ہو عدو کو شب ہجر یہ چھائے	ہجی کالی بلا جو سر شوریدہ پر آئی
نکلے ہو عرض غیر کے اس [illegible]	ہی تو نہ اثر کوئی امید بر آئی
اوس وعدہ فراموش نے شاید کہ کیا یاد	ہچکی مجھے کیسی یہ دل نوحہ گر آئی
تصویر سے اندوہ سے معمور ہی رکھتا	خالی نہ ہوا غم سے دل و چشم بھر آئی

باقی ہیں ابھی چند نفس کہئے کیا ہو
عمر اتنی تو ای آہ بہت جوش گذر آئی

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یا مرسل [illegible] کیا کوئی کامل ٹھہرے	حسین یوسف ہی نہ چہرے کے مقابل ٹھہرے

اونکو دیدار سے سمجھے وہی عاقل ٹھہرے
غیر بدتر نظر آئے حور شمائل ٹھہرے
ہے غضب ہم جو چند نفس اور بسمل ٹھہرے
ہم ہی زندان میں کب پابستۂ جنون ٹھہرے
کیسی خورسند ہوں ان ہاتھوں سے بلائیں لیویں
ضبط کی صبر و تحمل کی شب ہجر میں تاب
حسن عارض پہ ترے کیا ہو صفت او جانا
اونکے صد رشتے ہوں اسے ان میں جو چھٹے
سنگ بالیں قدم حسن میں مبارک سمجھوں
انصلاح دل عاشق کا تو ہے سہل علاج
سب یہ اچھوں پر ستے ہیں خدا اسکے لئے تو وظ
ہم میں کوچۂ دلدار کو چھوڑیں تو یہ
عقب سیوں ہو رہ الطاف و کرم یا قسمت
اسنے سر پھوڑا کیا اوسنے خون کا حیلہ
اسلئے کرتے ہیں ہاتھ اپنی اوٹھا کر فریاد

اللہ اللہ عجب رتبہ ہے عشق میں کامل ٹھہرے
حیف اک ہم سے صحبت کے مقابل ٹھہرے
ہاتھ سینہ پہ تو رکھے اسکو ذرا دل ٹھہرے
ہم سکا اپنے نہ جب طوق و سلاسل ٹھہرے
روز محشر وہ الٹی ہیں مرے قاتل ٹھہرے
جسنے دعوی تھے مری زعم میں باطل ٹھہرے
خال شبرنگ سے تا نشئہ میں مفصل ٹھہرے
ایک ہم ہی کہ رہائی کے نہ قابل ٹھہرے
کوچۂ یار میں پہلی مری منزل ٹھہرے
وہاں انکو وصل کے ہم قول پہ پہوان ٹھہرے
کچھ سمجھ انکو ہل سے نسبت کچھ عاقل ٹھہرے
قصر فردوس بھی یاد ونکی جو منزل ٹھہرے
اور مضمر رخ کے شایان سر محفل ٹھہرے
قیس و فرہاد جب اپنے مقابل ٹھہرے
یہ نہ ہوا کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

کسقدر رہگذر عشق ہے دشوار ای آتش
ڈگمگاتے ہے قدم اپنے ہی مشکل ٹھہرے

بحر ہزج مسالم مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

پوچھا اس غزل ہی کہہ گذرا حقیقت خوان بہ
وہ سودے کس مرے سنتے داستان ہوئی

ویران فصلِ گل میں کرنیا سے آشیان میرے
خدا کیواسطے اتنی تو سُن اے باغبان میری

اُٹھا لے اس دل بیتاب نے فرقتیں جو صدمے
وہ سننے غیر سے کیا حاجتِ شرح و بیان میری

قدم نے سر کیے ہیں عشق کے ثابت قدم رکھا
نہ جھپکی آنکھ تک بھی قتل ہی وقتِ امتحان میری

یہ دامن جھٹکے گا سہواً اشقرِ جولی
کری گی خاک پیچھا مثلِ گردِ کاروان میری

شبِ عشرت جوانی کی تو گذری صبح پیری ہے
کہیں غفلت سے کھولی آنکھ ای خوابِ گران میری

ترقی رات دن یہ نالۂ افغان سے اپنی کی
شکایت برزبان رکھتے ہیں سب پیر و جوان میری

مبادا در وقت سے ہوں لے تو تھونہ وہم آیا
خبر ہے خدا لے ای بُت نامہربان میری

ہوا آئی ہے میخانہ میں جلسہ شیخ جی صاحب
چلو ہولی ہے تازہ بیعتِ پیرِ مغان میری

روداد جس جس نے سُنی جی کھولکر رو دیا
محبت سے فزا اندوہ گئیں ہے داستان میری

نہیں صرف شکایت ہوں بھلا کوئی بھی تا ظالم
تمنا کوئی ہی بر آئی اتنا آسمان سے میری

جدھر جاتا ہوں مجھکو دیکھکر ہر شخص ہنستا ہے
ہوئی ہے زردیِ رخ رشکِ کشتِ زعفران میری

وہ شاید ایدلِ ناشاد ہمکو یاد کرتے ہیں
خبر دیتی ہیں وقتِ نزع ہیں ہچکیان میری

سخن ہلولی سے یہان کیا کیا گل مضمون کھلاتے ہیں
تو رہنے دیتی ہے یہی رنگینیِ طبعِ جوان میری

سگانِ کوی یار ای اوج کس غیرت کھاتے ہیں
ٹھکانے لگ گئیں شکرِ الٰہی ہڈیان میری

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ہوں مور کرم جو خدای غفور کے
رہتی فزوں ہواں آج سلیمان سے حضور کے

مشتاقِ ان پری کے ہیں نہ طلبگار حور کے
عاشق فقط ہیں دیکھنے والے ظہور کے

مسکو دکھاؤ یا مجھ جلوی تو نور کے
شیشے سے بہت ہیں رہتے شیخ طور کے

سلسلہ صدای بانگ موذن شب وصال
بسمل سا بیقرار تو سیماب سا طپان
پلوا دے ساقیا خم و ساغر کی خیر ہو
کیا خوب پاسداری عاشق ہے واہ واہ
دعوت بھی شیخ جی کی تکلف سے کھاتے ہیں
ہاتم غضب رہا ہے کہ جسم ہو کے لاش ہیں
مشغول ہیں غنیمت طرف جام و شراب ہیں
اپنی کمی نہ ایک کسیکی کبھی سنی
اوس بیوفا کو دل تو دیا جان بوجھ کر
پابند رکھئے رنج کہ آزاد کیجے
قافل پسند خاطر خالق ہے انکسار
واللہ کیا تناسب اعضا ہیں اے پری
پہلو میں یار ہے کہ کوئی صنم ملے
ہم بھی خسن چاہا تو سمجھینگے صبر کر

صدمہ اوٹھاتے قلب نے آواز صور کے
حالات کچھ عجیب ہیں دل ناصبور کے
یہ زندہ امیدوار بھی آئے ہیں دور کے
یہ وقت ہیں زبان پہ سخن دور دور کے
بیٹھی کی ہوں صراحیاں ساغر بلور کے
مجمع وحوش کے تھے تو جہت طیور کے
چھلنی بس انتظار فقط ہیں حضور کے
مقتول ہیں اس اپنے عمل با شعور کے
ہم آج مست ہیں خود اپنے قصور کے
مختار کل ہیں آپ ہمارے امور کے
سنتے ہیں کہ بیٹھے ہیں کبر و غرور کے
بلبل نغمے آپ والا ہیں سانچے ہیں نور کے
طالب ابھی یہاں نہیں خیر و قصور کے
دل ہم بہت ہیں ای بت کافر شعور کے

شامل جو فضل حق ہے تو محشر میں بالیقین
ہم مست ہونگے اوج شراب طہور کے

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

کہہ سکے ہم سے ہو وہ عہد میرے
یہی حیات میں کیا کیا جستجو میری

بدرنگ لب قاتل اے دل و میرے
پھر اپنی کیلئے جنون کو اندیشہ

لیے ہیں تغافل نے ایسا چھانا ہاے — قبای تن نہ رہی لایق رفو میری

دوام نالہ کشی سے جو کام رکھتے ہیں — یہ عندلیب نے کچھ کچھ اڑا لی خو میری

نظر سے زاہدوں کی ہم گرین تو کیا — الٰہی شکر ہے رندوں میں آبرو میری

ہوئے تھے ہم بغل و ہم گلے وصلین جو کبھی — دوام رہتی ہی بلبل کو جستجو میری

کہیں وہ رات ہوای ہت وہ دن دکھای خدا — لیتے ہی نثار ہوں میں سے بلائیں تو میری

ہوئے پہ کبھی نہ گئی گردش نصیب افسوس — بگولہ بنکے بہت سے خاک چار سو میری

خدا کے واسطے محروم رکھ نہ ای قاتل — ہے آب تیغ کی پیاسی رگ گلو میری

جو درس عشق میں ایک اپنا ہمسبق تہا قیس — اوسے جنون ہوا رسوائی کو بکو میری

کبھی یا سے نسبت کی پاؤں نہیں بیڑی — جنون نے طوق سے کی زینت گلو میری

وہ نور وصل رشت سی نامہ سیاہ — ابد ہے اشک ندامت سے شست و شو میری

کبھی ابھی اپنے مزار خواں ہیں — وہ جنس ہوں کہ کریں قدر خوبرو میری

ہے سنگ کا سہہ ہے اب ابرو قاتل — جگر کے خون سے ہی آرایش و تو میری

جفا میں کیجیے پرہان وفا نہ چھوٹے گی — وہ عادت آپکی ہے جانجاں یہ خو میری

الٰہی کس نگہ شوخ کا شہید ہوں میں — تھمنا نہ بعد فنا آنکھہ سے لہو میری

نہیں کچھ اور سوا ستم نامہ عمل میں ہے — ہی اک طرف تیری تصویر اک طرف میری

خراب جامی الفت حبیب ہوں میں — فقط برم مشایخ سے ہا و ہو میری

بیان درد جگر سے نہ کچھ شکایت ہجر — غضب کو تھام کے سنی نہ گفتگو میری

وفت نہ کی ہیچ حیف وسنے اک نظر دیکھا — الٰہی دل کی رہی دل میں آرزو میری

یہان عقاید حقانی لاجواب ہے آیچ

سنین لحد میں کیسی گفتگو میری

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جور دشمن کا دل زار کو خوگر کیا ہے
مہرباں تو ہے جو اے دوست ادا کیا ہے

تم میں اے گبر و مسلمان کو جھگڑا کیا ہے
کعبہ کس چیز کو کہتے ہیں کلیسا کیا ہے

کیا کریں وسعت بیابان کے نکلنا ممکن
وحشت دل سے فزوں وسعت صحرا کیا ہے

کسی محبوب کی اب تک نہ اوڑائیں چالیں
ظلم کرنے کا تجھے خوب سلیقہ کیا ہے

دل لوٹتے اپنی ہی جاتے ہیں وہیں آکر ہیں
اسمیں فریاد سے صاحب کا اجارہ کیا ہے

تم ہی نکلے وہ عبادت کو نہیں پاتے کے
آکے سر بار گلے میں وہ اٹکا کیا ہے

بار گھٹاتے ہے کہ رکھے ہے خموشی لب پر
قفل ایسا ہو تو پھر کسل کا کھٹکا کیا ہے

گر نہیں الفت مژگان صنم کی کاوش
نیشتر سا یہ رگ جان میں کھٹکا کیا ہے

پھیاں جامہ ہستی کی اوڑا دست جنون
تو نے پائی جو گریبان کی تو پردہ کیا ہے

جی سے کیوں کی تو نے بدلتی طبیعت خوگر
دور دورانہ بہت تجھے سونا کیا ہے

ہم نے عالم کے مرقع کو کیا خوب نگاہ
واہ صانع ہے تری قدرت کا تماشا کیا ہے

پہ سیہ بختی عاشق تو نہ دیکھے دشمن
ہجر کی رات سے بڑھ کر شب یلدا کیا ہے

کیل منزل ناکام سے اٹھتا ہی تجھے
فکر زاد سفری چاہئے بیٹھا کیا ہے

کچھ نرگس کی نظر آتی ہے جیسے جیسے
اسنے اس چشم فسون ساز کو دیکھا کیا ہے

منزل عشق کی ہر کوچہ واقف ہیں جہان
ہمسے بڑھ کر خضر راہ بیابان کیا ہے

بیٹھ کر حضور کا ساقی کے سینہ مست ہو بیٹھیں
بادہ و جام میں کیا ساغر و مینا کیا ہے

دیتے جو جھولن کرم سے تجھے بخشی لعنت
وقت کر آج ادھے ازدست فردا کیا ہے

تو وہ ہیں گو رقیب پہ بہت مہربان شاید
تیر نظر سے یار کے دل میں یہ پیدا کیا ہے

قول عاشق سے وہ ہارے ہیں مگر رنجیدہ
تیرا بسمل بیتاب تڑپتا گیا ہے

کچھ ادا پر انکا ایسا ہی کہے ہے صاف جواب
دیکھوں قاصد میرے تقدیر کا لکھا کیا ہے

ہے یہ اقرار کہ انکار سمجھئے تو حضور
طرز گفتار سے صاحب کے ہویدا کیا ہے

وہ شب وصل گلے مل کے وہ فرماتے ہیں
اب بھی ای آج کوئی دل میں تمنا کیا ہے

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اک اک سر پہ مصیبت میری پڑتی ہی گئی
کیسی قسمت تھی کہ بن بن کے بگڑتی ہی گئی

گو چھری اوسکی اودھر حلق پہ اوڑتی ہی گئی
آنکھ اپنی ہی جلادوں سے لڑتی ہی گئی

خواہ وشتا آج تو کل وس کے سینہ ہائے پہنا
ناتوانی میری اک روز بگڑتی ہی گئی

جب بنا آشیان بلبل کا نہ چھوٹا ستگا
ہم سے گلشن میں یہ ناشاد اوجڑتی ہی گئی

تپ میں فرقت کے نہ سنبھلے کہ نگاہ لینے گرے
ہیہ اقتادہ یہ اقتادہ یوں پڑتی ہی گئی

نہ گیا سوزن تدبیر نے اپنے کچھ کام
نوک مژگان کی جگر میں مرے گڑتی ہی گئی

مرض عشق کے مجنوں نے سنبھلنے نہ دیا
کچھ لگی ایسی طبیعت کہ بگڑتی ہی گئی

اپنے نقدیر کے پالنے نہ وہ ہاری بہت
ہائے بازی میری بس ہے کے اوجڑتی ہی گئی

لاکھ سمجھایا یہ افسوس نہ مانی اک بات
دن بدن اس دل ناشاد لینے بگڑتی ہی گئی

جب سے کوچہ دلدار میں گاڑے تو قدم
نہ کبھی ہیکوئی تدبیر اوکھڑتی ہی گئی

وہ جو عنبر وشتی اشارہ میں ہوئے قول و قرار
پھری رہی بات مگر آنکھ میں تڑپی ہی گئی

حال دل کھل ہی گیا انسے اوٹھائی خفت
ہم نے جو بات بنائی وہ بگڑتی ہی گئی

ورنہ الکے پریشان ہوئے پر نہ چھپا
ازہان تنگ تماشا کا الا تھا یار

زلف پر پیچ کے پھندے و من جی نکلی ہی گئی
جو کلی یاسمین شگفتہ ہوئی جھڑ ہی گئی

صدمہ ہجر سے وصل سے بھی شاد ہوئے
جو تھے ایسے ترے ای اوج بتری ہی گئے

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایسا بے سر زانہ تھا وہ جسنے سر کبھی
یون نہ سرگشتہ تھی لے گئی میری تقدیر کبھی

… مجنون کا نہ تھا طوق گلوگیر کبھی
پاؤن کا ہی کو یہ پڑتی مری زنجیر کبھی

ہو کے بیتاب وہ گھر سے مرے دوڑے آتین
تجھ سے ہی اے آہ دکھا دے ہمین تاثیر کبھی

یون نہ ہر وقت لگا ہو لینے گرائے رکھیے
آنکھ چاہیے عاشق کی بھی تو تسخیر کبھی

ایسی کاہے کو ترقی پہ تڑپ تھی دل کی
یون نہ رہتی تھی بغل مین تیری تصویر کبھی

تو نے نازو نکا پلا ہتا دل ناتجربہ کار
جرم الفت کا اوٹھائی نہ تھی تعزیر کبھی

بد زبانی کی بھلا کب تھی طبیعت خوگر
یون ہی تھی آپ کے باہم تری تقریر کبھی

بخت برگشتہ دکھاتا مجھے اولٹی تاثیر
کہتے یوسف جو سے خواب کی تعبیر کبھی

بند ہی اونکے ہوئی رسل و رسایل یکلخت
نہ تو پیغام زبانی ہے نہ تحریر کبھی

لے گیا کیا نہ کئے یار کے زیر دیوار
نہ ہوا اوسکے ستمگار کا خنجر گیر کبھی

دون تڑپنے کی اوٹھائی تھی نہ دل لذت
آج تک تھا نہ یہ وحشی ہدف تیر کبھی

ہمسا برگشتہ مقدر تو تھین عشق مین ہیچ
کوئی تدبیر نہ بر آئی کسی تدبیر کبھی

بحر مجتث ارکان آن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

وہ عاشقوں کے دل ہی بانٹے ستم توڑے
ہزار بار جو ہزاروں نے اپنی قسم توڑے

شکست عہد کری توبہ و سبو دم توڑے
کسی کے کعبہ فکر نے ستم توڑے

پیو زبان سے کیوں شانہ رخ خوان اپنا
تمہارے کاکل پرپیچ کے نے قسم توڑے

الٰہی جلد بر آئی کہیں امید حضیر
یہ جان نثار تمہارے قدم پہ قسم توڑے

جو کھینچ سکی نہ کسی شکل یار کی تصویر
خجل ہو مانی و بہزاد نے قلم توڑے

قطرے میں جو نثار ہوئے سیر گلستان نہ تھا
نہ چار پھول بھی ہے تیری قسم توڑے

زمین کو رشک فلک نقش کف پا نے کیا
تیرے روش نے نشان قدم توڑے

کبھی تو توبہ و تقوی بھی ہو نہیں توڑنے
تجھے جیسی [illegible] ابا سے قسم توڑے

تمہاری بندش مضمون سے [illegible]
مثال [illegible] کے قلم توڑے

بحر ہزج سالم مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کہیں آج اس دل مغرور کو کل ہو تو بہتر ہے
وہ میری آنکھ سے اک پل اوجھل ہو تو بہتر ہے

بھلا آئی اٹھا گھنگھور بادل ہو تو بہتر ہے
شراب کہنہ سالہ قسم اول ہو تو بہتر ہے

گنہگار فلک بھی مشکل کہیں حل ہو تو بہتر ہے
ہمارے خون سے کیں آنکھ پر قتل ہو تو بہتر ہے

دیکھا وہ تم تدرو باغ کو آنکھیں ہی رفتار میں
سمند ناز میں ویسی ہی چنچل ہو تو بہتر ہے

شب مہ و او نے مہندی لگائی ہے
رقیب روسیہ کا ہاتھ آنچل ہو تو بہتر ہے

اس پہ چاندنی مکھ پہ زلفیں [illegible]
ہمارا کل کے گرد اگر بادل ہو تو بہتر ہے

[illegible]
تیرے عارض پہ سبزہ رشک مخمل ہو تو بہتر ہے

[illegible]
جو دریا بن تیرے ہی آنچل ہو تو بہتر ہے

اب صفائی دل کی ہے اوسکو جو ان پر ہے سپر
یہین جھگڑا ہمارا اونکا فیصل ہو تو بہتر ہے

یہ وہ عشق تارہ کا ہے ہم جا سمجھے
تہمین کیا کوئی اس کل کی بیکل ہو تو بہتر ہے

گیسو جانان کو کوئی یار بس ہے خاکسار و بلی
علاج درد سر کو ہان یہ صندل ہو تو بہتر ہے

مین شہرہ ہون کبھی بر در نشین ہے کے خوش ال اونکا
کفن کیواسطے خاص اونکا آنچل ہو تو بہتر ہے

سوال وصل پر ارشاد ہوتا ہے سمجھ لینگے
جواب اسکے عہد مفصل ہو تو بہتر ہے

دل وحشی تو وابستہ ہے بخیہ طلا ایکا
مرا طوق گلو ہی اونکی چھاگل ہو تو بہتر ہے

محتسب شیخ جی کافی ہے عیبونکے چھپانیکو
ولی زیر بغل مے کی ہی بوتل ہو تو بہتر ہے

اوٹھا رہی ہا نکی اونکی اونچی ہوئی سے
گلے مین ہی کوئی ترچھی سی ہیکل ہو تو بہتر ہے

دیکھا ہاتھ کاٹ گر ان ابروئے تیکھے کا بھی
کھنچا اک بارہ کا ڈورا سا کاجل ہو تو بہتر ہے

لباس فقر پر اہل قناعت فخر کرتے ہین
دوشالے سے عزیز النسا کمبل ہو تو بہتر ہے

بستر کی لاغری سے حسن بیانسے آج خالی ہے
در تلطف اس شکل پر بس مقفل ہو تو بہتر ہے

بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

حیف گو منت و زاری سے بسر رات ہوئی
پر نہ کیا دے پیش اپنی کوئی گھات ہوئی

وہ وفا پیشہ اگر ہو گئے ترک ملاقات ہوئی
حسرت یہ ہی سو بات کی اک بات ہوئی

شغل دیدہ تر سے میری برسات ہوئی
شیخ بیٹھے رہنے کو جب بیٹھ گئے رات ہوئی

بیچی ہے بہت کیون شتر اسکو بہ سرکم
ہو تیری ذات تو حلال مہمات ہوئی

الیان کھا اسکو پینے کو ملا خون جگر
خوب عاشق کی بسر یہان مدارات ہوئی

حسن و دولت ہے زکات اسکی انکا تو صاحب
ہے وہ محفوظ کہ جس مال سے خیرات ہوئی

منہ لگانے کے لائق جو انکو نہ مانا لکھنا
دیکھو پہنچے ہیں آستانے کی وہی بات ہوئی

خم و دیر مین دیکھا پہ نہ پایا اوسکو
کعبۂ دل مین جو ڈھونڈا تو ملاقات ہوئی

صاف ہر شے کو وہ تے ہین خبر ہے جو سفید
خواب غفلت سے تو کھول آنکھہ بسر ا ہوئی

تن سے ہی وصل کا اقرار ہوا اپنا وصال
میرے حق مین یہ خوشی مرگ مفاجات ہوئی

اونکو عمل ہے یکے جدائی کی اوٹھائے صدمے
عمل خیر کی کیا خوب مکافات ہوئی

نہ کبھی اونسے لگے ملنے کی نوبت آئی
دیکھا بھالی ہی مین اپنی بسر اوقات ہوئی

دل پہ سرزد وہ نکے کیا وعظ نے مطلق نہ اثر
شیخ جی کچھہ بھی تو ظاہر نہ کرامات ہوئی

پاکے سیدھا مجھے بولی ہے شکایت اوسکی
بعد مدت جو گئے اونسے ملاقات ہوئی

بد زبانی سے تری اصلاح مزاج اب ہی ہی
گالیان سنتے ہی جھڑکے تو مساوات ہوئی

ذبح کرکے مجھے صد ہوسی ہوا نا قاتل
روح عاشق سے تری جو ہون عنایات ہوئی

اونکے عارض کو لکھین بدر تو زلفین شب تار
فکر ابیات کی پیدا ہمین نزرات ہوئی

تحفۂ داغ جگر لیچلے ساتھہ اپنے اوج
اس سے بہتر ہو نہ ممکن کوئی سوغات ہوئی

بحر ہزج سالم مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمارے جیسکی دشمن حیف جب تو نشین نکلے
چھپا یار زیر داماں جنکو مار آستین نکلے

وہ ہم جو ترو اپنی آرزو دل سے حسین نکلے
کہ عاشق کے تمہارے پاؤن پر جان حزین نکلے

جنہین سمجھے تھے ایسا سنگدل نامہربان نکلے
کبھی ارمان نہ تیرے ای دل ناشاد گین نکلے

مگر لکھنا نہ مانا امتحان کتنون کا کر دیکھا
کوئی وہ یار ہے اور نہ ہی کا وہ یقین نکلے

نظر آئی تجھکو عمر بھر صورت صفائی کی
وہ نکلے اپنی گھر سے جب کبھی حسن بہن کے نکلے

صفائیں اب ہیں قیمت میں ہوئیں ہیں تجلّیاں
تمہارے گو بر دندان بہ از در ثمین نکلے

جو روتے ہیں تو ہی طوفان کا خدشہ جوش گریہ میں
چھٹے بام فلک منہ سے جو آہ آتشیں نکلے

یہ قاصد کبھو نامہ دے نکلے جیسے بیمار فرقت کا
جو ہم آئی تو میرے جسم سے جان حزیں نکلے

رقیبوں کو ہنسا کر اوس لب شیریں کے بوسے لو
پریشان جمعہ زنبور کو تو انگبیں نکلے

چٹے ہو نکلے گنبد پھول ہی نخل تمنا کے
ہم اس گلشن سے خالی ہاتھ جیب و آستیں نکلے

نہیں پایا مدے تو لیے جیاں وہی جو پیکر کا
مکان دلنشیں سے ہل ترک و کمر کہیں نکلے

بھلا اوس زرد رو کو تاب نظارہ کہاں مہا
ابھی تم سے مقابل ہو کے کیا خورشید مبیں نکلے

کہاں بھی یہی جہاں بیٹھے نہ بہر اوٹھے
ہم اس عشق و ستم میں اپنی نام کو نقش نگیں نکلے

فنا ہی راز دو لوکا ہوا مشتبہ جو خلوت سے
ارے پہیں سر بگوں نکلا وہ سر و سرنگیں نکلے

ہٹھ اسکا نام ہی سجھ پاکی کب سے تو یہ کہیے
ارے شاباش ہاں ای یار جیب نکلے نہیں نکلے

حسابت وہ ہی تو شکوہ شکایت کیسی جانے دو
یہ جھگڑے عجیب سے کہ آج ہی ای نازنیں نکلے

یہ عشق اک سحر پایا پیدا کنارا ای آوج بیشک ہی
سنا ہی اسکے ڈوبے اجتک جا کر کہیں نکلے

بحر متقارب عوض اثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

لکھا نہ پہلے عسیر لو تمہاری زلف دوتا کو بھی
نہ منہ ہی مشک ختن نکالا سمجھ کے اپنی خطا کو بھی

تب جبہ انہوں نے احسن پسند کرکے قضا کو بھی
نہ منہ لگایا زمیں پہ ٹکا طبیب جام دوا کو بھی

جو چھو طبیعت تو نہ پایل تو عمل تھا اسلام کا بھی قایل
حضرت کی دیر میں پرستش حرم میں ... کو بھی

کھڑے منہ کہے تھا مقروہ و چشم کا گٹ تھا
کیا ہی تم لے کے اپنا جھگڑا سرور ... کو بھی

جو کچھ دیکھا اٹھا کے تکا ... ہوکر یاں ...
پتے ... کہیں چھپا نا بلا ہی ... ہے

[illegible] کی [illegible] دیکھو [illegible] لی — [illegible] اپنا [illegible] کی [illegible] سعادت [illegible] کو [illegible]

وفا کو بھلا [illegible] اوٹھایا یہ تجھ سے قاتل [illegible] آیا — [illegible] پہلے کھایا [illegible] زنگ [illegible] اور کو [illegible]

جہان تو [illegible] کی بیوفائی [illegible] ایک مانی — [illegible] اپنا [illegible] بگڑی [illegible] کو [illegible]

کہی [illegible] آج کی ہے [illegible] ترے نشان [illegible]

روانہ [illegible] کیا ہی الٹی [illegible] کو [illegible]

مخمس [illegible] رمل مثمن کہ ارکانش فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یہ محبت تو نہ تھی مشغول میں پہلے سے — صاف بدلا ہے کہیں انداز سخن پہلے سے

رخ دل عاشق جانان کا [illegible] — یہاں ہیں سینہ سپر ای تیر فگن پہلے سے

چشم [illegible] زار [illegible] ہیں [illegible] دن — [illegible] ہیں ہیں [illegible] پہلے سے

[illegible] ہو نہ [illegible] ہیں بیہوش — اب کہاں ہیں وہ محبت کی جلن پہلے سے

ہو مبارک تجھے ایک شب وصل آج — وہ جو بیٹھے ہیں [illegible] کی دلہن پہلے سے

[illegible] چاہتے [illegible] ہیں [illegible] — [illegible] بیٹھے ہیں یہاں جب وطن پہلے سے

کیوں نہ [illegible] ایک [illegible] کیوں — کیونکہ [illegible] ہستی کی [illegible] پہلے سے

دیکھے گر نہیں [illegible] قاتل — کیوں [illegible] ہے [illegible] نوک کا [illegible] پہلے سے

کتنا مشکور ہوں اس [illegible] کا — [illegible] پر [illegible] پہلے سے

آج [illegible] نہیں [illegible] پیچ [illegible] اب — [illegible] بہت [illegible] پہلے سے

رکھتے [illegible] قدم — ہوتا ثابت [illegible] پہلے سے

[illegible] کی [illegible] اوٹھو آج اوٹھو

[illegible] اس [illegible] پہلے سے

بحر ہزج سالم مثمن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ملا رتبہ ہما کا جس سے زیر آسمان چھوٹے
دل نالان سے جون بانگ جرس کیونکر فغان چھوٹے
تیرے جور و ستم بھی کیسے کیسے مہربان چھوٹے
کہو ایسی قدر انداز سے کیا مرغ جان چھوٹے
دیکھا نازک خیالی ہمنشین ویسے پہ ابرو ہے
ثنائی عارض جانان سے عاشق بھی گذرتا ہے
کلام البتہ ہے کیونکر نہ ہو اس بد کلامی پر
دل اپنا آپ لوہے جستم لینے کے لائق ہے
[illegible] اپنی [illegible] لیتے کو [illegible] زبان کہہ
نہ جاصل ہوئی سرکار عشق فتنہ پرور سے
کوئی کیسے طرح لائے زبان پر حرف آسایش
[illegible] خاصی پا وہی ہو تجھے بن گنہیان وکلی
[illegible] طرف بہی [illegible] ہو بوسہ یار مین
[illegible] شوکر بوسہ لب کا
[illegible] اگر [illegible] کا لب
[illegible] کہ [illegible]
[illegible] لایا [illegible] تک
[illegible] چکیا ہی [illegible] کا

جو طایر آپ کے صدقے مین ای شاہ شہان چھوٹے
ہم اپنی ساتھ والے مثل گرد کاروان چھوٹے
نہ اسیر کجروی کے ہتکھنڈی ای آسمان چھوٹے
کہ جسکا تیر چٹکی سے نہ قبضے سے کمان چھوٹے
کوئی مضمون شایستہ ای طبع روان چھوٹے
بھلا بارہ رہو کیا بلبل سے گل کی داستان چھوٹے
بری ہے بات یون تو یہ انسانی کی زبان چھوٹے
نہ اس شے کا کرو سودا جو قیمت مین گران چھوٹے
[illegible] جاتا ہے بلبل باغبان ورکہان چھوٹے
نہ شمشیر قاتل ہم جو دیکر امتحان چھوٹے
[illegible] تالو سے عمر قافلہ مین خواب خفتگان چھوٹے
اسیر زلف پر [illegible] مین کدہر کے گمان چھوٹے
لب لعلین سے اوس [illegible] پابان چھوٹے
کبھی ممکن نہیں [illegible] کا زبان [illegible] جان چھوٹے
[illegible] رفتا [illegible] لیتے [illegible] کمان چھوٹے
نہ زند و فضل [illegible] پہلوی [illegible] چھوٹے
[illegible] انکا [illegible] چھوٹے
سنگ [illegible] ناصح [illegible]

حسینان جہان نے عمر بھر میں ہاتھ اوٹھا کر نگاہ
یہہ لپکا دل لگا کے کیونکر سیر بان چھوٹے

قضا کو بھی کسیکے اے پری رحم آن ہی گر دیکھ
گرے آنکھوں سے عزت ضعف گلزار جہان چھوٹے

نہ کیون ہی بے ہنر ہی لیت جل اے پری یون
خلاف عقل ہی قارونسے گنج شایگان چھوٹے

نہیں ہو بیر و فراق مین بھاگ انکے ہاتھوں سے
بہت مشتے چھٹے ہو انکو دیکر نقد جان چھوٹے

بنے پروانہ شمع مزار احمد مرسل
الہی جب قفس سے مرغ روح ناتوان چھوٹے

سفر خضر کو پیش ہی اسی ارزانی سے
بچے دست اجل سے طفل نے پیر و جوان چھوٹے

ہم گلشن ایجاد مین چون سرو آزادی
کہ اس لیسے نشاط سود و اندوہ زیان چھوٹے

عبث کیون آنسوؤنسے شب مین ہوتا عارض
ورق ہی کیا گل پژمردہ کے رنگ خزان چھوٹے

طہارت سے نہ ہوگی وہ آلایش گناہون کی
سیاہی منہ کی مل غازہ جو توبہ کا تو ہان چھوٹے

شہادت کے ڈگنتو کو ملتست تیغ قاتل نے
تڑپنے کے انہین منصب ملے نیم جان چھوٹے

عجب ستم نے رنگ اپنا وصل مین بادر ہا
کہ پردے لوٹ گئے چھوٹے حیا کے درمیان چھوٹے

ہماری دیکھابھالی روک ٹوک اپنی ہم تک تھی
لو وہ ربان اوٹھ گئے آج اونکی در سے پاسبان چھوٹے

الہی سرزمین کعبہ تک روح حسنین پہونچے
سفر کا سلسلہ ناہنہ آئے پہر مند و ستان چھوٹے

بحر رمل محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

سنت نالان مین سب آپکی عیاری ہے
بازآ ہہ جنداا اپنی ستمگاری ہے

کو ہون مین بھاگ گئے عیاری سے یار لیے
آپکی باری جو سنبھلے مدد یاری سے

سوزش عشق فزون کرہ ناری سے
ہل نہ سکا اکہون مین کہ ایسی حسنگاری لیے

اور ہی جاتے ہوائنکی توقع کیاہو
نام بہیا ب رہت کو نفرت بی جہہ آزاری ہے

سب ترے عشوؤں کی صحبت سے ہوئے مارا مار
بڑھ گیا رشک ستمگر ستم رنگاری سے

جب ستمگر یار ہے اب بسنت کا غنچہ تنگ
ہم بھی سینہ میں سما ہی تو گلشوار لیے

آپ سب دیتی ہیں تصویر خیالی تمثال
زار اسد رنجہ ہوا ہوں میں ترے بیزار لیے

چارہ نہیں یہ نشہ اب اتر جائیگا
کیوں چھنکتے ہوئی حسن کے سرشار لیے

ہاتھ ہی اپنے دل ناشاد کو کھینے لوٹا
بستر پہلو میں لیے پھرتے ہیں ہشیار لیے

لو وفا دے جو خدا چاہی تو کیا اسکا عجب
نور کا جلوہ ہو بنا مکے سبد کار لیے

اپنے حق و روح سے عاشق کو گرانا ہی ہے
ناز اوٹھو لئے صاحب کسی بیگار لیے

لا کے مدہوش بہت جفا میں نہیں پہلا میں اون
ہاتھ ایدہر اپنا اوٹھے بیگانہ وفادار لیے

خون عشاق ہی النسب ہی کہ بناتا ہی ترک
کانٹا سر کا تو بست نہیں سردار لیے

ڈیرا بنتا ہی ہی انکھ میں خونناب جگر
کھیلنا ہے جس میں ہی رنگ اسی پچکار لیے

جان لب میں ہیں نہیں آتا تو کر اب سلوک
اونکے پہلو میں سلاخت کے بیدار لیے

گل کو ہو نرم میں اوس رنگ چمن تجھے کہا یار
کل لطف ہی مگر صحبت بازار لیے

خط لو باقی نہیں جیب کا یہ کیا کیجے اوج
چار دن زیست کے سونے پہ اچار لیے

بحر مجتث مخبون و مقصور ارکان مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات

کبھی ہوا نہ مقابل کسی قرینے سے
ہمیشہ عطر لگایا ترے پسینے سے

کلے میں سے ہے تا قدم گلگوں کی شکل
ہے سخت جیب کو نفرت ہی زخم سینے سے

کیا ہی فتنہ قیامت کو جس کا استاد
شمار کرتے ہیں یہاں دن اسی مہینے سے

ملے حضور کسی مستحق کو بوسہ
ترقی ... حسن کے خزینے سے

ہمارا نام صنم و لب پہ نقش کر بیٹھے
یہ سخت تر کوئی پتھر ہوا اس نگینے سے

ارے یہ موسم گل ہی خدا سے ڈر واعظ
تو منع کرتا ہے رندوں کو مے کے پینے سے

ہے پتھر نہ خدارا سنبھل سنبھل اے دل
بنائے لیتے ہیں اونکو کسی قرینے سے

کبھی نہ راہ پہ آئیگا نفس امارہ
امید خیر نہ رکھئے کسی کمینے سے

عیاں راز نہ کم ظرف کو کرا اے غافل
کہ غم کا کام نہ نکلیگا آبگینے سے

ترے مریض کو یکساں ہے اب حیات و ممات
نہ موت آنے سے غمگین نہ شاد جینے سے

ہم انکو عشق نے منجدھار میں ڈبویا ہے
نہ پہونچا ایک بھی ساحل تلک اس سفینے سے

الٰہی جلد فراغت ہو موت ہی آجائے
میں باز آیا فراق صنم کے جینے سے

وہ اپنے روضۂ پر نور پر طلب تو کریں
نہ آج آئینگے پھر سرہند میں مدینے سے

بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بسے ہے دل میں نہ کیوں ہو جلوہ گر صورت پیمبر کی
کہ رکھتا ہے یہ آئینہ جلا توصیف حیدر کی

نہیں شاہ و گدا کو قبر میں تشویش بستر کی
نہ اسکو بوریا نے اوسکو سنجاب و سمور کی

رہو تا شام رو کے یاد کی جب چشم تر کی
سحر سودائی زلف پر شکن میں ہی تکبیر کی

دکھائی اندھوں کیا جیسے غول منتشر کی
چڑہائی [illegible] لشکر کی

علی کی دیکھ کے کفار نے شان ید اللہ ہی
اکھاڑی آکے جب ایک ہاتھ سے بنیاد خیبر کی

شب فرقت کی کچھ بیقراری انکو لگی تھی
[illegible] نالے کی حالت ہم لوٹیں کبوتر کی

شناور تیغ ہو جسم عشق کی منجدھار میں [illegible]
ملا تا آجتک ساحل کشتی [illegible] کی

[illegible] بسمل کی [illegible] قاتل
[illegible] اتاری اسے خنجر کی

ہوئی اس دنیا کو آغوش مینا نے
ازل سے قسمت ان ہی یہ جشیہ اذ شوہر کی

کیا اسکندر حسن خویش آئینہ نے ہاتکو
کلائی کاٹ لینا تھی سرشت اس سکندر کی

قد رعنا میں تیرا دیکھیں تو ہمہ گز نہ ہی باقی
تہ الفت گلکی بلبل کو قمری کو صنوبر کی

چھوا اوس شوخ نے مرقد ہمارا اپنا نگین سے
تو لوح قبر تختی بن گئی یاقوت احمر کی

یہی طول شب فرقت سے ثابت آج ہوتا ہے
کہ لیگی یہ بلا لے بد بیں فردای محشر کی

چلو لیں کیا ہی موقع معذرت کا خیر جانے دو
جو گذری ہم پہ وہ گذری جو تجھہ کی تھی بہتر کی

بہت سے خلد برین ہی یہ بتا رند و نکو کیا مطلب
جگہہ کافی ہی پہنچانے مین زاہد ایک بستر کی

وہ اگر عاشق محشر ہو نکلے وہ تک سہر گئی الہی
یہ تو نے کیسی گردش وای ابھی چرخ ستمگر کی

فقیر رند سنکر دور سے آئے ہیں الساقی
ابد تک بھی قرض ہی تجھکو تو اضع ایک ساغر کی

اجل یا لین یہ سو سو بار آکر پھر گئی قاتل
ہمارے ذبح میں تاخیر یہ اللہ اکبر کی

جفائیں سیکڑون ہر بات میں ایجاد ہوتی ہیں
شرارت سے ترقی پر یہ اوس شوخ ستمگر کی

تمھو نکی دیر مین ہمسے ہوئی خدمت تو کیا نقصان
پرستش تو نے جب کعبہ مین کی الشیخ بہتر کی

ترو دکیا یہ کیتسی بات ہے تو نہ ہی کرلینگے
اجل سے ہمکو گر مہلت ملی ای آج دم بھر کی

بحر رمل مثمن مخبون مقصور فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فاعلن

پاس حسرت بھری عشق کے روداد مین ہے
ذکر مین قیس کے نے قصہ فرہاد مین ہے

کاٹ جو ابروی ترک ستم ایجاد میں ہے
پرش تیغ مین نہ خنجر فولاد مین ہے

کیسی کیسی حور مین بای بہت زیر لحد مین ہے
آج جو بات تیرے حسن خداداد میں ہے

کیا ہو قید غم فرقت سے رہائی کی امید
روز محشر بھی تو داخل مری میعاد میں ہے

آگے کیچین تیری بہلا دکہین تو
کتنی قدرت قلم مانی و بہزاد مین ہے

دل تب چہپ جای نگیون مای وہ تیری چتون
لطف مین کب ہے جو لذت تیری بیداد مین ہے

ہم ہی دین زلف و قد یار سے تشبیہ مگر
خو نہی سنبل مین اور نہ کہ یہ شمشاد مین ہے

نالہ بلبل ناشاد پہ گل ہنستے ہین
طرفہ تر یہ ستم اس گلشن ایجاد مین ہے

وعدہ وصل نہ ٹہرا تو نہین بچنے کا
زیست عاشق کی فقط آپکے ارشاد مین ہے

اپنی اس زمزمہ سنجی پہ نہ پہولا ای بلبل
کچہہ ہی اور درد کی طاقت ترے فریاد مین ہے

ہر قدم خاک کی غیرت سے ہی چمک اوٹہتی ہین
پرتو مہر درخشان تری بنیاد مین ہے

نہ عیادت کیلئے فاتحہ شاید آجائین
یہ ہوئے ہی تمنا دل ناشاد مین ہے

جیتے جی مر رہے یہ سودی کو تری بوسیری
قصد شیرین لینے کا کیون خاطر فرہاد مین ہے

عشق خود کام نے کتنون کو یہ شاکر چہوڑا
کیا بری خاصیت اس خانہ برباد مین ہے

سر تو کاٹا میر الیسی کے منہ کو کاٹا
واہ کس درجہ مروت ستم ایجاد مین ہے

یا علی ایک نظر لطف سوئے اوج ہی ہو
بہتری خلق کی مولا تیری امداد مین ہے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

کیا جو لقمان کو تہا ایجاد نے و شکمین سنگ
تہا مستقل پیر اعمارہ ہی تہی جو سنگ مین مینگ

جیسے کہا فلک پیر نے رنگین سنگ
عشق باری کے وہین اپنی دل شکمین سنگ

[illegible] و اسق کے بہرین کبہی یاسنگ مین سنگ

[illegible] سے نین [illegible]
[illegible] کیا ہی نکیسا سا جو اوستاد [illegible]

[illegible]
[illegible]

ہین صنم اچھے داؤں کے اسنک مین ڈھنگ

الٹ اک پیچ مین الجھاتا ہی ہم وعدونکو
بھول جندی کا تو پہلا سبق ظالم وعدون کو

چاہئے ہو کبھی راحت نہ بھی ہستم دیدونکو
[illegible] کبھی نہین [illegible] دن کبھی [illegible]

فلک سفلہ پرستے مین تیرے نیرنگ [illegible] مین ڈھنگ

ترک کر شیوہ صد جور و جفا کو ای بت
چھوڑ [illegible] صد [illegible] و جفا کو ای بت

تجھ نہ کفر سے ہو یان خدا کو ای بت
دل مین جا سے [illegible] خدا کو ای بت

تیرے سے قد رو و بالا ہوں کہین ڈھنگ

عشق [illegible] جو رایا تجھے اللہ [illegible]
[illegible] مین [illegible]

کیا کری سہل [illegible] [illegible]
سا ہے [illegible] [illegible]

کتنے دلچسپ مین قاتل [illegible] مین ڈھنگ

سے بیٹھو کہ مطلون زبان ہوت صاحب
رنگ [illegible] ہو [illegible] جان ہو صاحب

دل لیے سن لو یہ اپند کہان ہو صاحب
[illegible] سے [illegible] جان ہو صاحب

ربط اغیار سے والی [illegible] مین ڈھنگ

بحث ہر بات سے ہوئی تو تمہے ہٹ کیا
باتین غصہ مین سنا جانے مین ہٹ کیا

خط مین ہی جو یہ لکھائی تو لگاوٹ کیا کیا
اک بگڑ جانے سے بدلے بناوٹ کیا کیا

کچھ الوکھے مین ستمگار تیری خلقت مین ڈھنگ

تنگ کہا دے ستمگر فلک سفلہ پروری
بیسکی جی ہی مین رنجیدہ کہین [illegible]

تک شہم ہم رہینگے نہ یہ صحبت تیری
دل مین [illegible] مین اور ہی کچھ ایسا [illegible]

آج اس چھوڑی باد گلزار مین ڈھنگ

ادس سے ملنے کی جو ٹھہری کوئی تدبیر ابدال | سر سے ایسی جاتی ہے عجب کو وہ مصیبت ابدال
سخت حیران ہوں بتا کوئی تو حکمت ابدال | ہم بھی روشن کریں پیکے سماجت ابدال

نکلے اوس بت سے صفا ایک کسی ڈھنگ میں وہ ٹھنگ

قافیہ تو نے کیسی سخت مہیا ای آفرج | تیرے خط کا ر تو شیوہ ہی نکالی ای آفرج
پر نباہت سے بھی خالی نہیں اصلا ای آفرج | ہو طرح کوئی متعقد کہ سمجھا ای آفرج

تیری بندش کے نہ رکے ہیں رگ رگ میں دہ سنگ

شعر بحر رمل مثمن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یوں کرے ظالم جو ویران گھر کسی آباد کا | ہاتھ کاٹے ہو جو کوئی دادرس فریاد کا
جب صنم مجھے سکھانا کچھ بھی اس بیداد کا | ہو ستم گلشن میں برا ہو اوس ستم ایجاد کا

آشیان جس نے اوجاڑا بلبل ناشاد کا

اندنوں کچھ بھی نگر کون حال مجھ برباد کا | شغل ہے ہر وقت اسم یار کے اوراد کا
معتقد کیا دل ہو جو نہ صبح سیری ارشاد کا | ہوں جو شیدا اک بت چشم کا ظلم ایجاد کا

ذکر بھی لیتے نہیں لب پر کسی کی یاد کا

کوئی قاتل ہیں ہوئی خون بیگناہوں کی سدا | ہر شمشیر ستمگر سے لگا ہوں گلا
سر عجب حیرت فزا ہے یار وا تنا ماجرا | سے بہ سر ہے چشم قتل ستم نے دیا

شرم سے پیسہ ہیر گیا تیغ فولاد کا

سے صبا اس شعبدہ پرداز سے کس نے کہا | اک ناز ان حسن و تغافل سے اک صورت گل
[illegible] | قفس بلبل کو کوئی نالان کوئی خندان شکل گل

سے تماشا جس نے دیکھا گلشن ایجاد کا

کیا کہے پیوستہ تجہیر اوس رنگی شبیہ
ہے نو نقاش ازل کا فقط اوسی کا بس
رکھے رعب حسن ہی غارتگر دین کی شبیہ
کھینچتا کس شکل سے اوس لعبت چین کی شبیہ

کانپتا تہا دست جرأت مانی و بہزاد کا

وقت گلچین بیخود رفتہ بیاں ان رستے
ہے یہ وہ گلچین صد بیضہ گنج قفس ہے
مار ڈالے بلکہ جو چاہے ہے حسرت تمہین نگہ
ہمدم ہوا اس مرتبہ ذوق اسیری کھے

اندلیون خود بیخود بنتا ہے باہین کہ صیاد کا

دل او جھو او ٹھتا ہے کیا کریں گلزار کو
مین سمجھتا ہون گل و ریحان ہی پھٹکا رکو
شوق دون سے بھی پر پھر نہ کیونکر وار کو
جیسے دیکھا ہے نہ ہو زرون و زلف یار کو

گر گیا انکھو لنے جلوہ مس قد شمشاد کا

مرگ سے ہوگا کبھی جان بر نہ بہ حسرت کبین
پہنک شہبار اجل سے صد جہو نہا ہی کہین
دیکھ لینا یادگار اپنا ہے قول دلنشین
یہ قضائی نیر اسے ہدف بلنے کی نہین

ہے رگ جاں مین در آیا نشتر فصاد کا

باغمین وارد جو وہ رشک چمن یکشب ہوئی
سیب گل اکثر نثار عارض عقب ہوئی
قطرہ شادابی گل سوسن بی خندان لب ہوئی
وقف گلگشت ہوئی سنبل گلشن سب ہوئی

عندلیبون نے بچایا غل مبارکباد کا

سحر چشم افسون ساز نے تسخیر کیا
ز ان نے سودا کیا و ... کیا
ہے غضب جو چشم جادو سب تجہی کیا
ہے ای بیدرد ... کیا

کیا زبان پر لائے شکوہ حسرت بیداد کا

ہو ویلین درد و غم کیا کچھ بہ شاہ و مینے نوا
... [illegible]

چاہیں گو خضر اپنے شاہ [illegible] لا | [illegible] کے [illegible] سنا دو [illegible]

[illegible] | [illegible]

فرقت میں جب سے یار کی یوں ہو گیا الفت | آنکھ رو رو کے یار دل ہوئے جو ہوائی چشم

چشم پر نم رہے جب ان کی بے عاشق کی | اشک خونی چشم گریاں سے کبھی گرنے لگے

ہے یوں اسیر جگر حالت سے امداد کا

کیا ناز ہاں پہ لائے اسے حرکت لکی راز کو | کھینچے کس ہنر سے بسمل الطاف خالق ساز کو

سر پا ہی کس فر سے ہاں ی دستار کو | مرحبا قاتل گلو ئے عاشق جانباز کو

قطع کیا وہ تیغ سے کر اثر فولاد کا

تھا ان ناز کے پاوں گلگلے سمن لالہ کی جب | چشم نرگس بند حسرت سے ہوئی پوشیدہ

شہتیں [illegible] حسرت بے کسی سبب | دیکھ اوس رشک صنوبر کو حالت کے سبب

باغ میں آکر کیا برگ شجر شمشاد کا

حسرت ہے اپنے کہدر کھینچا تھا الفت غیر سے | کوئی نہ لے لطفی ہوئی حاصل نہ زحمت [illegible] سے

بدگمان کیا ہو گیا ہم [illegible] الفت غیر سے | ہم صفیر اب ہی عبث اپنی شکایت غیر سے

آشیانہ لٹے دیکھا ہائے [illegible] صیاد کا

مرگ کی گھڑیاں سے آ پڑی [illegible] ہائے | اب ہے یک [illegible] ہاں کھوتا ہی کیا [illegible]

[illegible] پائیں [illegible] الفت [illegible] | [illegible] کیا [illegible] اقدم چھپنے [illegible]

[illegible] قلب پر [illegible] بیداد کا

جب شب عمر ہے محفل اس بزم کی ہی جا [illegible] | دیکھ کے قابل ہیں اشک [illegible]

ہو لی چھلک [illegible] کوئی [illegible] | جام مے کا دست ساقی [illegible]

قلقل مینا [illegible] ارشاد کا

بقول افعال بد سے ہو ستم ایجاد و لو — کریگا ہی تو اسے عجب ہو نیکے الفت و لو
در گذر اک ور خالق کو بکھلانا ہے رو — قیب عاشق بہندم کرتا ہے کیوں اک سینہ جو

نام کو باقی نشان ہے جفا ستمگر برباد کا

پست بازی سے عاشق کے یکساں اک ان ستم — ہی ستم اسرار ہمیں تو یہ یکساں اک ان ستم
رحم کر بہت قول سالق سی لیٹ اکیلان ستم — ستگاف ہو گیے پہالی نے لپیٹا یکاں ستم

دل کبھی ہوتا ولے ظالم کسی نا شاد کا

کر دیا ایک سخت دل کو سخت سم نے و تیم — ہے لوٹ قیب سے ستمگر بہت اعمال سے تیم
جینک صورت کند جرم سے جو ہے ستیم — اس وقت عطا ہی تیری و رکھیں بار ای رب کریم

اور تو ہے سب ستم نفس و انسان برباد کا

ہو گیا اسکا مری جان سے وفون ہوں سیاہ — حق اتر سکے لائق جیتش ہیں یہ بد صفات
لیکن ای خالق تیرے شایان ہے ہی یہ بات — شیغہ عصیان کریا پہنساؤ دے مجھے نجات

واسطہ روح رسول اللہ الا مجاد کا

بحر رمل مثمن مخبون مقصور رکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ولیک سینہ ستم عشق لگا کاری ہے — ہم کی بھی آمد و شد ابتو یہ دشواری ہے
قاصد اکیسو یہ نیا وسیع بہت بیماری ہے — جان بلب ہے جگر سینہ آزاری ہے

ای مسیحای زمان وقت مددگاری ہے

تو تری بیٹھے کے سے سو ایاری ہے — نہ وہ غفلت و الفت نہ وہ بیمار نہی
کیا بیان ہو شفقت دید یاری ہے — حال لے ہفتہ سے ایکل بیداری ہے

وہ ستمگار خود امادہ غمخواری ہے

بیان نہ کر نسخۂ بیفایدہ تحریر طبیب — کی ہے یہ غم محبوب نے تاثیر طبیب
ہو سکی حیف قضا ہی کا گو بیہ طبیب — رو با صلاح نہ ہوگا کسی تدبیر طبیب
موت ہے جسکی ہی صحت یہ وہ بیماری ہے

دل کو آتش غم حب کو جلا کر برباد — دم نکلتا اگر آنکھون سے تو تھی عین مراد
فی الحقیقت مگر اے بانی رنج و بیداد — ہمتو بھولے سے بھی ظالم نہ تجھے کرتے یاد
ولیکہ قابو نہیں کیا کیجئے ناچاری ہے

ہین جو اس ارض سے سفری سب احباب — شفقۂ ولیکہ کھلے ہین الم و درد کے باب
ہو یقین جبکہ ہوئے زیست کے سب قطع اسباب — پاؤن پھیلا کے یہ ہیہات کرین کیونکر خواب
کسکو آرام نہ جینے نہ زنگاری ہے

آج اوس کوچہ مین یارونکی کٹی لاشین ہین — سرف سپاہ وطن ہین ہم جوان چھٹے ہین
سر سے خونریز سپہ بار وہ خود اٹھتی ہین — شور و ہنگامہ ہے ہتھیار پڑے بٹتے ہین
اپنے اک قتل کی اللہ یہ طیاری ہے

دم نکلجائے تو ارمان دلی بر آئے — عقبۂ ہستی سے سر شام رہائی پائی
حق بلائے شب فرقت نہ ہمین دکھلائے — صبح آئی ہو اگر موت اسی دم آئے
یہاں خود اس زیست سے حاصل ہمین بیزاری ہے

ایسا نادان نہین یار و اسے بہلائی کوئی — خواہش سیر ہو اسکو تو کہین جائے کوئی
جسکا طالب ہے کہانسے اوسے لائے کوئی — مانتا دل نہین کیونکر اسے سمجھائے کوئی
سخت مشکل ہی محبوب کی دشواری ہے

کبھی کبھی اسکو کسی غنچہ دہن کی خواہش — کاہش جان تھی اس آوارہ وطن کی خواہش

ستگی ہے بلبل ہر سحر و چمن کی خواہش | اسلیئے ہو ہمین پھر سیر چمن کی خواہش

کثرت داغ سے خود سینہ مین گلکاری ہے

بدمزاجی مین تو معشوق وہی وہ عالی ظرف | پہلے لازم ہے کہ کچھ حسن بیان کیجیے صرف
ڈر ہے ضائع نہ ہون سارے یہ مضمون کے ظرف | لکھیے کچھ ایسا کہ قاصد وہ پڑھے حرف بحرف

لکنتہ شوق نہین دفتر طوماری سے

اپنی صورت ہی سے ہاے ترک ستمگر بیباک | غمزے چھوڑو جو ترے ہاتھ سے ہو جاوین ہلاک
جلد دکھلائے خدا وہ عشرت ناک | نہیں قاتل ہو ہمارا کہین زیب فتراک

دل قیامت سے سپر طرۂ دستاری ہے

گلعذار و نسترن و بلبلین خلش نما ہے کیون | اپنی صورت کے زیارت ہی تمہاری کیون
خود غلط ہی عبث آمادہ بیکار ہے کیون | زاہدا منحرف مصحف رخسار ہے کیون

ہے مگر منکر قرآن بھی دینداری سے

دل لگی ہی دو مین تو قصد کیے کار و لاج | حدت قلب اگر ہو تو ہی آسان اخراج
شب تو وصل صنم کی ہے طبیعت محتاج | دو ہی تو خود او سے حیرت ہی کہیے کا علاج

درد فرقت سے اسطور ہی بیمری عاری ہے

اسکو مارسیہ و سنبل زیبا لکھیے | سلسلہ پا سے محبوب بے لگ لکھیے
وہم آفت کہ سواد شب یلدا لکھیے | ہی حیرت تیری کاکل کو کیا کیا لکھیے

مشک تبت ہی و یا عنبر تاتاری ہے

لمین جاوی نہ اہنوں خطر کو ستراح | درد بہتا ہو نہیں سب سود و صرکو جراح
بخت شوریدہ کی ہنسکے اثر کو جراح | تاک صحت ہو تیرے زخم جگر کو جراح

اک تو ستمگار بہت ستم نگاری ہے

پانی پانی ہو نہ کیوں ابر کرم آنکھوں سے — ہم کبھی [illegible] دل [illegible]

[illegible] طوفان [illegible] آنکھوں سے — اشک [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] اک چشم گہر [illegible] اشکباری ہے

اپنی آنکھوں میں ہی گلزار جہاں خار کی طرح — [illegible] نظر انگیز ہے [illegible] کی طرح

سقد اپنے ہی کیوں دست [illegible] آزار کی طرح — ہو گئی الفت دنیا سے نہ بیزاری کی طرح

یاد حق سے نہ ہو غافل یہی ہشیاری ہے

مخمسہ در بحر ہزج سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تجھے دیکھا تو اے بت شان خالق سمجھے — سراپا کو ترے یکسر نور مجسم کے سوا سمجھے

[illegible] کمالی [illegible] اپنا مدعا سمجھے — ترخ انور سے تیرے معنی شمس الضحی سمجھے

صنم زلفوں سے تیرے مطلب واللیل کا سمجھے

[illegible] سے نہ ہو مضطر — [illegible] کام ایک دن [illegible] میں [illegible]

اری ظالم [illegible] پاس [illegible] کیوں [illegible] — [illegible] احوال سے جب ہی غافل ہو [illegible]

[illegible] عاشق بیدل دیا سمجھے

جفا ہی جب طبیب عشق ہو آزار الفت میں — [illegible] ہوں عذاب [illegible] بخش [illegible] میں

قضا [illegible] نظر [illegible] آجائے نہ صحت میں — مریض چشم کیوں [illegible] مسیحا تیرے فرقت میں

غذا [illegible] کی لو ہوں دل [illegible] سمجھے

[illegible] اپنا [illegible] عاشق بیدل [illegible] — [illegible] اب [illegible] کل [illegible]

جفا [illegible] ستم دیکھو — [illegible] سوئے [illegible] زلیخا [illegible]

ہوا ہے دین کا دشمن ای بت کافر خدا سمجھے

نہیں جس بشر کی کچھ بھی پرہیز حرکات سے | تیرا ابن ہے کچھ و مالنے عیسی کے سمجھی جی ہے
تبسم پانی کی قسم کی سے ہوا جب تب بہشتی | اوٹھا یا نانگ ہو کر ہاتھ بقراط و ارسطو نے

اسی کو فتنہ کا جب پایا درد دل دوا سمجھے

ہے تجھ کیا اک سے پہلے تفسیر قرآن سی جب سے یہ | کہو تا لی سے نہ اپنی بدلوں باز آئے یہ کاسد
ہے سب جو ہر شکل کہے وہ لیس بیت فاسد | ہوئے باعث تمنا سر سجدہ عابد و زاہد

خم ابروئے جانانکو جو محراب دعا سمجھے

بجا ہی ہے کاکل میں جو بالہان جو ہیئت | سراسر حسن ہی آجاتی ہے بو ی گلشن جنت
ہیجا اکسطور کرتے اپنی طبع یاسا جرات | غلط ہی ہو ہوا وسکی شمیم زلف سے نسبت

نہ پاند یا عنبر و مشک ختن یکسر خطا سمجھے

اگر دیکھی یا بینکے بہت سے پیر و جوان ہمسفر | نہ پایا حیف تجھسا کوئی نامہربان ہمسی
او دراگر تاک غربت جہانگرد سارا جہان ہمسفر | کیا ہی خوب ای کیا ذبیح امتحان ہمسی

وہ نادان ہے جو تجھ سے ستمگر اہل وفا سمجھے

اگری ہو جان سے اسکی چاہ اسکندر ہی کر دیکھے | کہ میں لطف ہمیں ہے سلسبیل و آب کوثر کے
ہمارا سہو قول صادق کا جو جاہے امتحان کر لے | حیات دائمی حاصل ہے اوسکے بوسۂ لب سے

دہان یار کو چشمۂ آب بقا سمجھے

سدا ہیں تیر الطاف جناب خالق اکبر | ہوئے ہیں ملتجی ضحاک و جم دارا و اسکندر
ہمیں منطق سے شارع ہی عرفان ہیں سب یہ | فقیر فن کو ہیں ای اوج فوقیت

مکرم جام جمشیدی سے کشکول گدا سمجھے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

سیر گلزار کی فرقت مین کسے بھاتی ہے
جاوین دریا پہ طبیعت نہین لہراتی ہے
روح گھٹ گھٹ کر قفس جسم مین اوکتاتی ہے
جان لبون پہ اثر ضبط سے آجاتی ہے
کیا کہین حال دل زار کہ شرماتی ہے

بستر کی جا ہے بہم راہ ہی ویسے دیکھو
ربط آپس مین کچھ و کاہ رہا ہے جون ہو
کوئی اگر کشش جذبۂ الفت دیکھو
اوسکے جانب مین نہین آپسے جاتا یارو
ہے کوئی سے کہ اودھر کھینچے لئے جاتی ہے

آنکھ لگتی نہین یا جان یہان تیرے بن
صبح کرتا ہون شب ہجر کی گھڑیان گن گن
اور غشی ہے تو بھلا ہوش کہان دو دو دن
کسکو یہان اپنے سراپا کی خبر ہے لیکن
خود فراموشی مین جانان تیری یاد آئی ہے

دام الفت مین مجھے تو نے پھنسایا ای چرخ
غنچہ سنجی کے عوض ہای رولایا ای چرخ
پیش پا آئی ہی اپنی ابھی کیا کیا ای چرخ
نقش چشمانہ صیاد تو چھوڑا ای چرخ
آگے کیا دیکھئے قسمت مین بہلائی ہے

بہتر ہوئی نہ تو رشتۂ الفت کو جوڑ
ہے ستم حبل جمال بت بیمہر کو چھوڑ
سنگ ہستی نہ عبث شیشۂ دل اپنا توڑ
منہ جنت کیلئے نظارۂ گلرو سے موڑ
خلق انگشت بھی اگر تجھے بھاتی ہے

پھوٹ سب بہتی ہین شبنم کی ترشح کیسی
وہ غلط فہم ہین سمجھین جو سے آبکاری
عین نادان ہین جو دین اسکے نسبت اسکی
صاف گر جاتی ہے آنکھون سے جھڑی ساون کی
چشم تر خون شب فرقت مین بجہ برسائی ہے

واسطے اسباب خوشی حیف کیوں ہوں معدوم | قید صیاد سے مرکر بھی رہائی معلوم
ہمصفیروں نے ہے چھوڑا یا مجھی کو ہی معصوم | کیوں فلک تو نے رکھا صحبت گلسے محروم

ہم قفس میں ہیں ادھر فصل بہار آئی ہے

ابر ہے بادہ ہے ساقی ہے یہ مطلوب نہیں | گلشن و سبزہ تماشا ہی لب جو خوب نہیں
غنچہ منہ کی تو واشد کسی اسلوب نہیں | زیست بیکار ہے پہلو میں جو محبوب نہیں

گر حیات ابدی ہو تو کسے بہائی ہے

دوست کا کیجیے شکوہ تو بھلا کیا ای آج | ہمکو دشمن سے شکایت ہیں بسا لا ای آج
شکر شادی و غم دونوں سے چھوٹا ای آج | کیا ہوا ہے جب میں گرجان کو کھویا ای آج

سچ ہے تقدیر میں ہونی ہی سو ہو جانی ہے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیوں آنکھیں بند کیجیے کسلیے غفلت شعار ہے | گذرا باغ عمر سے رخصت بہار ہے
بازاجل سے صعوہ جانکا شکار ہے | آج اسطرف گل اہل زمین میں شمار ہے

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

نادان نکال زاد سفر کی کوئی سبیل | چھوٹا اجل سکے ہاتھ سے نقارہ رحیل
غفلت ای ہو تو مرگ کی دکھلاتا ہی دلیل | بار عمل اوٹھا نہیں کچھ جا ہی قال و قیل

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

ایک رات ملیگا خاک میں یہ جسم نازنین | فانی ہیں سب بسرا ہے میں مکان و مکین

غفلت بشر کی خوب نہیں صبح کے قرین ۔ ایسا نہو کہ دست تغابن ملیں کہیں

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

چھوٹے جو گوشت سے تو ہوئے خشک استخوان ۔ قامت وہ راست تیر سا تھا ہوگیا کمان
وہ رونق وہ جودت طبع روان کہان ۔ غفلت سے عقل کا یہ تقاضا ہے ہر زمان

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

اٹھی ہوئی سر جو رنگ شب تیرہ مشک فام ۔ کافور ہوگئی وہ صد افسوس لا کلام
اعضا پہ مثل موج پڑین جھریان تمام ۔ تاب و توان و ہوش [illegible] گیا کلام

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

اوٹھ او بشر کہ ہو کسی کار ثواب مین ۔ پھیلا کے پاؤن سو چکا عہد شباب مین
لیلے گی کروٹین تو نہ پھر پیچ و تاب مین ۔ آئینگے پھر وہ دن کسی [illegible] خواب مین

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلے رات کا کیا اعتبار ہے

چونک ای مسافر رہ صد خار شہر و شام ۔ لوٹے ہے کہین [illegible] صبح دیکھا [illegible] شام
منزل کڑی ہے توشہ عقبیٰ لو کر بہم ۔ ہشیار ہو قضا بھی کہتی ہے [illegible]

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے
اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

جانیگا ساتھ لوگ الدا نے شہادہ رحمت — حاجت نکچھ حصیر کی کیا احتیاج محنت

کہتی ہے اُس عقل بھی اسے غنودہ بخت — دنیا میں بستن کہ ہوا آسمان پنہ سخت

گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے

اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے

خمسہ بر غزل قدسی در بحر رمل مثمن مقصور کہ در نعت آنحضرت علیہ السلام است

یا محمد بصفات تو کہ در بو العجبی — ای نثار قدرت ہاشمی و مطلبی

بس تو ئی مغفرت جملہ جہان را سببی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

گاہ بر صبح رخ و کاکل شب جیبم — گہ بہ چشم و دہن وابرو لب نہ ہم

ای زہے حسن تو ہر صنعت بے چیز انم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چہ جمالست بدین بو العجبی

اینکہ بر لوح قمر و بر درہ مجو ہر یم را — بر فلک سیرا ان دادہ بن حریم را

چون تو ئی باعث ایجاد شدی عالم را — نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

چون حلاوت نہ بہ بند شکر تو ئی شیرین کام — یافت این لب لذت اهل را دوام

تو ج بحر کرم ای بوی ریاض اسلام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدی شہرہ آفاق بشیرین رطبی

شما چو انجیل چو حضرت عیسی و زبور — زبان دیگران آمد لو رسبت مہ بد پور

یا بدا در رکت مطالب نکتہ فہم و مقصود — ذات پاک تو کہ در ملک عرب جلوہ نمود

زان سبب آمد قرآن به زبان عربی

پس ز شد سخن چون آن زبر بالاک گذشت	از عرش تو ای سید لولاک گذشت
مختصر این رقم کلک جگر چاک گذشت	شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی که رسیدی نرسید هیچ نبی

ای شه سرور سرا باعث فخر آدم	کی مقدر که به این منصب اعلی برسم
عفو کن عفو پشیمانم و نی ز غلطم	نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت به سگ کوی تو شد بی ادبی

ای به پیش تو نگون جود و سخا را سر ناز	باب لطف و کرمت همچو در رحمت باز
ذات پاک تو شده مسجود ملک بر ملت ساز	بر در فیض تو استاده بصد عجز و نیاز

زنگی و رومی و هندی و چینی و حلبی

میکشد سوخته جانم فلک کینه صفات	ای تو ای باعث وارستگی مخلوقات
پس بناریم همه باعث تو امید نجات	ما همه تشنه و مانیم و تو ای آب حیات

لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

سحر امداد رسی چون نه سحر نخوری	باعث صحت درد دل بیمار تو ای
سینه مجروح و دل از هجر پریشان برسی	سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمده سوی تو قدسی پی درمان طلبی

منقبت در شان امیر المؤمنین علیه السلام در بحر [illegible] سالم ... اعلی [illegible]

مطلع علی کا سجود مشکل نه آسانی	رسد کی ما بهیب با ... ثانی
... بوصف شه زد ااز	الا ما او له ... شفیع ... ثنا از

شرح ایده وصفنده بو کشف معنئ قدرت
تصفیه ناطق وحجت دلیل وبحث برهانی

رفعت اسمان قدرنده لقا بدر شکست اسکندر
باسکندر بیم جودی بجودی ابر بارانی

تقسیم جنته اصحاب جهنم ودوزخ جنت
بتخلص ایده رحمت بو دشمن تیغ عریانی

قدلی بک مفهومش برات خلق مقصودش
ملایک جمله محکومش بحیرت بین چه السنه‌لی

سلیمان مدح خوان او اسکندر پاسبان او
غلام آستان او چه فغفور وچه خاقانی

پی مخلوق بهبودی بهشت المأوی
بوقت نزع موجودی معین دردمند حالی

بشیر بو بطحی او زیر خسرو اعلی
قتیل تیغ سم آسا شهید راه یزدانی

امین سر علم حق ره احمد نائب مطلق
حسم کعبه را رونق چراغ دین وایمانی

فیض شعشعه نورنک بو اهل عرش مذکورش
پیمبر جمله مشکورش بقرآن حق ثناخوانی

همت بحر فیض بو طاعت روز وشب
بجز اقبال حرب بو شوکت مهتابانی

گل بوی نوخیزی بلبل شور انگیزی
بو هر دل شور انگیزی بو دلدل تاز ودیکرانی

بیان اشهب کلک ابتدا ولا برکش
ثنای دولت مولارا بو وحدتسه ند پایانی

تو کردی اکنش کلشن بلبل خسته را کلشن
نگاهی از کرم افکن بو آنچ سینه بریانی

بحر تقارب مثمن مقبوض اثلم فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

ای عالمگیر سین کیا جفا ای شرم وحیا کیسکی
قضا ای تیر نظر کسکا بلا ای زلف سیاه کیسکی

هوسین سودا کیسکا ایمان [illegible] آیین جفا کیسکی
تعدا ای شاهدی [illegible] الفت نهین [illegible] دعوا کیسکی

[illegible] بلبل شیدا کیسکی
بهولی ای عهد کا سچا تو جهان اکر [illegible] کیسکی

[illegible] شیرین المی نه [illegible] محبت [illegible] کیسکی
[illegible] فدا [illegible] انسی [illegible] جفا کیسکی

بالائی ہیں ہیں [illegible] کو توڑیں [illegible] ہیں | ہم ہوکے [illegible] میں چپکا دشمن بھول بالا [illegible] کیسکی

ارے ہم گزرے ہو گزری ہمیں گئے کو خود اپنے بھٹکتے ہیں

خود ہی [illegible] سے ایدل کریں شکایت تو کیا کیسکی

[illegible] کر وہ فاتحہ خوان لگایک اپنے نصیب جا کے

کہ جونک ویسے خواب مرگ سے ہم لحد میں سنا صدا کیسکی

[illegible] آپ ہی خود غلط [illegible] جو ذکر فرمایا وہ نہیں لکھے

ہمارے وہ [illegible] جاتے ہیں حقیقت کیا کیسکی

[illegible] کبھی عشق رہتے ہوئے ہم [illegible] کیا

[illegible] دنیا مگر نہیں آشنا کیسکی

[illegible] ہیں پلادے پیر مغان وہ جو کچھ ہی

کہ رنگ مستی ہی پر وہ الانے جو ہوویں کچھ بھی ہوا کیسکی

وہ [illegible] کہہ دیا تھا نہیں ہے غیر [illegible] اچھا

تو آپ سمجھا [illegible] ہیں کیا ندامت خاطر میں لا کیسکی

[illegible] داستان کے [illegible] غم سنانا

تو [illegible] ہے بیشک کہانی حیرت فزا کیسکی

[illegible] لحد میں [illegible] کفن کو خون جگر سے رنگا

جو [illegible] فریاد آئی وہ ہائے رنگین قبا کیسکی

[illegible] کا [illegible] سب بناو [illegible] حال بے سبب

تمہاری چتون ہی عیان سب سے بھول فتنہ ہیں کہا کیسکی

کھینچ خنجر یار نا قہر با ہم خطا ہے ملک شش کا جانا

نسیم لائی ہے کس بن ہوا اون تک شمیم زلف رسا کیسکی

غضب ہی لوٹ حسن و عشق بن بجی گلی مرا ایک پھوٹ جیب لے

اور ہے جو بن ترشیون پہ الہی ہے بخت سوا کیسکی

صلاح و تقوی سے ہو بے جا شباب قاضی بھی خود بین آئے

ہے ہاتھ بہ جد خدا بچا دے پھنسکی دہری ساقی کیسکی

بشر کو جس پہ لئے ان بتون کی پناہ کب ہے الہی توبہ

کسکے خنجر بین تیغ ابرو تو زلف دام بلا کیسکی

ہم بین گلزار سعادہ ابر و ساقی شراب و چنگ و رباب بجتی

خیال حاصل ہو لطف صحبت تب بین خالی ہے جا کیسکی

ہے قیامت کہو تو کیونکر نہ مرد سے خواب عدم سے چونکین

کہ چھوٹ دیتی ہے اک دلون پہ ست سے خلخال پا کیسکی

ہم اپنے ہیں از اول کہ صانع دو جہان سے پوچھین

نہین وہ یکتا تو ہم بھی دیکھین پھر ایسی صورت بنا کیسکی

شب میں سحر ہوئی ہین آئے کہ حسن سینہ پہ پھوٹ نکلا

بہار گلزار روز افزون غضب ہے صل علی کیسکی

ہزارون گریان عشق و الم کی فراق لیبر بین پہلے ہین

اب بس سے بڑھ کر خدا ہی جانے کہاں ہو قسمت ہین کیا کسکی

لشکر کہین الفاک ہون شاکی یہ کیا تیری خو ہے وای ظالم

ہزارون بگاڑ ڈالے کبھی تو بگڑی بنا کبھی

مین ہاتھ اوٹھاؤ لگا عشق سے کیا ہو دل لگا سکا آج ایکا
نہوس یہ کہنی ہی لوٹتا جا جو دولت حسن پا کبھی

بحر متقارب سالم ارکان ان فعول فعول فعول فعول

نہ آئینگی وہ مشتری ہے تو یہ ہے | الٰہی صفت جان ہمکو ڈسے تو یہ ہے
نہیں دل اسیر اچارہ گر ہے تو یہ ہے | رفیق بغل خود ستمگر ہے تو یہ ہے
نہیں سہیے عرق اپنے سے پازیب حسرت | تجاور ہے لوحہ گر ہے تو یہ ہے
ستم ایک کی لوگو مین کس سے نسبت | سر مشک و عنبر گر ہے تو یہ ہے
نہیں حال دل پایان آہ کا ہو | وہ سیماب برق و شرر ہے تو یہ ہے
نہیں سبق ارادہ ہمکو دیتے اپنے | کشش سینے دل کی مگر ہے تو یہ ہے
ہے اونکو فرقت مین ہی دم نہ نکلا | ندامت ہمین عمر بھر ہی تو یہ ہے
رہین کوئی قاتل مین دل دے ہی پہونچا | ترازو مین اک خنجر ہے تو یہ ہے
نہیں ایک ہی دیر و کعبہ کا سمجھے | وہ جھگڑے مین اور بکھیڑے تو یہ ہے
ہو گنہگار تن نہ آنسون سے اپنے | ہمین باعث درگذر ہے تو یہ ہے
سنا ہے بچے دلکو گستاخیو نے | گنہگار صاحب کا گھر ہے تو یہ ہے
کراہے کبھی تڑپے روئے ہنسا سر | ہمین شغل فکر سخن گر ہے تو یہ ہے
وہ سلوا کے پیرہن مین و بختی مین | عنایت کی گر تجھ نظر ہے تو یہ ہے
نہیں کہتے ہین فرہاد و مجنون | کہ شیدائی شور پدر ہے تو یہ ہے
رہا ہو سکے ورکا جو کچھ تو سمجھو | شہرت کا شور اگر ہے تو یہ ہے

کبھی جی میں گہ ہمیں لاکے گھٹے
کہ ہماری دل میں جب گھر ہے تو یہ ہے

نہیں دردِ فرقت کا تب مرگ چارہ
فراغت جو ہمی موت سے ہے تو یہ ہے

تڑپ دل کی برق جہندہ سے اوس کی ہو
سبک بال سے بافر صلو تو یہ ہے

شدیں ماتھے کو تو نہ لگے صندل لگا کر
ہمیشہ ہمیں دردِ سر ہے تو یہ ہے

نہ آئے ابد پر جانے والے اودھر سے
جو حال عدم سے خبر ہے تو یہ ہے

یہ رکھتے ہیں سب بیچ کر اون کا جھگڑا
بسر اک الف سے نمر ہے تو یہ ہے

بلائیں رخ و زلف کی اونکے لیتے
ہمیں فکر شام و سحر ہے تو یہ ہے

کیا کام گر نفس امارہ سارا
نہنگ بلا شیر نر ہے تو یہ ہے

نہ دل تھا کہ جس سے غبار اون کو ہوتا
طلا جا الصر اکسیر گر ہے تو یہ ہے

حلاوت جو اوس لب سے لعل یہ بولا
بہار شہد و قند و شکر ہے تو یہ ہے

یہ کیوں جام لیتی ہو ہاتھ لینے والوں
ان آنکھوں میں اپنے اثر ہے تو یہ ہے

پہن کے زرہ آج تو یہ کی غافل
خدا کے غضب کی سپر ہے تو یہ ہے

ہزار عیب ہیں ہم لگا اک بدخلاقی
بشر کو عذابِ سقر ہے تو یہ ہے

ہے اک جنس دل دوسرا نقد ایمان
فقیر و تونگر کا مال و زر ہے تو یہ ہے

ہوا اولمین چہلکے لیکے پڑنے سے ظاہر
خیال وفا کا اثر ہے تو یہ ہے

تہے لے اوج طالب عدم کا
جو در پیش ہم کو سفر ہے تو یہ ہے

بحر متقارب مقبوض واثلم ارکان فعول فعلن فعول فعلن

ارے بھولی مسیح کھول آنکھیں یہ کیسی غفلت کے خواب میں ہے

پھر اہل دانش مست وہ جو پھر ہے صدا رجال خراب میں ہی

سمجھ ورنہ دے بہانے کوئی کہ افتادہ خلا میں ہے

عجب طرح کا طلسم پوچھو اس ابنائے چشم پر آب میں ہے

حباب دریا میں لاکھوں دیکھے مگر یہ دریا حباب میں ہے

پسینے پھر کیوں نہ گرے جبیں تری بھلی آپ کی یہ سنے

وہ مہربانی میں کب ہے ایجان جو لطف رب و عتاب میں ہے

پسینا قصور وہ بہ حقیقت ترے پسینے سے کیا وہیں نسبت

نہ عطر خالص میں ہو نہ نکہت نہ ایسی خوشبو گلاب میں ہے

بچائی ایسی یاں وہ کشتی کے لعنت [illegible] سوز جگر نے شاید

کیا جو غوص اب تو داغ کی بو اس سینے سے لگے کباب میں ہے

حیا نے کیا کام میں ہی دیکھا کہ خود بخود ہوئے وہ برہم

اپنے پھر کھینچی ہے جو تیغ ابرو تو زلف او رخ پیچ و تاب میں ہے

کبھی [illegible] ہو ای رباب و محبوب یہ اقات [illegible]

پھر اب تو وقت یہ کیسا ساقی بتا تو دور شراب میں ہے

کریں جوانی میں ترک زندی یہ تقوی نے دیکھے [illegible] ہے تو یہ

شراب پینے کا لطف واللہ تو عین عہد شباب میں ہے

[illegible] تو پھر [illegible] سے [illegible] لئے

[illegible] کیا کہ اونکا چہرہ ابھی تک اب نقاب میں ہے

قبا گھٹا میں ہے بدر کامل سما دکھاتے ہیں برق باران
اور چہرہ وہ سمجھتے ہیں زلف بر رخ ابد پہ سمجھو یہ حجاب میں ہے

پیا اوسکی شب ہی گرمیاں ہیں ہمارا آتش میں کیا کریگا
دل ہر شتہ میں ہی جو سوزش بھلا وہ کب آفتاب میں ہے

جو ماہ کنعان کی طرح خوبان ہیں وہ ہے یوسف کا حسن کہیں
سنی ہوئی بات مدتون کی سمجھ لو تو کس حساب میں ہے

جو دیکھا تو یہ جہان ہی عجب ہے جہان سرائے فانی
جو ایک نے آ قیام پکڑا تو دوسرا پا رکاب میں ہے

نہ سمجھے ایک کے شیخ صاحب ملامت وپند سے پریشان
ستا کے بندہ دکھا دل و دکھانا بتا کے کس کتاب میں ہے

نصیب ہو پہر ایک مرتبہ ہو زیارت مشہد مقدس
لئے آرزو شکستہ دلی دعا یہ ہے جناب میں ہے

بحر رمل مثمن مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

پہر اڑائی جنون دست ہوس نے دہائی ہی
پنجہ وحشت گریبان تک سحر پہر لائے ہے

کے وصف دہن میں کب سخن کو جا ہی ہی
بس ہی خاموشی زبان اور صمد کی لگائے ہے

صحبت کیون عمر کا شکوہ زبان پر لائے ہے
تو دل نالان سزا اپنے کئے کی پائے ہے

سیر گل ہی ہوا بدلی ہے ساقی ابر ہے
جام وخم کی خبر لے زندو نگاہیں ترپائے ہے

روئے کیا ہیں کہیں کچھ بہت ہی ہے خفا
جو سنون تک بیان پاکے پہر جائے ہے

ل کو کیا دخل راز عشق میں ناصح خوش
دل کہتا نہیں پر سمجھائے ہے

یہان مصور یقین ہی دو ورق کے چہوڑا اپنا ساتہ
اب جہان کے بین تم غیبت کبھی آجاتے ہے

اہی دل نادان اوٹھ اوس کافر کے در سے کہیو چہوڑ
دیکھ کوتاں ظالم یا کہون کیون بھلا دیتے

در دفعت مین نہ کیا کیا ساتہ اس لیئے دیا
سچ کہا ہے وہ کہنے لے لنا ہی کا نام آجاتے

رہے جدا ان کو کتنا مرنے کے بارے بہیر ہو
پہر اتارہ شب وقت کی سیر آئیے

ہای ریجاتی ہین پہر مین کلیجے کو شوش
وہ لگاوٹ کے رہ کیا لی صبر یا آجے

وہ کلرانی ہین او وہ بس بھی لاکہون بجلیان
چشم ترانی ابد اس کون کا سینہ بہا دیتے

آج اوسکے قول کا ایسی او کرلو اعتبار
شکوہ کیسے ملتین آیا ہے تمہین کہا سکے

بحر خفیف مخبون مقصور ارکان

آپ مین نہ بیخودی سے آ سکے
عشق کا راز ہم چہپا نہ سکے

راہ پر اوس پری کو لا نہ سکے
ایسے بگڑے کہ پہر بنا نہ سکے

وہ الفت بشر کے سر پر رکھا
جب فرشتے یہ بار اوٹھا نہ سکے

پاس احباب و اقربا تھے مگر
درد فرقت مین اپنا نہ سکے

حال ملک عدم کا کہلتا خاک
جو سدہارے او پہر آ نہ سکے

وہ حبیبون کا ٹھوک سب کیا
کوئی دے پر کی آج اوڑا نہ سکے

زار وہ ہون کہ کیا عجب ہم مرگ
ضعف سے جان لبون تک آ نہ سکے

شوق سے ان تجو بنے گئے اہل
ایسا او بستر آ کہ بٹھا نہ سکے

عمر کے جستجو مین جا ئے خاک
ہم سے تب ہی ہین آ نہ سکے

کیسے ایسا مقیم در یہ ز نعلین
کیا ہو کہ کیوں زمانہ سکے

قہر جزی سے بچو ہو کے آگاہ
بن گئے سوا لیے او نکے در پہ گرتے
بیٹھ نہ سوچ سبہ سائی کی
ولولے سب گئے شباب کے ساتھ
پی گئے رہنے دو تمنا سب کی
ساتھ خاموشی کرو دن سے اوٹھ گیا
جسم کی تصویر بن گئے گویا
اب سینے میں پھوٹ پھوٹ کر رو دئے
کیسی ہم سے تھی سخاوت کے
سوکے خیال یکتا لئے
چور بیٹھیں جہان جس کے لئے
شوقوں میں گذر گئی شب وصل
کون ہوگا لحد پہ فاتحہ خوان
پیسے کی جیب ملکی فتنہ مندی
اب عدم میں کرینگے اسکی تلاش
جو بچے چتون تو خود لجا سے لجائے
تیغ تن تنک کو لینے آئے
جو لطف ہی ہے شب وصل
اوس سے پہر کسی کا ل اسپ

دلکو دشمن کے بھی دو لگا نہ سکے
کوئی ایک اس سے بڑھ کے کھلا نہ سکے
نقش تقدیر کو مٹا نہ سکے
اپنے حد سے قدم بڑھا نہ سکے
ترک ہی کی قسم تو کھا نہ سکے
دلکو پہلو میں بھی چھپا نہ سکے
جائے گریہ میں مسکرا نہ سکے
اور سپہ سوز جگر کو چھپا نہ سکے
ایک بوسہ بھی تمسے پا نہ سکے
اونکو آئینہ ہم دکھا نہ سکے
وہ جنازہ میرا اوٹھا نہ سکے
خواہش دل زبان پہ لا نہ سکے
جب عیادت کو بھی وہ آ نہ سکے
بار رنگ حنا اوٹھا نہ سکے
یہاں تو مضمون کمر کا پا نہ سکے
صبح وصل آنکھ وہ ملا نہ سکے
جاؤ اک ہاتھ بھی لگا نہ سکے
سوئے فتنہ کو ہم جگا نہ سکے
بسکے در تک ہم بھی جا نہ سکے

جبتک اس گلشن جہان میں ہے
دل کل شگفتہ ہی مسکرا نہ سکے

یون او نارین کہ شیشہ ہے
دہر میں سے انکے بانہ سکے

کیا نزاکت ہوا وس نیحے کی ترتیم
ترکی کا بار ہوا اوٹھا نہ سکے

کیون یہ گہٹ گہٹ کر جان دی ای آرزو
جا کے دو تلے وزیر کہا نہ سکے

مخمس

ہو جو گر نظر رخسار یار ہو جائے
چمن میں حسن کی دونی بہار ہو جائے

بلا سے تیر مژہ سے کپار ہو جائے
وہی نظر ہے اپنے ایکبار ہو جائے

اگر شب وصل بہشت یار ہو جائے
ابھی جو ہاں کو نہیں بیقرار ہو جائے

وہ لیس تبسم شوخ اغرض سے رکھتے ہیں
کہ ایسکا دل وحشی شکار ہو جائے

ملا دے تا نکھیں تو شوق میں جاؤن
بجو دور دیکا تمہارے غبار ہو جائے

ہوس ہے عارض رنگین کے چپا تو لین
ابھی ہجر تو پہ شہید انتشار ہو جائے

وہ دید اگر خط لوز سن کی آئینہ میں کرین
ابھی حلب سے تن میں رنگبار ہو جائے

نہ دیکھ جیلو تو پھر آنکا قول ہی کرلو
کہ وہ لکا باعث بے صبر و قرار ہو جائے

گمان کا وعدہ فردا یہ عقل کہتی ہے
عذاب جان نہ کہیں انتظار ہو جائے

غلط وہی جو نہیں دوستو نہیں پائے جا
بھلا کسی میں تو اپنا شمار ہو جائے

ایسی امید پہ آٹھو لٹیے ربط رکھتی ہیں
کہ وہ رقیب تو جگر کا غبار ہو جائے

نکالا وہ بہت جگر وزارے سبحان اللہ
کہ ہنستے ہی کلیجے کے پار ہو جائے

یہ آپ نے دنلے تو مہندی کا رنگ خوب نہین
کسی کا خون نہ کہیں ای نگار ہو جائے

ستم و صدمۂ فرقت جو جھیلے ہوئی ہو
وہ آج ہی سے سیہ روزگار ہو جائے

بلا ہی نہ ہے جوانی کا عشق ای توبہ
کسی کے سر پہ یہ جن سوار ہو جائے

سوائے خوبی تقدیر اسکو کیا کہیے
کہ اپنا دشمن جان دوستدار ہو جائے

ابھی تو یار لیں میدان ہجر ای ہمت
جو تو شریک دل بیقرار ہو جائے

سبو کی خیر وہ جو کبھی پلادے الساقی
کہ بیحو آج کوئی بادہ خوار ہو جائے

رکھے قدم جو لحد پر وہ غیرت گلشن
چمن چمن مرا کنج مزار ہو جائے

خلش یہی وہ مقدر جو گلپہ پاؤں رکھیں
تو وہ ہی کاوش قسمت سے خار ہو جائے

عزیز اپنے ہوا خواہ کی کریں مٹی
نہ رائگاں مری مشت غبار ہو جائے

بدلیے جوڑے بہت کرو باغ چلنا ہے
عروس حسن کا تازہ نکھار ہو جائے

وہ اپنے سچ کو بھی جھوٹ اب بتاتے ہیں
الہی کوئی نہ نئے اعتبار ہو جائے

گرہ کو جوڑی کے بہتر ہے کھولئے صاحب
خجل تو نافۂ مشک تتار ہو جائے

سکوت و ضبط سے لو کام دیکھو ای اوج
نہ راز عشق کہیں آشکار ہو جائے

بحر رمل مثمن مخبون مقصور ارکان

پائل گیسوئے ادا بلا تر ہو تو سہی
ایک طوفان بلا مد نظر ہو تو سہی

دیکھو نالۂ سوزاں کوئی سر ہو تو سہی
جلکے خاک آج سمندر کا جگر ہو تو سہی

پرسش حشر سے بیخوف و خطر ہو تو سہی
ای ہو ہم بخدا بندۂ زر ہو تو سہی

متحمل ہو تو دیکھو کے آہ اسکا اثر
بیقراری یہ فنا اٹھ پہر ہو تو سہی

ملنا تو ہوا پچھے کسی یاد میں کٹ جائیگا
رات فرقت کی کہیں یا ہی سحر ہو تو سہی

ہم رہیں پاؤں پہ سر جھکے منافقوں سا ۔۔۔ ان سے ۔۔۔ وہ ہمدم یا ۔۔۔ ہو گئی
دیکھیں لوگ کے اغیار محفلیں یا وہ کے ۔۔۔ بس خون آج رواں تا ۔۔۔ ہو گئی
سر ہے وہ پاس ہی وہیں ساتھ ہمارا آتا قسم ۔۔۔ کر دی ہیبت کے ابد اور ادھر ہو گئی
میاں اشتیاق ہیں رنگ اپنا جا لینے کے ۔۔۔ دیکھو ادھر سے عشق کے محفل میں ۔۔۔ ہو گئی
عشق کو اس ویرانی ویران میں جگہ دیتی ہیں ۔۔۔ ہے سو اب جب ہوا آباد ۔۔۔ ہو گئی
وہ نہ بولیں ساتھ ہمارا سکے کیا امکان ۔۔۔ ہر ایک عاشق سے اندھیری ۔۔۔ ہو گئی
امتحان کا ہی سر ہے یاور جو ہیں ۔۔۔ تو سنے زلف کے ۔۔۔ ہو گئی
ساعت ہجران میں کسی جان عنبرین گیسو ہیں ۔۔۔ موت کا بھی سبب سے بالیں ۔۔۔ ہو گئی
گرچہ دیکھے یہ تیری دانتوں سی صفا کا دعویٰ ۔۔۔ پانی پانی ابھی غیرت سے ۔۔۔ ہو گئی
وہ ۔۔۔ ملنا ہی تجھ سے ۔۔۔ بس بلا ہی شب ہجران سے ۔۔۔ ہو گئی
منہ دکھلاوے اوصاف کے دیتی ہیں ۔۔۔ بے وفا خود غرض ہی ۔۔۔ ہو گئی
سچ میں کہتا ہوں چلو باغ میں دیکھو الشوخ ۔۔۔ رنگ رخسار سے ۔۔۔ ہو گئی
پھولنا سب سے ۔۔۔ ایک ۔۔۔ دیں ۔۔۔ ہیں غنچہ ای ۔۔۔ ہو گئی
۔۔۔ آپ ہی آگ ۔۔۔ اپنے سینہ پہ ۔۔۔ ہو گئی
۔۔۔ سے ۔۔۔ حال ۔۔۔ ہو گئی
ای بو صحبتیاں ۔۔۔ سنگ ۔۔۔ کی سہیلی ۔۔۔ ہو گئی
۔۔۔ خورشید ۔۔۔ نشان ۔۔۔ ہو گیا ۔۔۔ ہو گئی
۔۔۔ کر سے ۔۔۔ کشتی ۔۔۔ میں ۔۔۔ ہو گئی
۔۔۔ کر لے ۔۔۔ شہادت ۔۔۔ کا ۔۔۔ ہو گئی

اقلیم فکر سے نکلیں وہ مضمون گئے گیا
قدردان سخن ای اوج گر ہو تو سہی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف

اوسکو صفای قلب سے کیسے پائے
ہو جیسے مین تلاش نہ کعبہ کو جائے

قنبر و نص پیمبر کا احسان نہ پائے
کیجے کرم غریب پہ تشریف لائے

کیونکر نہ ہجر فراق کے صدمے اوٹھائے
اتنا مقصد ہے کہ اور کہیں دل لگائے

ہم چاہتے ہیں لذت دشنام اوٹھائے
بوسے پہ بوسہ لیکے تیرے منہ کی کھائے

بس مین ہے چاہتا ہے کہ نہ باتین بنائے
اک غرض ہو دیکھیے خوب جائے

کہتے ہین اک ملے نگین سونیک لائے
سر پیٹیے کہ بیٹھ کے لشوی بہائے

سنا وہ جو شہر مین ہو گر نگین ہو
درگاہ مین اگر تری رولی اوٹھائے

بوسہ لیا تو بولے جھک کر یہ کیا کیا
پھر وہ پر ہوش مین ہے خاطر سے لیجیے

ناکہ سے کہا آنے کا وعدہ درست ہے
اسکی سند نہین ہے کہ پھر بھی لجائے

بوسہ پہ پہنچہ جو کی تو تکرار کہہ کے اوٹھے
پہر تیاہی بہر ضرور ہے جسے منہ لگائے

ارکان مین یون تو چاہیے والے حضور کے
ایک ہمسا با وفا تو کوئی ڈھونڈ لائے

بنا ساغر کا ہمی سمجھے ہر ایک حال
دشمن کا بھی نہ دل کبھی یا سجان دکھلائے

نفرت ہین ہمی ہواؤں مین گم سخت جان
کس منہ سے اب حضوری جانان مین جائیے

کیجیے کل عیش یا غمین
چھوٹتے ہین ہم اسطرف سے اور آپ آئے

واعظ سے ایا جو تقی حقیقت تو یہ کہا
طول سخن تو ہو چکا مطلب پہ آئے

کی تو کئی جانتا نہین
کیونکر کسیکو قلب کی حالت دکھائے

سب لیتے ہین اونکا قصہ نعیم اللہ ہرکا ہے | پلکون سے جہاڑ دیجئے انکہین بچھائیے
مدت سے یہ تو ملین ہی اپنے تہی ہو لی | سب کچھ گذر ہوا ونکو اکیلا چھوڑائیے
خط دیکھے کھیتوں تناٹا لی صبا میت کے | موقع ہی نزع تک ہی اگر دیکھ جائیے

اے اوج وقت منزل اول کا ہے غرور
تکیہ مین چلکے پہلے سے بستر جمائیے

بحر متقارب

کسی زلف کا اسکو سودا ہے کیا ہے | یہ کیون خود بخود دل دکھتا ہی کیا ہے
کھلا کچھ نہ حال اپنے خود رفتگی کا | چھٹن یاری کا چھپتا سے کیا ہے
نہین ایک پل آنکھ سے اشک تھمتے | یہ سوتہ ہے چشمہ کہ دریا ہے کیا ہے
خرامان ہوئے وہ کہ آئی قیامت | جدہر سنتے اک حشر برپا ہے کیا ہے
وہ کیا آنے والے ہین سیر چمن کو | یہ ہر غنچہ کیون مسکراتا ہے کیا ہے
تپ دل کی حدت سے کس کس ہی جیتے | جو آیا ہی پوچھا اوٹھا کیا ہی کیا ہے
چمکتا جو ہے درمیان زلف ورخ کے | یہ عقد ثریا ہے چمکا ہے کیا ہے
مگر غیبت ہو کبھی دل نہ دینگے | کچھ اسنے ہی صاحب اجارا ہی کیا ہے
جو رستی ہی غفلت جو وہ وہ پھر تک | غشی اسکو کہئے کہ سکتا ہی کیا ہے
زبان کھینچے سے دل اوٹھا ہے پھر کے | چھری ہی ضرب ہے شکستہ ہے کیا ہے
جھکاتے ہے افشان کرتا ہے فلک پر | ستارے کہ صاحب کا سکہ جڑا ہے
کوئی آفت تازہ ہے آنے والی | یہ دل خود بخود کیون دھڑکتا ہی کیا ہے
اکیسر [illegible] سلطان | ایسے کچھ کہنے کلیا ہی کیا ہے

یہ کس لئے بیقراری ہے ایدل — فدا کسپہ ہے کسکا شیدا کیا ہے
جو پہلو مین اپنے تپکتا ہے ہردم — دل خستہ یا کوئی پھوڑا ہے کیا ہے
بہت سج کے جو آج بن ٹہن کے بیٹھے — یہ کہیے کہ کسکا ارادہ کیا ہے
وہ کیسے بچے کیون ہین حکومت جتاتے — کوئی زرخرید انکا ہے کیا ہے
نہ مانین کہا لاکھ غصّے وہ کہین — لیے پہری سبھی ضد اچہا ہی کیا ہے
بہت سے بچے لیے پہلو مین دلکو — نہ پوچھا کسینے یہ کیسا ہے کیا ہے
بتو تمین حسن الہی کے جلوے تو دیکھو — یہ قدرت کا اوسکے تماشا ہی کیا ہے
قیامت کا شیدگی کا اونکے ہے پہلا — یہ انجم افعی سے کالا ہے کیا ہے
نہ آہوان سے تماشکی اوسکی آنکہین — یہ قولا سے سنا تارا ہے کیا ہے

آہستہ آہ بھج لے کچہہ تو کہو کچھ نشتر ہے
یہ ہم سا جو بدنام و رسوا ہے کیا ہے

[illegible]

وہ بانکی سج اتنے یار ہاتھ مین ہے — جو دکہانے لاکہو نکا پیار ہاتھ مین ہے
بڑہائی دست طلب کو نہ ای ہوس پہیلا — کہ اہم ظفر پیر نگار ہاتھ مین ہے
عمل سے بخت کے دونو کو نے لفیب رکہہ — زبان نہ کام کی لیکن آج اختیار ہاتھ مین ہے
ضرور نہین کسی بیگانہ سے کہو بات — نہین یہ رنگ حنا اسے نگار ہاتھ مین ہے
زبانہ کیون نہ پلٹ جای تو پہیرے آنکہہ — لگام ابلق لیل و نہار ہاتھ مین ہے
قلم تجہے سپہر سخن کے ایسا ہی — پلا دے وہی جو دفع خمار ہاتھ مین ہے
بہ نیستند سنتیان اونکی بھی دیکہیں اوترین — اڑا وہ باز نظر جہان شکار ہاتھ مین ہے

الگ تھیان خنجر کی تیری ای نگار ہین
یہ گلستان ہمیشہ بہار ہاتھ مین ہے

وہ ہے کام تو مشاطگی کا دیکھین
یہان خزان طرح کا سنگار ہاتھ مین ہے

طلب ہے دل کی تو حاضر ہے لیجئے صاحب
یہ پہلے ہی سے برای نثار ہاتھ مین ہے

پتنگ گاہ مین کس دبدبہ سے آتے ہین
نشے مین جھومتے تیغ آبدار ہاتھ مین ہے

نہ لگا کھانے سے ای قاتل
جو ایک مین وہی لذت ہزار ہاتھ مین ہے

[illegible] کی طبیعت خدای خیر کرے
چمن [illegible] ہاتھ مین ہے

[illegible] نہین [illegible]
کبھی [illegible] ہاتھ مین ہے

[illegible] سے [illegible]
کبھی ہاتھ دل نے اختیار ہاتھ مین ہے

خبر لے [illegible] جانی ہے
[illegible] غبار ہاتھ مین ہے

[illegible] سو ایون کو [illegible] ہین
[illegible] ہاتھ مین ہے

تو اپنے فعل کا قادر نہین یہ یاد رہے
کہ نامۂ عمل انجام کار ہاتھ مین ہے

یہ رات ہجر کی بیمار غم کی حالت ہے
چھپا جگر تو دل بیقرار ہاتھ مین ہے

فقط وہ علم سے [illegible] نہین ہاتھ
نہ [illegible] نام خدا کے شمار ہاتھ مین ہے

رفیق راہ دیار عدم کہان ہی اوج
عصای آہ فقط مستعار ہاتھ مین ہے

سجع لقا رب معروض وائلم

فلک پہ صبح کا نب اوٹھے چھپائے ستم کبھی نہ کفن سے
وہ ترک خونریز تند خو چلے جو چال اپنی بانکپن سے
[illegible] جھپک کے اپنا ہوئے روانہ جو انجمن سے

وداعِ جان کہے جسم سے یا بہار رخصت ہوئی چمن سے

لبانِ معجز نما پہ جانان کرینگے یاقوت و لعل قربان

خجل ہو درجِ گہر سے جان یہ پیارے پیارے سخن دہن سے

چلے بحسرت عدم سے آکر کھلا نہ اتنا ہی ہم سے ہمسر

یہ تیزی ہوئی کہ بادِ صرصر نکل گئی آتے ہی جو سن سے

ہے عشق شیرین سے یہ تو ظاہر چکھی نہ تلخی موت آکر

عجب ہے کیا پایا پھوڑ کر سر کوئی یہ پوچھے تو کوہکن سے

جو اس زبان کے جوہری تھے سمجھا ہے جس جس نے دانت دیکھے

یہ کچھ ہی ضو میں صفائی ٹھہرے منگالئے موتی بہت عدن سے

ارے ستمگر یہ کیا جفا ہے تڑپتا کیوں اسکو چھوڑتا ہے

لگا دو اک ہاتھ اسمیں کیا ہے کوئی کہے یہ ترے تیغ زن سے

نسیمِ زلف اونکی خوب تر ہے خطا یہ عطار بے سر سے

ہمارے کہنے پہ سنک گر ہے تو مشک نافہ منگا ختن سے

یہ ایسا کہنا تو ہے قیامت ملینگے پھر ہی شبِ رخصت

فضول اگر کوئی کی یہ علامت ہے صاف ظاہر ہے یہ سخن سے

کبھی جو رفتار کو دکھایا تو ایک قیامت ہوئی ہویدا

جو سر بقا رسنہ کو کھولا تو پھول جھڑنے لگے دہن سے

یہ کیا الٰہی ہے میں قربان پر آئے عاشق کے دل کے ارمان

نشاط سے چہرۂ دلربایان کہ ماہِ کامل چھپے گہن سے

تمام عالم کو دکھا دیا تھا کہ مال دنیا لیا نہ اصلا
یہی سکندر کا ہاتھا جو ہاتھ باہر رکھے کفن سے

خرام دیکھا ہے جب اے پری وش تمہارے رفتار پر ہوا غش
یہی ہے کبک دری کی خواہش چال سیکھی کسی چلن سے

گنا ہاں کو مثال پہ پھیلائے کہاں ذکر ہے [illegible]
کہ ساتھ جا [illegible] سے ہوا اس دہر کفن

ہیں ہم تو شور اپنے عاشقی کے ہر اک زبان پر ہیں چرچے
یہ قیس و فرہاد کہیں [illegible] تمام چپ [illegible] زمانے میں سے

[illegible] انجمن کی ہماری دولت نے پیشوائی
چلا جو [illegible] سے تو [illegible]

[illegible] آفت [illegible] صورت
چلا وہ رفتار قیامت [illegible] آنکھیں حیران

پھنسے تو ہیں زلف عنبریں کے پر دیکھیں تقدیر کیا دکھائے
نکل بھی اپنے ہی اوج چھوٹے جو پائیں پھانسی اسی رسن سے

بحر مجتث مخبون

تمہیں [illegible] کو [illegible] بڑی بار گراں ہوا
[illegible] کے زیر تیغ سجدہ فرض ادا ہوا

[illegible] چال اپنا ہو گیا ہوا
[illegible] گئے مگر [illegible] دل لگا نہ [illegible] ہوا

زلف [illegible] ہی [illegible] عجب تماشا
[illegible] بلا سے کب چھٹا اسکا جو مبتلا ہوا

[illegible] بچا [illegible] دل [illegible]
[illegible] ہو [illegible] بلا ہوا

ناصحا کہہ تو کیا مجھے سر رشتۂ فضول سے
تو ہی بتا کہ کیا مجھے ابھی سے دل لگا ہوا

کیسی ہوئی ہے ناگوار گلشن دہر میں چلی
بلبل دل ہوا خموش اپنا جو بولتا ہوا

کھڑی کلیم سے کوئی آئینہ جو تاب دیکھیے
رونق بام میں ویران اور ہے نقاب اٹھا ہوا

کوئی تو اوس سے سب کہے چھوڑ نہ ٹھیان اوسے
اور یلک کے چھوڑ دے ہاتھ کوئی چھپا ہوا

شورش سے ہجوم غم غنچۂ نفس ہی بھم
لب تنے سے ہو تباہ ہی ستم جوش جنون سہا ہوا

آپ ہی نہیں نہیں سے کیا ہم بھی نہیں وہ برملا
کچھ تھی نہ زیب کہا تھا کہ تمنے دبا دبا ہوا

دیکھ تو کر کسے اوٹھو نقش سپہر نارسے
سوچ یہ کیسا گھپ چپلو عنبر جو کچھ بنا ہوا

دشت بلا میں بخت کے قیس بھٹکتا ہے پھرا
شامل حال حال ایک جھپسا نہ رہنما ہوا

اپنے اسیر وقت کے اوس سے تھے فضول ہی
بالین پہ جب گذر گیا خود ہی وہ دیکھتا ہوا

محفل شیخ میں ہی لو مجھے گھٹ سے گئی ہی چوری
وجد میں تا و بلا آج ایک سے ہی اک اٹھا ہوا

وے کے خلاف میں کچھو اپنے بنائے کیا بنے
اپنا تھی ہم لعل سبکہ ہو خود ہی پھرا ہوا

زاہد و برہمن پہ کیا دونوں سے متفق رہا
رند بنا جو دیر میں کعبے میں پارسا ہوا

کوئی نہ راہ پے خدا اوسے نہ شکر کر سکے تو چا
لو وہ جہان سے اوٹھ گیا در پہ جو تھا پڑا ہوا

آج وہ خود غرض تو تھا کس لیے دل دیا بتا
شکوہ عبث ہی رہ گیا اب تو جو کچھ ہوا ہوا

[illegible]

دل تو رستا تھا طپان زینت پہلو کیلئے
پر نہ ہوا سینہ میں پیدا کسی ارمان کیلئے

دلکو کیا دی نہ امان دو مری پہلو کیلئے
خلق ہی تو رہے تسخیر اسی کیلئے

رنگ کی بادہ گلرنگ سے آنکھوں میں سرور
شبنم تو سے جو کسی نرگس جام کیلئے

لو جو سو لگی بت سے زلفوں کی وہ بھی پھینی
پھول سا ہے جو بھی کہ گردش ہی سے نکہت کیلئے

آج دیکھیں تو تیرا ہاتھ کا ہے قاتل
اپنا یہ جامہ تن لائے ہیں لہو کیلئے

ہیں اون آنکھوں میں مروت غضب شرم افسون
خوبیاں اتنی کہاں دیدۂ آہو کیلئے

جم گئی بادۂ گلرنگ سے آنکھوں میں سرور
ہم نے بوسے جو کسی نرگس جادو کیلئے

عشق میں کاکل و ابرو کے یہ دن ہی سیکھیں
منتر افعی کا تو افسون کوئی بچھو کیلئے

باغ کی سیر دکھائی ایسے صحرا لپانا
ہم نے کیا کیا نہ کیا اس دل بدخو کیلئے

حکمت محض لیسے کہ نباہی ای بت
تو نے بے واسطے پیچ سر زانو کیلئے

اقرج سالک میں تو دریا ہی بہا دے پر اب
آنکھ مدت سے ترستی ہی اک آنسو کیلئے

بحر ہزج سالم

جب سے دل کو محبت ہونیوالی ہے
الٰہی خیر رسوائی کی صورت ہونیوالی ہے

وہی پھر گرم میخواری کی صحبت ہونیوالی ہے
کہ پھر پیر مغان سے اپنی بیعت ہونیوالی ہے

دکھاتا ہے عبث الشیخ باغ سبز جنت کا
یہاں کس کو تیرے پیر نبیذ غنیمت ہونیوالی ہے

اسی اندیشہ سے میں شمع کی طرح پگھلتا ہی جاتا ہوں
کہ پھر نازل بلا ہی شام فرقت ہونیوالی ہے

وہ خود آوینگے اے دل قبر میں شانہ ہلا نیکو
گلے جی بھر کے لپٹا لیں کہ خلوت ہونیوالی ہے

خفا بتاتی ہیں دل آزار سی پر اتنا سمجھ رکھیں
کہ پرسش سب کی روز قیامت ہونیوالی ہے

خدا کے واسطے قسمیں نکھاؤ جھوٹے وعدوں پر
پہلو ہی بچتے ہم ایسے سے مروت ہونیوالی ہے

یہ نقشہ ہے کہ اصلاح دماغ و قلب ہی کرلے
عیاں ہی تیغ ابرو کی کہ آفت ہونیوالی ہے

جنوں میں جی آوے مرتبہ عشر اللہ کیسا
تمہیں صاحب یہ کیا قیامت ہونیوالی ہے

بلانا اونکا عبث ہمکو ہوا بدل نکے سبب ہی
اجل کی ... یا ہونی ندامت ہونیوالی ہے

کہاں ہم اور کہاں تم بس یہ صحبت ہے غنیمت
یہاں کچھ اور ہی ناصح صورت ہونیوالی ہے

نہ ہو اور ہم جانیں آگے پھر گلشن کو
بھلا ایسی ہی کیا ہی قیامت ہونیوالی ہے

اجل کے متصل پیغام آئے ہیں
تجھے بیماری فرقت سے صحبت ہونیوالی ہے

طبیعت آپسے پاسے پھر [illegible] لگا زیادہ ہیں
رفیق وحشت غربت فلکی وحشت ہونیوالی ہے

قیامت تک نہ اوپر [illegible] کسے تلکی ہی سنیم ہیں
لحد میں [illegible] داغ حسرت ہونیوالی ہے

وہ [illegible] لوٹ لائے ہیں
[illegible] نازل حقکی رحمت ہونیوالی ہے

سمجھا کیا [illegible] اوج آلت کے بالین سے
[illegible] کیا اسے تجھ بیاں برگشتہ قسمت ہونیوالی ہے

[illegible] غزل [illegible]

ناصح تجھے فراق میں کیا اضطراب ہے
یہ پوچھنا ہے اس دل کا کیا خراب ہے

حسرت پائی [illegible] کبھی پیچ و تاب ہے
کیا رنگ ہو گیا ہمیں عہد شباب سے

[illegible] شیخ جی صہبای ناب ہے
اچھا ہے نہ رنگ ہی [illegible] شراب ہے

[illegible] فراق [illegible] جگر اضطراب دل
کیا کیا نہ تحفے لیجیے [illegible] خراب سے

سنے تمہاری بات کو اونکا تو لطف کیا
[illegible] آپ جو کسی حاضر خواب ہے

[illegible] دوست تھا تو وہ بھی کی خم کے متصل
[illegible] عشل مری [illegible] شراب ہے

[illegible] سپید کا جو کنارہ ہے [illegible]
[illegible] کا ہوا [illegible] کا پھول [illegible] خواب ہے

شاید اسکے [illegible] انکی ہی [illegible]
[illegible] زمانے کی ہے انقلاب سے

[illegible] نہیں
[illegible] لطف سے ہیں [illegible] عذاب ہے

کچھ حالِ دل ہاشم شبِ وصل نہ کہہ سکے
ہم رعبِ حسن سے تو وہ فرطِ حجاب سے

پر ہنا دو پڑا دستِ دامانِ آرزو
ہم کب پہر اکون کو تابِ خطاب سے

پایا ل تو حجوم ہجوم کہ آگ سے لگی جگر
ونکل کر گئی ہے چشمِ پر آب سے

سوزِ جگر سے سینہ میں شاید کہ لگ گیا
نکہت اوڑنے لگی جو سیخِ کباب سے

کیا ناک آج ہو بہت طبعِ رواں بھی ہائیں
بسیار تو قد رواں ہو کوئی شیخ و شاب سے

تقاریبِ معشوقین

قیامِ رعنائی و شوکت قد پریاں و مثال سمجھے
اوسکو پیدا ہت کہنے ہوا ونکو قیاس خیال ہے سمجھے
تمہارے مکھڑے کو صاف کہدین کہ ماہ اپنی نو نہال ہے سمجھے
جو سمجھا ہے کو بدر کا تو قوسِ ابرو ہلال ہے سمجھے
تمہی نرب ولی پائی صحت وہ نکلی بمعجونِ خدا کی قدرت
سبب کوری کا فی الحقیقت جسے کہ ہم نے وگال سمجھے
مبارک اہلِ دل کو یارب سمور و سنجاب خز و قاقم
یہاں تو کمبل ہے اپنے بستر کبھی نہ تو قبال سمجھے
امید جینے کی تھی ابد سب بیٹھے ہیں قدم سے بان اب
ہوئے وہ آزار ہر طرف سب جو اپنا چہرہ بحال سمجھے
پھر اگل آرزو سے دامان الٰہی قدرت تیرے قربان
ہوئی وہ اک پل میں مشک آسمان جسے تھے ابر و ہلال سمجھے

پہنسی ہو از دو ہو کہ مین ہم ہم اوٹھاتے وقت صدمہ و غم
عدم سے آتے نہ اس طرف ہم جو ہم سمجھتے نہ اپنا مآل سمجھے

ہوئے جو مقتل مین اوسکے داخل تو ہم بہت چونک چونک اوٹھے
پہ اس سلامت روی کو ہی یہ کیا ستم ہے کہ چال سمجھے

مگر بگڑو صاحب تمہاری صورت تو ہے سراپا خدا کی قدرت
وہ ناتوان ہین تجہے بہ حقیقت جو تجھکو یوسف جمال سمجھے

تصور لعل لب مین اونکے تو لخت دل منہ سے فدا لیتے
جو یاد زلف دوتا مین اوجھے تو زندگی بہی وبال سمجھے

ہوئی ہے یہ اصور زردی رخ خزان بہار چمن مین آئی
فسلے جو رخسار سے طلعت تو حسن کا ہم زوال سمجھے

سوای بیدرد و دشمن دین کہین ہے ایسی کو آج کیا ہم
کہ تو بہ بیت الحرام مین ہے جو خون عاشق حلال سمجھے

بحر تقارب مقبوض

کیا جو کچہہ تو نے ترک پرفن سنا نہ ایسا کبہی کسی نے
بنایا سارے جہان کو دشمن ستم کی اک تیر دوستی نے

کسی تڑپتے ہی اپنی ہر شب بدن دکہائے اس عاشقی نے
الم ہے ہائے کیا کرین اب نہ پہلے واقف کیا کسی نے

جو عاشقون کو نظر وہ آئے تو کیون نہ بیٹہین پہر اپنے سینے
ستم ہی لاکہون ہین گہر بٹہائے کیسی کی کرتی اوٹھی اوٹہی نے

پیرانہ سری میں عرض یہ میں نے ہنسا تھوڑا و بچپنا مسکرا پایا

دیا ہے اکثر اپنے کو دھوکا ہماری اس بت کی لاغری نے

یہ کیسا لطف حیات پایا عبث عبث ہم نے مفت لگایا

کہ زندگی بھر ہمیں رولایا اوس ایکدم کی ہنسی خوشی نے

وہ پیر تو فرقت کے غم نے توڑا ابد پہ محبت سے منہ نہ موڑا

غرض ہی ٹھکانے لگا کے چھوڑا کسی ستمگر کی دل لگی نے

نہ شرح شکر کیا تو ہنا صبح ہو پانے قسمت سے بیش یا کم

اس میں دل کو لئے پہر ہم نہ مانی پوچھا مگر کسی نے

تحمل و جبر و صبر اپنے غلط وہ نکلے جو ہم تھے سمجھے

مٹائے وعدے ماہی کے پیت طبیعت کی بیدلی نے

سدھارے باغ جہان سے جب ہم نہ کوئی رویا سوای شبنم

کیا ہے نقش اپنا ماتم قضا نے حسرت نے بیکسی نے

بھلا اوسی حال شرح کیجیے زبان ہو حیف بیان لینے کے

بٹھا کے پہلو میں اوسکو ہے اوٹھائے صدمے جوانی جی نے

یہ دل میں پچتا رہے ہو اب کیا نہ کچھ حسن ایک بھی بوسہ

نہیں ہے پہلو میں شکل بیچ کر رہا جو ہے کدا کو کسی نے

تب تو پاتے جنون ہوا ہے یہ کیا است امر وحشی کا ہے

میں تو لوٹ جان گیا ہے یہ راتیں لگا رہی سہیلی نے

اپنے ہم بند ہو خدا کی قدرت [illegible]

کریست پیر مغان سے بیعت ہو دل دائے ہین ہشتی کی
بچاو ڈہونڈہا تو آج ہر سو نہ زہر کہانے تو کیا تہا قابو
مفسد کا تمکن ہوا نہ پہلو یہ سبب کیا اپنی نے لبی نے

بحر تقارب

تڑپتے ہین فرقت مین ہو ہو نہ چی ہے
ادہر دل لگا ہے اودہر دل لگی ہے

جو جوش جنون دلکی وحشت بڑی ہے
غنایت یہ سب حضرت عشق کی ہے

یہ ہولی ہی کیا غیر کیجو اُٹھے
کچھ اس واسطے پہلو رنگ بگڑی ہولی ہے

پریشان بہت تڑپے رو رو کے کراہے
اُسیکا زمانے مین نام عاشقی ہے

وا اُسکی بانکی ہے قاتل ہمارا
ہی ہے وہی ہے یہی ہی وہی ہے

گو اہو نہین خون کے پہرے روز محشر
اجل ہی ہی حسرت ہی جی بیکسی ہے

حقیقت ہے کیا یون بگڑتے ہو صاحب
چلو دل ہی حاضر جو یون خوشی ہے

کبھی ہے پرش حشر سے ہمکو ہرگز
نہین غم کہ شایہ رحمت تیری ہے

نپ ہجر سے ہم لبون پر ہے ناصح
سنین کیا کسیکی کہ اپنی پڑی ہے

نہین عاشقی کوئی ہنسنے کا نوالہ
یہ سختی یہ سختی گہڑی پر گہڑی ہے

دل اپنے تفرقہ اور رون کو ٹالو
پہلو جی بہت ہی الیسی سنی ہے

بہت انسوونکی روانی تو دیکھو
یہ اٹہتے ہین چشمے کہ ندی بڑی ہے

گذشتہ کا کیا سوچ پڑی کو جہیلو
کسیکی ہی ای آج یکسان نہی ہے

بحر تقارب مقبوض واثلم

رہی دونوں میں جو یہ صفائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے
تو ہے محبت بنی بنائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

کہے سنے پر یقین نہ لاؤ جہاں میں ایسے بھی مفتری ہیں
جنہوں نے دونو طرف لگائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

یہ لطف آپس کے میل کا ہے دو قالب اک جان کہے زمانہ
وہ دن نہ آوے کہ ہو جدائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

برا ہے بول کا ہو جانا تب نہ شیطان کے کان بہرے
کہ پہچہے [illegible] ہوا اور ہو کر ائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

ہوا ہے ایسا ہی [illegible] کہ تم ہو بگڑے تو ہم بھی روٹھے
مگر نہ [illegible] ہوئی برائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

ملا ہے [illegible] ترک خود سر [illegible]
یہ دام گیسو میں دل پھنسا کر تمہاری ہم سے ہماری تم سے

کہ عشق کامل ہو دونو جانب نہ فرق ہوگا دونوں میں تو بہ
اگر رقیبوں نے بھی لگائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

رہیں [illegible] بصورت ہم ہیں ملکے زندگی بھر
نہ بعد وصلت ہو پھر جدائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

جو یوں [illegible] آپ اپنے قول کے ہیں تو آج ہی [illegible] وفا ہے
بنے گی بہت خوب آشنائی تمہاری ہم سے ہماری تم سے

[illegible] اقبال [illegible] واللہ

تمہارے فرقت کے صدمے دلپر سہا کرینگے سہا کرینگے

یہی جو مرضی ہے بندہ پرور تو کیا کرینگے تو کیا کرینگے

بلای بلا ہیں بتِ ترک خودسر کہ ہو یقین کشتگو کیونکر

یہ دام گیسو میں دل پھنسا کر رہا کرینگے رہا کرینگے

ادا پہ ہم بھی الساقی ہاتھ اوٹھا کر ڈرے ہیں جو کرینگے اگر

فقیر ہیں نہ ایک جام پا کر دعا کرینگے دعا کرینگے

سمجھ تو اے شیخ مرد زیرک یہ سوز داغ جگر ہے جبتک

ہمارے آہو نے شعلے بیشک وہ ہا کرینگے اوٹھا کرینگے

ہمیان تھا اوس بت کا زعم فاسد جواب خط مانگیو نہ قاصد

وہ شہد میں یکتا ہیں جا بکر صد سوا کرینگے سوا کرینگے

پڑا وہ ہنسے اپنا تو کہدے کوئی کہ ہیں وفا کیش کسکو ملتے

محبت ایسے سے ترک کرکے برا کرینگے برا کرینگے

غریق دریای عشق ہیں جی سے ملے نہ جبتک وہ بحر غزلی

یہ چشمہ چشم دو تو یہاں ہی بہا کرینگے بہا کرینگے

زمین پہ یون گر نہ شیخ بدخو ہمارے سجدونکو دیکھو تو

یہ زیر محراب تیغ ابرو ادا کرینگے ادا کرینگے

ہے عشق کی یہ آکر چلے ہیں بت سے وکان اوٹھا کر

سکتے دلکو دف بنا کر خطا کرینگے خطا کرینگے

وہ در بیدا وضع ہم ہیں حضرت سبیلنے جی ہوگی ترک عادت

ہونگا جب عالم میں صحبت پیا کرینگے

نصیبہ سے ہوا اگر شیدا اب اسکا ایدل عبث شکوا
بتا تو یہ کون جانتا تھا جفا کرینگے جفا کرینگے

روا ہے ترک لباس بیشک یہی جو وحشت جنون کی ہی بھڑک
تو ہم گریبان و جیب کب تک سیا کرینگے سیا کرینگے

پیا اونکا کہتا ہے حسن صورت کہ حشر تک یہان پہنچی تو
ہم اپنی قامت سے ایک قیامت بپا کرینگے بپا کرینگے

قرار تو یہ بھی ہی مناسب ہے کہ ایفای قول واجب
یہ کون کہتا تھا میرے صاحب وفا کرینگے وفا کرینگے

بہت ہیں غارتگر زمانہ کبھی نہ ای آوج دل لگانا
نہ اونکے قول و قسم پہ جانا دغا کرینگے دغا کرینگے

بحر رمل مثمن مقصور و محذوف ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

زلف پیچ ہوئی جسکی گلوگیر کبھی
دست ستم سے بھی لوٹے نہ ہم زنجیر کبھی

ہوئی ابروئے فرخ کی تو چلین تیر کبھی
یہ دل وحشی عاشق تو ہو نخچیر کبھی

کٹ ہم مین کہ غبار در جانان کی حضور
ہاتھ سے اپنے چہوین خاک اکسیر کبھی

اوجی صبح سے مقتل مین بنا پہرتا ہے
ہاتھ مین یار کے خنجر ہے تو شمشیر کبھی

دلکو الفت سے رکھا بار بہت سہلا یا
یہ وہ نادان ہی نہ سمجھا کسی تدبیر کبھی

خیر کر خیر کہ تیرا بھی ہوا انجام بخیر
ساتھ جائیگی نہ یہ دولت و جاگیر کبھی

جیکی صورت کہین ہمراہ جو ہاتھ آجائے
مر کے اوترے نہ گلے سے تیری تصویر کبھی

دل کو پکڑے ہوئے تھا ہنسی وہ جو آئے
آہ پر وہ دیکھا اتنی تو نہ تاثیر کبھی

کہیں بگڑی ہوئی بنتی ہے کوئی لاکھ بنا ہی
غالباً آئی نہیں تقدیر بہ تدبیر کبھی

پاؤں پھیلائے تو کیا آ تیرے مجنون نے
ہاتھ آئے نہ گلے کی تیرے زنجیر کبھی

معنی سورۂ والشمس ہوں روشن آ شیخ
دیکھ تو مصحفِ رخسار کی تفسیر کبھی

ہاں ہی پھر کوئی وفا میں وہ قدم کیا رکھتا
راہ پر لائی نہ اوسکو میری تقدیر کبھی

ربط باہم کا میر سحبان اسے کہنا ہے بجا
پھر ہوا ملک شکر سے نہ جدا شیر کبھی

نوجوان تو نے پر ارمان تو اوٹھا کے گیا
نکلی حسرت ہی کیسی فلکِ پیر کبھی

واہ کیا صنعتِ صانع ہے کہ سبحان اللہ
کھنچ سکی تیری نمائی سے ہی تصویر کبھی

اب یہی شغل ہے فرقت میں تیرے عاشق کا
لب پہ ہے آہ کبھی نالۂ شبگیر کبھی

بہہ گیا شمس کا منہ داغ قمر نے کھایا
دیکھلی دونوں نے شاید تیری تصویر کبھی

خود پسندی کا ہے کسکو گمان تھا جو کی
تجھکو ہم خود نہ دیکھا تری تصویر کبھی

دیکھکر رو دیا جگر تھام کے ہمدردی کی
اب ہے بالین سے جو گذرا کوئی دلگیر کبھی

تو نے ایسا کیا اے فلکِ پشت وہ دوتا
اب کہاں میں جو تھے سیدھی صفتِ تیر کبھی

اوس نے کی ترکِ ملاقات ہی شاید ای آہ
بھیجا پیغام نہ آئی کوئی تحریر کبھی

بحر مضارع اخرب مثمن مکفوف محذوف ارکان مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیونکر بشیر موصوف ثنا کیا مجال ہے
جس شئے پہ کی نظر ترے صنعت کمال ہے

دنیا سے کامیاب تو اوٹھنا محال ہے
قسمت میں اپنی وصل کے بدلے وصال ہے

[illegible] انتظار ہے
[illegible]

بس مین تیرے اپنا فضول عرض حال ہے
اے جان جان وقت کی صورت سوال ہے

سرگرم راہ منزل الفت نہ کیون رہون
وحشت مین عشق کی مرا چہرہ بحال ہے

کس گلبدن کے ہاتھ مین آہستگی ہے سبز
گلشن مین جس شجر پہ نظر کی نہال ہے

خط اور ہے زلف کی آئینہ ہاتھ مین
اسکی خبر نہین کوئی آشفتہ حال ہے

شکر ایدل حزین کہ دولت جہان ہوا
فضل خدا ہے کرم ذوالجلال ہے

گر حسن عارضی ہے نہ غمزہ نہ مال ہے
اسکے لئے تلف تو اسکو زوال ہے

یوسف کو مصر سے وہ بجہکے لوٹے یہ انبیا
روحی فداک صل علی کیا جمال ہے

لازم ہے جامی نعت محمد مین درود
اسکی زبان بلبل سدرہ بھی لال ہے

سمجھ آپ ہی آپ عاشق سے یا نصیب
اگلی ہی وہ نظر سے نہ وہ لول بال ہے

جب گر ملا اونکا تماشا سر تو کیا
جہان فیصلے تک بناہی تو دو الفضال ہے

زندہ بھی ہم مین تو کبھی چلے شیخ جی
جائز جہان شرط ہی حلال ہے

شیشے مین وہ لگے ہمنے پری کو لیا اتار
عامل نہ ہمسا ہی نہ کوئی ذی کمال ہے

اب کیا کدورت اپنی صفائی تو کر چکے
پھر کیون کہو تو پھر گر ملال ہے

نے بوریا گدا نے سمجھا نہ شہ نے تخت
دو لوگ کا ایک منزل اول پہ حال ہے

ڈھونڈے تو مثل شر کوئی چار سمت مین
موجود شرق غرب جنوب و شمال ہے

پھر کیسہ یال الدار خدا نے مین گریبان
پشم دگر سے قاقم و سنجاب و شال ہے

وہ آپ بھی لینگے بھلا امتحان تو ہو
کس کے لہو سے سرخ زمین قتال ہے

قاتل ہمارے قتل مین پھر پیش پس ہی کیا
جھگڑا تو ایک ہاتھ ہی مین انفصال ہے

اس دشمن قوی سے رہو ہوشیار آج

گرگ لقب ... اول ... [illegible]

بحر رمل مثمن مخبون ... فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

گل میں ہر سمت ہے سیر گلستان ہو گئی
صدمے اس لیے ... کیا ہمیں حیران ہو گئی
ضعف ... ہے شفقت کی جان ہو گئی
ایسی نازک ... ہیں تب ایمان ہو گئی
سمجھے اتنی مدارای ... ان ہو گئی
اپنے ... کی خوشی ہو جو ... آ جائے
کس نے ... طلب میں ... کی ایذا
شادی و غم کو تمام ... برابر پایا
... اس کی حسرت ... ہوا ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

... چشمت ... بیابان ہو گئی
... [illegible]
اور ... ہوای عیسیٰ ... ان ہو گئی
... کو شاخ گل ریحان ہو گئی
... اچانک ... بیابان ہو گئی
... الہی و ... ان ہو گئی
... کعبہ کو ... ان ہو گئی
... ہم ... ان ہو گئی
لامکان ... ان ہو گئی
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

ہاں سیہ وشون لڑے جب سلسلہ بربی قاتل
بکف یار ہو اگر سر میدان پہونچے

اونکی اس زلف سلسل کی جو پھیلی خوشبو
جتنے گلچین تھے پسلٹے ہوئے داماں پہونچے

ششدر جہت مین ابھی ہین چھپ کر نکو یکتا پایا
لب ہین چشم مژہ عارض جانان پہونچے

نظر آتے نہین شمشیر زبان کے جوہر
جتنے نظم جب تک سخندان پہونچے

کون سوتا سب جو بلت مین بھی بہلا کر پاؤن
شب تا سر سنہ بلای شب ہجران پہونچے

جان لیتا ہے تمھارے غمزۂ تیر کا توڑ
ہے وہ نشتر ہے کہ تا مر گہ نشتران پہونچے

ستم ہی اٹھالے گئے ہر شب کرائے رونے
ان سے اونکو سحر عشق مین جان پہونچے

روز فرقت سے پرا ابدیان گردش کب تک
وہ نہ آئین تو اجل ہی کسی عنوان پہونچے

پہونچے اون تک تو اوٹھا صدمی فرقت کیون
سخت جانی سے کہان اپنے بیان پہونچے

عہد کرتے ہین سوی ہند پہر ابلتے اوج
مادہ سخت رہا سے جو خراسان پہونچے

بحر رمل مثمن محذوف وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

رات کے دن شادی و غم مین گذارا چاہیے
ہان وہ جس حالت مین رکھے قہم گذارا چاہیے

بخت کشتہ ہین سر شمار انجان یار چاہیے
اس طرف بھی تیغ ابرو سے اشارا چاہیے

ہان دل العشق یہاں میدان مارا چاہیے
اوس پری کو آج شیشہ مین اوتارا چاہیے

جان تن پاکر اسے بیدرد مارا چاہیے
اب بیمار فرقت کا چارا چاہیے

وصل کا اقرار سعدی ہی تو بخشے ہیں سہی
اس لب او یس کو تجہ تو سہارا چاہیے

مستحق لطف و استفاق عنایت بھی تو ہین
یا فقط الزام ہی حصہ ہمارا چاہیے

پیطرح افشان پہ اونکی سبکی پڑتی ہی نظر
چاند سے مکھڑے پہ تا لہ و نکو اوتارا چاہیے

حاک حاصل ہی ہوسیماب کب تھہی ہوگیا
ای ہوس نفس امارہ کو مارا چاہیے

اوسکے کوچہ مین گر موقع تو تہہ آیا ہی جو
پاؤن اپنے بستی کی متوالے پسارا چاہیے

لنگو رندو لسے خرید و جبہ و دستار و شیخ
عہد پیری ہی رہ عقبی سنوارا چاہیے

آبرو سے دولت دنیا بھی ہاتھ آئے تو خیر
گر خلاف اسکے ہو پایدل لات مارا چاہیے

ای فلک گردش سے تیرے صاف ثابت ہے یہی
ہم سیہ بختو نکا بھی چمکے ستارا چاہیے

بید خوان بلبل ہین گل خزان تو چلتی ہی نسیم
آج اونکو گلشن کو اوبھارا چاہیے

منزل مقصود تک پہونچائیگا بخت رسا
اسے دل راحت طلب ہمت نہ ہارا چاہیے

رابط خوبان جہان آسان نہین ہے ای دل مگر
بار فرقت کھینچنے کا تجہمین یارا چاہیے

ہاتھ آئے ساغر کیونکر کفایت ہو سکے
ہمت نے کی تکرار پہر بھی دوبارا چاہیے

جیسے دل ہو تو نکو کھنا ہی وہ ترک شعلہ خو
ٹھنڈی ٹھنڈی ہی جنب سے گر گر پڑا چاہیے

ہاتھ آتا ہے کسی مطلوب کا مشکل ہمین
ہان مگر رسوائی و ذلت گوارا چاہیے

کیسے حسن اونکی اپہری دیکھنی ہی ہوس
کیا ہے مال نقدی لے کے ہاتھ مارا چاہیے

ہشتاد پہر غرق ہوکر و آتمو ق فرہاد وقیس
بحر پر گرداب الفت سے کنارا چاہیے

گو جہن سفلہ بدرنگی دیکھا ہے مگر
جانبازی بدسکے آج اوس پی مارا چاہیے

بحر رمل مجنون مثمن محذوف ارکانہ فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

گوشہ چشم سے گر کچھ بھی اشارا ہو جائے
تیرے بیمار کو جینے کا سہارا ہو جائے

رونق بلبل اگر دوست نکلتا ہو جائے
ایک عالم کو غرقی سبب ہوش نہ ہو جائے

موت سے کم ہو گرفتار بلا کا ہو جائے
پہرنہ انسان کو کسی زلف کا سودا ہو جائے

رونق شہری پہ لو ہوا تو پتّا ہو جائے
اے پری چہرۂ سخن پیام سے جو سمجھے اگر
لیلیٰ شگفتہ بلبلِ زار کی باتیں جھیلنا بہت
مستانہ شوخی ہیں اپنے سر رکھے
اپنا عشق ہی ہو منظور ہمیں یوں ہی سہی
پھر چھیڑی کا ہتھیلی سے دکھا دی جو وہ شوخ
سینہ پہ جو ستم دستِ نگارین رکھے
بندھے کے باتیں نہ شتِ گل گذار و صاحب
شب تو دے بن کے وہ ہمیں تو سہی
جب کہ پیسے لپٹ شیریں کا ہے لبوں سے
پر طرف ہیں اس عشق نے دکھایا صحیف
اب سبب دیکھئے کھتے ہیں تبسم سے تجھ کو
جو اجازت تو کریں پیار گلے لپٹ جائیں
وہ نہ آئینہ دکھاویں ابھی صاحب کا نظیر
گرمیاں کس کو جتاتا ہے سفر کی واعظ
غلط سے سنتے ہیں جو آتا ہے وہ کھاتے ہو
چاندنی ہیں رحمت ایک لئے باہر نکلو
گھٹکا شوقِ وصلت پی اپنے عرض ہی ایسا

کچھ تو تسکین دلِ عاشقِ شیدا ہو جائے
خوب ہے عشق کا بیمار مسیحا ہو جائے
ٹھہر کے شرفِ قیامت کہیں برپا ہو جائے
عشق کا راز نہ شاید کہیں افشا ہو جائے
آپکا سر بھی تری لئیں جو اچھا ہو جائے
صاف نے نورِ فروغ یدِ بیضا ہو جائے
دور غور اپنے کلیجے کا دھڑکنا ہو جائے
دیکھیے دیکھو نہ کہیں اور کا شرکا ہو جائے
ہو حقیقت کا تو شر کو بھی دھوکا ہو جائے
دل نہ کیوں عاشقِ وارفتہ کا ٹکڑا ہو جائے
یوں لپٹ یاد نہ دین ہا ہی کسکا ہو جائے
حیف یہ گل سا بدن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
ہے یہ حسرت کوئی پوری تو تمنا ہو جائے
دور ولے کہیں یکتائی دعوی ہو جائے
یہاں تجھ سے زر ہیں ابھی والہ تو دریا ہو جائے
ہم بھی کچھ لیں تو پھر کیا سے ابھی کیا ہو جائے
ڈر ہے رنگِ رخِ پر نور نہ میلا ہو جائے
کوئی بت ایسی تو تو کسکا ہو جائے

ڈھونڈھ کو کوئی طرحدار سا محبوب ای آج
دل بہلنے کو ہو وہ ہاتھ سے مین سہارا ہو جائے

بحر رمل مخبون و ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دست نازک مین کھینچا خنجر فولادی ہے
آج وہ ترک خود آمادہ جلادی ہے

شکر ان دونون سے حاصل ہمین آزادی ہے
غم کا کچھ غم نہ شادی کی یہان شادی ہے

کیون نہین عشق بتان کو دل ویران جگہ
ہمکو اس کعبہ کی منظور یہ آبادی ہے

کوئی صد بار طلب دست بدل ہی کوئی
جسکو دیکھا تیرے بیداد کا فریادی ہے

خود ہی نقشہ تیرا نقاش ازل نے کھینچا
کید مانی کا نہ یہ صنعت بہزادی ہے

نکلے جنت سے جو آدم تو تیری بزم سے ہم
کیون نہ سمجھے کہ یہ ورثہ میرا اجدادی ہے

سخت تر عشق کی منزل ہے پیادی جاذبہ شوق
سہل ہم اسکو سمجھتے ہین جو نادادی ہے

دفن کا حکم نہ دیتے ہین نہ خود آتے ہین
اونکی غفلت سے مرے خاک کی بربادی ہے

محفل غیر مین عاشق کو طلب کرتے ہین
یہ تو کچھ ظلم نیا آپ کا ایجادی ہے

آج اوس حسن خداداد کی دونی ہی بہار
دور زیور سے ہین پوشاک بھی کچھ سادی ہے

دل جکے مہندی ہوا غسل اب آرایش ہے
مرگ کی عاشق ناشاد کی یہ شادی ہے

نالہ و شیون کی آہ بھی گھٹ کر نکلی
غم و اندوہ کے کثرت سے یہ آبادی ہے

لائے پتھر کا جگر کوئی کہانسے ای بت
تیشہ آلشتہ تو نہین پیشہ فرہادی ہے

سر وہا سکتے ہین کیا یار اطاعت تو یہ
دل یہ اپنا ہے کہ نا روٹکا نہ سے عادی ہے

کی پتھر نے اس سنگدلی پر ای بت
نئے نیاز یہ سب دعوی شادی ہے

لے ہی لگی ہمین ای وحشت دل کیا کہا | تو نے سو و عیب سے طبیعت میری بہلا دی

شعر گوئی ہی عیب کو جیو شوارای آمح
نا بلد سے وہ جسے دعوی اوستادی ہے

پائی

ایک نگریان اک دھن مانے — تریا جا کے مہا گیانی
جوبن امنگے تی نو یلیے — روپ انوپ سہنر سہیلا
پلک پلک جیون متوالی ہوی — جہوم جہوم سب سکہہ جوے
کیل جون سنگرون راتا — راگ رنگ چیت کچہون نہ یاتا
سوگ داس سب جوئے دوارا — بہوگ بلاس نت منگل چارا
بیٹھے سجن پیتم سنگ آگے — چہتیان لاگ پیم رس جاکے
نکہہ دیکھے وہ جین جاتی ناہین ہوے — تریا مانو چنت مان ترن بمان جیکو
دکھ سکہہ جنم سنگہائی ائی — اَنت جات وہ وا وسر پائی
جہہ سوامی سنسار بناوا — توہہ آگم بہہ ریت بتہاوا
کبہون اَنت کبہون اوداسا — کبہون سنکیت کبہون سونگا سا
آدہی پاکہہ ہوت اوجیاری — آوت ماس ریت لن کاری
ایسو سکہہ کہہ دکہن آوا — جاکے باچہ کشٹ نہ پاوا
دن تہوڑے تریا سکہہ کینا — اَنت کال دیکہہ باسکہہ لیتا

دوہا

جو بدہ نہ پا استوی ہلو لے — کرم لکہا بیٹہے نہ کوئے
رانی تہی جو گن رہین کہو گن کینی بیس — سنگ کبہا پیرٹ بہئی راجہ چلی بدیس

راج کنور پہ دیس سدھارے
جب دو نوکا چہوٹا ساتہا
وہ رتو وت پنڈت مکہہ مورا
گج موتن جہہ مانگ سنواری
جہرما تہے پر ٹیکا سوہی
نرکت بہئی سیس نکرائی

دوہا

پہون ادہر اوٹہہ تکت چہون مکہہ سوبات
جب دن بیتے بہئین نراسا
تلپ تلپ ہبا کہوون لاگے
آنسون بہری لگائے نینا
وشت سنم کا لاگے کلیے
دوکہہ سنگہی مکہہ سون نستارا

دوہا

بہوگ بلاس کہیل سب چہوٹا
نکہہ پر کیس کہتا سی النسون ترت چہوٹا
جب سبہاوت کو دسہیلی
سہیلو بارن کا کرے تماسا
پتر اوتارے ندی بہائے
سانجہہ سبہئی اپ کروتیاری
کروجہپا آوت ہین راجا

کامن ترٹہے ہوک کی مارے
آئی پڑے پرہا کی ہماہتا
یہ دئی مارے سجاوت مورا
دہو بہری یہ ابلہہ ساری
جہب مکہہ ٹے پر چندرمان موہی
لال بہئی سب رکت ستانی
پہاٹی پنڈت کامنی جہت سوبہات
ٹوٹ گئی آون کی آسا
دہاڑ ماہن مکہہ روون لاگے
پہٹے کرتیج وہ دکہہ کیے بینا
نیاسن مین جیون ٹوٹے
بہیوا بہوکہن دیہہ کی بہارا
من اوجہہ جیون کہیر روٹا
ہوک کہٹن دامن بہئی ترت چہوٹا
کہومن چیلا اوٹہوا المیلی
پہون اور پہولن کی باسا
نپٹ اچنبہوٹ کہا سے
مکہہ سون بولو راج دلاری
ہین جو بہت سمپورن راجا

سب سکھین مل جب یہہ کینا
جانکی کونے چوک پر دیے بیٹھے راج
جیون سون جو سوت نراسا
جا کے ودہنت بیت کی دوندا
لگی آگ سکہ سنپت ماھین
کون کرم ہم پر بل کینا
ایسو بکہان سکے سیس نوالی
سوک کٹھن پردی مان بیکلی

دوہا

بیکہو کرے یہہ سون کو کے جیون ہوی
تب او کلای کارج یہہ کینا
راکھہ تیور انگار چھپاوا
سکاتن کو نڈر گل موتھین مالا
کہین سکہی کہہ سکارے
اودو پراج کی ماٹے چوکے
ساقہر کیسا دب بناے

دوہا

... استطر ... سون کام

تب برہمن یہہ اوتر دینا
کہیم کسل آپن ہین اوب کونے کاج

دوہا

ولے مدہ بکہت آن کی باسا
واکو نیہ رکت سکے بندا
من سوامی بل چھین سکل ماھین
جا کے بھوگ بدہ ہم کا دینا
بعنام کر بیچ انسو جہرلائی
کہہ کتا سون دامن دیکھے
ہوہو سوے باچھے تو پر باشت کہور
ولیں کتم دونو بجہدینا
کتا چار ونہہ بھیم اگاوا
بہت کنڈل کانڈ ہے ... چہالا
ہاتھے تلک نہین ہنساری
... ہاٹ اوکھے
... نگاے
اور کہو اچہا نہین ... رام

جن پاپ ہوت مہا و تہ بھاری | والسے بہتے رتن کے وارے

جیوا ہن چھون برہا ڈنٹ بتاوے | کویل کیسے سبد سناوے

جب تلون کا بہ گٹا پھوٹے | دو کہہ سون روتے تہالی کوٹے

دوہا

آنسون سون جل تھل بھرے اور اندہیری رین | یہ بیرہن بیٹھے رہے اور کیسے ہین

سون دیس ڈھونڈہ کے ہاری | کھوج نہ پاوا ایسہ وی ہارے

جب بلبو بسی لوٹے آسا | گرہن کینو تب بن باسا

پیس پیچھے سون وہرلی ہولی | یہ بیو دھیان لگائی بولی

جو کو دیو پنچھت مہا بروگن | کہہ کارن تم بھیری جوگن

کون کرو یہہ گیان تیالو | کون پہنتہ مان بستر رنگا یو

کون نٹھور یہہ گت کینا | تب دہکھیا یہ اوتر دینا

دوہا

سندن پل چھن کل نہین جیبو کو نکاج | بھانڈ دیس رتی سبھی تجہہ پاپن لاج

جب آکلان پریت کی مالی | پیو کا لکھن بیرہ شٹی پالی

ای مورے بلبھو برہ دے باسی | اے سکہو ایک کشٹ کی تھی

ای مورے سائین گانٹھ بندھیا | اے مورے پیتم لاج رکھیا

ای مورے سوامی جنم سنگالی | آئے ملو دکھت کی پالی

تمہرے کارج جوگ بہم لینا | بھوگ بلاس سبھی تجہ دینا

پایو مٹنہ سے کون کلیسا | کہہ کارن چھانڈیو یہہ دیسا

دوہا

رس جہاڑ و کرپا کرو کوپٹ من مین لاو | ہمری چوک بسار کے اپن درش دکھاو

جگت موری جھٹے نر موہی | جاگے دیکھے روم روم ٹوہی

کو وَنہ ہمرا دور و بنتا
بہت مہت پہرن وہو بہم بہانا
اس سنسار کا نا ہی ٹھیکانا
اب کیا ہوت ہے روے گا دے
جا کے پاؤن نہ جائے پوا ئے
نا کبھی ہے سچ نہین کہت لجیا آئی
کب لون تڑپے کب لون روئی
رکتن آنس رین دن روئی
مورے راج کون ھے لینا
کہہ پیرن مورے کنتھ لو بہاوا
جا کے بدھ بج اتنا لوٹری
بہہ بگری بن جائے ساری
ابھی جوانیت آئی کے ورش بیہاو یہ
ٹھیک ہنسے جگ مان ہے موری
چھون دیکھ پرویسکاری
پھر آئی ہم کا پیسو
تھکے آئے ہو سم نا ہین
لیبو کال جب ہمکے ناسا
ست النیر کچھ ونا جانو

نا کو وہمرا باہم وپیا
من کی بیتی کو وَنہ جانا
کشت سنگھا لی برلا دیکھ ما
ہی رپٹ سب سنتے آئے
وہ کیا جانے پیم پرائی
دوہا
کوئی کو سپنا ہے سو سمجھ بچھتائے
کب لون جنم اکارت کھوئی
ہمکے بہانہ پوچھا کوئی
کہ کمری آپن لبس کیتا
کہہ وئی ناری سوہ جراوا
پاپک جبری کہ جل بان لوٹری
جوا نجھون سدہ لیہمباری
دوہا
سو کہے وہاں جل بڑے اندر تنک ون جیہ
کندن سون کے سہی سین گوری
نینا ہوت بات بسہاری
ماتے دیکھت بہت ہم ناہین
پہر ڈر ہے کہ کی گر بابین
کہہ کا دیکھو آئے والا سا
پیہ تم بخے مانو

نہہ بیر جو نہ گہری گھڑی لگاؤن پیو
جیسے کہال لوہار کی سانس لیت بن جیو

بھسم بھئی جو گن کے بھیا
اب اوہکار نہ ہو کلیا

بسلی بنایو نرگت موری
آئے نلے ہنسا کی چوری

بیر بجائے کپٹ کٹائے
بہت بین لاگ رہن نت کاٹے

ہم کیسے ناچا کبھی
تم مدوس نشٹ بھیو بھسم ماکھی

جب پالی سنپورن کینا
انت الکھ سگتا کو دینا

مورے بت موری بلنیہ رسیا
آئے ملو تو ہیں رام دوہیا

اتنی کہو جا کا سی اتنا کیوں اکلات
جو صاحب کرپا کرین ملو کیتی بات

رباعیات

۱
فرعون بود غرور ملک و لشکر نازد
شداد نہ گلشن [illegible] نازد
قدرت همه در نازو شیطان بہ فریب
قارون سخن از این پیرا زر نازد

۲
بلبل بنوای خوش مقرر نازد
گلشن بہ لطافت و گل تر نازد
هم مشک بہ بو نازد و یاقوت بہ رنگ
کوثر بہ صفا بہ آب گوهر نازد

۳
معشوق بہ عارض ست تو نازد
عاشق بہ [illegible] نازد
شمشاد بہ راستی و آزادی خوش
[illegible] نازد

۴
عیسی بہ تمام چرخ اخضر نازد
[illegible] نازد
عاشق بہ آه و گریہ [illegible] نازد
[illegible] نازد

۵
سلطان بہ سپاه و تخت و افسر نازد
[illegible] نازد

نازد بہ بسی بہ عقل و دعا سے خویش ... بر لطف کلام خود سخن پرداز د

زر دار بہ شال و بالش پر نازد ... درویش بدلق و کہنہ چادر نازد

ارند ز جراس نے بہ قرآن خطے ... وارستہ ازین ہمہ فنون تر نازد

زاہد بورع رند بہ ساغر نازد ... منعم بہ حشم و تیغ بہ جوہر نازد

حاجی بحرم خلد بہ کوثر نازد ... قنبر بہ علی علی بہ داور نازد

قطعہ تاریخ اوج

بفضل حق سے ہوا وہ دیوان ختم ... فقط وہ فقرہ ہے جسکا ورد انگیز

بولا ہاتف لکھا جو سال ای اوج ... اب بھی نسخہ لطافت خیز

قطعہ تاریخ من تصنیف شاہزادہ شہد یوسف صاحب متخلص بہ خاقان خلف الصدق مہاراجہ شیر سنگہ بہادر والی لاہور

لطف و احسان جناب احدی سے خاقان ... جبکہ دیوان کا لکھا اوج نے سال مسعود

نقشہ کان میں آئی پیرو فتن عیسیٰ ... کتنا دلچسپ ہے گلزار نشاط آلود

اوج

آنکس کہ صرف کرد بہ دیوان تو جہے ... آسودہ از تجسیم مضامین دماغ شد

بلبل نہ لطف ہجوم شہ الی بجاست اوج ... تاریخ او چو از قلم ریخت باغ شد

ولہ

یافت انجام ... ... ج ... آگہی داد ہر اسرار عشق

... ... شد ... نسخہ آزاد عشق

تقریظ منجانب مطبع

ہزار ہزار شکر ہے اوس باغبان حقیقی کا کہ جسنے گلزار عالم مین ایک
سے ایک کو افضل پیدا کیا اور سب کے دلون مین تخم محبت روز
ازل سے بویا ہے اور ایک پر ایک کو شیدا کیا ہے۔ ویسی
مہربانی سے پھر از سر نو بہار آئی اور مدت کے بعد آرزوے
دل پوری ہوئی یعنی محب دلی جناب مرزا محمد حسین صاحب اوج
شاگرد حضرت عشق لکہنوی مرحوم کا یہ دیوان زیور طبع سے آراستہ
ہوکر ہدیۂ احباب ہوا۔ در حقیقت مرزا صاحب موصوف نے
خوب خوب اپنی طبع آزمائی کے جوہر دکھائے ہین۔ کہین عشق
کی چہیڑ چہاڑ ہے تو کہین فرقت کی راتون کا کٹھن پہاڑ ہے۔ کہین
راز و نیاز کی گفتگو ہے تو کہین وصال یار کی آرزو ہے۔ کیونکہ ایک
اوستاد مسلم الثبوت کا کلام ہے غرضکہ ہر حیثیت سے آپکا کلام لائق دید ہے

تاریخ ۲۸ ماہ نومبر ۱۸۹۹ء چہپکر تیار ہوا